UNIVERSAL
LIBRARY

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ کہ درین مرتبہ چہارم بہ تصحیح مسائل و تطبیق عبارت اصل نسخہ عربی و اضافہ حواشی جدیدہ

جلد اول و ثانی نور الہدایہ

یعنی

ترجمہ اردوی شرح وقایہ

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان تربیت یافتہ خدمت برادر معظم محمد مصطفیٰ خان

در مطبع نظامی واقع کانپور طبع شد

واضح ہو کہ اس مطبع مین اردو فارسی عربی ہر قسم کی مطبوعہ کتابین بقیمت ارزان موجود ہین جنکی تفصیل مطبع ہذا کی فہرست علیحدہ منگا کر دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے لیکن یہان چند کتابونکے نام واسطے ملاحظہ شائقین کے [illegible] جاتے ہین جو کتاب مطلوب ہو طلب کرلین [illegible] مجموعہ [illegible] [illegible] کتابت کے [illegible] ہو سکتا ہی [illegible] صاحب [illegible]

المشتہر عاجز محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی واقع کانپور [illegible]

قرآن شریف وتفسیر وقراءت وحدیث

قرآن شریف نظامی بخط مہری [illegible] رسالہ
قرآن شریف در تقطیع پنج سطری۔
قرآن شریف مجتبائی نو مہری۔
قرآن شریف مترجم مع دو ترجمہ و دو تفسیر
یعنی تفسیر جلالین وتفسیر عباسی۔
بست سورہ نظامی بعقیب بافضل الاذکار۔
مجموعۂ چہار سیپارہ مترجم نہایت عمدہ
سیپارہ تلک الرسل بخط واضح۔
سیپارہ لا یحب اللہ بخط روشن۔
جواہر القرآن مع ترجمہ اردو۔
تفسیر سورۂ فاتحہ قابل ملاحظہ۔
نسائی شریف نظامی محشے نہایت عمدہ
مع زہر الربی فی شرح المجتبی تصنیف سیوطی
کہ یہ کتاب کتب صحاح ستہ مین عمدہ چھپی ہی۔
دارمی شریف نظامی مع رسالہ مقدمہ۔
طحاوی شریف مصطفائی یعنی شرح معانی الآثار
حنفیہ کیواسطے حدیث مین بیمثل کتاب ہی۔
تنبیہات ابن حجر عسقلانی نظامی مع ترجمہ اردو
زاد المعاد فی ہدی خیر العباد نظامی کہ کتب
سیر نبوی مین ایسی جامع کتاب آجتک نہین چھپی
فتوح المصر نظامی نہایت عمدہ کتاب ہی۔
تاریخ حبیب اللہ نظامی کہ ضروری سب حالات
آنحضرت وصحابہ داہل بیت کے اسمین درج ہین
مجمع الآداب اردو نظامی قابل دید طالبین ہی۔
مجموعۂ دوازدہ رسائل قرارت نہایت عمدہ

قواعد التجوید نہایت [illegible] کتاب ہی
مخارج الحروف نہایت مفید رسالہ ہی
فضائل القرآن نظامی اردو [illegible] [illegible]
آداب القرآن نظامی عجیب کتاب قابل دید ہی

فقہ وفرائض واذکار

ظفر الہمام فی مسئلۃ الفاتحۃ خلف الامام اردو نظامی
تحفۃ المصلین ترجمہ اردو منیۃ المصلی نظامی۔
قانون شریعت قابل حفظ و [illegible] [illegible]۔
گلدستۂ شریعت تقسیم [illegible] [illegible]
موافق مذہب اثنا عشری کے۔
آب حیات نظامی [illegible] [illegible]
علم الفرائض نظامی [illegible] فارسی کی اردو شرح [illegible]
رسالۂ [illegible] قابل ملاحظہ اولی الالباب
سراجی نظامی مع حاشیہ ضیاء السراج۔
نور الانوار نظامی محشی بقمر الاقمار مع رسالہ [illegible]
فی سنۃ الذکر مع تعلیقات [illegible]
نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ نظامی [illegible]
بلکہ اس ترجمہ باضافہ حواشی [illegible] عمدہ چھپا
افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ فارسی نظامی
رسالہ مفتاح الفرائض اردو بہت عمدہ کتاب ہی
موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے۔
الدر الازہر فی شرح فقہ الاکبر نظامی عربی۔
احسن العقائد نظامی اردو عمدہ کتاب ہی۔
معیار المذہب نظامی تفصیل [illegible] مین۔
احسن المسائل ترجمۂ کنز الدقائق جامع احکام فقہیہ ہی
السیف المسلول فی رد شیخ المقبول۔

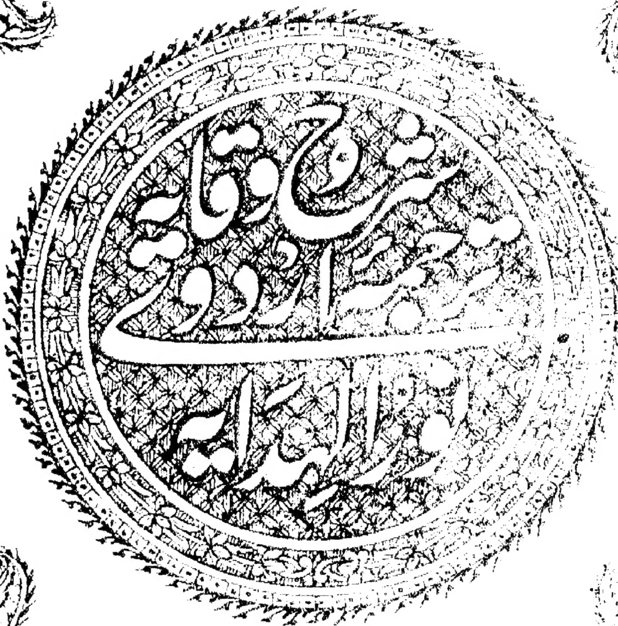
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نعت منظوم و میلاد و سلوک

[illegible] دیوان فارسی نظامی۔
قصائد [illegible] نظامی فارسی [illegible]۔
گلزار نعت باضافہ قصائد مع ترجمہ [illegible]
[illegible] شریف [illegible] مع ترجمہ [illegible]
دیوان لطافت کہ ہر مصرع [illegible] اسکا نعت کے
ذوق وشوق سے بھرا ہی۔
راحت القلوب فی مولد المحبوب مع ضمیمہ [illegible]
وسائل المرغوب فی دلائل المطلوب نظامی
نسیم جنت منظوم تصنیف کافی۔
بہار جنت مع رسالہ گلدستۂ فردوس۔
مولد شریف شہید مع اضافہ دیگر نظم مفید۔
واقع الاوہام فی محفل خیر الانام۔

ما شاء الله لا قوة الا بالله

از تصانیف جناب ... مولوی حاجی ... صاحب ... الرحمن صاحب غفر لہما الودود



باہتمام ... محمد ... خان ... محمد مصطفیٰ خان ...

مطبع الفاروقی ۱۳۱۸ واقع ... دہلی ... مطبوع گردید

کہ جو حدیث موضوع ہی اوسکو نہین ذکر کیا اور اگر کہین ذکر کیا ہی تو لکھدیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہی اور اتفاق ہی محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہین مگر جبکہ لکھدیوے کہ یہ حدیث موضوع ہی ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اَخْرَجَهُ السِّتَّةُ یعنی جو شخص جھوٹ بولے میرے اوپر قصدًا تو چاہیے کہ بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم مین نکالا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور بعضون نے اسکو متواتر کہا ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھسے اور وہ جانتا ہی کہ یہ حدیث کذب ہی تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیثین بے نشان بیان کرتے ہین اور تفسیر قرآن مین قصے طرح طرح کے جھوٹ بناتے ہین ہو وعید شدید مین اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن مین اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرلے مقام اپنا جہنم مین اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے قرآن مین کہا بے جانے بوجھے تو چاہیے کہ مقرر کرلے اپنا مقام جہنم مین اور قرآن کے معنی بیان کرنے مین نہایت احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی معنی قرآن کے جتنے بھی ہون اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہین ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس شخص نے قرآن شریف مین عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد نے

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اوسکو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے ہوا اور آپ نے اوس سے منع نکیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولی کہتے ہین اور جو کیا ہی اوسکو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو آپکے سامنے ہوا اوسکو حدیث تقریری کہتے ہین اور حدیث دو قسم ہوتی ہی متواتر اور آحاد متواتر اوسکو کہتے ہین جسکو ہر زمانہ مین اتنے لوگون نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اونکی طرف عقل کے نزدیک محال ہو اور آحاد وہ ہی کہ جسکی روایت مین یہ تعداد کثرت نہو اور آحاد تین قسم ہی مشہور اور عزیز اور غریب مشہور وہ ہی کہ جسکو ہر زمانہ مین تین یا زیادہ راویون نے روایت کیا ہو اور عزیز وہ ہی کہ جسکو ہر زمانہ مین دو راوی نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی کہ جسکی روایت کسی زمانہ مین ایک ہی راوی سے ہو جاننا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل زائل ہوتا ہی اور آحاد روایت سے علم ظنی حاصل ہوتا ہی اور مشہور حدیث سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہی اور آحاد مین بعضی حدیث مقبول ہی اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو مقبول ہی ورنہ مردود ہی فائدہ متواتر حدیث بعضون نے کہا ہی کہ کوئی موجود نہین اور بعضون نے کہا موجود ہی اور صحیح قول اول ہی کما فی بعض الکتب فائدہ آحاد مقبول کی دو قسمین ہین صحیح اور حسن صحیح اوسکو کہتے ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگون نے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو اور اسناد مین کوئی عیب پوشیدہ نہو اور معتبر لوگون کی مخالفت بھی نہو اور صحیح حدیث کے کئی درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ اتفاق کیا ہو اوسپر بخاری و مسلم نے یعنی دونون کی کتابون مین وہ حدیث موجود ہو دوسرا درجہ یہ ہی کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہی کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھا وہ جو بخاری و مسلم کی شرط اور اونکے طریقے پر ہو پانچوان وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو چھٹا وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو ساتوان وہ جو سوا بخاری و مسلم کے اور حدیث کے امامون نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم کی یہ ہی کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنیوالے اور پرہیزگار ہون غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوین اور بعضون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہی کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیون سے روایت کی ہو اور

اسیطرح اون تابعی سے تبع تابعی نے روایت کی ہو اسیطرح سب طبقون مین وہ شخص ثقہ روایت کرتے چلے گئے ہون اور یہ مضمون حدیث کی کتابون مین مذکور ہے اور **حسن** اوس حدیث کو کہتے ہین جو صحیح کی طرح ہو لیکن اوسکے راویون کا درجہ حفظ و یاد وغیرہ مین صحیح کے راویون سے کم ہو اور عمل کرنے مین دونون برابر ہین اور دونون حجت ہین لیکن رتبے مین صحیح حدیث زیادہ ہے حسن سے اور **ضعیف** حدیث اوسکو کہتے ہین جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی مین کوئی وجہ ضعف کی ہو مثلاً نقصان حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے ہون تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہے تو اوسکا نام **معلق** ہے اور اگر انتہا سے ساقط ہو مثلاً نام صحابی کا مذکور نہوے اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو **مرسل** کہتے ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو **معضل** ہے اور نہین تو **منقطع** اور کبھی منقطع کو مرسل بولتے ہین اور مرسل کو منقطع بولتے ہین اور جسکا راوی جھوٹا ہووے تو اوس حدیث کو **موضوع** کہتے ہین یا اوسپر تہمت جھوٹ کی لگی ہووے تو اوسکو **متروک** کہتے ہین یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہوتا ہو یا سچے لوگون کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو **منکر** کہتے ہین **فائدہ** صحابی اوسکو کہتے ہین جسنے حالت ایمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان پر اوسنے انتقال کیا ہووے اور تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے صحابی کو دیکھا ہے اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے تابعی کو دیکھا ہووے **فائدہ** ضعف اور توثیق سب راویون مین محدثین بیان کرتے ہین لیکن صحابی تو سب ثقہ ہین کوئی ضعیف نہین اور نہ اونمین کسی طرحکا طعن ہے **فائدہ** ایک قسم حدیث کی **مدلس** ہے یعنی وہ حدیث جسمین راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہووے اور اوسکا نام نہ لیا ہو کسی مصلحت سے اور ایک قسم **مضطرب** ہے جسمین راویون نے اختلاف کیا ہو سند یا متن مین اور ایک قسم **مدرج** ہے جسمین راوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث مین شامل کر دیا ہووے اور ایک قسم **معنعن** ہے یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا ہو بلفظ عن کے **فائدہ** اور **شاذ** اوسکو کہتے ہین جو حدیث مخالف روایت معتمد لوگون کے ہووے اور **معلول** اوس حدیث کو کہتے ہین جسمین کسی طرحکی علت پوشیدہ جو صحت حدیث مین قدح کرتی ہو پائی جاتی ہو اور **متابع** اوسکو کہتے ہین کہ ایک راوی نے ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسیکو **شاہد** بھی کہتے ہین اور **مرفوع** حدیث جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فعل آپکا ہووے اور **موقوف** وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہووے اور وقف کہتے ہین صحابی کا قول یا فعل ذکر کرنے کو اور **رفع** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو **فائدہ** اور ان قسمون کے سوا اور بھی قسمین حدیث کی ہین لیکن اسجا پر واسطے اختصار کے ترک کیا **فائدہ** حدیث کی مشہور کتابین چھ ہین اور انکو صحاح ستہ کہتے ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داود اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضون کے نزدیک ابن ماجہ صحاح مین داخل نہین مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی صحاح مین داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین تو سبھی حدیثین ہین صحیح ہین یا حسن ہین ضعیف حدیث اونمین نہین پائی جاتی اور باقی چارون کتابون مین سب قسم کی حدیثین صحیح اور حسن اور ضعیف ہین اور صحاح اونکا نام اسواسطے ہے کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین اور ان کتابون کے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور اونمین بھی صحیح حدیثین موجود ہین مثلاً معاجم ثلاثہ طبرانی اور سنن دار قطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق کا اور مسند دارمی کی اور حال ان سبکا بالتفصیل بستان المحدثین مین مذکور ہے اور ہم اسجا پر صحاح ستہ والون کا حال مختصر کچھ لکھدیتے ہین

احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے قد و قامت انکا میانہ تھا نحیف یعنی دبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت مین دونون آنکھین جاتی رہی تھین اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت ملال تھا خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ

تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی اور یہ تیری گریہ وزاری کا بدلہ ہے صبح کو جب دیکھیں دیکھا کہ آنکھیں لڑکے کی روشن ہیں اور جب دس برس کے تھے مکتب میں جہاں حدیث کو سنتے یاد کر لیتے اور اوسی سن میں شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا میں سنا کہ وہ محدث تھے اور داخلی اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخلی اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ ایک اونکی زبان سے نکلا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ او سوقت بخاری نے کہا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہیں سنا داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے اونکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے میں دیکھنا چاہیے سو داخلی گھر میں گئے اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا یہ تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ہے داخلی حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جسمین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوئے تمام کتابیں حدیث کی آپکو یاد تھیں حامد بن اسمعیل ایک بزرگ کہ بخاری کے زمانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری محدث کے اوستادونکے پاس بلا دوات و قلم کے چلے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ تمکو کیا فائدہ ہے اس سے جو تم سنتے ہو بھول جاتے ہو گے اسیطرح سب لوگ آپ اونکو کہنا شروع کیا سولھویں دن بخاری نے کہا کہ تم نے مجھے تنگ کیا اب جو تم نے لکھا ہے اوسکو سامنے لاؤ اور میری یاد کو اوس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھی تھیں بخاری نے سب یاد سے پڑھنا شروع کیں اور ایسا خوب یاد تھا کہ جیسے اپنی حدیثوں کو اونسے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں بے فائدہ محنت کرتا ہوں تو ہم لوگوں نے اوس وقت جانا کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب ہے کہ ایک روز اسحق بن راہویہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی ان صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا تفرقہ لوگ اوسپر عمل کرنے لگیں بخاری کے دل میں یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثیں جو اونکے پاس تھیں اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت صحیح پائی اوسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور یہ دل پر کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کیواسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے کہ یا الٰہی مجھسے خطا نہو اور آخر اسی طرح سولہ برس کامل محنت کرنے سے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے بیچ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ میں کہ ایک گانوں ہے دو فرسخ سمرقند سے وقت نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ہجری میں اونکو دفن کیا اور باسٹھ برس کی عمر آپ کی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہے اور کنیت انکی ابو الحسین اور لقب انکا عساکر الدین ہے نیشاپور جو ایک شہر ہے خراسان میں وہاں کے رہنے والے ہیں ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین میں سے ہیں اونکی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہے اور صحیح مسلم انکی نہایت عمدہ کتاب ہے تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہے اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہے کہا حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے کہ اجلہ محدثین میں سے ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہے جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کسیکی غیبت نہیں کی اور نہ کسیکو مارا اور نہ کسیکو برا کہا اور پیدا ہوئے تھے سال دو سو دو میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو سو چار میں اور بعضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار کیا ہے اور وفات اونکی یکشنبے کو شام کے وقت ہوئی اور دوشنبے کے دن پچیسویں تاریخ کو رجب میں سال دو سو اکسٹھ میں مدفون ہوئے اور وفات اونکی اسطرح ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اوسکو نہ پہچانا اور اپنے گھر آکے کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے سامنے انکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھدیا تھا آپ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ حدیث

نڈہلی اور جزے تمام ہو گئے اور یہ اونکے انتقال کا سبب ہوا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ

احوال ابوداؤد کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور سیستان ایک ملک ہی سندھ اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے کہا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب بصرے کے خطا ہی تولد اونکا سنہ دو سو دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام مین مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق اور خراسان کے عمر اپنی بسر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور صلاح مین ایک فرد کامل تھے اور آپ ایک دامن کشادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگون نے اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ دامن کشادہ واسطے کتابون حدیث کے ہی اور دوسرے دامن کشادہ رکھنے کی کچھہ حاجت نہین اسراف ہی اور موسی بن ہارون کہ ایک بزرگان وقت مین سے تھے فرماتے کہ ابوداؤد دنیا مین واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت مین واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لیگئے اونھون نے اوسکو دیکھہ کے بہت پسند کیا اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھہ حدیثون سے انتخاب کیا ہی اور کل حدیثین اس کتاب مین چار ہزار آٹھہ سو ہین اور التزام کیا ہی اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسیواسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ معتبر ہی اور وفات ابوداؤد کی سولھوین تاریخ شوال سنہ دو سو پچھتر ہجری مین ہوئی اور بصرہ مین مدفون ہوئے اور عمر آپ کی تہتر سال کی ہوئی ❊

احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابوعیسی ہی اور نام و نسب محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن الضحاک سلمی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہی اور ترمذی شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہین برسون بطلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدون پر بنسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہی اول ترتیب اسکی خوب ہی دوسرے تکرار کم ہی تیسرے ہر مقام پر مذاہب علما اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف او صحت سے بحث کی ہی پانچوین ضعف اور توثیق راویون سے بھی تعرض کیا ہی اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف انکا بحد تھا خوف الہی سے برسون رویا کیے آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب اونکی یہ ہی کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جز حدیث کے لکھے تھے اور فرصت قرات کی نہین ملی تھی ترمذی نے اوس وقت اونسے قرات طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جز نکالو چنانچہ ترمذی نے جو اونکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جز سفید کاغذ سادہ کے نکال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ جو اوس کاغذ پر جا پڑی غصے ہوکے بولے کہ کیا تم مجھسے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین پہلے اون جزونکو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھدیا اور کہین نہ بھولے اور سب حدیثین سنادین شیخ نے کہا کہ اسکا مجکو یقین نہین آتا سابق سے تمنے یاد کرلی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثین غریب نکالکے اونکو ایکبار سنادین ترمذی نے اون حدیثون کو پھر بعینہ ایکجا بھی نہ بھولے اور سنا دیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے اور کہتے ہین کہ جب مین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماے حجاز کے سامنے پیش کیا سب نے پسند کیا بعد اوسکے علماے عراق کے سامنے وہ بھی خوش ہوئے بعد اوسکے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات اونکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو ستائیسوین رجب سال دو سو ستر و نو ہجری مین ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہے طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہے خراسان مین
پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون اور عالمون کو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتے
اور ایک دن افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیویان تھین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے اور لونڈیان بھی بہت تھین اور
پہلے ایک کتاب حدیث کی لکھی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر نے اون سے پوچھا کہ جتنی
حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین انھون نے کہا کہ صحیح بھی ہین حسن بھی ہین سب قسم کی حدیثین ہین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب
ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہووین تب انھون نے اوسکو خلاصہ کرکے صحیح حدیثین منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو
سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین مشہور ہے یہی سنن صغری ہے اور سبب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی رضی کے
مناقب مین ایک کتاب انھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت
بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین کچھ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ نے امیر المومنین معاویہ کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہے فرمایا
کہ معاویہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پاجاوین اونکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اونکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین
اسی طرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ اونکے فوطون مین بھی لگی اوسکے سبب سے
آپ نیم جان ہوگئے خادم اونکو اوٹھاکے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجکو اسی وقت مکہ معظمہ مین لے چلو کہ یا وہان جاکے مرون یا راستے مین مرجاؤن
غرض مکے مین پہونچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دن شنبہ تاریخ تیرھوین صفر مین سال تین سو تین
مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ راہ مین اونکا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہے اور ربعی نسبت ہے طرف ربیعہ کے کہ نام ایک قبیلے کا ہے اور قزوین نام ایک شہر کا
ہے عراق عجم مین اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف مین سے ہے اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہے اور جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
ابو زرعہ رازی کے پاس لے گئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی اکثر کتابین فن حدیث کی بیکار
ہوجاوینگی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہے اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہے
کہ اسمین کوئی حدیث نہایت ضعیف اور موضوع نہوگی اور اس سنن مین بتیس کتابین ہین اور ایک ہزار پانسو باب ہین اور سب حدیثین
اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہے کہ ماجہ انکی مان کا نام تھا اور عبد اللہ دادا انکے صحابی تھے سنہ دو سو اور نو ہجری مین پیدا ہوئے اور بہت مشائخ حدیث سے
استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دوشنبے کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین ستائیسوین تاریخ رمضان مین ہوئی فقط

بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کہا ہے اور بعضون نے مستحسن تو موافقت ان دونون قولون مین اس طور
پر ہے کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے چارون مذہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ اور معانی اونکے مین
بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو جہت احادیث اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث
کی اوسکے مطالعے سے گذری ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب معین کرنا مستحسن ہے اور جس شخص مین یہ شرائط

متحقق نہیں تقلید کا وجوب اسکے حق میں ہی اور اس زمانہ میں ایسا شخص جو ان شرائط مذکورہ کا جامع ہووے اکثر مقامون میں متحقق نہیں اگرچہ
ممکن الوجود بامکان عقلی ہو اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں درحقیقت اطاعت خدا و رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِیْعُوا
اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اسیواسطے مفسرین نے اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے امرا و سلاطین مسلمین مراد لیے ہیں و مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی
میں ہے کہ اسکی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اسواسطے کہ مقلد کو جائز نہیں کہ نزاع کرے
مجتہد سے اوسکے حکم میں بخلاف امرا کے اور عبارت اسکی یہ ہے وَھُوَ یُؤَیِّدُ الْوَجْہَ الْاَوَّلَ اِذْ لَیْسَ لِلْمُقَلِّدِ اَنْ یُّنَازِعَ الْمُجْتَہِدَ فِیْ
حُکْمِہٖ بِخِلَافِ الْاُمَرَاءِ [illegible] نہایت کیونکہ اطاعت علماء اہل اجتہاد کی اطاعت خدا و رسول کی ہووےگی حالانکہ وہ لوگ حاملان علوم شرعیہ اور شارحان
کتاب و سنت ہیں اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ اور عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں کہ تقلید ابی حنیفہ و شافعی وغیرہما کی ایسی ہے جیسے مشرکین تقلید اپنے آبا
و اجداد کی کرتے تھے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قیاس اس تقلید کا مشرکین کی تقلید پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مقلدین مجتہدین کو وسائط الموضوع
علم نبوت اور مسائل رسول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہیں نہ بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہیں جانتے ہیں امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کی
ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اخذ کرتے ہیں اول ساتھ کتاب کے پھر ساتھ سنت کے پھر ساتھ قضایا ہی صحابہ کے اور عمل کرتے ہیں
اوسپر جسپر اتفاق ہوتا ہے [illegible] اور جسمیں کہ اختلاف ہوتا ہے بہکا اوسکو قیاس کرتے ہیں اوسپر مسئلے پر اور روایت کی بیہقی نے مدخل میں بسند
صحیح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِیْفَۃَ یَقُوْلُ اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَی الرَّأْسِ وَالْعَیْنِ وَاِذَا جَاءَ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَخْتَارُ مِنْ
قَوْلِہِمْ وَاِذَا جَاءَ مِنَ التَّابِعِیْنَ زَاحَمْنَاہُمْ یعنی جب کوئی حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے ہووے سو اوپر آنکھون اور سر کے اور جب صحابہ سے ہوا ہم اختیار کرتے ہیں اونکے اقوال سے اور جب تابعین سے ہووے اونکی مزاحمت کرتے ہیں یعنی اوسا
میں کلام کرتے ہیں اور قیاس کرکے قول لیتے ہیں اور شرح امام صاحب بعض قول میں مزاحمت نکرتے کیونکہ خود بھی تابعین میں
سے ہیں اور رحمۃ العلماء میں مذکور ہے اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا
بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور فرمایا اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ یعنی جب صحیح ہو جاوے حدیث تو وہی میرا
مذہب ہے اور صراط مستقیم میں ہے کہ اصحاب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے متفق ہیں کہ حدیث ہر چند اسناد اوسکی ضعیف ہو مقدم اور اولیٰ ہے قیاس سے اور اجتہاد
سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہیں کیا اور میزان شعرانی میں ہے وَمَا طَعَنَ اَحَدٌ فِیْ قَوْلٍ مِّنْ
اَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ الْمُجْتَہِدِیْنَ اِلَّا لِجَہْلِہٖ بِہٖ اِمَّا مِنْ حَیْثُ دَلِیْلِہٖ وَاِمَّا مِنْ حَیْثُ دِقَّۃِ مَدَارِکِہٖ عَلَیْہِ لَا سِیَّمَا الْاِمَامُ
الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ الَّذِیْ اَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰی عِلْمِہٖ وَوَرَعِہٖ وَعِبَادَتِہٖ وَدِقَّۃِ مَدَارِکِہٖ وَاسْتِنْبَاطَاتِہٖ
وَحَاشَاہُ مِنَ الْقَوْلِ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بِالرَّأْیِ الَّذِیْ لَا یَشْہَدُ لَہٗ ظَاہِرُ کِتَابٍ وَّلَا سُنَّۃٍ یعنی نہیں طعن کیا
کسی نے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلون نے اوس قول کے کہ جاہل رہے اوسکی دلیل سے یا دقت اور باریکی اوسکی سے خصوصًا امام اعظم
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف اور خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور دقت مدارک اور استنباطات اونکے پر اور بچے قول سے
دین خدا میں اوس رائے سے کہ نہیں شہادت دیتی ہو اوسکی کتاب یا سنت بچے اور لیکن وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا اوسپر علماء

اُسے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین يَجِبُ عَلَى الْعَامِيِّ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الْاِجْتِهَادِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِّنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ انتہی یعنی واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہنچا ہو درجہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے روضۃ الطالبین مین اَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا اخْتُتِمَ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى اَوْجَبُوْا تَقْلِيْدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْاُمَّةِ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْاِجْمَاعَ عَلَيْهِ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ اربعہ کے اور واجب ہو تقلید ایک کی انمین سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن الہمام مین لکھا ہی غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ يَلْزَمُهُ تَقْلِيْدُ مُجْتَهِدٍ مِّنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْمُطْلَقِيْنَ یعنی جو مجتہد مطلق نہو اوسکو لازم ہی تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی استفہام کرے کہ ان اقوال سے تو یہ ہی ثابت ہوتا ہی کہ تقلید کسیکی ائمہ اربعہ مین سے واجب ہی اور ہم بھی کسی مسئلے مین جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہین کرتے بلکہ کسی مسئلے مین موافق ابو حنیفہ کے اور کسی مین موافق شافعی کے اسی طرح عمل کرتے ہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ باعث اسکا یا تو حصول درجہ اجتہاد ہی کہ جسکا قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہین اوسپر عمل کرتے ہین تو اس صورت مین تقلید کی کیا حاجت ہی اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یہ امر ہی تو مخالف حق و باطل ہی کیونکہ انکار کیا علما نے اس بات پر کہ نہین جائز ہی غیر مجتہد کو کہ عمل کرے ایک مسئلے مین رائے ابو حنیفہ پر اور دوسرے مین رائے شافعی پر کہا ملا علی قاری نے رسالے مین کہ تصنیف کیا اوسکو قفال کی رد مین بَلْ وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يُعَيِّنَ مَذْهَبًا مِّنَ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِيْ جَمِيْعِ الْفُرُوْعِ وَالْوَقَائِعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهُ يَرْجِعُ اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى تَحْرِيْمَ الشَّيْءِ وَمَذْهَبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مَثَلًا اِبَاحَةَ ذٰلِكَ الشَّيْءِ بِعَيْنِهِ اَوْ عَكْسَ ذٰلِكَ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ الْحِلَّةُ وَالْحُرْمَةُ وَفِيْ ذٰلِكَ اِعْدَامُ التَّكْلِيْفِ وَاِبْطَالُ فَائِدَتِهِ وَاسْتِئْصَالُ قَاعِدَتِهِ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ انتہی مَا ذَكَرَهُ یعنی بلکہ واجب ہی اوسپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع مین یا مذہب مالک رح کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہین کہ جو جی چاہے مذہب شافعی رح سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ رح سے کیونکہ جواز مین اسکے کام مؤدی ہو گا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف کی ہی کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلا اوسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو حلت اور حرمت کا تحقق و تقرر جاتا رہا اور اسمین صریح اعدام تکلیف ہی اور ابطال ہی اوسکے فائدے کا اور استیصال ہی اوسکی بنا کا اور یہ باطل ہی اور کہا مصفی مین لَا خَيْرَ فِيْ اَنْ يَّكُوْنَ حَنَفِيًّا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَشَافِعِيًّا فِيْ بَعْضٍ اٰخَرَ یعنی نہین بہتر ہی کہ حنفی ہو بعض مسائل مین اور شافعی ہو بعض مین اور شرح عین العلم مین ہی فَلَوِ الْتَزَمَ اَحَدٌ مَذْهَبًا كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فَلَزِمَ عَلَيْهِ الْاِسْتِمْرَارُ فَلَا يُقَلِّدُ غَيْرَهُ فِيْ مَسْاَلَةٍ مِّنَ الْمَسَائِلِ یعنی جسنے لازم پکڑا ایک مذہب مثلا مذہب ابی حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہی کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اوسکے کسی مسئلے مین غیر کی تقلید نکرے اور کہا ابن عبد البر نے اِنَّ تَتَبُّعَ رُخَصِ الْمَذَاهِبِ غَيْرُ جَائِزٍ بِالْاِجْمَاعِ یعنی تلاش رخصتون کا ہر مذہب مین ممنوع ہی بالاجماع اور تفسیر احمدی مین ہی اِذَا الْتَزَمَ مَذْهَبًا يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّدُوْمَ عَلٰى مَذْهَبِهِ الَّذِي الْتَزَمَهُ وَلَا يَنْتَقِلَ عَنْهُ اِلٰى مَذْهَبٍ اٰخَرَ یعنی جس مذہب پر التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے الحاصل ان روایات و اقوال سے بخوبی واضح ہی کہ جو شخص پایہ اجتہاد کا نرکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید

مذہب معین کی اوسکو واجب ہی اور وجوب حقیت تقلید پر بہت سی دلیلین ہین کہ اونکو اس مقام مین ذکر کرنا مناسب ہی دلیل پہلی یہ ہی
جو ہمنے اس مقام مین قول اکابر علماے امت کے اس باب مین بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہی کہ اوسمین خصم کو جاے کلام نہین وہ یہ ہی کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب ارشاد فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہین احادیث اور آیات سے تو دو حال سے خالی نہین یا اس قول کی تصدیق کرتے
ہو یا انکار کرتے ہو اور اوسکو کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل مین واجب ہوگی اور بر تقدیر ثانی مین اگر
احتمال کذب کا جیسے امام صاحب کی طرف ہو اسیطرح جائز ہی کہ احتمال کذب کا بخاری و مسلم کیطرف ہووے مثلا جب امام صاحب کہ مصداق
خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ہین یون فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہمارے ماخوذ ہین کتاب اور
سنت اور قضایاے صحابہ سے تو قول اونکا لائق اعتماد نہو اور جب بخاری و مسلم وغیرہما کہ اونسے نہایت متاخر ہین ذکر کرین کہ یہ حدیث ہمکو فلانے
سے پونہچی ہی تو قول اونکا بغیر گفتگو مقبول ہو جاوے تو جیسا جائز ہی کہ امام اعظم نے کذبا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان کیے ہوے میرے ماخوذ ہین کتاب اور
سنت سے اور واقع مین وہ مسائل اختراعی عقلی ہون اسیطرح جائز ہی کہ بخاری و مسلم وغیرہما نے کذبا کہا ہو کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پونہچی
ہی تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسرے کی بات کو باوجود بزرگی اور فضل کے کذب شمار کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہی دلیل
تیسری یہ ہی کہ اس زمانہ مین اکثر غیر مقلد جو علما سے سن لیتے ہین کہ یہ قول موافق حدیث کے ہی اور اوسپر عمل کرتے ہین تو تعجب ہی کہ قول اون
علما کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہین لائق اعتبار ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہووے اور یہ نہایت
درجے کا جہل ہی دلیل چوتھی یہ ہی کہ اکثر علما اور فضلا اور اولیاء اللہ اس امت مین اتباع مذہب حنفیہ کرتے چلے آئے ہین تو احتمال بطلان
اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے کسطرح جائز ہوگا بیت ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند ؛ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را
دلیل پانچوین یہ کہ حدیث صحیح مین وارد ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی اطاعت کرو بڑے گروہ
کی اور جو اوسمین سے نکل جاوے نکالا دوزخ مین اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيْرًا یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیرینگے ہم اوسکو جس طرف پھرا اور داخل کرینگے ہم اوسکو جہنم
مین اور بری ہی وہ جگہہ پھر جانے کی اور حالانکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابی حنیفہ پر ہین اور بعض باقی اور مذاہب ثلاثہ باقیہ کے کہا ملا علی قاری
نے وَأَمَّا اتِّبَاعُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا فَفِي الْاِزْدِيَادِ فِيْ جَمِيْعِ الْبِلَادِ سِيَّمَا فِيْ بِلَادِ الرُّوْمِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَوِلَايَةِ
الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَأَكْثَرِ أَهْلِ خُرَاسَانَ وَعِرَاقٍ مَعَ وُجُوْدِ كَثِيْرِيْنَ فِيْ بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاِتِّفَاقِ
وَأَظُنُّ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ ثُلُثَيِ الْمُسْلِمِيْنَ بَلْ أَكْثَرَ عِنْدَ الْمُهَنْدِسِيْنَ بِالْاِتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ
کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید تمام شہرون مین خاص کرکے روم کے ملکون مین اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور
اکثر اہل خراسان اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور جانتا ہون مین کہ ہونگے وہ دو ثلث مسلمانون کے بلکہ
اکثر نزدیک مہندسین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے در مختار مین ہی وَقَدِ اتَّبَعَهٗ عَلٰى مَذْهَبِهٖ
كَثِيْرٌ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ مِمَّنِ اتَّصَفَ بِثَبَاتِ الْمُجَاهَدَةِ وَرَكَضَ فِيْ مَيْدَانِ الْمُشَاهَدَةِ كَإِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَدْهَمَ وَ
شَقِيْقٍ الْبَلْخِيِّ وَمَعْرُوْفٍ الْكَرْخِيِّ وَأَبِيْ يَزِيْدَ الْبِسْطَامِيِّ وَفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ وَدَاوُدَ الطَّائِيِّ وَأَبِيْ حَامِدٍ اللَّفَّافِ
وَخَلَفِ بْنِ أَيُّوْبَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعِ بْنِ الْجَرَّاحِ وَأَبِيْ بَكْرٍ الْوَرَّاقِ وَغَيْرِهِمْ آخر تک اور ایسا ہی

ذکر کیا اکثر علما نے اور کہا اہل کشف نے کہ جیسا مذہب امام ابو حنیفہ کا قدیم سے ہے اسیطرح آخر تک رہے گا اور دیکھنے کی بات ہے کہ امام اعظم صاحب اتباع
حدیث مین اوروں سے زیادہ ہین کہ حدیث مرسل کو قبول کرتے ہین اور قیاس کو اوسکے مقابلے مین جائز نہین رکھتے تو افسوس ہے اون لوگون سے کہ
باوجود مشاہدہ ان امورات کے اور اس احتیاط بلیغ کے ان لوگون کو اصحاب رائے سے شمار کرتے ہین اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف احادیث
و آیات کے سمجھتے ہین اور اوسکے تابعون کو کہ سواد اعظم ہین اہل بدعت مین گمراہ اور خاطی کہتے ہین مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک ڈالنے سے اپنے ہی موہنہ پر خاک پڑتی
ہے جن لوگون کو اللہ تعالی نے نور ہدایت دیا ہے وہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سنیہ سے باز نآوینگے اور بعض لوگ جو مصداق يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ کے ہین باغوای مفسدین شاید کہ اس سے محروم رہین يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ
مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ **دلیل حبیبی** یہ ہے کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ مین سے اس قسم کا نکالے کہ جسکی کوئی دلیل حدیث
ضعیف یا صحیح یا آیت قرآن شریف سے نہو تو اوس صورت مین اگر خاص اوس مسئلے مین کلام کرے اور اوسپر عمل نکرے تو قول اعتراض لائق قبول ہوگا
اور رد جو مسئلے مجتہدین یا اوات مین پیچھے امام کے یا قلتین کے مسئلے مین کلام کرتے ہین سب مسائل کو مثل آہی سے اس کتاب مین تفصیل بیان کیا ہے
اور تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہین دیکھنے سے ظاہر ہوگا حالانکہ امام شافعی کے مذہب مین بھی بہت سے ایسے مسئلے ہین جنکی دلیلین ضعیف اور
اونمین کلام ہے مثلا جہر بسم اللہ کا اور حدث نہونا خون وغیرہ کا اور کہانا اوس شکار کا جسپر بسم اللہ کا نام نلیا گیا ہو قصدا اور کوئی مذہب ایسا نہین کہ ہر مسئلے مین
اوسکے ادلہ قویہ ہین سب قسم کے مسائل ہوتے ہین ہان ایسا قول نہو جو مخالف حدیث ہو ولے اور کسی [illegible] اوسمین تمسک نہو واللہ اعلم وعلمہ اتم

جواب اون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین ہمارے بیان کرتے ہین

طعن پہلا یہ لوگ احادیث کے اوپر عمل نہین کرتے ہین اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا قبول [illegible] ہو اور قول [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
قابل عمل کے نہو **جواب** احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلب ہے مگر ہر ایک شخص کو معرفت حدیث کی اور ناسخ منسوخ کی [illegible]
سمجھنا [illegible] اور طریقہ استنباط [illegible] تو اوس شخص کو عمل یا حدیث جائز [illegible]
[illegible] وَلَيْسَ الْمَعَانِي [illegible]
[illegible]
عَلَيْهِ [illegible] یعنی نہین جائز ہے عامی کو تمسک کرنا ساتھ ظاہر حدیث کے اس سبب سے کہ [illegible] ظاہر سے یا منسوخ ہو [illegible]
ہو عامی پر رجوع طرف فقہا کے بسبب عدم اہتدا [illegible] معرفت صحیح احادیث اور [illegible] ناسخ اور منسوخ کے پس اگر اعتماد کریگا ظاہر
حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہے اوسپر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہے وَالْعَامِّيُّ إِذَا سَمِعَ حَدِيثًا لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ
بِظَاهِرِهِ لِجَوَازِ أَنْ يَكُونَ مَصْرُوفًا عَنْ ظَاهِرِهِ أَوْ مَنْسُوخًا بِخِلَافِ الْفَتْوَى اور معنی اسکے وہی ہین جو اوپر بیان کیے اور بحر الرائق
مین مرقوم ہے إِنَّ الْمُفْتِيَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مِمَّنْ يُوصَلُ حُسْنُ الْفِقْهِ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْبَلْدَةِ فِي الْفَتْوَى وَإِذَا كَانَ الْمُفْتِي عَلَى هَذِهِ
الصِّفَةِ فَعَلَى الْعَامِّيِّ تَقْلِيدُهُ وَإِنْ كَانَ الْمُفْتِي أَخْطَأَ فِي ذَلِكَ وَلَا يُعْتَبَرُ بِغَيْرِهِ هَكَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ
أَبِي حَنِيفَةَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اون شخصون سے کہ لی جاتی ہے اون سے فقہ اور اعتماد کیا جاوے
اوپر شہر مین بیچ فتوے کے اور جبکہ ہو مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید اسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے مین اور نہ اعتبار کرے
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسی ہی روایت کی ہے حسن نے ابو حنیفہ رح سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے اور مسلم الثبوت مین

ہی کہ اجماع کیا ہی محققین نے اوپر منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہی اتباع اون لوگون کی کہ جلادی ہی اونھون نے اور باب باب کیا ہی
اونھون نے پس مہذب اور منقح کیا ہی اونھون نے اور جمع کیا ہی اونھون نے اور اسی پر بنا کیا ہی ابن الصلاح نے منع کو تقلید سے سوا چار اماموں کے کیونکہ
یہ بات نہین جانی گئی ہی غیر مین ان چار کے اور اوسمین کلام ہی اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا کچھہ مشکل نہین اون
معنی کر صحیح ہی کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سے سمجھہ مین ہر خاص و عام کے نہ آوین مثل مطالب منطق اور علوم فلسفہ کے
اور ان معنی کر غلط ہی کہ اوسکے حقائق کو سمجھکر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا ہر ایک اون پڑھے کو آسان ہی بلکہ بعض مضامین ظاہر مین نہایت
آسان اور سہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا اونھین کے اور کو نہین کھلتی پس اگر ظاہر پر ایسے مضمون کے یہ شخص بدون تحقیق کے واقفون سے باوجود
استطاعت و تحقیق سوال کے عمل کریگا تو عجب نہین کہ سوا خود داہ ہو گا اور واسطے قول امام ابوحنیفہ پر ہم اسطرح سے عمل نہین کرتے کہ یہ بالذات
اونھین کا قول ہی بلکہ اسطرح پر کہ یہ قول اونکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہی اور موافق شریعت کے ہی تو قول ابوحنیفہ اور قول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کچھہ منافات نہین بلکہ کوئی قول ابوحنیفہ کا اس قسم سے نہین پایا جاتا جسکی دلیل کچھہ احادیث و آیات سے نہووے اور
پھر دعوی کہ عمل جاہی اونکا بر حدیث پر منع ہووے اور قول ابوحنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے عمل کرنا احادیث پر
اپنی رای کے موافق اور ترک کرنا تقلید ابوحنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہی اور ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بتقدیر
صحت نقل کے وہ بعض نسبت اون لوگون کے ہی کہ جنہون نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث مین اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب
اجر جزیل اور ثواب کا جانتے ہین اور مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا ہی بعد متفق ہو جانے اوس بات کے کہ یہ مخالف
ہی اوس حدیث کے سو وہ کچھہ مخالف ہمارے نہین ہی اور علی ہذا القیاس یہی مراد ہی ان قولون سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح
سفر السعادۃ مین لکھا ہی کہ مصلحت در قرار داد علما کا آخر زمانے مین تعین اور تخصیص مذہب ہی کہ ضبط اور ربط کار دین و دنیا اسی مین ہی
پہلے سے مخیر ہی جسکو چاہے اختیار کرے ہو سکتا ہی اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کیطرف جانا تو ہم سوء ظن اور تفرقہ کے اعمال
اور احوال مین ہوگا پس قرار داد متاخرین مختار ہی اور دوسری مین ہی تو کسی مجتہد کا تابع کو نہین پہونچتا ہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف اپنے مذہب
کے پاوے اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ مقدمین کا ہی علما کو اس زمانے مین سوا متابعت مجتہدون کے کوئی
طریقہ نہین ہی اور علم مجتہد کا پیشتر حکم کتاب و سنت ہی اور کلام صاحب فتح العزیز یعنی مولانا شاہ عبد العزیز کا اس آیت کی تفسیر مین بَلْ
نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا کی منع مین اوس تقلید کے ہی کہ مشرکین اوسکو مقابلے مین حکم خدا و رسول کے پیش کرتے تھے نہ منع مین اس تقلید کے
کہ فی الحقیقۃ اطاعت خدا اور رسول کی ہی اور اسطرح مولانا صاحب منع کرتے اس تقلید کو حالانکہ خود بھی مقلد تھے اور خود اسی تفسیر مین وَلَا تَجْعَلُوا
لِلّٰهِ اَنْدَادًا کے تحت مین فرماتے ہین کہ اون لوگون مین سے جنکی اطاعت بحکم خدا فرض ہی مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہین کہ حکم اونکا
بھی واجب الاتباع ہی تو عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور دقائق طریقت انکو میسر ہی فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پوچھہ لو نصیحت والون سے اگر تم نہین جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ جان تو بتحقیق کہ تمسک
کرنے مین ساتھہ ان مذاہب اربعہ کے مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین اون سے بڑا مفسدہ ہی اور ہم بیان کرینگے اوسکو کئی وجہون سے
انتہی **طعن دوسرا** دیکھو صحاح ستہ کی کتابین جو احادیث کے فن مین اور کتابون سے زیادہ معتبر ہین اکثر جا حدیثین شافعیہ کے موافق ہین
اور حنفیہ کے مخالف تو اولی اس صورت مین عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا **جواب** صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین

کہ جنکو محدثین نے بیان کیا ہی مثلاً معاجم طبرانی کی مؤطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف ابن حبان اور حاکم کی وغیرہا اور صحاح ستہ کی شہرت مبنی ہی اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابون کی صحیح ہین جیساکہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے اور یہ لازم نہین کہ جو حدیث ان کتابون مین نہو وہ صحیح نہووے سیکڑون حدیثین صحیح ایسی ہین بخاری مسلم کی شرط پر کہ ان کتابون مین موجود نہین **طعن تیسرا** حنفی لوگ اکثر جا بجا مخالفت حدیث کی کرتے ہین اور قیاس اور رای کو دخل دیتے ہین اسواسطے نام انکا اہل الرائے ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہی ترمذی مین جا بجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہی وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الرَّاْيِ **جواب** ظاہر اہل الرائے کہنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کے وقت مین مدارک اور باریکی استنباطات اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ مین قول اونکا بلا تامل و فکر نہین آتا تھا اسوجہ سے بعض لوگون نے اونکو اہل رائے کہنا شروع کیا اور یہ نام وجہ طعن نہین ہوسکتا الا اوس صورت مین کہ مسائل انکے صرف رائے اور اختراع عقل پر مبنی ہون حالانکہ کوئی مسئلہ انکا اس قسم کا نہین جسکے ساتھہ اور مجتہد نے بھی تمسک نہ کیا ہو اور کیونکر اہل رائے یہ لوگ ہونگے حالانکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل مقدم تر اور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہین کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اونکی شان کے کہا تو اوسپر اعتبار کرنا درصورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہو نہایت جہالت ہی اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن مین کامل ہوے نہین گذرا کہ کسی نے اوسکے کلام مین رد و قدح نہ کیا ہو اور اونکی شان مین کچھہ نہ کہا ہو یہانتک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشایخ طریقت اور علماے شریعت اولیاے کبار مین سے ہین اور کسیکو اہل حق مین سے اونکی ولایت اور علو درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اونکی شان مین کہا ہی اور اسی قبیل سے محاربات و مشاجرات و منازعات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً ترمذی نے امام ابوحنیفہ کی شان مین جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہمکو لازم نہین یا ابن جوزی نے ازراہ خطا کے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کہا اور اس سے ابن الجوزی رحمہ اللہ کی برائی کرنا اور اونپر طعن کرنا لازم نہین **طعن چوتھا** یہ جو چار مذہب لوگون نے مقرر کر لیے ہین اسکا حکم خدا اور رسول نے نہین فرمایا ہی بلکہ ان لوگون نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھیرا کے حق کو اون مین حصر کیا اور جو قول کہ اونکے مخالف ہی اوسکو باطل ٹھیرایا پس دلیل شرعی اس باب مین کوئی پائی نہین جاتی **جواب** دلیلین شرع مین چار ہین ایک اونمین اجماع امت بھی ہی اور اطاعت اہل اجماع کی فرض ہی اور اجماع کیا امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نے ان چار مذہبون پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چارون کے مخالف ہو باطل ہی آتشبادین ہو وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّةَ الْاَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اَتْبَاعِهِمْ یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کے سو وہ اجماع کے مخالف ہی اور تصریح کی ہی ابن الہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ان چار امامون کے اسواسطے کہ ان امامون کا مذہب منضبط اور آراستہ ہوا اور انکا اتباع کرنیوالے بہت لوگ ہین حاصل یہ ہی کہ ان امامون کے مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث مین حکم ہی اور اسکا بیان گذرا اور نہایۃ المراد مین مرقوم ہی وَفِيْ زَمَانِنَا هٰذَا قَالَ اَنْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيْدِ فِيْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيْهِ اَيْضًا قَالَ الْمُنَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَجُوْزُ الْيَوْمَ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہی تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ

حکم مختلف پھر ان چار کے سوا اور کسی کی تقلید جائز نہیں آور کہا مناوی نے جامع صغیر کی شرح مین جائز نہین ہی اس زمانے مین تقلید کرنی سوا ان چار امامون کے نہ تو قضا مین نہ فتوے مین یعنی قاضی کو درست نہین کہ ان مذاہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہین کہ برخلاف انکے فتوی دے آور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَةِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَّهُمْ یعنی بیشک اجماع ہوا ہی اسبات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبون کے کسی کا جائز نہین سو نہین جائز ہی اتباع اوس شخص کا جو نیا مجتہد مخالف انکے نکلے آور اوسی کتاب مین ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُوْلِیَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مین اور اتباع انکی فضل آلہی ہی اور مقبولیت ہی اوسکی نزدیک اللہ تعالی کے اور اس باب مین دلیل اور توجیہ کو دخل نہین

طعن پانچوان

طعن پانچوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث کو پاتے تھے اوسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہوتا صرف اوسکی تقلید پر اقتصار کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے تھے تو اب اس زمانے مین بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہی کچھہ حرج نہین **جواب** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یا اوس زمانے مین جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث کو جو غیر معتبر ہو کبھی بیان نہین کرتے تھے احتمال کذب کا اونکی نسبت [illegible] جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا تابعی مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اوسپر عمل کرتا تھا برخلاف اس زمانے کے کہ ہزارون قسم کی حدیثین اور قصے لوگون نے جھوٹھ ایجاد کر لیے ہین راوی حدیث کے سب قسم کے ہوسنے لگے تو اس صورت مین ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز ہوا جو لوگ کہ حال و کیفیت رُوات اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگون کو بتلا دیتے تھے اور لوگ اونکی تقلید کرتے تھے تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حماقت ہی اور بہت سے مطاعن جو غیر مقلدین بیان کرتے ہین اونکا جواب بھی ان جوابات سے نکل آوے گا اور جب مشہور طعنون کا یہ حال ہوا تو معلوم نہین کہ جو اور طعن ہین وہ کیسے ہونگے مسلمانون کو لازم ہی کہ انکی باتون کی طرف خیال نکرین اور جس طریقے پر کہ اکابر علمای امت اور ہزارون اولیاء اللہ محبوب خدا کے چلتے ہے اوسی پر چلین

مکر اول

اور ایک مکر اس فرقے کا یہ ہی کہ نام اپنا بمقابلہ حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اسوجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرتے ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین برخلاف مقلدین کے کہ اون لوگون نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو حنیفہ اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو ترک کیا ہی اور یہ نہین سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اوسکے مخالف نہین آور تسمیہ انکا ان نسبتون کے ساتھہ بوجہ تقلید مذہب معین کے ہی ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہین حاجت انکی تخصیص کی کیا ہی

مکر دوم

اور دوسرے یہ کہ اس زمانے مین جو معروف کتابین مشہور اور رواج پا گئی ہین مثل مشکوۃ شریف وغیرہ کے اونمین اپنے مذہب کے موافق احادیث نکالکے عوام مقلدین سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین صحیحہ انکتابون مین منحصر ہین اور تمھارے مسائل صریح مخالف ان احادیث کے ہین تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑکے قول ابو حنیفہ کا اختیار کرتے ہو اور نہین جانتے کہ بہت سی کتابین ایسی حدیث کی ہین کہ انھون نے خواب مین بھی نہین دیکھی [illegible] اور ہزارون حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابون مین موجود ہین فقط

فصل چند اصطلاحات کتاب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب مین جہان آیا ہی مراد اوس سے امام محمد اور امام ابو یوسف ہین اور طرفین سے امام محمد اور امام ابو حنیفہ
اور شیخین سے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب مین حرف صاد سے جو قلم جلی سے لکھا ہی مراد کتاب اصل شرح وقایہ کے
اور حرف فا سے زیادات اور جو احادیث کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہین بطریق فوائد کے مراد ہین اور جہان مطلق امام ہی مراد امام
ابو حنیفہ ہین اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور امام احمد رحمہم اللہ مراد ہین اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث مین
بخاری اور مسلم مقصود ہین اور جماعت سے چارون علمائے باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ تعالی منظور ہین
اور مقصود اصلی تالیف و تصنیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہی نہ کسی کا رد اور نہ کسی کا اظہار خطا منظور ہی تو اب یہ بندہ عاصی پر
معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج رحمت ایزد منان محمد **وحید الزمان** ولد مولوی مسیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی
مؤلف اسکا اون صاحبون کی خدمت مین جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہون عرض رسان ہی کہ جس جگہ
پر از راہ خطائے انسانی کے کوئی قسم کی لغزش دیکھین تو پردہ عفو سے چھپاوین اور مجھ گنہگار اور میرے والدین اور تمامی اعزا
و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعائے خیر کرین اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھین کہ جس جگہ پر نام مبارک حضرت
سیدنا و مولانا و رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا آوے آپ پر صلوۃ و سلام بھیجین کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہی
کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے نام میرا اور وہ درود نہ بھیجے مجھپر تو وہ بڑا بخیل ہی اور حقیقت مین بڑے افسوس کی بات ہی کہ جو دنیا
مین کسیکا دوست ہوتا ہی اوسکے نام کے ذکر کے وقت مدح و ثنا مین اوسکی مشغول ہوتا ہی اور جب محبوب خدا شافع روز جزا پیغمبر حق
جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جاوے اور پہر لوگ ثواب صلوۃ و سلام سے محروم رہین اور جس کسیکا آپ کے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے ذکر آوے اوسپر کلمہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانین اور تابعین کو اور اور علما کو یہ کلمہ رحمۃ اللہ
علیہ اکتفا کرین اور قبل شروع اس کتاب کے بادب بیٹھ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورۂ اخلاص
تین بار اور الحمد ایکبار پڑھین اور ثواب اوسکا تمام صحابہ اور علما اور سب بزرگان دین کو پہونچاوین بعد اوسکے کتاب کو مطالعہ
کرین اور پہر بعد فراغ کے بھی ایسا ہی کرین اور نیت یہ کرتے رہین کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہین یا سکھاتے ہین وہ سب خالصاً لوجہ اللہ
واسطے اوسکی رضامندی کے لیے اور عمل کرنے کے لیے کرتے ہین اور غرض دنیا اور تحصیل مال کچھ علم سے نہین تو یقین ہی کہ بعد رعایت ان
سب شرائط کے ضرور اللہ تعالی اوسکے علم مین برکت دیگا اور توفیق عمل کی عطا فرمائیگا اللّٰہمّ وفّقنا بالخیر واجعل
خواتیم امورنا بالخیر اللّٰہمّ یسّر علینا مہمات العلم واعطنا علماً نافعاً وفہماً کاملاً وقلباً خاشعاً وبدناً متشرعاً و
عملاً متقرّباً اللّٰہمّ اغفر لنا ولوالدینا ولجمیع المسلمین والمسلمات الاحیاء منہم والاموات آمین یا ربّ
العالمین تمّت مقدمۃ الکتاب ویتلوہا کتاب الطہارۃ اللّٰہمّ تمّم بالخیر یا کریم یا وہّاب

فہرست نور الہدایہ ترجمہ اردوی شرح وقایہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان مین

فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھوؤ اپنے مونھون کو اور ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ پانون کو ٹخنون تک فرض وضو مین چار چیزین ہین پہلے دھونا مونھ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور شمس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہی جیسا کہ کہا ہی ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضاے وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہی مگر علماء نے معنی اسکے یون بیان کیے ہین کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہووین اگرچہ پے در پے نہین دوسرے دھونا دونون ہاتھون کہنیون سمیت تیسرے دھونا دونون پیرون کا ٹخنون سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیان اور ٹخنے دھونا فرض نہین اور مخالف روایت مین ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہی جو بیچ قدم مین ہی نزدیک گرہ تسمہ جوتی کے لیکن صحیح یہ ہی کہ ہڈی اونچی ہی جسپر پنڈلی کی ہڈی ختم ہوئی ہی چوتھے مسح کرنا چوتھائی سر کا ف کیونکہ روایت کی مسلم اور طبرانی اور ابوداؤد اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہی اور روایت کی ابوداؤد اور حاکم نے انس سے کہا کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اونکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہین اور روایت کی ایسی ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہی روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہی کہ اکتفا کیا اونھون نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اسکا

صحت کو نہین پہونچا یہ مضمون فتح الباری مین ہی ص مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کریگا
درست ہوجاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہی اور مسح چوتھائی داڑھی کا امام اعظم صاحب کے نزدیک
فرض ہی اور امام ابویوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہو اور مشہور روایت مین امام ابوحنیفہ سے ساری داڑھی
کا مسح فرض ہو اور یہی صحیح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر جسکا مسح کرنا ہی پہونچانا چاہیے نیا پانی برتن
سے لے یا جو تری اعضا کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی رہی یا
ہاتھ کو اعضای مغسولہ یا ممسوحہ پر کیا اوس تری سے مسح کرے جائز نہوگا اور ایسا ہی موزے کے مسح مین اور اگر بعد مسح کے سر منڈوا دیا تو
دوبارہ مسح کرنا لازم نہ اویگا یا وضو کیا اور پھر ناخن کٹوالے تو اوس جگہ کا پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین چودہ ہین پہلی
دھونا ہاتھونکا پہنچونتک ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ہاتھ پانی مین
جبتک اوسکو تین بار نہ دھولے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے ابوہریرہ سے ص اور یہ دھونا بعض مشایخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے اور
بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ف درمختار مین اسکو اختیار کیا ہی کہ قبل استنجے کے بھی
دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ص اور دھونے کا طریقہ یہ ہی کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر دہنا ہاتھ دھووے اور پھر
داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھووے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہی کہ اوٹھانا اوسکا ممکن نہین تو
کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال سکے دھووے جیسے کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی اونگلیون کو ملا کے
اوس مین ڈالے اور پانی نکال کے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور اونگلیون کو آپس مین خوب ملے اسیطرح تین بار
کرے پھر اوسکے داہنے ہاتھ کو اسیطرح ڈال کے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہی جب برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جبکہ برتن بڑا ہو اور
اوسکے ساتھ چھوٹا برتن نہو تو منع نہی کیونکہ خوب صاف کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے
ہاتھون مین نجاست نہو اور اگر نجاست ہو تو ہاتھون کو دھونا نجاست سے اسطرح کہ برتن اور پانی نجس نہو فرض ہی دوسری شروع
مین وضو کے اسکا نام لینا ف جیسے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام کہنا ایسا ہی ہی درمختار مین کیونکہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے ذکر خدا کا کیا پاک ہوویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نکیا پاک نہو
مگر تمام عضو اوسکا روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ سے اور ابن شیخ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور دارقطنی نے
عبداللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا ان دونون نے اوسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے القاب مین
مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ کرکے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وضو نہین
اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا اوسپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداود نے ابوہریرہ سے اور دارمی نے مانند اسکے
اور مراد اس سے یہ ہی کہ وضو اوسکا کامل نہین اور ہدایہ مین اسکو مستحب لکھا ہی اور اس باب مین روایت ہی چند صحابہ سے ص تیسری
مسواک کرنا ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر

البتہ حکم کرتا ہین اونکو ساتھ مسواک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث
صحیح ہی اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب مسواک نہو تو اونگلی سے دانتون کو ملے اور یہ حدیث مین ثابت ہے
کذا فی الہدایۃ **ص** چوتھی تین بار کلی کرنا پانچوین تین بار ناک مین پانی ڈالنا اور کلی کیواسطے تین بار جدا پانی لے اور
پھر ناک مین ڈالنے کے واسطے تین بار جدا لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے ایک ہی چلو سے پھر
اسیطرح پھر اسیطرح تین بار **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ انھون نے وضو کیا سو
دھوئے دونون کف یہانتک کہ صاف کیا اونکو پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ
حدیث حسن صحیح ہی اور روایت کی ابو داؤد نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ وضو
کرتے تھے اور پانی بہتا تھا مونہ اور داڑھی اونکی سے پس دیکھا مینے اونکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک مین پانی
ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب مین بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہی اور وہ یہ ہین عبد اللہ بیٹے زید
روایت کی انسے بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کی انسے بخاری و مسلم نے اور ابن عباس روایت
کی انسے بخاری نے اور مغیرہ روایت کی انسے بخاری نے اور حضرت علی روایت کی انسے ابو داؤد و نسائی وغیرہما نے اور مقدام روایت
کی انسے ابو داؤد نے اور ابو مالک اشعری روایت کی انسے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحق نے اور ابو بکرہ روایت کی
انسے بزار نے اور ابو ہریرہ روایت کی انسے احمد اور ابو یعلی نے اور وائل بن حجر روایت کی انسے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر روایت
کی انسے ابن حبان نے اور ابو امامہ روایت کی انسے احمد نے اور ابو کاہل اور ربیع بیٹی معوذ کے روایت کی انسے ابو داؤد نے
اور عائشہ روایت کی انسے دار قطنی نے اور عبد اللہ بن انیس روایت کی انسے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت
کی انسے ابو داؤد نے اور باقی صحابیون کا نام اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** چھٹی داڑھی کا خلال کرنا **ف** اسطرح کہ انگلیون کو
نیچے داڑھی کے کرکے باہر اوپر کو نکالے کیونکہ روایت کی ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلال کرتے تھے
اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہی اس باب مین اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور
ابن حبان نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمان کی کہا احمد نے کہ صحیح تر ہی سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو
ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد مین اسکی اسرائیل ہی اور وہ قوی نہین اور ایک مقام مین کہا ہی کہ عامر بن شقیق بھی اور اسکی اسناد مین ضعیف
ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ اسرائیل بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہی اوس سے بخاری و مسلم نے اور باقی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم
نے اور ثقہ کہا ہی اوسکو امیہ نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہی اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے
مثل یحیی بن معین اور احمد بن حنبل کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکے حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہی کہ
روایت بیٹے اسرائیل کی اسرائیل سے انھون نے ابی اسحق سے اوسمین ضعف ہی اور اخیر عمر مین سنا ہی اور یہ حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت
نہین تو حجت ہوگی اور عامر بیٹا شقیق کا کہا نسائی نے کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور روایت کی اوس سے چاروں عالمون نے اور یحیی بن معین
اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوسکو اور بخاری اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا کہ اسکے واسطے اور بھی شواہد ہین عمار کی حدیث سے اور انس
اور عائشہ سے پھر ان سبکی حدیثین نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابو داؤد نے انس سے کہ جب حضرت نے وضو کیا

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی حکم کیا
مجکو خدا نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہے کہ اسناد مین اسکی
ولید بن زروان کا مجہول ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہے کیونکہ روایت کی ہے اس ولید سے جعفر بن برقان
اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسیطرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی
نے کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ الصَّفَّارُ مِنْ اَصْلِهٖ وَكَانَ صَدُوْقًا
ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ اَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَهٗ تَحْتَ لِحْيَتِهٖ فَخَلَّلَهَا بِاَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ
کہا ابن القیم نے شرح سنن ابو داود مین هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ یعنی یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انس سے
اس حدیث کو روایت ابی حفص عبدی سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق
کی اوسکی یحیی بن معین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہے اور زیادہ ہے ثقہ سے اور یہ تین طریقے حدیث کے اچھے ہین اور تین
طریقے اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہے سنن ابن ماجہ مین حضرت انس سے کہ تھے حضرت جب وضو کرتے تو خلال کرتے
اپنی داڑھی کا اور کہتے تھے انگلیون اپنی کو دوبار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کردی گئی ہے حدیث
اوسکی اور کہا نسائی نے کہ یزید رقاشی متروک ہے دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی نے ہاشم بن سعید سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون
نے انس سے کہ تھے حضرت صلی الله علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہے اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا
اور تیسرا طریقہ جو روایت کی بیہقی نے اپنے سنن مین ابراہیم صائغ سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انس سے جیسا گذرا اور اس مین
ابو حاتم مجہول ہے اور روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہا عقیلی نے کہ نہین روایت کیجاویگی اوسکے اوپر اور کہا ابو حاتم
نے کہ حدیث اوسکی منکر ہے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہے ابن عمر سے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی
نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف
ہے عبد الله بن عمر پر اور روایت ہے ابو ایوب انصاری سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی الله علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور خلال کیا
اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکی ابو سورہ راوی ضعیف ہے کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ پوچھا
مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لاشی ہے سو مینے کہا کہ ابو سورہ کا نام کیا ہے بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا
کرتا ہے اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وَاَبُوْ سَوْرَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی
ابو سورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہے حدیث مین اور نہین ہے سماع ابو سورہ کو ابو ایوب سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے وَهُوَ ضَعِيْفٌ
اور بھی روایت ہے ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہ سے اور
ابو غالب ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور صحیح کیا واسطے
اوسکے ترمذی نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابر سے کہ وضو کیا رسول الله
صلی الله علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے اونکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ انگلیون کے مانند دندانون کنگھی کے اور اسناد مین اوسکی

اخزم مینا غیاث نیشاپوری کا متروک ہی کہا ابن القیم نے شرح ابو داؤد مین وحدیث جابر ضعیف جدًا یعنی حدیث جابر کی
بہت ضعیف ہی اور روایت کی ابن عدی نے یاسین الزیات سے انھون نے یعلی بن خراش سے انھون نے جریر سے جو صحابی ہین
اور یاسین ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی ترک کیا اوسکو نسائی نے اور جماعت نے اور عائشہ کی حدیث اسی باب مین مروی ہی
مسند امام احمد مین اور وہ بھی ضعیف ہی اور بھی روایت کی طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین اور روایت کی بزار نے ابو بکرہ سے
کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ ای محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین اوسکی ہیثم راوی ضعیف
ہی اور روایت ہی عمار سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی
اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبد الرزاق سے انھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الکریم سے
انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا ہی یہ فعل کہا انھون نے کہ دیکھا مینے
حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ حسان
سے بہت لوگون نے روایت کی ہی کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کیا اور لیکن عبد الکریم ضعیف
ہی اور اوس نے حسان سے نہین سنا اس حدیث کو ایسا ہی کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ نے [illegible] ساتھ اسکے اور کہا
امام احمد نے کہ نہین ثابت ہی بیچ خلال کرنے داڑھی کے کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے
اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا ابن ماجہ نے سنن مین حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان عن سعید بن
ابی عروبة عن قتادة عن حسان بن بلال عن عمار بن یاسر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلل لحیته اور اسناد
اسکی صحیح ہی نزدیک میرے واللہ اعلم اور روایت کی ابو عبید نے حجاج سے انھون نے شعبہ سے انھون نے عمران [illegible] سے انھون
نے موسی بن مروان حجبی سے انھون نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھون نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے
اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث مسند امام احمد مین مروی ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص ساتوین خلال کرنا ہاتھون کی انگلیون کا کرنا
آٹھوین خلال دونون پیر کی انگلیون کا کرنا ف اسطرح کہ بائین ہاتھ کی چھنگلیا کے ساتھ داہنے پاؤن کی چھنگلیا سے شروع کرے
اور بائین پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت
نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اپنا وضو اور خلال کر انگلیون کا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہنچانے مین اگر روزہ دار نہو تو
کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور [illegible] مین جو حدیث آئی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو انگلیون کو تا کہ خلال
نکرے آگ جہنم کی درمیان اونکے سو اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہی [illegible] یہ حدیث ضعیف ہی اور اسی مین واقع
ہوا ابن عباس سے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے [illegible] روایت کی [illegible] اور حاکم اور [illegible]
اور ترمذی نے حسن ص نوین ہر عضو کو تین بار دھونا ف کیونکہ روایت کی نسائی و ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دکھلایا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین تین بار اور فرمایا

کہ ایسا ہی وضو اور جسنے کہ زیادہ کیا اوپر اسکے برا کیا اور جور اور ظلم کیا اور روایت کی ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وضو ایکبار یا دو بار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھونے پر سو اوسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہی ایسا
ہی کہا ہی مواہب اللدنیہ مین اور اسکے سوا بہت سی حدیثین ہر عضو کے تین بار دھونے مین آئی ہین اور ہدایہ مین جو اس مقام پر حدیث
لکھی ہی تو وہ پائی نہین گئی جیسے کہا اور سکا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اور دونون
سندین ضعیف ہین ص دسوین سارے سر کا مسح کرنا ایکبار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہی اور
جامع ترمذی مین حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ انھونؓ نے وضو کیا پس دھویا اعضاے وضو کو تین بار اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا ایسا
ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ف اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی لیکن یہ حدیث ضعیف
ہی اور ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کرتے
تھے اور سفر السعادت مین لکھا ہی کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہین کرتے تھے اور ایک حدیث مین تکرار مسح کی آئی ہی لیکن وہ حدیث ضعیف ہی
اتفاقی اور ہدایہ مین جو لکھا ہی کہ حضرت انسؓ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایکبار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا سو یہ حدیث زیلعی
نے کہا کہ ہمنے نہین پائی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہی اور معجم طبرانی مین اس حدیث کا کہین نشان نہین ایسا
ہی کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہی کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط طبرانی مین موجود ہی مسند ابراہیم بغوی سے ص گیارھوین دونون کانون کا
مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے ف یعنی جو تری ہاتھون مین مسح سر سے باقی ہو اوسی سے دونون کانون کا مسح کرے اور نیا
پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عبد اللہ بن یزید اور ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا کہ دونون کان سر مین سے ہین یعنی سر مین داخل ہین اور جب سر مین داخل ہوے تو سر ہی کے جس پانی سے مسح کیا ہو
اوسی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور موطا مین اور سنن نسائی مین روایت ہی عبد اللہ صنابحی سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ جب
وضو کرتا ہی بندہ مومن باہر نکلتے ہین خطائین کلی کرنے سے منہ سے اور ناک مین پانی ڈالنے سے ناک سے اور منہ دھونے
سے منہ سے یہانتک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ سے یہانتک کہ ناخونون کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے
یہانتک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث مین اشارہ ہی کہ کان بھی سر مین داخل ہین اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور پہلی حدیث کو
ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی ابو امامہؓ سے روایت کیا ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی شہر بیٹا حوشب کا
ہی وہ ضعیف کیا گیا ہی بعض لوگون نے اور ثقہ کہا ہی اسکو اکثر لوگون نے ص اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح
واسطے نیا پانی لیوے بارھوین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت ف یعنی قصد کرنا اس بات کا کہ مین وضو کرتا ہون واسطے
رفع حدث کے اور نیت نماز پڑھنے یا چھونے مصحف کے وغیرہ کا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمرؓ سے ص تیرھوین
ترتیب سے کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے منہ کو دھووے پھر ہاتھ کو اسیطرح اخیر تک ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونون فرض ہین چودھوین پے در پے دھونا اعضاے وضو کا
کہ پہلا عضو خشک نہونے پاوے اور امام مالک کے نزدیک فرض ہی اور ان سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہی

اور مستحب وضو مین دو چیزین ہین پہلی شروع کرنا دھونے مین اعضا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہے **ف** مثلاً پہلے داہنا
ہاتھ دھوے پھر بایان ہاتھ اسی طرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہے تیامن کو ہر شے مین یہانتک
کہ وضو مین اور جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرو تم
سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر مین ہے کہ یہ سنتون مین داخل ہے **ص** دوسری گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا
ہے گردن پر **ف** دونون ہاتھون کی انگلیون کی پیٹھ سے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی نے [illegible] حجر نے
حضرت نے مسح کیا سر کا پھر کیا کانون کا تین بار پھر گردن کا تین بار اور حدیث [illegible] پس مسح گردن کا مستحب ٹھہریگا

فصل بیان مین ان چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین [illegible]

جو چیز وضو کو توڑتی ہے اوسکو ناقض وضو کہتے ہین اور ناقض وضو کی آٹھ چیزین ہین **ص** پہلی نکلنا کسی چیز کا آگے سے یا
پیچھے سے برابر ہے کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی اسکے نکلنے کی عادت ہے آگے پیچھے سے [illegible] **ص** یا غیر معتاد
ف یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو **ص** جیسے کیڑا [illegible] **ف**
[illegible]
[illegible] لا وضوء [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مین جو حدیث لکھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے گئے [illegible] فرمایا [illegible]
اوسکے خروج کا اور نہین معلوم ہوا **ص** دوسری نکلنا کسی چیز کا [illegible]
کہ جب بہ آوے اوس جگہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل مین واجب ہے **ف** کیونکہ روایت کی بخاری [illegible] عائشہ سے کہا
کہ آئین فاطمہ بیٹی ابی حبیش کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ مین مستحاضہ ہوتی ہون اور نہین پاک ہوتی ہون کیا
چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہین اور یہ ایک رگ ہے اور حیض نہین پس جب حیض آوے تو چھوڑ دے نماز
کو اور جب ادن حیض کے ختم ہون پس دھو تو اپنے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب تک آوے وقت تو حضرت نے
دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ [illegible] حضرت نے [illegible] حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور
ماسوا [illegible] جو نکلے [illegible] مین یہ حاجت نہین تو جواب [illegible] اور جگہ سے خون کہ اس

خون پر اور اگر نہ ہو تو دلیل لاتے ہیں ہم ساتھ اوسکے جو روایت کی امام مالک نے موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت ہی علیؓ اور ابی بکر اور سلمان اور ابن عباسؓ سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہی سو روایت کیا ہی اسکو دارقطنی اور ابن عدی نے اور دونون کی سندین ضعیف ہین اور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے جو شخص قی کرے یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جبتک کہ بات نہ کرے اسکو ابن ماجہ نے عائشہؓ سے روایت کیا ہی اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کہا اوسکو اور عبد الرزاق نے مصنف مین مانند اسکے روایت کی حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہی اور شعبی نے کہا کہ وہ کذاب ہی ف حسن اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو ان دو رستون کے سوا اور جگہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا ف اور یہی مذہب امام مالک کا ہی اور امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو نہ کیا اور یہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہی جواب یہ ہی کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین ہی اور کہتے ہین کہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور دھو ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین صالح بیٹا مقاتل کا ضعیف ہی کہا دارقطنی نے کہ وہ قوی نہین اور کہا ابن عبد البر نے کہ ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے نہین ہی ایک قطرہ یا دو قطرے خون مین وضو مگر کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا ہی کہا امام احمد اور یحییٰ اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی اَلْقَلْسُ حَدَثٌ یعنی قے حدث ہی تو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین حدیث عبد اللہ بیٹے عمرؓ کی جو اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہی اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی سعید بن المسیبؒ سے جو بڑے تابعین مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہانتک کہ رنگین ہو جاتی تھین انگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالک نے ایک روایت اسکے خلاف سعید بن المسیب سے نقل کی ہی اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اسمین ہی کہ وضو کرے ص تو اگر نہ بہے بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا ف ہمارے نزدیک اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ خون نکلنے مین یہ بھی شرط ہی کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہو اور یہ خون نجس نہین ص اور اگر زخم کو دبایا اور اوس سے خون نکلا اور تجاوز کر گیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تجاوز نکرتا وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اوس پر خون کا دیکھا یا خلال کیا اور اوس پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین اونگلی کی اور اونگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوسمین سے خون جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹیگا ف اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہوا اور نجس نہی خون ہی

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا یا خون بہتا ہوا ص اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسی طرح اگر
سوئی چبھوئے اور خون اپنے مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہیں وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی خون ہے
جو بہتا ہوا ہو اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور اوسپر سے پوست اتارا جاوے اور نہ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو نہ ٹوٹے
گا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہے اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں واجب نہیں
اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بہری تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک تیسری قے اگر خون تھوک کے
برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہو اور تھوک زرد ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا چوتھی قے کھانا یا
کھانا یا خون بندھا ہوا ہو اور مونہ بھر کے ہو اور اگر بلغم اوترے یا پیٹ سے چڑھے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک
اگر پیٹ سے چڑھے اور مونہ بھر کے ہو وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اوترے تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا ف وضو
قے سے اسواسطے ٹوٹ جاتا ہے کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت
نے قے کی پس وضو کیا معدان کہتے ہیں کہ میں نے ملاقات کی ثوبان سے مسجد دمشق میں سو میں نے اونسے یہ ذکر کیا کہا ثوبان نے
کہ سچ کہا ابو الدرداء نے میں نے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی بیچ اس باب کے
اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک قے سے وضو لازم نہیں جیسا کہ گذرا اور دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق
حضرت نے قے کی پس پانی منگوایا پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے رسول اللہ کیا فرض ہے وضو قے سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو
پاتا تو اوسکو قرآن میں تو اس سے معلوم ہوا کہ قے کرنے سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو کریگا تو درست ہے [illegible] اس کا جواب یہ ہے
اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد میں عتبہ بیٹا سکن کا ہے [illegible] حدیث اوسکی ترک کر دی [illegible]
طرف نسبت [illegible] حدیث کی [illegible] ضعیف ہے اسواسطے حجت نہیں ہو سکتا [illegible] ص [illegible]
قے کی ایسی کہ اگر جمع کیجاوے تو مونہ بھر کے ہو تو اسمیں امام ابو یوسف کا مذہب ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور
امام محمد کے نزدیک اگر ایک متلی سے ہو تو ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتیں ہیں اگر مجلس اور متلی دونوں ایک ہوں تو امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے
نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور متلی دونوں مختلف ہوں کسی کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہو اور متلی بدل جاوے امام
ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے امام محمد کے نزدیک ٹوٹ
جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہو کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہیں ہے تو خون
جبکہ مقام زخم سے جدا نہو وہ پاک ہے اور اسیطرح تھوڑی سی قے بھی اور ایک روایت میں امام محمد کی نجس ہے لیکن فتوی اسی پر ہے کہ بہنے کو
تاثیر نہیں اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ
دَمًا مَّسْفُوحًا الآیہ ترجمہ کہہ دو تم اے محمد کہ نہیں پاتا ہوں میں وحی میں جو بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانیوالے پر کہ کھاوے
اوسکو مگر یہ کہ ہو مردہ یا خون مسفوح یعنی جاری بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مسفوح نہیں حرام نہیں تو نجس نہو گا اور خون جو مقام
زخم سے نہیں بہا تو نجس بھی نہو گا پانچویں پہلو یا پیٹھ پر سونا چھٹی اس طرح سونا کہ سرین یا دونوں زانو پر رکھے یا دونوں ہاتھوں پر رکھے ایک
سرین پر ٹیکتا ہوا اسطرح پر کہ مقعد اوسکی زمین سے جدا ہو ساتویں کسی چیز پر تکیہ کرکے کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاوے تو سونے والا

گر پڑے اول کو اضطجاع کہتے ہین اور دوسرے کو اتکا کہتے ہین اور تیسرے کو استناد **ف** کیونکہ روایت کی عبداللہ بن احمد نے
ابن عباس ؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی وضو اوسپر جو سویا سجدے مین یہانتک کہ مضطجع لیٹے کیونکہ جب لیٹا کر
مضطجع سست ہو جاتے ہین جوڑ اوسکے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور اوسمین ہی کہ نہین وضو ہی اوسپر جو سو جاے
بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمین ہی کہ نہین واجب ہی وضو اوسپر جو سو جاوے بیٹھے یا کھڑے یا سجدے مین آور
امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سوجاوے تو ٹوٹ جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع مین سوجاوے تو
بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سوجاوے دیر تک وضو ٹوٹ جاویگا اور ہماری دلیل یہی حدیث
ہی اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور کہا ہی کہ اسناد مین اسکی یزید بیٹا ابی خالد دالانی کا ہی ابن حبان نے کہا کہ بہت
خطا کرتا ہی اور اسیطرح اور لوگون نے جواب اوسکا یہ ہی کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہی کہ حدیث اوسکی حسن ہی اور کہا احمد نے کہ نہین حرج ہی
حدیث اوسکی سے اور نہین کلام کیا اس حدیث مین ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے
کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی وضو اوس شخص پر جو سوجاوے کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سووے پہلو پر اور روایت ہی حذیفہ سے کہ مین مسجد
مین بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجکو پیچھے سے پکڑا تو مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس کہا مینے یا رسول اللہ
آیا وضو واجب ہوا مجپر فرمایا نہین یہانتک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث
ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی یحیی بیٹا کثیر کا سقا ضعیف ہی اور اگر پہلو پر لیٹا یا تکیہ لگا کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاویگا
کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہی پیخانے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اوسکو اور
ترمذی نے صفوان بیٹے عسال سے اور روایت کی ترمذی نے حضرت انس ؓ سے کہا انھون نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے کہا ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہی اور یہی قول ہی عبداللہ بن مبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان تین طرح کے سوا اگر سووے
وضو نہین جاتا اگر کھڑا یا بیٹھے یا راکع یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہین ہی وضو اوسپر جو سوجاوے
کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سووے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کی بزار نے بسند صحیح
کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض اونمین سے
سو جاتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہی کہ مراد اس سونے سے اونگھنا ہی اور نہین تو مخالفت ہوگی
اون حدیثون کی جو اوپر گذرین اور تمسکات ایمہ اربعہ کے مطابق نہین اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن
عباس سے کہ مین سویا نزدیک اپنی خالہ میمونہ کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے
بلال سو خبر دی اونکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر لیٹ کے سوئے تب بھی وضو نہین جاتا جواب یہ
ہی کہ یہ حضرت کی خصوصیات مین سے تھا چنانچہ ایک روایت مین آیا ہی تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی سوتی ہین میری دونون آنکھین
اور نہین سوتا ہی دل میرا تو یہ اور کسیکے واسطے نہین ہو سکتا غرضکہ اس باب مین امام ابوحنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہی **ص** آٹھوین

بیہوشی تو ین جنون اور بیہوشی مین مستی بھی داخل ہی کہ چلنے مین پیر اوسکا لغزش کرے **ف** ان چیزون سے اسواسطے وضو جاتا
رہتا ہی کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب سے تو اسمین بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہی **ص** گیارھوین قہقہہ
نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جس مین رکوع اور سجدہ ہی **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے شیخ قصے اندھے کے کہ
فرمایا حضرت نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین اون سے مروی
ہی اور انکے راویون مین امام ابوحنیفہ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا اسمین ابوحنیفہ نے اور روایت کی امام
ابوحنیفہ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا پس
گر پڑا کنوین مین اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھون نے
تو جسوقت فارغ ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جس کسی نے تم مین سے قہقہہ کیا ہو تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس جگہ پر بعض
لوگون نے اعتراض کیا ہی کہ معبد تابعی ہین نہ صحابی جواب یہ ہی کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین بصرہ کے رہنے والے جہنی اور یہ معبد
خزاعی ہین اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہی اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی کچھ حرج نہین کیونکہ مرسل ہمارے
نزدیک حجت ہی جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہی صحیح ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت
نے جو کوئی ہنسے نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف ہی تو جواب دیگا
یہ ہی کہ بقیہ کی روایت اگر مشہور شخصون سے حدثنا کرکے ہو تو مقبول ہی اور مسلم نے اوس سے روایت کی ہی متابعۃ تو اب حدیث مین
کسیطرحکا خلل نہین امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہی جابر سے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑتی ہی نماز کو اور نہین توڑتی ہی وضو کو تو اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ قہقہے سے وضو نہین ٹوٹتا جواب یہ ہی کہ اسکی اسناد مین عبد الرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابو شیبہ ہی ضعیف ہی ایسا ہی کہا
یحیی نے اور کہا احمد نے کہ حدیث اسکی منکر ہی اور وہ کچھ نہین **ص** اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین
کوئی بالغ یا لڑکا قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسیطرح سجدہ تلاوت مین تو جو ایسی نماز ہو کہ اسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے
وضو نہین ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاوے گی اور قہقہہ وضو کو جب توڑتا ہی کہ جب شخص جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوئے قہقہہ کیا وضو نہین ٹوٹیگا
اور امام شافعی کے نزدیک وضو قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو یا سوتا ہنسی کی تین قسمین ہین پہلی قہقہہ اسطرح ہنسے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والونکو
سنائی دیوے اور یہ نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہی دوسری ضحک اسطرح ہنسے کہ فقط اوسکو سنائی دیوے اور اوسکے پاس والونکو سنائی نہ دیوے اس سے
نماز ٹوٹتی ہی وضو نہین ٹوٹتا تیسری تبسم اسطرح پر ہنسے کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والونکو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہی اور نہ نماز بارھوین مباشرت
فاحشہ اور وہ یہ ہی کہ مرد عورت دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہو اور عورت کی فرج سے
چھو جاوے **ف** امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اونٹ کے
گوشت سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براء سے اور صحیح کیا اوسکو محدثین نے اور روایت کی مسلم
نے مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم و ابوداؤد نے حضرت ابن عباس
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ بکری کے
گوشت کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے ابتدا اسلام مین حضرت نے فرمایا تھا توضؤا مما مست النار یعنی وضو کرو اوس سے

جسکو لگی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم ابتداے اسلام مین تھا اور اب نہین رہا اور یہ جو بعض لوگون نے کہا ہی کہ روایت
کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو
تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کیا ص اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگر کیڑا زخم
سے نکلے تو وضو کو نہین توڑتا اسواسطے کہ وہ پاک ہی اور جو اوسپر نجاست ہی وہ تھوڑی ہی اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے کیڑا نکلے وضو
نہ ٹوٹیگا اور اگر دُبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دُبر سے نکلنا تھوڑی نجاست کا بھی ناقض ہی اور اگر قبل سے عورت کی نکلے
تو اسمین اختلاف ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہوکر گر پڑے وضو نہ ٹوٹیگا اور وضو کو نہین توڑتا ہی چھونا عورت
کا ف یعنی مثلا بوسہ لیا عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو نہین ٹوٹے گا اور امام
شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے نزدیک بھی
نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت مین اور لیث اور اسحق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور عورت
کو بھی اوسوقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہین تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی حجت پکڑتے ہین اس باب مین کہ عورت کا
چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوس سے کہ روایت کی ابن الجوزی نے معاذ بن جبلؓ سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص مین جو پہونچا کسی عورت سے سب کچھ
سوا جماع کے یعنی تقبیل اور معانقہ اور پیار سب کچھ کیا سوا جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو
پھر لیا وضو اور نماز پڑھی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
اوسکے لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استحباب کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے
کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہین ہوتا اور اقرار تسلیم کے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت
فاحشہ سے ہمارے مذہب مین بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہؓ سے کہا کہ تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور مین حضرت کے سامنے چت لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو مین اپنے پیر
ہٹا لیتی اور ایک روایت مین ہی کہ گھرون مین اوسدن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونہین سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مینے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدے مین تھے
اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ رضا تیری کے غصے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عائشہؓ سے کہ وہ
کنگھی کرتی تھین حضرتؐ کے اور حضرت اعتکاف مین تھے اور اعتکاف مسجد مین ظاہر ہی کہ حضرت بے وضو تھے اور روایت ہی عائشہؓ سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود مین اور مین حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرتؐ نے وفات کی حضرت عائشہؓ کی گود مین
اور عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی کہ حضرتؐ نے ترک کیا ہو وضو کو اور یہ حدیثین کہ سب صحیح ہین حجت اون لوگون پر ہین جو کہتے ہین کہ مطلق عورت کا
چھونا وضو کو توڑتا ہی اور حدیثین ایسی بہت ہین لیکن جو لوگ کہتے ہین کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی
لاتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کا بیچ چھونے مین داخل ہی تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت ہی ابن عمرؓ
سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہی جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھو دے اوسکو اپنے ہاتھ سے تو اوسپر

وضو ہو اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا ان دونوں کو مالک نے
موطا میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی عبیدہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو
وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں بغیر اسناد کے جواب اسکا
یہ ہی کہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں اپنی کا پھر نکلے طرف نماز
کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد
نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں اور کہا کہ حبیب نے
اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اوسکا یہ ہی کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہیں اور نہ سننے کی
گواہی دینا نفی پر گواہی ہی اور دوسرا جواب یہ ہی بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سہمیہ سے انھوں
نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ زینب یہ مجہولہ ہی اور تقریب میں لکھا ہی کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہی کہ طبقہ ثالث کی
یعنی تابعین میں مقبول ہی پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اوسکے ساتھ
ہیں دارقطنی کی روایت میں اور وہ بڑے ثقہ ہیں اور تیسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے
ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کہا
ترمذی اور ابو داؤد نے کہ اس باب میں حضرت سے کچھ صحیح نہیں ہوا جواب اوسکا یہ ہی کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض نہ سنا
بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہی اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو [illegible]
نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے انھوں نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہوگئی اور ترمذی کا قول سے نہیں ثابت
آتا کہ جہان میں کسیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہیں ہی جائز ہی کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہنچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث
کو ابراہیم تیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو ملایا حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف اسمیں ہوا جواب اسکا یہ
ہی کہ ثوری اور ابو حنیفہ دونوں بڑے امام ہیں اور ممکن ہی یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حفصہ سے پہنچی ہو اور دوسری عائشہ سے
ثوری نے عائشہ کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے لفظوں میں اختلاف ہی عثمان بن ابی شیبہ نے روایت
کی کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگوں نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ امر بعید ثقہ ہونے راویوں کو کچھ برا نہیں اور جائز ہی کہ یہ دو حدیثیں ہوں اور روایت کی دارقطنی نے عائشہ سے کہ پہنچا انکو قول
ابن عمر کا کہ بیچ بوسہ کے وضو ہی سو کہا انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے
تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کی سعید بن بشار نے محمد بن عمرو بن عطا سے انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں
نہیں جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہی جو روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات
میں دس طریقوں سے روایت کیا ہی اور ضعیف کیا اون سبھوں کو جواب یہ ہی کہ ضعیف حدیث بھی جب دس بار ہوئی روایت کیجاوے تو وہ
حسن ہو جاتی ہی اور جو بعض حنفیوں نے حجت پکڑی ہی کہ روایت ہی ابو امامہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے کہا اے رسول خدا کے وضو کرنے کیواسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اہل اپنے کا اور کھیلے اوس سے کیا ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس سے فرمایا نہین تو یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ روایت کیا اس حدیث
کو دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی رکین بیٹا عبد اللہ کا ہی ترک کر دی گئی ہی حدیث اوسکی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند اپنی
مین ابن عباس رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا ہمین ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس رض
کا تو جیسا کتنی حدیثین اس باب مین ضعیف اور صحیح آئی ہین تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف ہی ظاہر ہوگی کہ حضرت وضو نہین کرتے تھے
بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت بھی ناقض وضو
ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے مین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت اونکے ساتھ بہت کچھ رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عائشہ رض سے کہ نہین ہوتا تھا کوئی دن لیکن
حضرت اسدن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے
چھونے سے وضو نہین جاتا تو پھر اللہ تعالی کے قول مین لمس سے کیا مراد ہی فرمایا اللہ تعالی نے اَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی تیمم
کرو اگر نپاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتون کو جواب اوسکا یہ ہی کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہی جیسا کہ کہا عبد اللہ بن عباس رض نے واللہ
اعلم **ص** اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہین توڑتا **ف** کیونکہ روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابو داؤد نے طلق بن علی سے
کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہی وہ مگر ایک ٹکڑا تم مین سے اور روایت کیا
اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی اس
باب مین اور طحاوی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہی غیر مضطرب اور روایت کی طحاوی نے ابن المدینی سے تعریف اسکی جیسا
کہ گذرے آگے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونون سے ٹوٹ جاتا ہی **ف** دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی بسرہ
بنت صفوان سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی
ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دارقطنی اور یحیی اور بخاری نے اور بخاری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد ہین بخاری کے کہا انھون نے
کہ طلق کی حدیث اچھی ہی ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بن علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی
ہمارے نزدیک ثابت تر ہی حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہی کہ نووی جو شافعی مذہب
ہین لکھتے ہین کہ مطابقت حدیثون مین جہانتک ممکن ہو سکے واجب ہی تو اس جگہ دونون حدیثون [illegible] مطابقت اسطور
پر ہو سکتی ہی کہ حدیث بسرہ مین وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہی [illegible] اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت [illegible]
کہ دونون حدیثین [illegible] کہ حدیث طلق کی [illegible] حدیث طلق [illegible] سب ثقہ
ہین [illegible] علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طبرانی اور ابن حبان [illegible] ترمذی [illegible] تو پھر احتمال
ضعف کا نکالنا [illegible] اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے [illegible] جواب اوسکا یہ ہی کہ
ماسوا ان دونون حدیثون کے دونون طرف حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور حدیثین امام شافعی کے مذہب کی یہ ہین روایت ہی
ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد مین اسکی اسحق بن عبد اللہ متروک ہی اور ایسا ہی
سفیان بیٹا وکیع کا اور روایت ہی ام حبیبہ سے کہا کہ سنا مینے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو بس چاہیے کہ وضو کرے

اور اسناد مین اوسکی علا بیٹا حارث کا نسبت کیا گیا ہی طرف قدر کے اور مختلط ہوگیا تھا آخر مین علاوہ اسکے بخاری سنے اس
حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ اوسنے اس حدیث کو صحیح نہین دیکھا اور مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہین
سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ سنے اور روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہی اور وہ جو ابن
ماجہ نے جابرؓ سے روایت کی وہ بھی ضعیف ہی اسناد مین اوسکی عقبہ بیٹا عبد الرحمن کا مجہول ہی اور ایک روایت مین عبد اللہ بیٹا نافع
مدنی کا ضعیف ہی اور روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرتؐ نے مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ یعنی جو
شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ
سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثین یہ ہین
ابی امامہؓ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرتؐ چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہی تجھسے یعنی اوسکے چھونے سے وضو نہین روایت کیا
اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہی اسناد مین اسکی جعفر بیٹا زبیر کا ہی ترک کر دی گئی ہی حدیث اوسکی اور ایسا ہی روایت ہی عصمہ
بن مالک اور عایشہؓ وغیرہما سے روایت کی ابو یعلی موصلی نے عایشہؓ سے کہ سنا مینے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے نہین پروا رکھتا ہون کہ مین اوسکو چھوؤن یا ناک اپنی کو اور اسناد مین اوسکی وہی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہی اگر کوئی کہے
کہ روایت کی حاکم نے قاسم سے انھون نے عایشہؓ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے سے سو اوسپر وضو ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ فتوی راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہی نزدیک محدثین کے لیکن یہ سب حدیثین ضعیف ہین تو نہ باقی رہی صحیح
حدیث شافعی کی طرف مگر بسرہ کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علماء شافعیہ نے لکھا ہی کہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی
حضرتؐ سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے
تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات
لازم نہین آتی کہ طلق پھر نہ لوٹے ہون اور نہ اونکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین
اوسکی یزید بیٹا عبد الملک کا ہی اور وہ ضعیف ہی تو اب کچھہ حجت نہین اگر کوئی کہے کہ جب حدیثین مختلف ہوئین تو اب اقوال صحابہ سے
تمسک ضرور ہی جواب یہ ہی کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہی روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعودؓ اور حسن بصری وغیرہم سے
کہ وضو نہین ٹوٹتا اور یہی مذہب ہی عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کی
امام محمد نے موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین سے کہ اون سب نے کہا کہ مین نہین
پروا رکھتا ہون کہ چھوؤن ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے
پس کہا کہ نہین ہی وہ مگر ٹکڑا تجھسے اور روایت کی محمد نے ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھین سے
ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہی حضرت علیؓ سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہین حرج ہی ساتھہ اوسکے اور ابن مسعودؓ
سے بھی ایسی ہی روایت کی اور وہی نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعودؓ
کے سو کہا کہ چھوا مینے ذکر اپنے کو نماز مین تو عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ذکر تیرا نہین ہی مگر مانند سارے بدن تیرے کے اور روایت کی
محمد نے کہ ایک شخص نے پوچھا عطا سے اور کہا کہ ای ابا محمد وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص سنے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

ابن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہی تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطانے کہ یہی قول ہی عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف
ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابو ایوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عایشہ وغیرہم گئے ہین

باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلی پانی مونہ مین ڈالنا دوسری ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون چیزین غسل مین سنت ہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر ہو تم جنب پس چاہیے کہ خوب پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہی اور اسواسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر بال کے جنابت ہی سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ جو حدیث ہدایے مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت نے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث یہیں نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کی ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا تین بار فرض ہین غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکہ بیٹے محمد حلبی نے بنایا ہی کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہی کہ روایت کی مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضہ کے اور استنشاق کے اور کہا کہ مینے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حاشیہ الاصول مین بروایت ابی داؤد ایک روایت مین ہی کہ اوس مین ذکر مضمضہ اور استنشاق کا نہین ہی اور دلیل امام احمد کی یہ ہی کہ روایت کی ابو داؤد نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کی دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہا انھون نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست ہو جاویگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہی **ص** تیسری پونہچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین **ف** کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوْا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت نے تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہی رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ اور ملنا کچھہ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہی ہر عاقل پر **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہی تو اگر آٹا ناخن مین باقی رہا غسل درست نہوگا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ یا حنا وغیرہ درست ہو جاویگا اسواسطے کہ پانی اوسمین سما جاتا ہی اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہی اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر وہ جانتا ہی کہ بالی کے چھید مین بغیر بالی ہلائے پانی نہ پونہچیگا بلاوے اور اگر بالی سوراخ مین نہین ہی اور وہ جانتا ہی کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پونہچے گا تکلف نہ کرے اور اگر جانتا ہی کہ بغیر تکلف کے نہین پونہچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ اگر پانی گذریگا داخل ہووے گا اور اگر غافل ہوگا نہ گذریگا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوپر سے گذارے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف نکرے اور اگر اوسکی اونگلی مین تنگ انگوٹھی ہی واجب ہی کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلاوے تا کہ پانی وہان پہونچ جاوے

اور جس کسیکا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل مین قلفے کے اندر پانی پونہچانا بعضون کے نزدیک واجب ہی اور بعضون کے نزدیک نہین باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفے تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل مین سنت پانچ چیزین ہین پہلی دھونا دونون ہاتھون کا دوسری دھونا فرج کا تیسری دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دھوئے کے چوتھی وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ مین پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پانوٴن کے دھونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی لوح یا پتھر پر کہ پانی اوسپر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دھولیوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری و مسلم نے میمونہؓ سے کہ رکھا مینے واسطے حضرتؐ کے پانی سو ڈھانپا مینے اونکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرتؐ نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر سو دھویا اونکو پھر ڈالا دونون ہاتھون پر پھر دھویا اونکو پھر ڈالا داہنے ہاتھ سے بائین پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اور پھیرا اوسکو زمین پر پھر دھویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دھویا مونہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے اور سارے بدن پر بہایا پھر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مینے اونکو ایک کپڑا پس نہ لیا اوسکو اور چلے اور وہ جھاڑتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابو داوٴد نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی ابو داوٴد اور بخاری و مسلم وغیرہم نے عائشہؓ سے اور یہان الفاظ ابو داوٴد کے مذکور ہین ساتھ سند صحیح کے کہ حضرتؐ جب غسل کرتے تھے جنابت سے دھوتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھ پر پھر دونون ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر وضو کرتے تھے جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن مین پھر کنگھی کرتے تھے بالون اپنے کو یہانتک کہ جب دیکھتے کہ پانی پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر **ص** عورتون پر واجب نہین کہ اپنی چوٹی کھولین جب بالون کی جڑ کو تر کرلین کیونکہ حضرتؐ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ کافی ہی تجکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ مین پہونچ جاوے اور اسیطرح تر کرنا بھی سب بالونکا واجب نہین اور بعض مشایخ نے کہا ہی کہ تر کرلے گیسوٴون کو اور نچوڑ ڈالے **ف** یہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین نہین روایت کی مسلم نے ام سلمہؓ سے کہا انھون نے کہا مینے یارسول اللہ مین عورت ہون کہ باندھتی ہون چوٹی کیا مین کھولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرتؐ نے نہین کافی ہی تجکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لپ پانی سے پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاویگی تو روایت کیا اسکو ابو داوٴد اور ابن ماجہ نے بھی اور اسیطرح روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کھولین چوٹیان اپنی سو حضرت عائشہؓ نے کہا تعجب ہی عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہین عورتونکو چوٹی کھولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈوا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرتؐ غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور مین نہین زیادہ کرتی تھی تین لپون پر یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی جو غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہ بھی ہی کہ کیا مین کھولون چوٹی کو واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرتؐ نے نہین اور اسیطرح بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین **ص** اور یہ سب صورتین جب ہین کہ بال عورت کے گندھے ہوئے ہون اور لیکن جب کھلے ہون تو سبکو دھونا واجب ہی کیونکہ حرج نہین جیسا کہ مرد سب داڑھی کو دھووے کیونکہ کچھ حرج نہین اور مرد اگر اپنی چوٹی باندھے ہو تو کھولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسمین ہی کہ کھولے **ف** در مختار مین اسکو لکھا ہی کہ کھولنا مرد کو واجب ہی

فصل بیان مین اون چیزون کے جنسے غسل لازم آتا ہی

اور اونکو موجبات غسل کہتے ہین اور وہ چار چیزین ہین **ص** پہلی نکلنا منی کا اپنی جگہ سے کود کر شہوت سے تو اگر بغیر شہوت کے

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہو یعنی منی کے نکلنے سے ہو روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہو اور دلیل ہماری یہ ہو کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہو جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ مین دلالت کرتا ہو اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہو کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یحیی نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے انھون نے عبد اللہ بن سولی سے اونھون نے اپنی مان سے کہ پوچھا اونکی مان نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر نر مذی کرتا ہو اور تحقیق کہ ایک مذی ہو اور ایک ودی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہو کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی تو دھووے ذکر اور خصیون اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہوتی ہو بعد پیشاب کے دھووے ذکر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہو اوس سے شہوت ہو اور اوسمین غسل ہو اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط سر عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونے کے شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھاما یہانتک کہ شہوت جاتی رہی بعد اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل پھر واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دوسری مرتبہ غسل واجب نہوگا اور ایسا ہی اگر خواب مین ہو تو غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام محمد سے منقول ہو کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہو اور شمس الایمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا **ف** اگر سونے مین ایسا نہوا یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہو اور اگر سونے مین یہ باتین سب دیکھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین تو اس صورت مین اگر تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہو کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ای رسول اللہ اللہ نہین حیا رکھتا ہو حق سے سو کیا عورت پر ہو جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جبکہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہو انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ایک عورت کا کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا ہو مرد خواب مین فرمایا آپنے کہ جب دیکھے اوس سے جو ہوتا ہو مرد کے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہو کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہو غسل کرتا ہو اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہو کہ جب احتلام ہوا اور تری دیکھے غسل لازم آویگا اور روایت کی ابن ماجہ اور بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا خواب مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوسپر غسل لازم نہین اور سیوطی جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہو انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے جو پاتا ہو مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ نے اور ایک روایت اوسمین ہو خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہو عورت پر غسل جب تک کہ انزال نہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جبتک کہ انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون مین سے

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو ہمنے روایت نقل کی ہی کہ جب عورت لذت وغیرہ پاوے خواب مین اور تری نہ دیکھے تو
غسل واجب ہی اور اسکو شمس الایمہ نے کہا کہ اسپر عمل نکیا جاویگا تو دلیل اوسکی یہ ہی کہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے
پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب عورت دیکھے خواب مین جو مرد دیکھتا ہی تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل
کرے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مراد اس سے جو مرد دیکھتا ہی یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت مین تصریح سے آیا ادھین ام سلمہ رضی
اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ **ص** دوسری غائب
ہوجانا سر ذکر کا قبل یا دبر مین اس صورت مین غسل دونون پر یعنی فاعل ومفعول پہ واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہی سنن ابن ماجہ
مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مل جاوین دونون ختنے غسل واجب ہوتا ہی اور روایت کی طحاوی نے
عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونون ختنے نہاتے تھے اور صحیحین مین روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم مین کا درمیان چارون طرفون کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے
اوس سے تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اگرچہ انزال نہو اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اسکے اور
روایت کی ایسی ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے
القاب مین مانند اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اونکا اور روایت کی دارقطنی نے افراد مین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کرجاوے ختنہ ختنے سے انزال ہو یا نہو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید بن منصور نے اپنی
مسند مین مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
ملجاوے ختنہ ختنے سے اور غائب ہوجاوے سر ذکر تو تحقیق غسل اسمین واجب ہوا انزال ہو یا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے
اوسط مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن وہب نے مسند اپنی مین اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ملجاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا اسکو ابن ابی
شیبہ نے اپنی مصنف مین اگر اسجگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہی اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل
پانی سے ہی یعنی منی نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اوسکا یہ
ہی کہ یہ حکم ابتدای اسلام مین تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اوس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
ابی بیٹے کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہی تھا رخصت اول اسلام مین پھر منع کیا گیا اس سے یعنی
رخصت جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسماعیلی نے کہ وہ صحیح ہی اور پہ شرط بخاری کے اس جگہ اگر کوئی
کہے کہ ابن ہارون اور دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے نہین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابو داؤد مین ایسا
واقع ہوا ہی کہ معلوم ہوتا ہی اوس سے یہ حدیث منقطع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہی اسواسطے کہ ثقہ جب کہے کہ خبر دی مجکو ایک ثقہ نے یا اوس سے
جس سے مین راضی ہون صحیح حدیث ہوگئی اور یہ بات اسکو مستلزم نہین کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہی کہ زہری نے سنا ہو اوسکو کسی ثقہ کے واسطے
سے سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی تب حدیث کی اونسے تو اب اعتراض دفع ہوگیا وباللہ التوفیق وہو خیر الرفیق **ص** تیسری نکھنا جاگنے والے کا منی یا
مذی کو اگرچہ احتلام یاد نہووے **ف** کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جب جاگے ایک تم مین کا اور دیکھے تری اور احتلام یاد نہو تو اوسپر غسل ہی روایت کی مانند اسکے ابن ماجہ اور ابو داؤد

اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت سب اسمین برابر ہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری ارشاد
فرمائی تو اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونون مین تری ہوتی ہی اور نیز احتمال ہی کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو
اور مثل مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب اوپر گذر چکی فقط **ص** چوتھی منقطع ہونا حیض و نفاس کا **ف** بیان
حیض و نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہی کہ جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہووے تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہی اور یہ
حکم اسواسطے ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اون سے
یہانتک کہ وہ خوب پاک ہولین یعنی غسل کرین اور یہ قرأت عاصم اور کسائی کی ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرأت مین
بھی اور جب یہ آیت بتخفیف پڑھی جاتی ہی معنی یہی ہوتے ہین یہانتک کہ غسل کرین پس یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے
غسل فرض ہی لیکن نفاس سے تو بسبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہی اور اجماع حجت قاطع ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي
عَلَى الضَّلَالَةِ یعنی نہین جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسیطرح معلوم ہوچکا ہی کتب اصول سے اور روایت کیا اس
حدیث کو طبرانی اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیا اور ابن جریر اور حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی
خیثمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے الفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہی اور جسکو مسلمان اچھا دیکھین وہ اللہ کے نزدیک
بھی اچھا ہی روایت کیا اسکو بزار اور ابوداؤد طیالسی اور ابونعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ **ص** اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع [illegible] کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہوگا اور بعد جنابت
کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اسکی شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی **ص** اور نابالغہ لڑکی کے وطی کرنے سے غسل
واجب نہوگا بغیر انزال کے اور غسل مستحب ہی واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہی **ف** امام شافعی
و امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہی اور یہی روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہی اور امام مالک کہتے ہین
کہ روایت ہی صحیحین اور جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی مین عبداللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
کوئی کہ آوے تم مین دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہی ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت [illegible]
جمعے کے [illegible] اے گروہ مسلمانون کے یہ وہ دن ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو عید کیا ہی سو غسل کرو [illegible] آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہون نے کہ غسل دن جمعے کا واجب ہی اوپر ہر بالغ کے مانند غسل جنابت کے اور یہ سب حدیثین صحیح ہین اور روایت
کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو [illegible] حدیث [illegible] غسل کی
بہت صحیح ہی اور [illegible] ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا [illegible] اوس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ
یہ اصح الاسانید ہی [illegible] ہین وہ جو کہتے ہین کہ غسل دن جمعے کے مستحب ہی اور جو کہتے ہین کہ واجب نہین حجت پکڑتے ہین
اوس سے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبدالبر نے استذکار
مین سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جسنے غسل کیا

نیک کیا اور غسل افضل ہی کہا ترمذی نے کہ اس باب مین روایت ہی ابی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث
سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہی آور روایت کی ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت مین ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سو پکارا عمر رضی
اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہی آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجکو مشغول رکھا تھا آج کے
روز اور مین گھر نہین گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سُنی اوسی راہ سے مین مسجد مین آیا اور کچھہ دیر نہ کی مینے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تمنے کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھہ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور
عمر رضی اللہ عنہ نے حکم لوٹنے کا نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی آور ایک حدیث سنن ابو داؤد مین ثابت ہی کہ کچھہ
لوگ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہین اور لیکن
غسل زیادہ پاک کرنے والا ہی اور بہتر ہی اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نکرے تو کچھہ اوسپر واجب نہین آخر حدیث تک آور
کہتے ہین کہ مراد واجب سے اون حدیثون مین ضروری ہی نہ واجب اصطلاحی فقہی آور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی
اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَاَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيْدَيْنِ قَالَ اِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَاِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ الْحَدِيْث
یعنی خبر دی مجکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھون نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا مینے ابراہیم
نخعی رحمہ اللہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین سے اونھون نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہی اور اگر ترک کرے تو تو کچھہ
تیرے اوپر نہین آور بھی روایت کی صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جاوے گا اوسکے لیے جو
کچھہ کہ درمیان اوسکے اور درمیان جمعے کے ہی آخر حدیث تک آور وہ جو ابو داؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہی سند اوسکی صحیح
ہی میرے نزدیک اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے
اور اور ترک کرتے تھے اوسکو آور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی واللہ اعلم آور کچھہ بیان اوسکا باب جمعہ مین آویگا اور اس
جگہہ بہت سی روایتین ہین کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہین **ص** دوسرے دونون عیدون کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید
اضحی مین **ف** جاننا چاہیے کہ عیدین کے غسل مین کئی حدیثین ہین لیکن ضعف سے خالی نہین ہین پہلے تو یہ کہ روایت ہی فاکہ بن سعد
رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہونا اونکا مشہور ہی کہا اونھون نے کہ حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر
اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور سنن ابن ماجہ مین اور مسند بزار مین بھی مروی ہی
شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی آور ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ حضرت غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی آور سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی
کہ زیاد بن اشعری نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہین کرتے ہو بیچ
عید کے روایت کیا اسکو ابن مندہ نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہی عیاض سے اور زیاد کا کہنا محفوظ نہین انتہی تو اسمین یہ کلام ہی کہ ابن عساکر

کی روایت کا اعتبار نہین جبتک رجال سند کے معلوم نہون اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتے ہین ان کتابون مین اور مجد الدین فیروزآبادی نے لکھا ہی کہ اس باب مین دو حدیثین آئی ہین یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونون ہمنے اوپر نقل کین یہ دونون ضعیف ہین اور بعض محققین نے کہا ہی کہ ہمنے سوا حدیث عباسؓ اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب مین نہین پائی البتہ روایت ہی مؤطا مین ساتھہ سند صحیح کے عبداللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائین لیکن یہ بات ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرتؐ کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذراسی بات بھی جو حضرتؐ نے نہین کی ہوتی تھی نہین کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے حضرتؐ کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروزآبادی نے کہا لٰکِنْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ کَانَ یَغْتَسِلُ لِکُلِّ عِیْدٍ وَشِدَّۃُ مُبَالَغَتِہٖ لِمُتَابَعَۃِ السُّنَّۃِ یَقْتَضِي اَنَّ الْحَدِیْثَ فِي ھٰذَا الْبَابِ صَحِیْحٌ یعنی صحیح ہوا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شدت مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہی اس بات کو کہ حدیث اس باب مین صحیح ہی فقط وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور روایت کی ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہی کہ حضرتؐ نے کپڑے اوتارے واسطے لبیک کہنے کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا غسل احرام کا ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہ عموم اسمین نہین بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ایکبار کیا تو غسل مستحب ہوجاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ھٰذَا مَا ظَہَرَ لِي الْاٰنَ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا **ص** تیسرے واسطے احرام کے **ف** احرام کیواسطے غسل کرنا ایمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہی اور دلیل اسکی بھی گذری اور روایتین اس باب مین صحیح مین اور بیان اسکا حج کے باب مین آویگا **ص** چوتھے دن عرفے کے **ف** کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعے کے اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفے کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ بھی ضعیف ہی

باب پانی کے بیان مین جس سے وضو جائز ہی اور جس سے جائز نہین

جائز ہی وضو مینہہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئین وغیرہ کے **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمْ بِہٖ یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہی پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوس سے اور فرمایا وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوْرًا یعنی اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتین دلالت کرتی ہین آسمان کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کہ کنوئین مین دلیل یہ ہی جو روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا گیا حضرتؐ سے کہ کیا وضو کرین ہم کنوئین بضاعہ سے اور وہ کنوان ہی کہ ڈالے جاتے ہین اوسمین کتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان رحمہ اللہ علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہین نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہین دریا مین اور اوٹھاتے ہین اپنے ساتھہ پانی تھوڑا تو اگر وضو کرین ہم پیاسے ہون کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی دریا پاک ہی پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا کہا ترمذی نے

پوچھا [illegible] بن اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو نہوں نے کہ حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھی ہی **ص** اور برف کے پانی سے اگر جاہوا ہو اور اگر جما ہوا ہو تو جائز نہیں **ف** کیونکہ جس صورت میں برف مانند پانی کے بہتی ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور جس صورت میں جمی ہوئی ہی تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہی **ص** جائز ہی وضو اوس پانی سے جو رکھے رکھے بدبو دار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی وصف کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو **ف** اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہی **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اوپر پانی کے مثلاً گاڑھا کردے اور اوسکی رقت اور سیلان [illegible] کو کھو دے تو وضو اوس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی نہو کہ اوس سے پاک کرنا مقصود ہو [illegible] مقصود میں اوسنے دو روایتین ہین ایک روایت میں غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں [illegible] غالب ہو جاوے تو وضو اوس سے [illegible] اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں مل گئی ہی زمین کی قسم سے نہیں تو وضو اوس پانی سے جائز نہیں اگرچہ غالب نہو **ف** [illegible] اوسمین ہی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی **ص** اگر پانی جاری میں نا پاک چیز پڑ جاوے اور اثر اوسکا [illegible] تو وضو درست جائز ہی **ف** اسواسطے کہ نجاست اوسمین نہ ٹھیرے گی بلکہ بہ جاوے گی ایسا ہی ہدایہ میں ہی اللہ [illegible] جاری کسکو کہتے ہین علما کا اوسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری اوسے کہتے ہین کہ تنکا اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاوے **ف** اسکو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ جاری وہ ہی کہ جسکو لوگ جاری [illegible] در مختار نے متن مین اختیار کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق جریان اوسمین پایا جاوے اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو واللہ اعلم **ص** تو اگر ندی اوپر سے روک دیجاوے اور پانی [illegible] نکلتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہی اسطرح وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل [illegible] دوبارہ [illegible] کہ پانی مستعمل ہو جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آویگا **ف** کیونکہ پانی [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible] اور [illegible] **ص** اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہی ہر طرف میں اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتویٰ ہی **ف** در مختار میں ہی [illegible] **ص** اور بعضون کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بہ [illegible] معلوم ہو [illegible] نجاست ہی وضو اوس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہووے تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی بسبب [illegible] واللہ اعلم [illegible] ندی میں پڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی ہٹ کے اوپر جاری [illegible] اگر [illegible] پانی [illegible] کم ہی [illegible] لگ ہی اوسکے نشیب میں وضو جائز ہی ورنہ نہیں جائز ہی [illegible] بعض نے کہا ہی کہ [illegible] اسی پر [illegible] اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہیں بدلا ہی تو اوس سے وضو کرنے میں کچھ خوف نہیں اور اگر پانی میں ایسا جانور مر جاوے کہ پانی میں پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی اور جو جانور [illegible] نہیں پیدا ہوتا اور پانی میں رہتا ہی مثل بط اور مرغابی کے اوس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہی

ف مچھلی وغیرہ کے مرنے سے اسواسطے پانی نہین نجس ہوتا کہ ان جانورون کی جگہ یہی پانی ہی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور
عاقل پر مخفی نرہے کہ اس سے لازم یہ آتا ہی کہ اگر مینڈک خشکی مین مرجاوے تو چاہیے کہ نجس نہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب
یون ہوسکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہین سکتا اور ایسا معدن درندے کا خشکی نہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور دوسری دلیل
ہدایہ مین اسکی یون لکھی ہی کہ انمین خون نہین کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہین رہتا ہی اور جب خون نہوا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ
خون ہی نجس کرنیوالا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے ہٰذَا التَّعْلِیْلُ ھُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ مین اگر یہ
چیزین مرجاوین تو بعضون نے کہا کہ سوا مچھلی کے اور مین نجس ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ
ص اور اگر پانی مین ایسا جانور مرا جسمین بہتا خون نہین جیسے مچھر اور مکھی وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا ہی
خون ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے برتن کھانے یا پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبو دے
پھر اوسکو نکال ڈالے اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے
اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے اور پوری
حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑ جاوے اوسمین وہ
جانور جسمین خون نہین اور مرجاوے اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہا دارقطنی نے نہین مرفوع کیا
اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے کہا
کہ یہ بقیہ بیٹا ولید کا ہی روایت کی اس سے بہت امامون نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور وکیع و اوزاعی
اور اسحق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون کہ
پوچھے گئے یحیی بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کِلَاھُمَا صَالِحَانِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابو زرعہ رازی نے
کہ بقیہ میرے نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ
نام اونکے باپ کا عبد الجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کی حدیث جو اوپر ہمنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہی
ف اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے
نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضو اوس سے جائز نہین اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی ف کیونکہ
اسپر پانی مطلق نہین بولا جاتا ہی مثلا جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہین کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی کہ جب پانی
نپاؤ تو تم تیمم کرو ص اور وضو اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح پر کہ پانی کو اوس کی طبیعت سے نکال دیوے یا پکانے
کے سبب سے غالب ہوجاوے جیسے کہ پانی باقلے کا ف ہدایہ مین ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب ہوگئی ہو اوسپر
کوئی چیز پکانے کے سبب سے ص یا شوربا جائز نہین اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا تو
اوس سے جائز نہین کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی ف ہدایہ مین ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا تو اوس سے وضو جائز ہی

اور باقلے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہین لیے واللہ اعلم **ص** اور جو پانی بہتا نہین اوسمین
اگر نجاست پڑی وضو اوس سے جائز نہین **ف** جاننا چاہیے کہ یہان تین مذہب ہین پہلے تو یہ ہی کہ پانی جو جاری نہین اوسمین
اگر نجاست پڑے گی تو نجس ہو جائے گا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے آویگا تو اس صورت مین
مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہی دوسرا مذہب یہ ہی کہ اگر دو پچھال پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب امام شافعی
رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہی اور تیسرا مذہب یہ ہی کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جبتک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس نہوگا اور
یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہی امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور
ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک
تم مین کا بیچ اوس پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوسمین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم مین بیچ پانی
دائم کے اور وہ جنب ہو کہا کسطرح کرے اے ابا ہریرہ کہا کہ لے لے اوس سے لینے کر یعنی کسی برتن سے مثلا لیکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے
منع کیا ٹھیرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونون کو مسلم نے اپنی صحیح مین اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگون نے روایت کیا
اسکو مسلم نے کئی طریقون سے اور بخاری نے بھی اور چار دن عالمون نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہی اور اس حدیث سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو پانی جاری نہین وہ نجس ہو جاتا ہی ورنہ منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہی صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ جاگے کوئی تم مین سے اپنے خواب سے سو نڈالے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہانتک کہ دھووے اوسکو تین بار کیونکہ وہ
نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقون سے مروی ہی اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقون سے اور روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہی اور اس باب مین روایت ہی ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور
نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہی اور بھی روایتین مؤید اسکی کنوئین کے باب مین آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل
یہ ہی کہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہی جنگلو نمین اور
پیتے ہین اوس پانی سے چارپاے اور درندے فرمایا آپنے کہ جب ہو پانی قلتین نہ اوٹھائیگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر اور ابی ہریرہ
وغیرہم سے اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہی کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اول کتاب مین جو کہ
سندون سے تو سندون مین اس لفظ سے لائے ہین اِذَا کَانَ الْمَآءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً یعنی جب ہوئے پانی چالیس قلہ اول ان
نو کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقون مین لَمْ یَنْجُسْ ہی اور
بعضون مین لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ اور پینتالیس اور طریقے ہین ایک اونمین سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ساتھ اس لفظ کے
اِذَا کَانَ الْمَآءُ قُلَّتَیْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِکَ لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ
کے اِذَا کَانَ الْمَآءُ قُلَّتَیْنِ فَصَاعِدًا لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایتون مین تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بعض مین عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور چالیس قلون
کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہی اور ابن ماجہ کی روایت مین عن قلتین او ثلاثا یعنی دو قلے ہون یا تین اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے پر نہ احتمال رکھیگا
نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہین خلط کیا ہی اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا استدراک
کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ساتھ
سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ یعنی جب پہونچے پانی چالیس قلہ نہین نجس ہوگا
اور بعض روایتون مین ہی اَرْبَعِيْنَ غَرْبًا اور بعضون مین اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا سو اس حدیث کے لفظون مین اضطراب ہوا اور بھی بعض
حدیثون مین آیا ہی لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور بعضون مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف ہی ابی اسامہ پر کبھی تو
کہتے ہین عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ
اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سُنا ہو اور بھی اس حدیث مین ابی اسامہ نے کہا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما کے ہین اون دونون نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثون مین ایک روایت مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا یہ ہی
کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سُنا ہو اور آپ بھی سُنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن
اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک بہت ہی کسی مین ہی قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ
غَرْبًا کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلِاَنَّهُ رُوِيَ قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا عَلَى الشَّكِّ یعنی ترک کیا ہے حدیث
قلتین کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلہ اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلون کا ہی جو
اکثر روایات مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے تو مسندون مین اربعین قلۃ ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف
ہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو اوسمین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہی
اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھائیگا نجاست
کو یعنی نجس ہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ
وجہ نہین و اللہ اعلم پس ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ
نے ضَعِيْفٌ ضَعَّفَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فی سننہ بھی ہی اور یہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابو داود کے کہین اسکا ذکر نہین کہا شیخ ابن الہمام
نے وَقِيْلَ لَعَلَّهُ فِيْ غَيْرِ سُنَنِهِ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن مین ابو داود کے ہی و اللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر
مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِكِيُّوْنَ
یعنی جنھون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق اور ابو بکر بن العربی مالکی لوگون نے
یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدائع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ لَا يَثْبُتُ حَدِيْثُ الْقُلَّتَيْنِ
یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انھون نے ثابت نہین ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت مین
بَابُ بُلُوْغِ الْمَاءِ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ يَصِحَّ فِيْهِ حَدِيْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

کہ صحیح نہین ہوئی اوسمین کوئی حدیث اور بعضون نے کہا ہی کہ سفر السعادۃ مین ہی ضَعَّفَهٗ بَعْضُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَصَحَّحَهٗ بَعْضُهُمْ
اور یہ غلط ہی کیونکہ سفر السعادۃ مین کہین اسکا نشان نہین پوری عبارت اوسکی یون ہی بَابُ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ
خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ يَصِحَّ فِيْهِ حَدِيْثٌ وَجَمَاعَةٌ قَائِلُوْنَ بِصِحَّتِهٖ وَقَلَّ اَوْ نَدَرَ مَا اَكَابِرُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ
مُصَنَّفَاتِهِمْ انتہی اور زیلعی نے کہا حَدِيْثُ قُلَّتَيْنِ ضَعِيْفٌ ضَعَّفَهٗ جَمَاعَةُ الْمُحَدِّثِيْنَ حَتّٰى قَالَ الْبَيْهَقِيُّ
مِنَ الشَّافِعِيَّةِ اِنَّهٗ غَيْرُ قَوِيٍّ وَتَرَكَهُ الْغَزَالِيُّ وَالرُّوْيَانِيُّ مَعَ شِدَّةِ اتِّبَاعِهِمَا الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ لِضُعْفِهٖ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہانتک کہ کہا بیہقی نے کہ وہ قوی
نہین اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے ضعف اوسکے
کے اور تمہید مین ہی مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ مِنْ حَدِيْثِ قُلَّتَيْنِ مَذْهَبٌ ضَعِيْفٌ یعنی جس طرف شافعی
گئے ہین حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور استذکار مین ابو عمر کے ہی وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ اور وہ حدیث ضعیف ہی
اور ان قولون مین ایک نظر ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگون نے مراد لیا ہی یا ضعف بسبب
اضطراب کے اگر ضعف بسبب اضطراب کے ہی تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہین کہا طحاوی نے خَبَرُ الْقُلَّتَيْنِ صَحِيْحٌ
وَاِسْنَادُهٗ ثَابِتٌ یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی اور کہا حاکم نے مستدرک مین صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ
وَمُسْلِمٍ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ مَوْصُوْلٌ یہ اسناد صحیح
ہی موصول ہی اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود مین اَمَّا صِحَّةُ سَنَدِهٖ فَقَدْ وُجِدَتْ لِاَنَّ
رُوَاتَهٗ ثِقَاتٌ لَيْسَ فِيْهِمْ مَجْرُوْحٌ وَلَا مُتَّهَمٌ وَقَدْ سَمِعَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَلِهٰذَا صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ
وَالطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهُمْ یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی اسواسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہین نہین ہی اونمین کوئی مجروح
اور نہ متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسیواسطے صحیح کیا ہی اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی البتہ اضطراب
لفظی اسمین بہت واقع ہی اور وہ جو ہمنے چالیس قلون کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کی بعض
لوگون نے کہا ہی کہ جابر کہنا غلط ہی بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہی اور یہ غلطی قاسم عمری سے جو اوسکی اسناد مین ہی واقع ہوئی
ہی کیونکہ وہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو احمد اور بخاری اور یحیی بن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَلِيٍّ الدَّقَّاقَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً خَطَاٌ وَالصَّحِيْحُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو یعنی خبر دی ہمکو
ابو عبد اللہ حافظ نے اونہون نے کہا سنا مینے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ عنہ سے خطا ہی اور صحیح محمد بن
المنکدر سے انہون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ہی انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اس حدیث کو محمد بن منکدر
سے انہون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا مین ساتھ عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ مین کہ اوسمین پانی تھا اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوس سے پس کہا مینے

کیا وضو کرتے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہمسے اپنے باپ سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو قلے کے یا تین کے نجس نہ کریگا اوسکو کچھہ اور روایت کی ابو بکر نیشاپوری نے کہا حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي لُوطٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نہ نجس کریگا اوسکو کچھہ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے انھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہی کہ قلے کے لغت مین بہت سے معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہہ پر کون سے معنی مراد ہین قلے کے معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہی کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہی جیسا کہ کہا شافعی نے أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي ذِكْرُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ بِقِلَالِ هَجَرَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَأَيْتُ قِلَالَ هَجَرَ فَالْقُلَّةُ تَسَعُ قِرْبَتَيْنِ أَوْ قِرْبَتَيْنِ وَشَيْئًا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھاویگا نجاست کو اور کہا یہہ حدیث کے قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھہ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمنے کچھہ زیادہ کے کہنے کے موافق اڑھائی مشک کرلی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہی اور امام شافعی صاحب کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوئین اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر پانی ہی تو قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہین اور رطل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہی واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس روایت کو اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو کچھہ ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ہجر محفوظ نہین نہین ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن سقلاب کنیت اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہی علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دارقطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھہ اوسمین ذکر نہین اور یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی اول تو خالی اسناد سے ہی دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قَالَ أَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَانَ فَقِيهًا عَابِدًا يَصُومُ الدَّهْرَ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَكَانَ كَثِيرَ الْغَلَطِ فِي حَدِيثِهِ إِلَى آخِرِ مَا قَالَ یعنی کہا ابو حاتم نے کہ وہ قوی نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی اور کہا علی بن المدینی نے کہ وہ کچھہ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن اسی اور سو مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مُسْلِمٌ الزَّنْجِيُّ إِمَامٌ فِي الْفِقْهِ یعنی مسلم زنجی امام ہی فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہی وغیرہ ذلک تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جب جرح کیا اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے کہ ضعف اوسکا

بسبب ثقہ کہنے بعض لوگون کے نہین جاویگا اور اگر مانیے بھی تو بھی یہ حدیث بغیر اسناد کی ہے تو خصم تسلیم نہین کریگا واللہ اعلم اور کہا ابن جریج نے أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ نَجَسًا وَلَا بَأْسًا قَالَ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ قِلَالُ هَجَرَ قَالَ قِلَالُ هَجَرَ قَالَ فَأَظُنُّ كُلَّ قُلَّةٍ تَأْخُذُ قِرْبَتَيْنِ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مٹکے نہ اوٹھاوے گا نجاست اور گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا مینے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہان قلے ہجر کے ہین کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہون مین کہ ہر قلہ سماتا ہوگا دو مشکین اور اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قلال ہجر نہین ہے تو حجت نہوگا تو اس حدیث مین اب قلے معنی نہ معلوم ہوئے تو حدیث ضعیف ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا وَإِنَّمَا تَرَكْنَاهُ لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ مَا الْقُلَّتَانِ یعنی ہمنے ترک کر دیا اس حدیث کو اسواسطے کہ ہم نہین جانتے کہ کیا ہین دو مٹکے اور پوشیدہ ہے کہ جس صورت مین چالیس قلون کی حدیث پر عمل کیا جاویگا تو امام ابو حنیفہ صاحب کا مذہب بھی تحقق ہو جاویگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا موافق قول مختار کے تو چالیس قلون کا پانچ ہزار سیر پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہو جاویگا اور اتنے پانی مین حوض دہ در دہ پورا ہو جاوے گا سو مشکون کا یہ تخمینا ہی آزمایا نہین گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین هَذَا تَلْخِيصُ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْإِمَامِ وَبِهِ تَرَجَّحَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ عِنْدَهُ إِلَى آخِرِ مَا قَالَ یہ خلاصہ ہے اوسکا جو ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے بیچ امام کے اور اس سے مرجح ہوا ضعف حدیث کا نزدیک اونکے تو وجہین ضعف کی اس حدیث مین کل نو ہین ایک تو اضطراب لفظی دوسری اشتراک اور باقی اور جو ضعف لوگون نے بیان کیے ہین خالی ضعف سے نہین جیسا کہ اوپر ہمنے بعض وجوہ کیطرف اشارہ بھی کیا ہے اور شیخ شمس الدین نے شرح ابی داؤد مین اس مبحث کی بہت تفصیل کی ہے جسکو دیکھنا ہو دیکھے یہ بیان تو سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تھا اب دلیلین مذہب امام مالک کی بیان کرتے ہین لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب مطول نہو جاوے دلیلین امام مالک کی یہ ہین کہ روایت کی ابی داؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگون نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وضو کرین ہم کنوئین بضاعہ سے اور اوسمین ڈالے جاتے ہین کپڑے حیضون کے اور نجاستین اور گوشت کتون کے فرمایا آپنے پانی پاک ہے نہین کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس حدیث کو کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہے اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہی ظاہر مین تھوڑے پانی اور بہت مین لیکن الف لام حدیث یعنی الماء مین ہے اشارہ ہے اوسی طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ ہدایہ مین ہے وَالَّذِي رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَدَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ وَمَاؤُهَا كَانَ جَارِيًا فِي الْبَسَاتِينِ یعنی اور جو کہ روایت کیا اوسکو مالک نے وارد ہے بیر بضاعہ مین اور پانی اوسکا جاری تھا باغون مین اور فتح القدیر مین ہے كَمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ الثَّلْجِيِّ بِالْمُثَلَّثَةِ عَنِ الْوَاقِدِيِّ قَالَ كَانَتْ بِئْرُ بُضَاعَةَ طَرِيقًا لِلْمَاءِ إِلَى الْبَسَاتِينِ وَهَذَا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ عِنْدَنَا إِذَا وَثَّقْنَا الْوَاقِدِيَّ أَمَّا عِنْدَ الْمُخَالِفِ فَلَا لِتَضْعِيفِهِ إِيَّاهُ إِلَى آخِرِهِ یعنی جیسے کہ روایت کی طحاوی نے ابن عمران سے انھون نے ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھون نے واقدی سے کہا انھون نے کہ تھا کنواں بضاعہ کا راستہ واسطے پانی کے طرف باغون کے اور اس سے حجت قائم ہوگئی ہمارے نزدیک اور لیکن نزدیک مخالف کے تو نہین واسطے ضعیف کرنے اوسکے کے واقدی کو آخر تک اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضون سے جو درمیان

مکہ شریف اور مدینۂ طیبہ کے ہین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدھے اور پوچھے گئے وضو سے اون حوضون مین سے
سو فرمایا آپنے اونکے واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا اونھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رہگیا پانی اور روایت کی ابن ماجہ نے
جابر سے بھی ایسی ہی اور اوسمین بھی ہو اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنّف مین مانند اسکے کہا
ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِغَدِيْرٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْكِلَابَ تَلَغُ فِيْهِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلسَّبُعِ مَا اَخَذَ فِيْ
بَطْنِهٖ وَلِلْكَلْبِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ فَاشْرَبُوْا وَتَوَضَّؤُا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا كَانَ عَشْرًا فِيْ
عَشْرٍ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَرِيْحُهٗ وَلَوْنُهٗ یعنی گذرے حضرت ایک گڑھے پر سو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اے رسول اللہ
علیک الصلوۃ والسلام تحقیق کہ کُتّے مُنہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا
انھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے کُتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھ
اوسکے جب کہ ہووہ دہ دردہ جبتک کہ نہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک بھی تمسک نہین کرسکتے ہین کیونکہ
احتمال ہی کہ یہ سب گڑھے دہ دردہ ہون اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدلجاوے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ روایت
کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو
کچھ مگر جب کہ غالب ہوجاوے اوسکی بو پر یا مزے پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دارقطنی کا لفظ یہ ہی اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيْحَهٗ وَطَعْمَهٗ اور اسناد
مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریقہ ابی امامہ سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ اِلَّا اَنْ يَتَغَيَّرَ رِيْحُهٗ اَوْ طَعْمُهٗ اَوْ لَوْنُهٗ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيْهِ یعنی پانی پاک ہی
مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کے کہ حادث ہووے اُس پانی مین اور دوسرے طریقے مین ہی اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُ
اِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهٗ اَوْ رِيْحَهٗ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے وَالْحَدِيْثُ غَيْرُ قَوِيٍّ
یعنی یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ اعلم اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ کو روایت کیا
بغوی نے اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ **اَنَا** اَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ
حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيْمٍ **نَا** اَبُو الْمُوَجِّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْمُوَجِّهِ **ثَنَا** صَدَقَةُ
بْنُ الْفَضْلِ **اَنَا** اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَيُتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقٰى فِيْهِ الْحِيَضُ وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک جواب
بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور ناچار ذکر کیا قول
زہری کا قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمٌ اَوْ رِيْحٌ اَوْ لَوْنٌ یعنی کہا زہری نے

ف لفظ صلی اللہ علیہ وسلم لیس ہہنا من لفظ الحدیث ۱۲
ف مراد اس سے مولوی قطب الدین صاحب ہین ۱۲ منہ مدظلہ

کہ نہین حرج ہی ساتھ اوسکے جب تک کہ نہ بدلے اوسکا مزہ یا بو یا رنگ آور یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ جائز ہی کہ یہ حدیث صحیح ہو جہت اسناد سے چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہی کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستثنا ہو اور حدیث مع الاستثنا ضعیف ہی اور یہ کیا ضرور ہی کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہون تو وہ ضعیف ہو واللہ اعلم اور حاصل ان سب تحقیقات کا یہ ہی کہ مذہب حنفیون کا اس باب مین بہت احوط ہی اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے دیکھو اور جلدی نکر تا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی واللہ اعلم **ص** مگر یہ کہ پانی دہ در دہ ہو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم اوسکا حکم پانی جاری کا ہی تو اگر اتنا پانی ہی کہ دہ در دہ سے کم ہی یا چلو لینے مین زمین کھل جاتی ہی اوسمین اگر نجاست پڑیگی تو وضو جائز نہوگا اور اگر نجاست دہ در دہ پانی مین دکھلائی دیتی ہی نہ وضو کرے مقام نجاست مین بلکہ دوسری جانب سے اور اگر دکھلائی نہین دیتی وضو کرے سب جانبون سے اور جہان پانی مستعمل گرتا ہو وہان بھی وضو جائز نہین مگر اگر حوض دہ در دہ ہو **ف** اس جگہ پر محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہی اور جواب اوسکا شرح وقایہ عزمی مین مذکور ہی لیکن اصح یہ بات ہی کہ دہ در دہ کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کر دی ہی اور معتبر یہ ہی کہ وضو کرنے والے کی راے جو ہو اوس پر عمل کرے تو اگر اوسکا گمان یہ ہی کہ نجاست دوسری طرف نہین پہونچی ہی تو اوس سے وضو جائز ہی ورنہ نہین اور یہی صحیح ہی جیسا کہ بیچ عنایہ وغیرہ کے ہی اور یہی ظاہر روایت ہی امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور تحقیق کیا بیچ بحر کے کہ یہی مذہب ہی اور اسی پر عمل کیا جاویگا اور دہ در دہ کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کیطرف رجوع نہین کرتا اور جو جواب صدر الشریعۃ نے دیا ہی رد کیا گیا ہی یہ مضمون در مختار کا ہی اور دہ در دہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر جانب سے دس گز اور سب ملا کر سو گز ہو جاتا ہی جیسا کہ اس نقشے مین ہی اور گز معتبر گز کرباس کا ہی اور وہ سات مٹھی کا ہوتا ہی اور بعض لوگون نے ہشت در ہشت کا اعتبار کیا ہی اور بعضون نے پانزدہ در پانزدہ کا لیکن صحیح اول ہی **ص** اور نہین جائز ہی وضو پانی مستعمل سے جو واسطے قربت یا رفع حدث کے استعمال کیا گیا ہو جان تو کہ پانی مستعمل مین علما کے اختلافات ہین پہلا اختلاف اسمین یہ ہی کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہی شیخین کے نزدیک پانی مستعمل ہو جاتا ہی حدث کے دفع کرنے یا نیت عبادت سے

	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	

نقشۂ حوض دہ در دہ

تو اگر وضو کیا بے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر وضو کیا باوضو نے نیت سے تو بھی پانی مستعمل ہو جاویگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے مگر دفع حدث تو ہوتا ہی وضو سے اور وضو مین اونکے نزدیک نیت فرض ہی تو اب دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہوگا دوسرا اختلاف یہ ہی کہ کسوقت مین مستعمل ہو جاتا ہی تو ہدایہ مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ جب گرا عضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر مین ہی کہ جب گرا اور ایک مقام پر تھم گیا مستعمل ہوا تیسرا اختلاف اسمین یہ ہی کہ اوسکا حکم کیا ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہی یعنی اگر زیادہ ایک درہم سے کپڑے یا بدن مین بھر جائیگا تو نماز نہو یگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس خفیف ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہی مگر پاک نہین کرتا نجس کو

ف اسی کو در مختار مین اختیار کیا ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی مشایخ عراق نے اور محیط مین ہی کہ یہی مشہور ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اس سے جائز نہو گا کیونکہ یہ پاک نہین کرتا اگرچہ خود پاک ہی اور صاحب ہدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا اوس پانی مین جو جاری نہین اور نہ غسل کرے اوسمین جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہی کیونکہ اسمین یہ بات نکلتی ہی کہ غسل جنابت سے تھمے پانی مین جائز نہین انکی روسے کراہت تحریمی اور پانی مستعمل کے نجس ہو جانے پر کچھ دلالت نہین واللہ اعلم ص امام مالک و امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک قول قدیم مین پاک ہی اور پاک کرتا بھی ہی اور ہم کہتے ہین کہ اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی تو جائز ہو گا سفر مین وضو اوس سے پھر پینا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا

فصل دباغت کے بیان مین

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہوینگے تو کتے کی بھی کھال پاک ہو جاویگی کیونکہ وہ بھی ما سوا ان دونون مین داخل ہی اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل یہ بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال کہ دباغت کیجاوے سو پاک ہو جاویگی اور اسمین کتا داخل ہی اور سور اسواسطے پاک نہین ہوتا کہ وہ نجس عین ہی بخلاف کتے کے کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہی اور نگہبانی کرائی جاتی ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہین کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اور جواب اوسکا تحفہ اثنا عشریہ کے باب صد وسوم مین مذکور ہی علاوہ اسکے مَن لَا یَحضُرُہُ الْفَقِیہُ مین جو اونکے مذہب کی کتاب ہی ایک روایت مرقوم ہی کہ اگر کھال سور سے ایک ڈول بناوین اوس ڈول سے پانی کھینچین وضو اوس پانی سے جائز ہی تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور کی کھال زیادہ نجس ہی یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہدایہ مین ہی کہا شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے کہ عنایہ مین ہی کہ جب دباغت کیجاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہین اور حق میرے نزدیک یہی ہی کیونکہ کرامت اور حرمت کو ناپاک ہونے مین کیا دخل ہی البتہ انتفاع مین ہی تو اسقدر اوس سے جائز نہو گا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاویگی دباغت سے کیونکہ روایت کی ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ کی گئی واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کے ایک بکری صدقے سے سو وہ مر گئی تو گذرے اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیون نہ دباغت کر لیا تمنے کھال اوسکی کو سو کہا اونھون نے کہ ای رسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام وہ مردہ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حرام کیا گیا مگر کھانا اوسکا یعنی مردے کا کھانا حرام ہی نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کی اسمین ابو داود نے سلمہ ابن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرتا ہی اوسکو اور بھی روایت کی عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا سے اسی باب مین اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور اسناد مین اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے مجہول ہین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی دباغت سے پاک نہو ویگی کیونکہ روایت کی ابو داود اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن ہے اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبد اللہ بن عکیم سے کہ پڑھی گئی ہمپر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین جہینہ کے اور مین لڑکا جوان تھا یہ کہ نہ فائدہ اوٹھاؤ مردے سے ساتھہ کھال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہے اور اسیواسطے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھہ اوس حدیث کے پھر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے یہ کہ بعضون نے کہا ہے اونمین سے بیہقی بھی ہین کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہے واسطے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور یہ حدیث مرسل ہے اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابوداود نے خالد رضی اللہ عنہ سے انھون نے حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے اور لوگ ساتھ اونکے طرف عبد اللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ داخل ہوئے اور بیٹھا مین اوپر دروازے کے سو نکلے میری طرف اور خبر کی مجکو عبد اللہ بن عکیم نے خبر دی اونکو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف جُہَینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو مردے سے ساتھہ کھال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جنسے حکم بن عتیبہ نے سُنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کو بعض لوگون نے تابعی کہا ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَۃِ بِاِھَابٍ وَّلَا عَصَبٍ اور اہاب کھال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے عربی مین اوسکو شَنّ یا قربہ بولتے ہین جیسا کہ سنن ابوداود مین ہے قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ یُسَمّٰی اِھَابًا مَّا لَمْ یُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا یُقَالُ لَہٗ اِھَابٌ اِنَّمَا یُسَمّٰی شَنًّا وَّقِرْبَۃً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جب تک کھال کی دباغت نہین ہوتی کہتے ہین اور بعد دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو اس لفظ سے کُنْتُ رَخَّصْتُ لَکُمْ فِیْ جُلُوْدِ الْمَیْتَۃِ فَلَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَۃِ بِجِلْدٍ وَّلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تھی تمکو بیچ کھالون مردے کے سو نہ نفع اوٹھاؤ ساتھہ کھال اور پٹھے کے اور اوسمین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ سند مین اس حدیث کی فضالہ بن مفضل ضعیف ہے اور زہری کا مذہب یہ ہے کہ دباغت کی بھی کچھہ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹھانا اوس سے درست ہے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہے کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید واسطے طہارت کے لگی ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **ص** اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کھال سے تو اگر دوائیون سے ہو مانند قرظ اور شل اوسکے کے تو ایسی دباغت مین کھال پاک ہو جاویگی اور پھر کبھی اوسمین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوس صورت مین جبتک کھال سوکھی رہتی ہے پاک رہتی ہے اور پھر اگر اوسکو پانی پونہچے تو اسمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہو جاتی ہے اور دوسری روایت مین نجس نہین ہوتی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہے کہ اوسکے چھوڑ دینے سے سڑ نجاویگی تو پھر نجاست اوسکی نہ لوٹے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کھال مردے کی اگر سوکھ جاوے اور پھر پڑے پانی مین نجس نہو گی اور نافہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ جائز ہے اور وہ پاک ہے تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا ہو یا نہو **ف** دُرمختار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے **ص** جسکی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے اوسکی کھال بھی اور گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہے خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب **ف** جیسے یہود اور نصاریٰ تو مشرک کا ذبح کیا ہوا پاک نہو گا **ص** مگر قصداً اللہ کے نام کو نچھوڑے **ف** اور اگر بھولے سے چھوڑ دیویگا تو پاک ہو جاویگا **ص** اگرچہ گوشت اوسکا کھایا نجاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی **ف** یہ جو کہا ہے کہ

فضالۂ بن مفضل

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہین جاتا ذبح کرنے سے پاک ہو جاویگا اسپر فتویٰ نہین بلکہ فتویٰ اس پر ہی کہ کھال اوسکی پاک
ہو جاتی ہی اور گوشت نہین پاک ہوتا جیسا کہ درمختار مین ہی هٰذَا اَصَحُّ مَا یُفْتٰی بِهٖ وَاِنْ قَالَ فِی الْفَیْضِ اَلْفَتْوٰی
عَلٰی طَهَارَتِهٖ یعنی صحیح یہی ہی جو فتوی دیا جاتا ہی ساتھ اوسکے اگرچہ کہا فیض مین کہ فتوی اوپر پاکی اوسکی کے ہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ یہی صحیح ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے **ص** پانچ چیزین
مردے کی پاک ہین بال اور ہڈی اور پٹھا اور کھر اور سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہی **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی
نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوسکا
لیکن کھال اور صوف سو نہین ہی حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہی کیونکہ
ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات مین سو حدیث درجہ حسن سے نہین اوترے گی پھر نکالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھون نے
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّآ اَجِدُ
فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَیْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اُکِلَ مِنْهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ
وَالْقُرُوْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَکُلُّهٗ حَلَالٌ لِاَنَّهٗ لَا یُذَکّٰی یعنی لیکن کھال اور سینگ
اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہی اسواسطے کہ وہ تزکیہ نہین کیے جاتے آور کہا دارقطنی سنے
کہ ابو بکر یہ متروک ہی اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین حرج ہی ساتھ
مسک مردہ کے اور نہین حرج ہی ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھو لیا جاوے ساتھ پانی کے آور ضعیف کیا اوسکو
یعنی یوسف ۱۲
ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے آور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھون نے قتادہ سے انھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے آور حق یہ ہی کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے
آور روایت ہی ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ خریدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن
عاج کے اور اوسکی اسناد مین حمید اور سلیمان دونون راوی مجہول ہین اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہا زہری نے بیچ ہڈی
مردے کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا مینے بہت لوگونکو علماے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوسمین اور کچھ حرج
نہین دیکھتے تھے اوسمین آور اسلاف زہری کے وہ صحابہ ہین یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہین حرج ہی ساتھ ریشون مردے
کے اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہین حرج ہی ساتھ تجارت عاج کے آور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہی آور امام
شافعی صاحب کے نزدیک یہ چیزین نجس ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمرؓ کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون
اور خون اور بالونکو اسواسطے کہ وہ مردہ ہین آور جواب اسکا یہ ہی کہ اسناد مین اسکی عبد اللہ بن عزیز ہی کہا ابو حاتم نے کہ حدیثین اوسکی منکرہ کذب
ہین اور نہین محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ نہین نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی واللہ اعلم **ص** اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے
دانت کو اپنے منہ مین رکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہی اگرچہ درم سے بڑھ جاوے آور امام محمد کے نزدیک اگر درم
سے زیادہ ہوگا نماز نہین درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہی اور ہڈی انسان کی پاک ہی

فصل کنوین کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ مسائل کنوین کے مبنی ہین اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثین صریح ہر مسئلے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین آئین اور قیاس کو بھی اسمین کچھ دخل نہین تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ صاحب بیس ڈول چوہا گرنے سے نکلے تو کیا ہوا کیونکہ پانی نجس تھا اور سکا اب بھی اوسمین باقی ہے دفع ہو گیا اسواسطے کہ اس امر مین تابعداری اقوال صحابہ اور تابعین کی ہے اور رہ جو کہتے ہین کہ کیا کنوین کے پانی سے ملائی اوتار لاتے ہین سو بے ادبی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسالہ ایسا نہین کہ اوسمین قیاس کو دخل ہو[اور نجاست اور ...۱۲] مثلاً قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے اوسی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کنوین مین کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک رہیگا کیونکہ جب پانی دو قلے برابر ہو نہین نجس کرتا اوسکو کچھ یہ اونکا مذہب ہے جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا

ص اگر کنوین[۱] مین نجاست پڑے یا کوئی حیوان مرجاوے[۲] اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری یا کتا مرجاوے سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا اگر ممکن ہو[بعد نکالنے نجاست کے ۱۲]

ف مطلب اسکا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے[دموی ۱۲] تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی ہے یا کتا یا بکری یا جو چیزین جثے مین اونکے برابر ہین تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا و دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین خالد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس سے جو پیشاب کرے کنوین مین کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہے کہ اوس صورت مین نجاست جو اوسکے پیٹ مین ہے سب کنوین مین پھیل جاویگی اور اسمین چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہے اور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہے کہ روایت کی دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گرا کنوین مین زمزم کے پس مرگیا سو حکم کیا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے کہ آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا لوہے کے گرزون وغیرہ سے یہانتک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہو گیا وہ چشمہ اونکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہین سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ہشیم سے اونھون نے منصور سے اونھون نے عطا سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے صالح بن عبد الرحمن سے **نا** سعید ابن منصور **ثنا** هشيم عن منصور عن عطاء ان حبشيا وقع في زمزم فمات فامر عبد الله ابن الزبير فنزح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر فاذا هي عين تجري من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبير حسبكم فهذا ايضا صحيح باعتراف الشيخ به في الامام یعنی کہا عطا نے کہ ایک حبشی گر پڑا بیچ زمزم کے سو مر گیا تو حکم کیا عبد اللہ بن الزبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا سو نظر کیا گیا تو نکلا یک ایک چشمہ ہے کہ جاری ہے حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہے تمکو اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام مین[کتاب] ایسا ہی ہے فتح القدیر مین اور رہ وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ مین مکے مین ستر برس سے ہون نہ دیکھا مینے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ گرا تھا زمزم مین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ کا نہ دیکھنا کچھ دلیل دین خدا مین نہین ہو سکتی ہے باوجود اسکے کہ جب سند صحیح سے ثابت ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

[۱] اور اقوال صحابہ کے ادون مسائل مین جنمین عقل کو دخل نہو حکم مرفوع مین ہوسکتا ہے یعنی مثل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ اصول مین مقرر ہے اور مسائل چاہ کا ایسے ہی ہین

[۲] یعنی جیسے ...

پانی نکالا جائیگا اور یہی ہی جواو پر گذری اور بکری کا پیشاب نجس ہی امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرینیین سے مدینے مین حضرتؐ پاس تو اونکے جلندھر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم کیا کہ باہر نکلین اور صدقے کے اونٹون کا دودھ اور موت پیین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا اور یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون جانورون کا جو حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین بھی جائز نہین اور دلیل اونکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمہاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمہارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہی پینا اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احتیاط اسمین ہی کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہی واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہی اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہی کہ حضرتؐ نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب **ص** اور اگر ممکن نہووے تو دو آدمی عادل جنکو پانی مین پہچان ہو معین کر دین اور جتنا پانی بتا دین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک دو سو ڈول یا تین سو کھینچین **ف** اور زاد مین ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہوویگا اور روایت ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونپا جاویگا رائے متوضی پر اور ایک روایت مین اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہی امام ابی یوسف سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودین سو اوسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو بس نہ کھینچین ایسا ہی ہی زاہدی مین اور امام محمدؒ کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتویٰ ہی جیسا کنز نصاب کے ہی **ص** اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے ساٹھ تک کھینچین **ف** کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کنوئین مین کھینچے جاوین اوس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین حماد بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین مین اور مر جاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے اوس سے اور بلی بھی مانند مرغی کے ہی اور خزانۃ الفقہ مین ہی کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسے کہ روایت کی ہی ہمنے حماد بن سلیمان سے اور بھی روایت کی شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے اور مانند انکے مین کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہی کہا اسکو امام مین اور روایت کی اونھین سے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کی عبداللہ بن سبرہ سے انھون نے شعبی سے کہا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین مین گر کر مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ کنوئین مین اگر پڑ جاوے ٹیڑی یا بلی اور مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم **ص** اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مرا ہی بیس ڈول سے تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے **ف** کیونکہ روایت ہی انسؓ سے کہ کہا انھون نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اوسی وقت نکالے جاوینگے اوسمین سے بیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث ہمنے نہین پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کنوئین کے کہ مر جاوے اوسمین چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور بھی روایت کی اونسے اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَةُ اَوِ الدَّابَّةُ فِی الْبِئْرِ فَانْزِحُوْهَا حَتّٰی یَغْلِبَكَ الْمَاءُ یعنی جب پڑجاوے چوہا یا جانور چارپایہ سو کھینچ پانی اوسکا یہانتک کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاوین اوسمین سے بقدر چالیس ڈول کے اور شعبی اور حماد اور ابراہیم بیچ تابعین مین سے ہین **ص** اور ڈول اوسط کے ہون **ف** یعنی بیچ کے درجے کے بڑے نہ چھوٹے اور بیچ کے درجے کا ڈول اوسے کہتے ہین جو مستعمل ہو ہر شہر مین اور روایت کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا ہو جس مین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کرکے برابر کرین اور اگر ڈول پھٹا ہو تو کنوئین سے نکلتے تک اگر آدھا پانی بہ جاتا ہے تو درست نہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہے تو جائز ہوگا جیسا کہ بیچ زاہدی کے ہے کَذَا فِی جَامِعِ الرُّمُوْزِ **ص** اگر کنوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکالا اور پھولا یا پھٹا نہین ہے اور معلوم نہین کہ کس وقت گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایکدن ایک رات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین رات سے کیا جاویگا **ف** تو اول صورت مین ایکدن ایک رات کی نمازین بطور قضا کی جاوینگی اور دوسری صورت مین تین دن اور تین رات تک کی کیجاوینگی اگر وہ شخص اوس پانی سے اتنے روزون سے وضو کرتا ہوگا اور اسی سے نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہووے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹھا آدمی اور گھوڑے اور جس جانور کا گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹھا کتے اور سور اور درندون کا نجس ہے **ف** لیکن جھوٹھا کتے کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر منہ ڈالے برتن مین دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب نخون نے اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت کرتے ہین اسمعیل سے سات بار دھونے کو مین کہتا ہون کہ صحیحین وغیرہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کی دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے فعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا منہ ڈالتا تھا برتن مین پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اس حدیث کو اور اسناد مین اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ نہین پاتا ہون مین واسطے کرابیسی کے کوئی حدیث منکر سوا اسکے اور نہین دیکھتا ہون مین کچھ حرج ساتھ اوسکے حدیث مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے منہ ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہم مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منہ ڈالے کتا برتن تمہارے مین تو دھوؤ اوسکو سات بار اور احتیاط اسمین ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئین حدیثین رجوع کیا ہے طرف اور نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا اسمین بھی ہمنے ایسا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور جھوٹھا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹھا درندونکا اسواسطے کہ گوشت اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کَذَا فِی الْہِدَایَۃِ **ص** اور جھوٹھا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندون شکاری اور حشرات الارض کا مکروہ ہے **ف** لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹھا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹھا مکروہ نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹھا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہین اور وہ پھرنے والون مین سے ہے اوپر تمہارے اور تحقیق

جانورونکے جھوٹھے کا بیان

عبد الوہاب

حسین بن علی کرابیسی

دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ جھوٹھے اوسکے کے روایت کیا اسکو ابو داود نے اور دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہے اور درندونکا جھوٹھا مکروہ ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونون سندون مین عیسٰی بن مسیب ہے صحیح کیا اوسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْہِرَّۃُ غُسِلَ مَرَّۃً یعنی جب منہ ڈالے بلی تو دھویا جاوے ایکبار اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ روایت کیا اسکو ابو داود نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹھا اس واسطے مکروہ ہے کہ وہ مخالطت کرتی ہے نجاست سے اور اگر چھوٹی نہو بلکہ قید مین ہو اور چونچ اوسکی اوسکے قدم کے نیچے تک نہین پہونچتی ہے تو جھوٹھا اوسکا مکروہ نہین اور حشرات الارض اونہین کہتے ہین جو زمین مین رہتے ہین جیسے چوہا اور نیولا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹھا اونکا اسواسطے مکروہ ہے کہ گوشت اونکا حرام ہے تو نجاست بسبب پھرنے رہنے کے جاتی رہی کہ اومین حرج لازم آتا ہے اور کراہیت باقی رہی اور حکم اونکا یہ ہے کہ جائز ہے استعمال انکا باوجود اچھے پانی ہونے کے لیکن مع کراہیت کے جیسا کہ قاضی خان نے لکھا ہے **ص** اور جھوٹھا گدہے اور خچر کا مشکوک یعنی اومین شک ہے کہ پاک ہے یا نجس تو اگر سوا مشکوک پانی کے اور پانی نپاوے تو وضو اور تیمم دونون کرے اور جو مکروہ پانی ہے اوس سے فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانند جھوٹھے کے ہے **ف** جسکا جھوٹھا پاک ہے اوسکا پسینا بھی پاک ہے اور جسکا جھوٹھا ناپاک ہے اوسکا پسینا بھی ناپاک ہے **ص** اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے پانی کے پانی نملا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے **ف** کیونکہ روایت کی امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجن کو کہ تمھاری چھاگل مین کیا ہے ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے سو وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی مین ہے اور سیوطی اس حدیث کو عبد الرزاق اور بیہقی سے بھی لائے ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف مین اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ ابو زید ایک مرد ہے مجہول نہین پہچانتا ہون مین اوسکو اس حدیث کے سوا مین اور میزان الاعتدال ذہبی مین ہے کہ بخاری نے بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہے ابو زید سے وہ بھی مجہول ہے اور امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وضو اوس سے جائز نہین بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا الاٰیۃ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وضو اور تیمم دونون کرے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہے جو پانی نپاوے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود سے اور روایت کی ابو داود نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ تھا مین ساتھ حضرت کے لیلۃ الجن مین اور ہدایہ مین جواب اسکا لکھا ہے قُلْنَا لَیْلَۃُ الْجِنِّ کَانَتْ مُتَعَدِّدَۃً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھین اور دوسرا جواب اوسکا یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کی ابن شاہین نے اوس سے اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیے مین ایک قصہ کہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اور ابو زید کے مجہول ہونے کا

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث روایت کی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے اور ابو روق نے تو اس سے جہالت جاتی رہی اور ابو فزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ تجہیل ابو فزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور جرّاح اور حسان بن ملیح اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابو فزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان ہی اور ایسا ہی کہا دارقطنی نے اور رد وہ جو بعض علمانے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی فَقَالَ الشَّیخُ تَقِیُّ الدِّینِ فِی الاِمَامِ آہ یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور شیعہ جو اس جگہ طعن کرتے ہین امام ابو حنیفہ پر بیجا ہی کیونکہ اونکی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہی لَا بَأسَ بِالتَّوَضِّی بِالنَّبِیذِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَد تَوَضَّأَ بِہٖ یعنی نہین ہی حرج ساتھ وضو کرنے کے نبیذ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکی تفصیل سے کتب مناظرۂ فریقین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی حنش راوی ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کی ابو داود نے عطا سے کہ انہون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھ دودھ اور نبیذ کے اور کہا کہ تیمم اچھا ہی نزدیک میرے اوس سے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور ایک روایت مین ناجائز ہی کیونکہ کہا ابو خلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پونہچی اوسکو جنابت اور نہین ہی پاس اوسکے پانی اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو ابو داود نے وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ

ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے اور یہ اختلاف اوس پانی چھوارے مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہو مانند پانی کے اور اگر سخت ہو یا نشہ دینے لگے سب کے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

ص باب تیمم کے بیان مین

تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو ف اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین اور یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب حدیثون کے موافق ہی اللہ تعالی نے فرمایا اَو لَامَستُمُ النِّسَآءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وہ جو دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض اور نفسا اور ہم نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمہارے ہی زمین پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے منہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اس حدیث کی مثنی بیٹے صباح کے ہین کہا احمد اور رازی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پونہچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین مین تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہین ایک ضرب ہی واسطے منہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا
کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رجالہ کلہم ثقات یعنی رجال اوسکے سب ثقہ
ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص رض سے ایسی ہی جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہون یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو
اگر جنب غیر محدث نے موافق وضو کے پانی پایا نہ بقدر غسل کے تیمم کرے اور وضو اوسپر واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
واجب ہوگا اور غسل کیلیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث موجب وضو بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب
کہ پاوے وضو کیواسطے اتنا پانی ہی کہ بعض اعضا دھو سکتا ہی اور بعض نہین دھو سکتا تو اوسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام
شافعی کے نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کے لیے تیمم کرے اور قدرت نپاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل
ف برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار
پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت
آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا اور مسح کیا منہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے مین اور
آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی
مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین دور ہووے تو تیمم جائز ہی اور ایک
میل جانب غیر توجہ مین ہووے کہ آنے جانے مین دو میل ہوجاوین تو اسصورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہوگی تیمم جائز نہوویگا اور
پہلی صورت کے موافق جائز ہوویگا **ف** اور مختار قول اول ہی **ص** یا واسطے بیماری کے وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
نہین یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی اس لیے کہ ضرر زیادتی مرض کا زیادہ ہی ضرر زیادتی قیمت پانی سے اور
درصورت زیادتی قیمت پانی کے تیمم جائز ہی بالاتفاق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوویگا کہ خوف تلف نفس یا عضو کا ہو
ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وان کنتم مرضی الآیۃ یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی
ص اور اگر استعمال پانی کا مضرت کرتا ہی یعنی بیمار کریگا یا جان یا کوئی عضو تلف کریگا تیمم جائز ہی **ف** اور یہ سب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر
شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف یا آگ یا درندے وغیرہ سے اور بھی
جائز ہی پیاس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کسی نے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو یا غسل
کی اوس سے اجازت نہین دی ہی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو جائز
ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی
وضو کے واسطے ہی تو پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے وضو
کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی **ف** اسواسطے ان صورتون مین تیمم جائز
ہی کہ قدرت پانی کے اوپر متحقق نہین ہوئی **ص** اور اگر نماز عید کی قضا ہونے کا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کر کے نماز
شروع کرے سو یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

ارادہ نہین رکھتا ۱۲
بصورت حمام یا سامان دفع سردی کا نہو ۱۲ درمختار

امام ابوحنیفہ کے نزدیک۔ اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہی اور
اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہی تیمم جائز ہی **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہی اور پانی موجود ہی **ص** مگر
ولی کو جائز نہین **ف** یعنی اوس جنازے کا جو ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ لوگ اوسکا خود انتظار کرین گے
ص اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازون مین سے ہو تو تیمم جائز نہین اور دو بار ہاتھ مارنا
تیمم مین فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے منہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونون ہاتھون کے مع کہنیون
کے **ف** اور یہی ہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھون کو مارے اور اوس سے
مسح منہ اور ہاتھ کا ہتیلیون تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری اور
دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو سو مارا ہتیلیون اپنی کو اوپر مٹی کے
اور نہ جھاڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا منہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتیلیون اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو روایت کیا
اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے اور تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی ہی جو اوپر بروایت ابن الجوزی گذری اور سند اوسکی ضعیف ہی
اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پیخانے یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہانتک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جائے کسی گلی مین تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
اور مسح کیا اوس سے اپنے منہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو کہنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو اور
فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بے وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس حدیث
کو طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل اوسکا یہی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی محمد بن ثابت ہی اور سنن ابو داود مین
ہی قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ یَقُوْلُ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِیْثًا مُنْکَرًا فِی التَّیَمُّمِ قَالَ ابْنُ
دَاسَۃَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ لَمْ یُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ ہٰذِہِ الْقِصَّۃِ عَلٰی ضَرْبَتَیْنِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْہُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابو داود نے کہ سنا مین نے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ روایت
کیا محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر کو تیمم مین کہا ابن داسہ نے کہا ابو داود نے کہ نہین متابعت کیا گیا محمد بن ثابت بیچ اس
قصے کے اوپر دو بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا تو اسکو لوگون نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوفاً صحیح ہی اور پانچوین دلیل حدیث اسامہ کی ہی اور وہ یہ ہی کہ دکھلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایکبار
مارنا واسطے منہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی
اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور سند مین اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہی لیکن وہ معتضد ہی حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہی ایکبار واسطے منہ کے اور ایک بار واسطے
دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد مین اسکی حریش بن حریث ہی کہا ابو حاتم
نے کہ منکر الحدیث ہی اور ساتوین دلیل وہ ہی جو روایت کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

محمد بن ثابت

ربیع بن بدر

حریش بن حریث

جیساکہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور قطان نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن داود سے اور وہ متروک ہی اور آٹھوین دلیل وہ ہی جو روایت کی دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے منہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا کہنیون سے ہتیلیون تک اور اسناد مین اسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی اور نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کافی تھا تجکو یہ اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے منہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے منہ اور کفین کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیساکہ کہا محلی شرح موطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے موطا اپنی مین قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پونہچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایک بار واسطے منہ اپنے کے اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان سنت کا ہی اور فرض اونکے نزدیک ایک بار ہاتھ مارنا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مع کہنیون کے ہووے جیساکہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین موجود ہین اور زہری[1] کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہانتک کہ اگر کچھ تھوڑا سا باقی رہیگا کہ اوسپر ہاتھ نہ پھر جاوے تیمم جائز نہوگا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا ص اور اچھا طریق مسح ہاتھون کا اسطرح پر ہی کہ چھنگلیا کی طرف سے تین اونگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مع تھوڑی ہتیلی کے اوپر ظاہر سیدھے ہاتھ کی اونگلیون کے سرون سے کہنیون تک کھینچے بعد اوسکے اونگلی شہادت اور انگوٹھے اور باقی ہتیلی سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اونگلیون کے سرون تک اور اسی طرح پھر بائین ہاتھ کو مسح کرے پھر اگر اونگلیون کے اندر غبار نہ پونہچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے خلال کے طرفین[2] کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جو جنس زمین سے اور پاک ہووے جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہڑتال وغیرہ جو زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہین مگر جب گرد آلودہ ہون اور اسیطرح گیہون اور جو سے بھی جائز نہین مگر یہ کہ گرد آلودہ ہون اور اوس جگہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی ف نماز اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زَكٰوةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور یہ حدیث[3] پہچانی نہین گئی اور تیمم اسواسطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیساکہ کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُشُّوا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ

[1] زہری سے مراد ابن شہاب زہری ہین ۱۲ منہ

[2] کہا ابن طاہر مقدسی نے لا اصل له فی المرفوع یعنی نہین اصل اسکی مرفوعا ۱۲ منہ

[3] مراد اس سے قاضی ثناء اللہ صاحب ہین ۱۲ منہ سلمہ ربہ

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالْاِسْمَعِيْلِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاَبُوْنُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے مسجد مین حضرت کے وقت مین پس نہ پانی ڈالتے کسی پر اس سے **ص** اور راکھ سے بھی درست نہین اور امام ابی یوسف کے نزدیک تیمم جائز نہین ہوتا مگر خاک اور ریگ سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہین مگر خاک سے **ف** دلیل امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا یعنی پس قصد کرو صعید طیب کا اور صعید نام ہے روی زمین کا برابر ہے کہ مٹی ہو یا ریت یا کنکر پتھر وغیرہ کہا زجاج نے جو امام ہے لغت کا لَا اَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْ ذٰلِكَ یعنی نہین جانتا ہون مین خلاف درمیان اہل لغت کے اوسمین اور اسیواسطے بیضاوی نے باوجود اسکے کہ شافعی مذہب ہے صعید کو مٹی نہین لکھے اور اسطرح پر تحریر کیا اَلتُّرَابُ اَوْ وَجْهُ الْاَرْضِ صعید یا مٹی ہے یا روے زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے موافق تفسیر صاحب قاموس کے دو معنی ہوے سو کہان سے معلوم ہوا کہ صعید سے اس جگہ مراد روے زمین ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ مین کہ نہین ارادہ کرتا ہے اللہ کہ کرے تم پر حرج اور تراب کی قید لگانے مین حرج ہے اور حدیث سے بھی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گردانی گئی واسطے میرے زمین سب مسجد اور پاک کرنے والی روایت کیا اسکو بخاری نے صحیح مین جابر سے اور یہی مضمون صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور طبرانی مین ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص میری امت سے پاوے نماز کو سو نزدیک اوسکے مسجد اور پاک کرنے والی ہے اور روایت ابن الجارود اور ابن المنذر نے بروایت انس رضی اللہ عنہ سے جُعِلَتْ لِيْ كُلُّ اَرْضٍ طَيِّبَةٍ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا گردانی گئی واسطے میرے سب زمین پاک مسجد اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صَعِيْدًا طَيِّبًا اَيْ تُرَابًا مُنْبِتًا یعنی مٹی اوگانے والی اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پہچانی نہین گئی کہا شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ مین لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْهُ اَطْيَبُ الصَّعِيْدِ تُرَابُ الْحَرْثِ یعنی روایت کی بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی مٹی پاک ہے وہو المطلوب اور امام ابو یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہے اوس حدیث سے جو روایت ابن الجوزی اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **مسئلہ** باوجود قدرت کے زمین پر غبار سے تیمم جائز ہے تو اگر کسی نے جھاڑو دی یا گیہون ناپے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھون اور منہ پر غبار جا اور پھر اوسنے اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہو گیا اور بغیر ہاتھ ملے درست نہو گا اور نیت واسطے نماز کی تیمم مین فرض ہے اور امام زفر کے نزدیک فرض نہین ہے اگر کسی شخص کو دو حدث ہون جیسے جنابت اور حدث دونو کی نیت کے سو ایک تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکریگا **ف** نیت اسواسطے فرض ہے کہ تیمم قصد کے معنون مین ہے اور امام زفر کہتے ہین کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہے سو جب وضو مین نیت فرض نہوئی تو تیمم مین بھی فرض نہوگی اور جواب اسکا یہ ہے کہ خلف کو جمیع احکام مین مثل اصل کے ہونا ضرور نہین **مسئلہ** اگر کافر نے واسطے اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہین نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا اوس تیمم سے جائز ہے اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازے کے یا سجدۂ تلاوت کے تو اس تیمم سے فرض نمازون کا پڑھنا درست ہے اور اگر واسطے قرآن شریف چھونے کے یا مسجد مین داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہو گی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہو جاویگا اور اگر کافر نے بے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک درست نہین اور اسیطرح اگر بسا تحد نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہی اور تیمم درست ہی نماز کے وقت مین اور وقت سے پیشتر بھی درست ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک قبل وقت کے درست نہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہی واسطے مسلمان کے اگرچہ نپاوے پانی دس برس اوسکے اوپر یہ دلالت کرتا ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی **ص** اگر دو برتنون مین پانی بھرا ہی اور اونمین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہی اور مصلی نہین جانتا کہ نجس کون ہی اور پاک کون ہی تو اس صورت مین ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوس نے ندیا تیمم اوسکو جائز ہی اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہی نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم اوسکا اب ٹوٹ جاویگا **ف** اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور مذہب عطا اور طاوس اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہی کہ نماز کا پھر لوٹانا واجب ہی اگر وقت باقی ہو دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر مین اور وقت آیا نماز کا اور پانی اونکے پاس نتھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونون نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اونمین سے نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دونون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور دونون نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہین لوٹائی تھی کہ پہنچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تو اوس سے کہا کہ تجھے دوبارہ اجر ہی اخراج کیا اس حدیث کو ابوداود اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے **ص** اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبینؒ کے نزدیک نہین درست ہوئی اور ہدایہ مین ایسا ہی لکھا ہی اور مبسوط مین ہی کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور بھی مبسوط مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول حسن بن زیاد پر نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہی اور اسمین حرج ہی اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ پانی وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہی اور جو چیز کہ احتیاج کی ہی اوسکے مانگنے مین کچھ ذلت نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت حاجتین اپنی غیرون سے مانگی ہین اور زیادات مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہی اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہی اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ دیگا یا شک ہوا نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اس لیے کہ صحیح ہوا شروع اوسکا پس قطع نکرے شک سے اور جب باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہین کیونکہ قدرت اور عجز مشکوک فیہ مین اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات مین ہی کہ اگر بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوس نے دیدیا نماز پھر پڑھے یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوسکو اوسپر قدرت ہی پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوسکی ہوگئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوس نے نماز مین پانی دیکھا اور گمان کیا کہ ندیگا یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہوگیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہی اور اگر گمان غالب ہی کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نمازین یا زیادہ فرض پڑھے یک وقت مین یا کئی وقتون مین اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت مین ہون یا نہون امام شافعی

ف اور جو نماز پوری کر لی اور پھر پانی مانگا اگر اوس نے پانی دیدیا نماز باطل ہوئی اور جو نہ دیا تو نماز صحیح ہوئی کہ معلوم ہوا کہ گمان اسکا غلط تھا ۱۲

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہین اور اسی طرح نفل بھی مگر جو فرض کی تبعیت مین ہو دلیل ہماری یہ
حدیث ہی کہ زمین پاک کرنیوالی ہی مسلمان کی اگرچہ نپاوے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ایمہ حدیث نے جیساکہ اوپر گذرا اور امام
شافعی دلیل پکڑتے ہین قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ بِالتَّيَمُّمِ اَكْثَرَ مِنْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ
یعنی سنت سے یہ بات ہی کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ رافعی نے کہا ہی کہ سنت
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہی اور ایسا ہی ہی اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور مروی ہی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا
اسکو دارقطنی نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ ان مین سے کوئی
اثر صحیح نہین ہوا کیونکہ اثر ابن عباس مین کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہی ابو یحیی نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونون متروک ہین اور
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہی اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ مین حجاج بن ارطاۃ ہی ترک کیا اسکو عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید قطان
نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہین پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحیی بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہین اور اثر عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہ کا اوسمین انقطاع ہی اور اثر ابن عمر کا اسناد مین اوسکی عامر احول ہی ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی ابو حاتم
نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہین ہو سکتا ہی كَذَا ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ اور یہی اسکا حمل استحباب پر کر سکتے
ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت سے ہی یعنی واجب نہین مستحب ہی علاوہ اسکے کہا محدث فیروزآبادی
شافعی نے سفر السعادت مین وَلَمْ يَجِدْ فِي حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ اَنَّهُ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ فَرِيْضَةٍ تَيَمُّمًا جَدِيْدًا بَلْ اَمَرَ بِهٖ
مُطْلَقًا وَّاَقَامَهٗ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہین پایا ہی کسی حدیث مین کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقًا اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حماد سے اونھون نے ابراہیم
سے ایسا ہی اور یہی قول ہی حسن اور عطا کا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی تیمم کو بھی توڑتی ہی اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کو
کافی ہو تیمم کو توڑتا ہی تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو نکیا اور پھر پانی نملا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب دوسرا تیمم
کرے اور جنبی نے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اسکے حدث ہو گیا اور دونون حدث کے لیے ایک
تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونون کے دھونے کو کفایت کرتا ہی تیمم دونون حدثون کا باطل ہو گیا اور اگر پانی اتنا ہی کہ نہ وضو
کو کفایت کرتا ہی نہ پیٹھ دھونے کو تیمم دونون حدثون کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہی غسل کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور
وضو کے حق مین باقی ہی یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہی پیٹھ دھونے کو کفایت نہین کرتا ہی وضو کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق مین باقی ہی اور اگر اتنا پانی ہی کہ اوس سے فقط وضو ہو سکتا ہی یا فقط پیٹھ کا دھونا دونون نہین ہو سکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس
غسل مین باقی رہی تھی اب وہ جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
وہی تیمم کافی ہی اور اگر اوس نے پہلے تیمم کر لیا حدث کا اور بعد اسکے پیٹھ کو دھویا اسمین بھی دو روایتین ہین ایک روایت مین ہی تیمم کرے اور دوسری
روایت مین وہ تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر اوس نے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق مین اوسکا تیمم ٹوٹ گیا دونون اتفاق نہین
اب پھر تیمم کرے یہ جب ہی کہ دونون حدثون کے لیے ایک تیمم کیا ہو اور اگر اصل سے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

اگر اتنا پایا کہ دونون کے لیے کافی ہو دونون تیمم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہین کوئی تیمم نہ ٹوٹیگا اور اگر دونون مین سے
ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب وہی صورتین ہین اور وہی حکم ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلی نے تیمم
واسطے جنابت کے کیا اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہین کیا ہو اور پانی پایا اگر دونون کے واسطے کافی ہو جنابت کا تیمم
ٹوٹ گیا اور اب غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہو کہ کسی کے واسطے کافی نہین جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے
اور مستحب یہ بات ہو کہ اوس پانی سے جتنی پیٹھ دھولی جاوے دھووے تاکہ جنابت کم ہووے **ف** چلپی نے اس مقام پر لکھا ہو کہ یہ پاک پانی
کا ضائع کرنا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ ضائع کرنا نہین ہو کیونکہ اگر شاید آگے جاکے اوسنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھ کو کفایت کرتا ہو تو
جنابت اوسکی دفع ہوجائیگی تو اگر پہلے پانی سے پیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہین کرتا فتامل فیہ **ص** اور اگر اتنا پانی پایا
کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہو دھولے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاویگا اور حدث کیواسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہین وضو کو کافی ہو
وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت مین سے جو باقی ہو اوسکو دھووے اور
حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کرلیا جائز ہو اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر وضو نکیا اور پہلے اوسنے حدث
کا تیمم کیا بعد اوسکے پیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نکرے اسمین دو روایتین ہین زیادات کی روایت مین پھر تیمم
حدث کا کرے اور اصل کی روایت مین پھر نکرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہووے تو
پہلے نجاست کو دھووے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کردیا مثلاً
کہدے کہ ای جماعت تیمم کرنیوالو یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہو جو شخص تم مین سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہوجائیگا تو اس صورت مین جب ایک شخص اوس سے وضو کرلیگا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کرین
کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہوگئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی بینے تم سب کو دیا اور انھون نے لے لیا تو کسیکا تیمم نجاوے گا
کیونکہ اوس پانی مین سب کا حصہ ہو اور اتنا پانی نہین جو سب وضو کرین تو گویا کسی نے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب ملکے
سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام اعظم رح کے نزدیک تیمم اوسکا باطل نہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہوجاویگا اور تفصیل اصل کتاب
مین ہو اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہوجاوے معاذ اللہ تو تیمم اوسکا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لاوے تو تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہو
اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو مستحب ہو اوسکو نماز کا تاخیر کرنا آخر وقت تک اور اول وقت مین اوسنے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا
اور وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ نکرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہان سے ایک غلوہ ہو ڈھونڈھنا پانی کا واجب ہوجائیگا اور غلوہ تین سو گز سے
چار سو گز تک کا ہوتا ہو اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہوجائیگا تیمم جائز
ہو اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہو اور اگر مسافر کے اسباب مین پانی ہووے اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھ لے پھر
پانی یاد آوے اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت مین ہو کہ
اوسنے پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہو بعضون نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہو اور
بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی اختلاف ہو ایسا ہی لکھا ہو ہدایہ مین اور اگر وضو کا مانع بندونکی طرف سے ہووے تیمم جائز ہو جیسے
مسلمان کافرون کے قبضے مین ہون اور وہ وضو سے منع کرین یا قید مین ہون اور اگر کسی شخص نے مصلی سے کہا کہ اگر

تو نے وضو کیا تو غسل کر و مگا تیمم اوسکو جائز ہی مگر جب وہ شخص چلا جاوے اور مانع جاتا رہے نماز کو پھر وضو سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہی ذخیرہ مین

ص باب مسح موزون کے بیان مین

ف مسح موزہ کا احادیث مشہورہ سے جائز ہی یعنی ثابت ہی اور اس سے زیادتی قرآن مجید پر جائز ہی اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہی اس باب مین حدیثین بہت آئی ہین صحیح مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کیواسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات مقرر کی ہی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ مین حضرت ابوبکر سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت مین مسح خفین کو داخل کیا ہی اور عقائد مین درج کیا ہی فرمایا وَنَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ یعنی مسح کرتے ہین ہم اوپر موزونکے سفر اور حضر مین اور کہا امام صاحب نے کہ نہین حکم کیا مینے ساتھ مسح کے یہانتک کہ آیا میرے پاس مانند روشنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہی اور اتفاق کیا ہی ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزے کا جائز نہین [illegible] قریب [illegible] صحابیون سے روایت ہی اور متواتر المعنی بعض لوگون نے اس حدیث کو گنا [illegible] شیخ ابن الہمام [illegible] اور یہان بسبب اختصار کے ترک کیا ص [illegible] وضو کو واسطے حدث کے موزے پر مسح [illegible] جب ہی تو مسح جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے ہمکو جبکہ ہوتے ہم سفر مین یہ کہ نہ اتارین موزون اپنے کو تین رات اور تین دن تک مگر جنابت سے اور [illegible] پیشاب سے [illegible] روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے ص اور صورت اوسکی یہ ہی کہ جنب نے تیمم کیا [illegible] اوسکو حدث ہوا اور اوسکے پاس وضو کے موافق پانی ہی اوس نے وضو کرکے موزہ پہنا ہو اور اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل نکیا اور کچھ پانی کم ہو گیا پھر پانی وضو کا [illegible] تیمم کیا واسطے جنابت کے تو اگر [illegible] کرنے تو وضو کرے [illegible] موزہ اتارے اور پھر پانون دھووے اسواسطے کہ جنابت اوسکے پانون پر [illegible] پانی پر اور سنت مسح موزے مین یہ ہی کہ تین اونگلیون ہاتھ کی کشادہ کرکے پانو کی اونگلیون سے [illegible] پنڈلی تک تین [illegible] کھینچے اور اگر اونگلیان کشادہ نکین بلکہ ملا کر تین اونگلیون ہاتھ کے مسح کیا [illegible] ہوا اور اگر پہلے ایک اونگلی [illegible] کیا پھر اسکو تر کیا اور مسح کیا اور تینون بار علحدہ علحدہ جگہ پر مسح کرے تو درست ہی لیکن اگر تینون بار ایک ہی جگہ کیا تو درست نہین اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اونگلی سے جبکہ کشادہ ہون مسح کیا جائز ہی اسلیے کہ اسکے درمیان مین تین اونگلی کی جگہ ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزے سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اونگلیونکو موزہ پر رکھے مع ہتھیلی کے یا بغیر ہتھیلی کے پنڈلی تک کھینچ لے اور اگر اونگلیون کے سرے سے مسح کیا اور جڑ اونگلیونکی موزے پر نہ لگی درست نہین مگر جب کہ موزہ وقت کھینچنے اونگلیونکے اتنا تر ہو جاوے کہ جتنا واجب ہی اور وہ عدد تین اونگلیون ہاتھ کے ہی تو جائز ہی اسی طرح لکھا ہی محیط مین اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ اگر اونگلیون سے قطرے بہتے ہون درست ہی اور مسح سنت ہی طرف ہتھیلی سے اور اگر ہتھیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اونگلیونکی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہی لیکن اگر پنڈلی سے شروع کریگا درست ہو جاویگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور مینھ کا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اسیطرح اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا مسح درست ہی اور اگر گھانس مین چلا اور ظاہر موزے کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم سے ہو تو درست ہی اور یہی صحیح ہی اور مسح ظاہر موزے پر کرے ف ظاہر موزے سے مراد اوپر موزے کے ہی اور باطن سے مراد نیچے موزے کے ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہی اور روایت کی ابوداود نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے فرمایا کہ اگر کار و بار دین کا عقل پر ہوتا نیچے موزے کا اولی تھا مسح کرنے مین اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادائے فرض کے ہی اور نیچے موزے کے واسطے ادائے سنت کے ہی اور جو حدیث اس باب مین مغیرہ بن
شعبہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ وضو کرایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک مین سو مسح کیا آپنے اوپر موزے کے اور نیچے اوسی موزے
کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہی اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک ثابت
نہین ہوا کہا ترمذی نے پوچھا مینے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونون نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی اور ابو داود نے بھی
اسکو ضعیف کہا ہی اور بعض طریقون مین امام احمد اور ابو داود کے علیٰ ظاہرہما کا لفظ واقع ہی یعنی مسح کیا اوپر ظاہر موزون کے
ص اور موزہ اوسے کہتے ہین جو ٹخنے کو چھپاوے اور پیر کی جو چھوٹی اونگلیان ہین اونمین سے اگر تین اونگلیون کے برابر پیر ظاہر
ہو گا مسح درست نہین اور اگر اوس سے کم ہی درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہی کہ اوپر سے دیکھنے مین پانوٗن دکھلائی دیتا ہی مسح اوسپر جائز ہی
اور جرموق پر مسح جائز ہی اور جرموق اوسے کہتے ہین جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہین واسطے حفاظت موزے کے کیچڑ اور
نجاست وغیرہ جاوے تو اگر چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اوپر مسح جائز ہی اگرچہ فقط جرموق ہون اور موزہ اوسکے نیچے نہو اور
اگر کپڑے کے ہین یا مانند اوسکے تو اگر اونکے تئین اکیلے بغیر موزون کے پہنا ہی مسح جائز نہین اور اسیطرح اگر موزے ہی اوسکے نیچے
ہون تب بھی جائز نہین لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہونچ جاتی ہی تو مسح جائز ہی تو اگر جرموق چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اور موزون پر
مسح کرکے بعد حدث کے اونکو موزے پر پہنا مسح اوپر درست نہین موزے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اوپر پھر اونکو
اوتار ڈالا اور موزون پر ... تو اوتار ... موزون پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دونون کے موزے پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک کو اوتارا دوسرے پر
مسح کرنا واجب نہین ہو اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتارا اوسکے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح
کرے اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونون پیر کے موزون پر ف مسح جرموق پر
اسواسطے درست ہو کہ روایت کی امام احمد رحمة اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح
کرتے تھے عمامہ اور جرموقون پر ص اور جورب پر مسح درست ہی اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اونکے چمڑا لگا ہو یا تمام چمڑے کا
ہو تو اگر بغیر باندھے تھم سکتے ہین لیکن چمڑا اوسمین نہین لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہین ہی اور صاحبین کے
نزدیک درست ہی اور مروی ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی رحمہم اللہ اجمعین
ف جورب اوسکو کہتے ہین کہ موزے پر بسبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہی یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمة اللہ علیہ کے نزدیک
جورب پر مسح درست نہین اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جوربون پر اور امام احمد رحمة اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی رحمة اللہ علیہ پر اور
روایت کی امام احمد رحمة اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ
کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربون پر ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی عیسی بیٹے سنان کے ہین ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین
اور ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابو داود مین ہی کہ مسح کیا جوربین پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک
اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہی حضرت عمر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی ص اور مسح موزہ اوسوقت درست ہی کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہو وے تو اگر اوسنے

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونون پیر دھوکے موزہ پہنا بعد اوسکے باقی اعضا دھوئے بعد اوسکے حدث لاحق ہوا پھر اوسنے وضو کیا
یا ترتیب سے وضو کیا تو داہنے پیر کو دھوکے موزہ پہنا اور دوسرے پیر کو دھوکے دوسرا موزہ پہنا بعد اوسکے حدث ہوا تو دونون صورتون مین مسح
جائز ہے پہلی صورت مین وقت پہننے موزے کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت مین وقت پہننے داہنے موزے کے لیکن وقت حدث
کے دونون صورتونمین طہارت اوسکی پوری ہے اور مسح جائز نہین ہے عمامے اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر **ف** امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہے کہ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہونچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا لوگون نے مسح عمامے
سے کہا انھون نے جائز نہین ہے یہان تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی سے اخذ کیا ہے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہین کہ بیٹی صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھین او کھینچتی تھین اوڑھنی اپنا اور
مسح کرتی تھین سر پر اور پہونچا ہے ہمکو کہ اول مین مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہو گیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ
کا اور اکثر فقہا ہمارے کا اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ دیکھا انھون نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عمامہ سر سے اور مسح کرتے تھے سر پر
اور دستانونکو بھی عمامے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو مغیرہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامے کے منسوخ
ہے اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور کلام اللہ مین ہے وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ یعنی مسح کرو اوپر سرون
اپنے کے **ص** اور فرض مسح موزے مین برابر تین اونگلی ہاتھ کے ہے اور اس سے زیادہ فرض نہین اور نیت وغیرہ مسح مین فرض
نہین **ف** ہدایہ مین روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اپنے اوپر دونون موزون
اپنے کے اور کھینچا اونکو اونگلیون سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف نشان مسح کے اوپر موزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ گویا خط تھے اونگلیون کے **ص** اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات
ف مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اوسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے وقت
سے لیجائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت مین قبل مذکور ہوئی اور اور حدیثین بھی اس باب مین آئی ہین اور اکثر احادیث
کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کیواسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جبتک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہین مگر جنابت سے اوتارے اور یہی قول ہے ابن قاسم کا اور
دلیل پکڑتے ہین اوس سے جو روایت کی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تم مین
سے اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھے اون دونون موزونمین اور مسح کرے اونپر اور نہ اوتارے اگر چاہے اونکو مگر جنابت سے اور ابن الجوزی رحمۃ
اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داود نے روایت کی ہے ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرون مین موزون پر فرمایا ہان کہا ایک دن فرمایا اور دو دن کہا اور تین دن یہان
تک کہ پہونچے سات دن تک سو ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور مین لکھا ہے وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ وَلَيْسَ
هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد مین اوسکی اور وہ قوی نہین دوسرے یہ کہ مخالف ہے روایت اکثر صحابہ
رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکرہ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم کے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
کی جسکو حاکم نے صحیح کیا ہے اور دارقطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے معتبر ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ حدیث محمول ہے تین دنکی

مدت پر جیسا گذرا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی مسح کو بھی توڑتی ہی **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جز ہی وضو کا اور اوسکا قائم مقام ہی تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا **ص** اور نکالنا ایک موزے کا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پھر دونون پیر کا دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح مین نہین درست ہی اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہی اور فقیہ ابوجعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اوسپر فقط واجب ہوگا اگر وہ باوضو ہی اور اگر بے وضو ہی تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موزے سے پنڈلی موزے مین بھی مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن وقایہ مین جو لکھا ہی کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا مسح کو توڑتا ہی مروی ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ بموافق تین چھوٹی اونگلیون پانون کے پھٹ جاوے اور پھر اتنا موزے سے کھل جاوے مسح جائز نہین اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہی اور اگر لمبا پھٹا ہی کہ اوسمین تین اونگلیان برابر سما جاتی ہین لیکن اتنا کھلتا نہین مسح درست ہی اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہی مسح درست نہین اور جو موزہ سوت وغیرہ سے بنا ہو اور نیچے سے ٹخنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اسطرح پر کہ کچھ اوسمین سے کھلا نہین رہتا تو اوسپر مسح درست ہی اور اگر کھلا رہتا ہی تو اگر مقدار تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہین ورنہ درست ہی اور اگر ایک موزے مین بہت جگہ پھٹا ہووے کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے موافق ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہین اور اگر دونون موزے پھٹے ہون اور دونون جمع کرکے اسقدر ٹھہرے تو مسح درست ہی اور اگر مقیم نے موزے پر مسح کیا اور ایکدن رات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تین رات دن کے بعد اوتارے اور اگر مسافر ایکدن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا ایکدن اور ایک رات کے بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایکدن کے مقیم ہوا یا مقیم بعد ایکدن اور ایک رات کے مسافر ہوا موزے کو پیر سے اوتارکے پھر پیر دھوکے مسح شروع کرے

فصل جبیرہ پر مسح کرنیکے بیان مین

جبیرہ پر مسح درست ہی محدث کو اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہین کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو **ف** جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت ضعیف ہی اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ زخم پر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو جبیرہ کا بھی درست ہوگیا اور اگر زخم اچھے ہونیکے بعد جبیرہ گر پڑی تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوویگا پھر اگر اوسکا وضو ہووے تو فقط اوسی مقام کو دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہی **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سر مین زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور اکڑ کے مرگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہونچی کہا عطا نے کہ پہونچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے **ص** اور اگر ضرر نکرے تو اوسمین کئی روایتین ہین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اوسکے جواز ترک مین اور فتویٰ اسپر ہی کہ ترک کرنا درست نہین اور اسمین کچھ شرط نہین ہی کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہی خواہ محدث ہو یا جنب جیسا گذرا پوشیدہ نرہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہی کہ مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہین سکتا اسطرح پر کہ پانی اوسکو ضرر کرتا ہی یا جبیرہ بندھی ہی اور کھولنے مین اوسکے ضرر کا خوف ہی تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوویگا جبیرہ پر مسح جائز نہین **ف**

اسواسطے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہو ویگا تو مسح بھی جائز نہو گا **ص** اگر اعضا مصلی کے پھٹے ہون اور اونکے دھونے
سے عاجز ہووے یا پانی بہانا اوسپر لازم ہی تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہ کا مسح کر لیوے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہووے او تنا چھوڑ دے
اور گرد اوسکے دھو لیوے **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری **ص** اور اگر ہاتھ اوسکے پھٹے ہین کہ خود
وضو نہین کر سکتا دوسرے سے کراوے تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کر لیا جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک درست نہین اور اگر
اوسنے کسی کی دوائی کی جگہ پر دوائی لگائی ہی یا پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا گر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اوس
مقام کو پھر دھو لیوے اور اگر تندرستی سے نہین گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھا اوسکے اوپر پٹی باندھی
بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہین بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہووے کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو
مسح اوسپر جائز نہین اور اگر آپ نہین باندھ سکتا ہی کہ دوسرا شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی **ف** اسواسطے کہ مسح واسطے
عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھول کر پھر آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی کھولنے مین عذر نہین اور اگر آپ باندھ نہین سکتا تو عذر پایا جاویگا
تو مسح بھی درست ہوویگا **ص** اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور زخم
کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہی اور اگر ضرر نہین تو پٹی پر مسح درست نہین **ف** اور یہی قول معتبر ہی **ص** اگر
کھولنا پٹی کا ضرر نہین کرتا [illegible] اوسکے نیچے کو مقام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی [illegible] باندھے تو
ہی کہ پھر مسح کرے اور اگر [illegible] بھی درست ہی اور تین بار مسح کر لیا پٹی یا عصابے کا کچھ عذر نہین بلکہ ایکبار کافی ہی اور پٹی کے
مسح لیوے [illegible] کچھ مدت معین نہین [illegible] مسح موزے کے واسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہی تو اوس جگہ کا دھونا
واجب ہی خاص کر [illegible] اگر اچھے ہونے [illegible] تو مسح باطل ہوویگا بخلاف مسح موزے کے کہ اگر ایک موزہ اوتار لیا تو دونون پیر کا دھونا واجب ہی

باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا
گرا دیتا ہی عورت بالغہ نو برس مین ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن ناامیدی کو بھی نہ پہونچی ہووے تو جو خون رحم سے ہوویگا حیض
نہین [illegible] اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری سے آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض
بیماری [illegible] اور جو خون بعد جننے کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض مین داخل نہین اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس کے نہین
ہوتا **ف** ایاس کے معنی ناامیدی کے ہین تو گویا اوسمین حیض سے ناامیدی ہو جاتی ہی **ص** اور سن ایاس بعضے نزدیک
ساٹھ برس ہین اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشایخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام شہر کے ہین

ص توجوخون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب مین حیض نہین ف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ فتوی ہمارے
زمانے مین اسپر اوسکے ہی کہ بعد پچاس برس کے حیض نہین اور یہی قول ہی حضرت عائشہ رضی اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ص اور
فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اوسکی عدت طلاق اور فسخ نکاح تین مہینے
آزاد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہی پھر جو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے ف یعنی جو حیض سے ناامید ہوئی اور
سن ایاس کو پہنچی ہو ص ایسا خون دیکھا عدت مہینوں سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون دیکھا
تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہی تو وہ حیض نہین استحاضہ ہی ف استحاضے کا آگے بیان آویگا ص اور کم مدت
حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت دس دن ہین اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے دن
کا ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن ف حدیث مین ہی کہ کم مدت حیض کی
واسطے عورت کے بکر ہو یا ثیب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد مین اسکی مجہول ہی اور علاء بن کثیر ضعیف ہی اور روایت کی
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہین اور جب زیادہ ہو اوس سے تو
وہ استحاضہ ہی اور بسبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور ہی جلد بن ایوب سے اور روایت ہی موقوفا انس رضی اللہ عنہ
سے کہا ابن عدی نے حسن بن دینار مین کہ نہین دیکھا مینے اوسکو شدید نکارت مین بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کی دارقطنی نے
عبد العزیز دراوردی سے انھون نے عبید اللہ بن عمرؓ سے انھون نے ثابتؓ سے انھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ عورت
حائض ہی دس دن تک جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہوتی ہی عورت مستحاضہ لیکن
اوپر دو دن مین یہانتک کہ پہونچے دس دن کو سو وہ مستحاضہ ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا انھون نے کہ
حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمانؓ یہ صحابی ہین اور روایت کی سعید
ابن جبیر سے کہا کہ حیض کے تیرہ دن ہین اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی واثلہ بن اسقع سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ
محمد بن منہال مجہول ہین اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی حیض
کم تین دن سے اور نہ اوپر دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے معاذ
رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صدفی سے کہ مجہول ہین اور روایت کی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین [illegible] خدری رضی
اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر اوسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضون کے پندرہ دن ہین اور ضعیف کیا اسکو
سلیمان نخعی نے ابو داود سے اور وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی مین ہی کہ اختلاف کیا اہل علم نے
مدت حیض مین بعضون نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہین اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہین امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین باقی کوئی حدیث صحیح
اس باب مین نہین آئی ص اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل مین کرسف رکھا ہی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین ص اور خون اوسکی جہت سے بند ہے یعنی فرج خارج تک نہین پونہچا ہی حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کرسف کے رکھتے وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آ جاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہوگیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض متحقق نہوگا مگر جب کرسف اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانیکے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک آ نہین سے کوئی آویگا تب سے حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر مرد نے اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھی یہی حکم ہے اور قلفہ خارج مین داخل ہے ف قلفہ اوسے کہتے ہین جہانتک کہ ختنہ کیا جاتا ہے تو اوسمین اگر پیشاب آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نہ نکلے ص اور رکھنا کرسف کا باکرہ کو ایام حیض مین مستحب ہے اور ثیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل مین رکھنا مکروہ ہے اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضون کے بیچ مین واقع ہو مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہے اور جو رنگ کہ مدت حیض مین سوائے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہے ف حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو عورت دو حیض کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھہ رنگ علمانے بیان کیے ہین سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کا رنگ اور زرد تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہے کہ تیرہ مین سفیدی مائل ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ ان چھہ رنگ مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی ہمنے بیان نہین کی جو قول مفتی بہ ہے اوسکو ذکر کردیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہووے جب دو خونون کے بیچ مین آوے تو اگر تین دن سے بھی کم ہے تو وہ سب کے نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام اعظم سے ایک روایت مین بھی حیض مین داخل ہے اگرچہ دس دن سے زیادہ ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے کیونکہ اسمین آسانی ہے فتوی پوچھنے والے اور فتوے دینے والے پر ف ہدایہ مین لکھا ہے وَالْاَخْذُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَیْسَرُ یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب اسمین اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل مین ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہے عوام کا کوئی فائدہ متصور نہین اسواسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد ہووے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہے اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہے ف اور فرق ان دونون مین بیان کرچکے اور بعض اماموں کے نزدیک سب رنگ حیض نہین دلیل ونکی یہ ہے کہ روایت کی ابوداود اور بخاری نے ام عطیہ سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھہ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے تھے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ مین اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوائے سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے ص عورت حائضہ نماز نہ پڑھے[ل]

ل یعنی نماز ... بیان میں کہ سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت ... بھی نہ کرے ... در المختار ۱۲

اور روزہ نرکھے اور جب پاک ہوجاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نکرے **ف** کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہین جب کہ حائض ہوتی ہے عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داود وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے
روزے کے اور نہین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہے اور یہ
مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہے **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا تو نماز اوسکے ذمے سے ساقط ہوویگی
اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت مین تو نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن سے کم مین اگر پاک ہوئی
تو اگر نماز کا اتنا وقت ہے کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہوسکتی ہے نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہے واجب نہوگی اور اگر روزہ دار عورت
کو حیض آیا اگرچہ آخر وقت روزے مین ہووے تو اگر روزہ فرض ہے قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہے قضا اوسکی واجب نہوگی
اور نماز مین اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہے اگرچہ نفل ہے اور اگر حائضہ عورت رمضان مین دنکو پاک ہوئی اور کچھ کھایا وہ روزہ کافی
نہوگا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی
ہووے اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہے تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہے تو
واجب نہوگا اور اگر اوتنا وقت رات مین باقی تھا اور اوس نے غسل نہین کیا روزہ اوسکا باطل نہوگا اور حائضہ کو درست نہین کہ مسجد مین
آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے کہا کہ جب آئے ہم سرف
مین کہ نام ایک مقام کا ہے تو حائضہ ہوئی مین سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہین حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ نہ
طواف کر خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہولے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد مین داخل ہونا اسواسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلی کو مسجد سے لیلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین حائضہ ہون
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہے
اور ہلانے مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین حلال کرتا ہون مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
ابو داود نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد مین اسکی افلت
ابن خلیفہ عامری کوفی مجہول الحال ہے اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہین مردود ہے اور کسی
امام حدیث نے ایسا بیان نہین کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو
یحیی بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کرلیا حلال ہوجاویگی **ف** یعنی وہ چیزین کہ وقت احرام سے حرام ہوجاتی ہین حلال
ہوجاوینگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہین اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا ران مین ذکر
کو لگائے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب
بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہا انھون نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجکو اپنی عورت سے کیا درست ہے جس حالت مین وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ
تو اوسپر ازار پھر تجکو اختیار ہے ازار کے اوپر کا اور رہا وہ جو بعضون نے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مرسل وقت

ثقہ ہونے راویوں کے مقبول ہے اور راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہے
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے یا رسول اللہ اپنی عورت سے مجھکو وقت حیض کے کیا حلال ہے کہا کہ اوپر ازار کے اور بچا رہنا اس سے افضل ہے
روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنۃ نے کہا ہے کہ اسناد اسکی قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام اور گناہ کبیرہ ہے
بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے حائضہ
سے یا کسی عورت کی دبر میں یا کسی کاہن کے پاس آوے اور سچ خبر پوچھنے کو سو اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوا اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے مباشرت
کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو بھیجا حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھے اونسے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عایشہ رضی اللہ عنہا
نے کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابوداود اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جب اوپر اونکے ازار ہوتی تھی نصف رانوں تک اور زانو تک اور
ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابوداود نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے سنا بعض ازواج
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی ایک کپڑا اور
شاید اسی حدیث سے تمسک امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگرچہ ایک آیت سے
کم ہووے یہی مذہب ہے کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ حکم جب ہے کہ قرارت کے
قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ واسطے شکر نعمت کے تو کچھ حرج نہیں **ف**
قرارت واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جایز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن
میں سے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
اسکو دارقطنی نے مرفوعًا اور بعضوں نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** عورت حائضہ کو تہجی قرآن کی درست ہے **ف**
اسواسطے کہ یہ قرارت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اوسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ
پڑھاوے اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدھی
پڑھاوے اسیطرح کرتی جاوے اور دعاے قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جایز ہے اور وظائف اور اذکار کا
پڑھنا مکروہ نہیں اور توریت و انجیل پڑھنا مکروہ ہے **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث یعنی بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **ف** اسواسطے
کہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں روکتی تھی کوئی چیز اونکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن اور ابن
خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکن اور عبد الحق اور بغوی نے
شرح السنۃ میں اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورہ آل عمران کی قبل وضو کے
ص اور چھونا اوسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جایز نہیں **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف میں
آیا ہے لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہیں چھوتے ہیں اوسکو مگر پاک لوگ **ص** مگر غلاف سے اور پرسے درست ہے

اور غلاف جدا ہو تو اب جلد کا یا چولی جلد کا چھونا بھی درست نہین اور لکھنا قرآن کا اگر صحیفہ چھوا نہین جاتا ہی لکھے ہوئے کو ورق ہی تو نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہین اور بے طہارت کے آستین سے چھونا مکروہ ہی اور اون روپیوں کو جنپر آیت قرآنی لکھی ہو نہ چھووے بے طہارت مگر تھیلی مین ہون تو چھونا تھیلی کا جائز ہی مکروہ نہین اور جو عورت کہ دس دن تمام حیض سے پاک ہوئی قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے قبل مین پاک ہوئی قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہین اور یہی نفاس کا حکم ہی ف یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم مین اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہین آمدہ وجہ اسکی صاحب ہدایہ نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہی اور کبھی بند ہو جاتا ہی اور جب دس دن مین حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن مین نفاس سے تو یہ اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہین ہو سکتا اور جو کم مین پاک ہوئی تو احتمال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم ص اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے بھی درست ہی ف کیونکہ نماز اوسوقت اوسپر فرض ہو گئی تو حکماً گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم مین تین دن سے زیادہ مین تو قربت اوسکی جائز نہین جبتک کہ عادت کے موافق وقت نگذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہووے کیونکہ عادت مین خوف ہی خون کے پھر آجانیکا تو احتیاطاً پرہیز مین ہی کذا فی الہدایۃ ص اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہین مگر عادت سے اسکی کم ہی واجب ہی اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوسوقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہووے یا زیادہ عادت سے ہو جاوے یا وہ عورت مبتدیہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی ف مبتدیہ اوس عورت کو کہتے ہین جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ آیا ہووے ص اور اگر تین دن سے کم مین پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لیوے اور ان سب صورتون مین اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدیہ ہو یا معتادہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ مین پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل اوسپر واجب ہوگا اور جو معتادہ کہ ایک دن خون دیکھتی ہی اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز اور روزہ ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہین اور اکثر مدت کی حد نہین ف ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک طہر رہتا ہی ص مگر معتادہ کا موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے مین اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہین اس لیے کہ عادت یہ ہی کہ طہر غیر حاملہ کا حاملہ سے کم ہوتا ہی اور اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین پس طہر غیر حاملہ کا ایک ساعت کم چھ مہینے ہوگا صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول بار حیض آیا اور اوسنے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی انیس ماہ تین گھڑی کم ہوگی اسواسطے کہ تین حیض کا ایک مہینہ ہوا اور تین طہر کے چھ تر کے اٹھارہ مہینے ہوئے جسمین سے تین گھڑی کم ہوئین ایک ایک گھڑی ہر ہر طہر سے اور انیس مہینے تین گھڑی کم ہوئے

فصل استحاضے کے بیان مین

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہی اسی طرح جو خون کہ عورت کے حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ ہی

مثلاً اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوسنے خون بارہ دن تک دیکھا تو پانچ دن آخر کے استحاضے کے ہین اور نفاس کی عادت اوسکو تیس دن تھی اور خون اوسنے پچاس دن تک دیکھا بیس دن بعد تکمیل تیس دن کے استحاضے کے ہین یہ حکم تو معتادہ کا ہی اور مبتدیہ کا خون اگر جاری رہا ہر مہینے سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور جو پہلے نفاس مین اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے اور باقی استحاضے کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب پھر وہ دن آوین حیض کے نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ دیکھ لے گنتی رات دن کی کہ حائض ہوئی تھی ان دنون مین مہینے سے قبل اس عارضے کے سو ترک کرے نماز موافق اوسکے مہینے سے سو جب گذر جاوین وہ دن تو غسل کرے پھر گدی لگاوے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی نے [illegible] سے باسناد صحیح اور ایک حدیث مین آیا ہی تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِہَا یعنی چھوڑے نماز حیض کے دنون مین لیکن ابو داود نے ضعیف کیا اس روایت کو اور کہا کہ وہم ہی ابن عیینہ راوی سے اور حفاظ کی حدیثون مین یہ قول نہین اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہی اور یہی قول ہی حسن اور سعید بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم بہت سے تابعین کا **ص** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اوس سے درست ہی **ف** اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین بیشمار کہان تک بیان کرون اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہی

ص جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا رہتا اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوسپر بغیر اوسکے نگذرے تو وہ ہر وقت فرض کو وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور نفلونکو فرض کی تبعیت مین پڑھے **ف** کیونکہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ مین کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنونمین پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داود نے سنن مین اور یہی ہی مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہی جسکو منظور ہووے مشکل الآثار امام طحاوی مین خوب تفصیل ہی دیکھ لیوے اور ایسی ہی روایت ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داود مین اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک ظہر سے دوسرے ظہر تک روایت کیا اسکو ابو داود نے اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین وہم ہو گیا ہی صحیح یہ ہی کہ مِنْ طُهْرٍ اِلٰی طُهْرٍ یعنی طہر سے طہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہین اسواسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہی سب نمازین اس باب مین برابر ہین مؤید ہی اسکی جو کہا ابو داود نے رَوَاهُ مِسْوَرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ قَالَ فِيهِ مِنْ طُهْرٍ اِلَى طُهْرٍ فَقَلَبَهَا النَّاسُ مِنْ ظُهْرٍ اِلَى ظُهْرٍ یعنی روایت کیا اسکو مسور نے کہا اوس نے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگون نے ظہر سے دوسرے ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحیح طہر سے طہر تک ہی اور بھی مؤید ہی اسکی جو کہا ہی ابو داود نے وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الخ کہ مذہب اونکا وہی ہی کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ ظہر سے ظہر تک غسل کرے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ اور ربیعہ کا مذہب یہ ہی کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہین ہی مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضے کے اوسکو پہنچے اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضون کا یہ ہی کہ دو نمازونکو جمع کرے

اور دونون کے واسطے ایک غسل کرے اور حدیثین بھی مختلف وارد ہوئی ہین فافہم اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر دن غسل کرے اور
یہی مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اسکا ابو داود نے اور وطی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہی روایت کی ہی عکرمہ
رضی اللہ عنہ سے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھین اور جماع کرتے تھے اونسے خاوند اونکے اور اسناد مین اس حدیث کی معلی راوی
ہین بعض لوگون نے ضعیف کیا ہی اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہین کرتے تھے لیکن کہا یحیی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہین اور اسی کو اختیار
کیا ہی محدثین نے اور صحیح یہی ہی **ص** اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرلے اور اوس وقت مین جتنا چاہے فرض اور نوافل
پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہی اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا توڑ دیتا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تو جس شخص نے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنیکے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور
امام ابی یوسف کے نزدیک درست نہین کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک ٹوٹ
جاویگا اور امام زفر کے نزدیک نہین ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے اور ابو یوسف کے نزدیک وضو توڑتا ہی اور امام زفر کے نزدیک آنا وقت کا اور آنا وقت کا نہین پایا گیا

فصل نفاس کے بیان مین

نفاس اوس خون کو کہتے ہین جو جننے کے بعد آتا ہی اور اوسکی کم مدت کی حد نہین اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہین **ف** حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نفاس والی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بعد نفاس کے چالیس دن
بیٹھتی تھین روایت کیا اسکو ابو داود اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت مین ہی ابو داود کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو حکم نکیا
ساتھ قضا کرنے نمازون نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہی
ف اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہی **ص** اور جس عورت کے دو بچے ساتھ پیدا ہون یا چھ مہینے سے کم مین دوسرا بچہ
پیدا ہووے تو اونکو توأمین کہتے ہین اوسکی مان کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق ہوے ہون اور اوسکے
بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہی اور ایسا بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاویگی **ف** ام ولد اوس لونڈی کو کہتے
ہین کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہی کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہو جاتی ہی تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے ایسا بچہ
بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاویگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہین اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جنی گی
تو تجھپر طلاق ہی اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہو جاویگی اور عورت پر طلاق پڑجاویگا اور عدت بھی تمام ہو جاویگی

باب نجسون کے بیان مین

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہی نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے سو پاک کر اونکو اور احادیث مین بھی یہی حکم ہی **ص** اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نمازی کا نجس ہو جاوے ایسی
نجاست سے جو دکھائی دیتی ہی پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہی پانی کی سی اور پاک اور مزیل نجاست ہی اوس سے پاک کرے یہانتک کہ ذات
نجاست کی زائل ہو اور اگر اوسکا اثر باقی رہجاوے کہ مشکل ہو زوال اوسکا تب بھی پاک ہو جاویگی **ف** پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے نچوڑا آوے
جیسے پانی یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہی اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہین جائز ہی نجاست کا

پاک کرتا مگر پانی سے **ص** اور جو چیز کہ نا پاک ہو جاوے اوس نجاست سے کہ دکھائی نہین دیتی تین بار کے دھونے اور ہر بار کے نچوڑنے سے پاک ہو جاویگی اور تیسری بار مین خوب موافق زور اپنے کے نچوڑے تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑیگا تو پاک نہوگی ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور جسکا نچوڑنا ممکن نہین تین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاویگی اور خشک کرنا یہ ہی کہ قطرہ نہ ٹپکے اور ٹپکنا موقوف ہو جاوے اگر موزے مین ایسی نجاست جسکا دل ہووے بھر جاوے (جیسا بول و براز اور نجاست وغیرہ ۱۲) اور خشک ہو جاوے زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر دلدار بھی ہووے اور خوب ملے پاک ہو جاویگا اور اوسی پر فتویٰ ہی اور جو دلدار نہووے دھونے سے فقط پاک ہوگا جیسے پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہی **ف** روایت کی ابو داود نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمہارے جوتے مین نجاست تو مٹی ہو سکے واسطے پاک کرنے والی ہی اور ایسا ہی مروی ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہی کہ اگر نجاست تر دلدار ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک نہوویگی اور دلیل انکی وہ ہی جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے مین چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھو ڈالو اوسکو اور اگر خشک ہی تو کچھ لازم نہین تیرے اوپر روایت کیا اسکو رزین نے **ص** اگر کسی چیز مین منی بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہی **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہی کہ تر منی سے بغیر دھوئے کپڑا پاک نہین ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہی اور سوکھی منی کو اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاویگا لیکن یہ جب ہی کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے (اگر مخرج پاک ہو ۱۲) روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تھین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور بھی روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے منی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اوسی کپڑے مین اور مین دیکھتی تھی نشان دھونے کا اوسمین روایت کیا اوسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین کھرچتی تھی منی کو آپکے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوسی کپڑے مین اور ایک روایت مین ہی کہ مین کھرچتی تھی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے مشکل الآثار مین حَدَّثَنَا يُونُسُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَبِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ لَفِي ثَوْبِهٖ یعنی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین دھوتی تھی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور آپ جاتے تھے نماز کو اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے مین ہوتے تھے **ص** اگر سر ذکر کا پاک ہی اسطرح پر کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نکیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور پھر منی نکلی اور خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کی ہی کہ بدن مین اگر منی لگے خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک نہو جاویگی جب تک نہ دھو ویگا **ف** صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یون بیان کی ہی فَاِنَّ حَرَارَةَ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ لَا يَعُوْدُ اِلَى الْجِرْمِ وَالْبَدَنُ لَا يُمْكِنُ فَرْكُهٗ کہ حرارت بدن کی جاذب ہی سو نہ عود کریگی منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن کا کھرچنا ممکن نہین **ص** اور تلوار یا چھری یا اور جو اوسکے مثل چیزین ہین ملنے سے پاک ہو جاتی ہین زمین پر یا کسی اور پر ہووے اور جو چھونا ایسا ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو ایک رات دن اوسپر پانی بہا دے پاک ہو جاویگا اور زمین ناپاک یا اینٹین بھی ہوئین یا نرکل کا گھر اور درخت اور گھانس اگر کٹی نہووے اور خشک ہو جاوین اور اثر نجاست کا باقی نرہے پاک ہو جاوینگی نماز کے لیے اور یہی مختار ہی یعنی زمین خشک پر

جسکے اوپر اثر نجاست کا باقی نرہے نماز درست ہی **ف** کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیسا کہ روایت کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان نو تھا نکاح سے اور کتے آتے جاتے تھے مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہاتے کسی پر اونہین سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور حدیث مین ہی ذَكوٰةُ الأرضِ يُبْسُها یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور کہا ابن طاہر نے تذکرے مین کہ نہین ہی اصل اس حدیث کی مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض مشایخ نے اثر عایشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد سے اور ابو قلابہ سے بھی اور روایت کی عبدالرزاق نے اونسے یعنی ابو قلابہ سے کہ جُفُوفُ الأرضِ طُهُورُها یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہی اوسکی اور ذکر کیا مبسوط مین أيُّمَا أرضٍ جَفَّتْ فَقَدْ زَكَتْ کو یعنی جو زمین کہ خشک ہوگئی تو وہ پاک ہوگئی حدیث مرفوع واللہ اعلم اور حجت اس باب مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی **ص** لیکن تیمم جائز نہین **ف** اسواسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی سو حدیث اوسکے معارض نہو گی واللہ اعلم **مص** یعنی خوب دراور گمان کے بعد کہنے کے نجس کو وہ بِنا دیکھے پاک ہونی ہے

فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جسکی نجاست آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہووے اور دوسری آیت یا حدیث اوسکے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو یہ نجاست غلیظہ عارض ہوتی ہی اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ ہی ایسی نہووے اور جسکو یہ عارض ہو اوسکو نجس خفیف کہتے ہین **ص** ایک درم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی اور اوس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی اور بیٹ طائر ون حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہووے جیسے دامن اور آستین اور کلی مراد ہی اور امام ابو یوسف سے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت اور عرض مین بھی ایک بالشت ہی اور اگر نجس رقیق ہی پانی سا تو قدر درم سے مراد مقدار ہتھیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے وزن ایک مثقال کا ہی **ف** جب کپڑے مین لید یا گوبر زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہو گی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پاخانے کے حکم کیا مجکو کہ لا تین پتھر سو پائے مینے دو پتھر اور تیسرا ڈھونڈھا پایا نہ سو لے آیا مین اونکے پاس ایک لید کو تو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینک دیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے **ص** اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی برابر پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہو اور سیا ہوا نہو اوسپر نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہلے تو درست ہی اور اگر ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک دونون صورتون مین درست ہی اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے مین آ جاوے تو اگر ایسی تری ہی کہ نچوڑنے سے نہین ٹپکتی

تو نماز اوسپر درست ہی اور اگر بھیگے تو نماز اوسپر درست نہین اور زمین خشک جو ایسی مٹی سے جسمین گوبر ملا ہی لیپی گئی ہی اوسپر تر کپڑا بچھا کر نماز پڑھے درست ہی اور اگر ایک کنارہ کپڑے کا جو نجس ہوا تھا بھول گیا اور دوسرا کنارہ بغیر سوچ کے دھو لیا نماز اوسپر جائز ہی کیونکہ کپڑے کے دھونے مین سوچنا شرط نہین اور اگر گیہون وغیرہ کے روندنے مین بیل یا گدھے نے موتا اور پھر وہ گیہون بانٹ گئے یا اون مین سے نکال کے کسیکو کچھہ دیدیا سب پاک ہو جاوینگے ضرورت کے سبب

فصل استنجے کے بیان مین

ص استنجا کرنا اوس حدث سے جو دونون راہون سے نکلے پتھر وغیرہ سے یہانتک کہ صاف ہو وے بغیر گنتی کے سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنتی بھی سنت ہی اور سونے اور ریح سے استنجا نہین ف اگر کوئی کہے کہ سونا اون سے نکل گیا جب کہ کہا دونون راہون سے پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ جواب اوسکا یہ ہی کہ سونے مین گمان ہی ریح وغیرہ کے نکلنے کا اسواسطے اوسکو بھی بیان کر دیا اور استنجے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہی اور تین پتھرون کا ہونا کچھہ ضرور نہین اگر دو پتھرون مین صفائی ہو جاوے کافی ہی اور ہمارے مذہب مین کوئی شمار پتھرون کا مسنون نہین اور حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ جو بول مین احتیاط نکرے اوسکے واسطے بڑی وعید شدید ہی روایت کی دارقطنی اور حاکم وغیرہمانے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہیے روایت ہی سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کرین تین پتھر سے کم مین روایت کیا اسکو مسلم نے اور زبیدی داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہما نے کہ جو استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق کرے جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھہ حرج نہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھرون کو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح یہ ہی کہ شرط یا لازم ہی اور تین ڈھیلون کے سنت ہونے مین شک نہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھہ حرج نہین اور سنت کا یہی حکم ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھرون سے استنجا کیا اور بفرض تسلیم کے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہین نہ واجب اور سنت مین ترک تو سعت ہی ص گرمی کے دنون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور جاڑے کے دنون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو آگے کی طرف لا کے پاک کرے اور پہلی صورت مین دوسرے پتھر سے آگے کیطرف پاک کرے اور دوسری مین پیچھے کی طرف اور عورت جاڑے گرمی دونون مین ہمیشہ پہلے پتھر کو پیچھے کیطرف لیجا کے پاک کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہی ف روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پیخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب آیت نازل ہوئی فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْاؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین کہ دوست رکھتے ہین طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہی طہارت کرنے والون کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے گروہ انصار کے بہ تحقیق اللہ تعالے نے ثنا کی اوپر تمہارے بیچ طہارت تمہاری کے پس کیا ہی طہارت تمہاری پس کہا انھون نے کہ ہم وضو کرتے ہین نماز کے لیے اور غسل کرتے ہین جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہین ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی ہی لازم پکڑو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن شریف مین بھی استنجا کرنا پانی سے ہی اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص اسمین اور مہاجرین سے زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاے پیخانے اپنی کو تین بار کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے سو کیا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دوا اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کی محی السنہ بغوی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی اونمین یہ آیت **ص** تو پہلے دونون ہاتھ دھووے پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب صاف کرکے ملکے دھووے اور ایک انگلی یا دو یا تین انگلیون کے باطن سے دھووے اور انگلیون کے سرے سے نہ دھووے پھر دونون ہاتھ دھووے اور اگر نجاست مخرج سے درم برابر بھی تجاوز کر گئی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت درم سے بڑھ جاوے اوسکا بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور ہڈی اور گوبر اور داہنے ہاتھ سے استنجا درست نہین **ف** لیکن ہڈی اور گوبر سے سو اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّہٗ رِجْسٌ یعنی وہ نجس ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور بھی روایت کی ترمذی اور ابو داود اور نسائی نے ابن مسعودؓ سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا اونھون نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم منع کر امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسمین ہمارا رزق سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے رویفع سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابو داود اور نسائی نے اور اسی باب مین روایت ہے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا کرنا داہنے ہاتھ سے سو روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابو داود وغیرہم نے ابی قتادہؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داود نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پیخانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سُنا مینے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا مینے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام لایا مین تو خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے **ص** اور پیخانے مین قبلے کیطرف پیٹھ کرنا اور مُنہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور جنگل اور مکان مین ہمارے نزدیک یہی حکم ہے **ف** کیونکہ روایت ہے ابی ایوبؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پیخانے کو سو مُنہ کرو طرف قبلے کے اور نہ پیٹھ کرو طرف اوسکے اور لیکن مشرق کیطرف مُنہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہے کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب نہین اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب ہے اونکو جنوب و شمال کی طرف مُنہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو جمیع علماء محدثین نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین اور روایت کی اسی باب مین ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید ہے بعضون نے کہا ہے کہ نام اونکا ولید ہے مولی ابن ثعلبہ کا مجہول ہے اور ابو سعید خدری ؓ سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید خدری ؓ سے ابن لہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ہمارے نزدیک کراہت میدان اور گھر مین سب مین ہے کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری ؓ نے کہ آئے ہم شام مین تو تھین اوسمین کُھڈیان طرف قبلے کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان مین بھی

منہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہی وقت پیخانے کے اور بعضون نے رخصت دی ہی قبلے کی طرف منہ کرنے کی جبکہ قبلہ اور اوسکے درمیان مین کوئی چیز حائل ہو جیساکہ روایت ہی مروان اصفر سے کہا اونھون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اونھون نے اونٹنی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا اونھون نے کہ ہان منع ہی میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپاوے تجکو سو کچھ حرج نہین اخراج کیا اسکو ابو داود نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہی لیکن منہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم منہ کرین طرف قبلے کے پیشاب مین سو دیکھا مینے اونکو ایک سال پیشتر قبل وفات کے کہ منہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہی کہا شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اونھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہی ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہین اور نہین حجت ہی مجہول کی روایت سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ کہا ابن مسند نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہی مشہور ہی حدیث والا ہی اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہی روایت کی اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے اور شہادت لایا ساتھ روایت اوسکی کے بخاری اپنی صحیح مین مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطا سے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے اور نسائی نے اور والد ہی محمد بن ابان کا روایت کی اوس سے ابو ولید اور ابو داود طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور کس طرح منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہوسکتی ہی کہ شاید یہ مکان مین ہووے اون لوگون کے مذہب پر جو مکان مین رخصت دیتے ہین یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اس بیان کے فَكَيْفَ تُقَدَّمُ عَلَى النُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کیجاویگی یہ حدیث اوپر نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع کے پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہی سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے دربارہ رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث صحیح نہین یہ موقوف ہی اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلاً عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہی کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا ہی اوسنے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور اوسکی اسناد کو قائم رکھا مخالفت کی اوسکی اوسی حدیث مین ثقہ ثبت صاحب عراک نے نام اوسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہی سو روایت کیا اوسنے اوسکو عراک سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تھین سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہی اور صحیح جعفر کی ہی باوجود کہ اوسکی مخالف جانب احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابو عبد اللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے حدیث خالد کو عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اونھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور زیادہ تحقیق اسکی شرح ابو داود مین ہی اس جگہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ نہ دی اور پیٹھ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ منہ تھا آپکا طرف شام کے اور پیٹھ طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داود نسائی نے اور حق یہ ہی کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین **فائدہ**

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہی روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپنے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے اے عمرؓ سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا ایسی صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور باقی بموجب ان دونون حدیثون کے درست ہی واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا عریض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طویل صبح ہو اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا وقت نہین ہوتا **ف** یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کیطرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتونکو سو فرمایا آپنے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جسوقت زوال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی اونھون نے پھر حکم کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اقامت کہی اونھون نے ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوسوقت سپید اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جسوقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اونکو سو اقامت کی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن پہلے روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہ کہان ہی نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یا رسول اللہ کہا آپنے کہ وقت نماز کا درمیان اوسکے ہی جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کی مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور ظہر کا وقت زوال سے جبتک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے **ف** یعنی جتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے **ص** اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جبتک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا **ف** اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرۂ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین مذکور ہی ہمنے بنظر عدم فہم عوام اوسکو ترک کیا اور نیز ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین **ص** اور عصر کا وقت اوس وقت سے

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوسوقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہین سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور امام صاحب کے نزدیک شفق سپیدی کو کہتے ہین جو سرخی کے بعد ہوتی ہی اور عشا کا اوسوقت سے اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح تک دونون کا وقت رہتا ہی **ف** ظہر کے آخر وقت مین بہت اختلاف ہی اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت مین تو اکثر امام اور فقہا اس طرف ہین کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایے کے برابر ہونے تک ہی سوا سایۂ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہی کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہی اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہی کہ اخیر وقت مغرب کا بس وہی آفتاب کا ڈوبنا ہی کہ کہا انھون نے نہ تاخیر کیجاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب مین حدیث جبرئیل عم کے امامت کی ہی روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دوبار نزدیک خانۂ کعبہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت مین جب تھا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جسوقت کہ غائب ہوئی شفق پھر نماز پڑھی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت مین جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے جسوقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دونا اوسکا پھر مغرب جسوقت کہ کل پڑھی تھی اور عشا جسوقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جسوقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کہ یہ وقت ہی انبیا علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونون وقتون کے ہی روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے اور کہا اوس نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اور کہا اوس نے کہ یہ صحیح الاسناد ہی لیکن اسناد مین اسکی عبد الرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کی عبد الرزاق نے عمری سے اونھون نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہم سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اسکے اور اسناد مین اسکی عمری ہی اور وہ ضعیف ہی لیکن کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ یہ اچھی متابعت ہی اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہی حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے اونمین سے جابر رضی اللہ عنہ ہین اور روایت مین اونکی یہ ہی کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گذری آدھی رات اور یا تہائی رات اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے وقت ظہر کا جب ہی کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جبتک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت عصر کا جبتک ہی کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جبتک ہی کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا جبتک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ اول وقت مغرب کا جب کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہو افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جبکہ غائب ہو افق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک ہی اور اول وقت فجر کا جبکہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہو آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ حدیثین حجت ہین امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات مین کہ وقت مغرب کا جبتک ہی کہ غائب ہووے شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہی سو دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝

(حاشیہ: یعنی مغرب کے لیے ایک ہی وقت ہی بعد غروب آفتاب کے اول وقت اور آخر وقت دونون کے واسطے نہیں ہین ۱۲)

(حاشیہ: عبد الرحمن بن حارث)

(حاشیہ: عمری)

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۰ یعنی جسوقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے آخر دن مین تیز نہایت عمدہ سو کہا اونھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہانتک کہ چھپ گیا آفتاب پردے مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اسکے کہ طلوع ہو آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوس نے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوس نے نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس باب مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ اوسمین روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو موسی اشعری اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے کہ تحقیق تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک اور روایت ہی حضرت ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہانتک کہ گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثین صحیح ہین کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حدیثین مفید ہین اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہی لیکن تین مرتبے پر تہائی رات تک افضل ہی اور نصف تک اوس سے کم اور بعد اوسکے اوس سے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبیر تک کہا انھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چاہے رات مین اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک روایت مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہی سونے مین تفریط بلکہ تفریط اوسمین ہی کہ نماز کی تاخیر کرے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وقت عشا کا صبح تک ہی اور اجماع کیا اماموں نے جب اسلام لاوے کافر یا پاک ہووے حائضہ یا بالغ ہووے لڑکا اور کچھ رات باقی ہو نماز عشا کی اونپر واجب ہی اور اجماع حجت قطعی ہی جیسا کہ اوپر پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام کی وقت مختار پر محمول ہی اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہی نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تاخیر کی آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی آیا عصر کی آفتاب کی زردی تک مکروہ تحریمی ہی اور سب سے زیادہ کراہیت عصر کی تاخیر مین ہی آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یعنی یہ نماز منافق کی ہی اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہی کہ نماز عصر کی آپنے تاخیر کی سایے کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جبتک ہی کہ نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہی کہ اخیر وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سو کسی حدیث مین یہ تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہوئے اکثر اماموں کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن سو خوب تبرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اسواسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کی سانس سے ہی روایت کیا اسکو چھ عالموں نے [ارباب صحاح ستہ ۱۲] کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہرون مین جبتک ہی کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے اور مؤید اسکی یہ حدیث ہی جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہانتک کہ پڑنے لگا سایہ ٹیلوں کا

اور نووی نے اوسکی شرح مین لکھا ہی کہ سایہ ٹیلونکا بہت اخیر وقت پڑتا ہی اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہی اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہی اور حدیث ابراد اس باب مین ناسخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر مین وہ حدیث امامت منسوخ ہوئی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ○ یعنی تحقیق کہ نماز ہی مسلمانون پر فرض وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیئے اور اس بحث مین امام صاحب کی کلام ہی اور حق یہی ہی کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہی کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فقہا و علمای شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو اور عصر کی بعد دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ رح کے سرخی کا نام ہی اور ایک روایت مین امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہی اور بعض شروح مین ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہین کہ سرخی نام شفق کا ہی اونکی حجت یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہی سو جب غائب ہو جاوے واجب ہو گی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ غرائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھون نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے مرفوعًا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقف اوسکا اور کہا صاحب نے اپنے وَمَا رَوَاہُ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل مین اور روایت کی دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوین یہ روایتین تو پھر بے پروائی ہو جاوے سب روایتوں سے لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہی اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہی یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اسمین صحیح نہین لیکن حق یہ ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے مراد یہ ہی کہ روشنی آسمان کے کنارون مین ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہین روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک وہ فجر کہ حرام کرتی ہی کھانے کو اور حلال ہی اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہی کہ حرام ہی اوسمین نماز اور حلال ہی اوسمین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونون نے اور ایک روایت مین حاکم کی ہی کہ حرام کرتی ہی کھانے کو یعنی ایک لنبی دھاری افق کے کنارے آسمان مین جاتی ہی اور یہی صبح صادق ہی اور صبح کاذب کو بیان کیا آپنے کہ مانند دم بھیڑیئے کے ص تاخیر فجر کی یہانتک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہی اتنی کہ چالیس آیتین ترتیل سے پڑھ سکے یا زیادہ اس سے اور پھر اگر فاسد ہووے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہی ف روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت مین ہی نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ یعنی روشن کرو فجر کو اور ایک روایت مین ہی اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاُجُوْرِ کو روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا طبرانی نے نَوِّرْ یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ یعنی روشن کر ای بلال فجر کو اوسقدر کہ دیکھین لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

مسلم مین حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ ما لم یحضر العصر الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر کا جب ہی کہ آفتاب ڈھلے اور ہو سایہ مرد کا مثل طول اوسکے جبتک کہ نہ آوے وقت عصر کا ۱۲ منہ

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہے اس باب مین مغیرہ بن شعبہ اور تمیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدردا
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہے اعمش
سے کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوئے اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے تو اس سے
معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا تو اس سے حدیث
تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین مین
بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہے اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہے کہ تاخیر کرنا
فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی یون
بیان کیے ہین کہ قراءت کو یہانتک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہے اور خلاف ہے تبادر کے واللہ اعلم
ص گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہے اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے
وقت پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم سے ہے ف اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ متغیر ہو مستحب ہے ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے کہا انھون نے
کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے باپ نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ یہ عبد اللہ بن
رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت
کیجاویگی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہے پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر
قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام نے
کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جس نے یاہر پکاتے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین ص اور تاخیر عشا کی تہائی رات
تک مستحب ہے ف کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو البتہ تاخیر
کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عشا کے قبل سونا اور
بعد عشا کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کی چھ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین
کرنا بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہے باتونکو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت کی ترمذی نے صلوۃ مین اور
نسائی نے مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات
کے کسی امر مین مسلمانون کے امور سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے
عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہے باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے اور ایک روایت
مین ہے کہ واسطے دولہن کے اور بعضون نے کہا ہے کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہے

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہے **ص** اور وتر کی آخر رات تک اگر جاگنے کا یقین ہو مستحب ہے اور اگر جاگنے کا یقین نہووے تو عشا کے
ساتھہ پڑھ لیوے اور مغرب کی جلدی مستحب ہے **ف** اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان اور اقامت مین دیر نکرے مگر ساتھہ ایک جلسہ خفیف
کے کیونکہ روایت کی ابو داود نے مرثد بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی
امت میری نیکی پر جبتلک کہ نہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارونکی روشنی تک اور اونکے خوب پھیلنے تک اور راوسکی اسناد مین ابن اسحٰق ہے اور ضعف
اوسکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی مقبول نہین کہا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ سردار
ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کی لوگونسے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور زید بن زریع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث
اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اونمین کلام کرنے سے فقط **ص** ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہے اور اور نمازون کی تاخیر
ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہے بسبب خوف بارانی کے اور تاخیر عصر مین توہم ہے اس بات کا کہ وقت مکروہ نہو جاوے
اور فجر ظہر مین اسواسطے توہم نہین کہ یہ مدت مدید ہے دوسرے یہ کہ اسمین تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہے کہ
سب مین تاخیر مستحب ہے واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنیکے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہین **ص** آفتاب کے طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین **ف** کیونکہ روایت ہے
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ مین کہا تین ساعت ہین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم
اون وقتون مین یا قبر مین رکھین ہم مردونکو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت عین دوپہر ہو یہانتک کہ زوال ہو
آفتاب کا اور جب کہ ڈوبتا ہو یہانتک کہ ڈوب جاوے اور موطا مین ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور
امام شافعی کے نزدیک فرائض مکے مین ان وقتونمین جائز ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہے اور حدیث حجت ہے
بسبب اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے
اوسکو تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اوسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بنی عبد مناف کے نہ منع
کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت
یعنی خانہ کعبہ کے ۱۲
ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہے اول تو انقطاع ہے اوسمین مجاہد اور ابی ذر
سے اور ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید مولی عفر سے اور اضطراب سند اوسکی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا
قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل ہے
جو مسند شافعی مین ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدہ تلاوت
بھی بمنزلے نماز کے ہے **ص** اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہے **ف** اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جس نے
پائی ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوس نے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما نے اسناد صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین
کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہے واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جاوے گی
واللہ اعلم بالصواب **ص** جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اوٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہی ف اس سبب سے کہ اوسمین خطبہ سُننے سے باز رہنا ہوگا ص اور بعد فجر کے سوا سنت فجر کے اور درمیان
عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہی یعنی بعد صبح صادق کے ١٢ ف کیونکہ صحیحین مین مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہان
تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہانتک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہین نماز ہی بعد صبح
کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور روایت ہی اونھین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو
چھوڑ دو نماز کو یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے اور ایک روایت مین ہی ابن عمرؓ سے مصنف مین اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ
حَتّٰی تَبْرُزَ یعنی جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے اور کہا صاحب مصنف نے اور
اس باب مین روایت ہی عبد اللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور کہا اوس نے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ
ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاذِ نِ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ
وَبَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰی تَطْلُعَ
الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھ معاذ بن عفراء
کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا مینے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہی بعد دو نمازون
کے بعد صبح کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہانتک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہی حدیث مین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتین بعد عصر کے سو یہ خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بدلیل اوسکے کہ دوسرونکو اوس سے منع
کیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے روزہ وصال کا کہ خود ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے بعد عصر کے دو رکعتین اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا اور نماز
جنازہ اور سجدہ تلاوت ان دونون وقتون مین مکروہ نہین اور دو نمازونکو ایک وقت مین جمع کرنا جائز نہین مگر حج کے سفر مین اور اسمین خلاف ہی امام شافعی
کا عصر وقت ظہر کے پڑھے اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہی صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کہ جمع کیا تھا اونکو ایکدن مزدلفہ مین اور نماز پڑھی
تھی فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے وقت یا عشا کے
وقت پاک ہوئی جسمین پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے
اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت موافق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا وہ نماز اوسپر لازم
ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز مین حائض ہوئی اوسکو
یہ نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت مین سوا سنت فجر کے اور نفل پڑھنا
مکروہ ہی کیونکہ روایت کی مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہین پڑھتے تھے مگر دو رکعتین
خفیف اور ابوداود اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ص باب اذان کے بیان مین

اذان سنت ہی پانچون فرض اور نماز جمعے کیواسطے وقت مین اور سوا اوسکے نوافل وغیرہ مین اور قبل وقت کے سنت نہین **ف** تو اب واسطے عید اور کسوف کے اذان نہ دی جاویگی روایت ہی صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایکبار یا دوبار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہی کسوف مین اور جمعے کی اذان مین حدیث سائب بن یزید کی صحیح ہی اور وتر مین اسواسطے اذان نہین کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہی تو حاجت علیحدہ اذان دینے کی نہین **ص** تو اگر قبل وقت کے اذان کہے پھر لوٹا دے وقت مین اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کیواسطے آدھی رات سے اذان درست ہی **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہین کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور اونکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل حرمین کا یہی عمل ہی اور اون سب پر حجت یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دو یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے فجر اور پھیلایا ہاتھہ اپنے کو عرض مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اوسکو کہ شداد نے نہین پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہین پہچانا جاتا مگر روایت جعفر بن برقان سے اور روایت کی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال نہ اذان دے یہانتک کہ طلوع کرے فجر کہا امام نے کہ اسناد اسکی صحیح ہی اور روایت کی عبد العزیز بن ابی داؤد نے انھون نے نافع سے انھون نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکو کیون کیا تمنے ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپنے کہ پکار دو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کی ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھون نے جب اذان دیتا تھا موذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل اہل حرمین کا کچھہ شریعت مین وقت ورود احادیث صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہین **ص** اور قضا کیواسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے سنت ہی اور موذن کو چاہیے کہ وقتونکو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب ہو عود کو پونہچے **ف** حدیث مین آیا ہی وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ الخ یعنی اذان دین تم مین سے جو لوگ بہتر ہین اور امامت کرین جو تم مین قاری ہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عیسی منکر الحدیث ہی کہا یہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث مین آیا ہی کہ موذن لنبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثین فضیلت مین اذان کی آئی ہین **ص** جب اذان دے تو قبلے کیطرف منہ کرے اور دونون انگلیونکو شہادت کی کانونمین کرے **ف** کیونکہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب الاذان مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونون انگلیونکو اپنے کانونمین اور کہا کہ یہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان مین دیکھا کہ دونون انگلیان اونکے کانونمین تھین اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ روایت کی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہہ بیچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہہ تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہو جاوے کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور پاخانہ پھرنے والا اقتضا حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجکو اور یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور نہ گاوے اسطرح پر کہ کچھہ حرکت یا حرف کو
یعنی خلاف قاعدے کے ۱۲

پڑھا وے اور فقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہیں بلکہ اچھا ہی اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا نکرے
ف جیسا کہ عبداللہ بن زید سے روایت کی اور اوسمین ترجیع نہین اخراج کیا اسکا دار قطنی اور ابو داود نے کہا ابن خزیمہ نے
سنا مینے محمد بن یحیی ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہین ہی بیچ حدیثون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب مین **صحیح** تر اس سے یہانتک کہ کہا کہ حدیث
ابن اسحق کی ثابت صحیح ہی اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین سنا مینے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور حدیث بزار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ سے غریب ہی معارض ہو احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہین ہی ترجیع مشہور حدیثون مین اور روایت کی ابو داود نے
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور روایت
کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہی اور سعید بیٹے مغیرہ کے ثقہ ہین
توثیق کی اونکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین کہا ابن حاتم نے کہ سنا مینے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ
ثقہ ہین اور رہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث مین آئی ہی سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھون نے
اوسکو ترجیع جانا غلط ہی کیونکہ ابو داود مین ہی باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ مجکو طریقہ
اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پہلے تو آہستہ سے کہ پھر پکار کے کہہ تو اوس سے
تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوسکو جو روایت کی طبرانی نے اوسط مین یہی حدیث ابی محذورہ کی
اور نہین ذکر کیا اسمین ترجیع کو اور جب دونون معارض ہوئین دونون ساقط ہوئین اور باقی رہی حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
کی سالم جمیع علل سے فَثَبَتَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی **ص** حَيَّ عَلَی الصَّلٰوةِ جب کہے تو داہنی طرف منہ پھیرے
اور جب حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو بائین طرف منہ پھیرے اور اوسی جگہ کھڑا رہے اور اگر جانے کہ اتنے مین آواز نہ پہونچیگی تو داہنی
طرف کے دریچے سے سر نکال سکے کہے دو بار حَيَّ عَلَی الصَّلٰوةِ اور بائین طرف کے دریچے سے سر نکال سکے دو بار کہے
حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور فجر مین بعد حی علی الفلاح کے دو بار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے **ف** کیونکہ روایت کی ابن
ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھون نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا آگاہ کرین
اونکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہین سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان
مین اور یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہین سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہی نزدیک ہمارے بوقت ثقہ ہونے راویون کے
علاوہ اسکے مروی ہی حدیث ابی محذورہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی نے اور انس سے مروی ہی کہ کہا
انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ جب کہے موذن نماز فجر مین حی علی الفلاح کہے الصلوٰۃ خیر من النوم دو بار روایت کیا اسکو
دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا مِنَ السُّنَّةِ حکم رفع مین ہی اور ہدایہ مین ہی کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ
خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہی یہ کلمہ
کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین باسناد صحیح **ص** اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر اوسمین کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے ف روایت کی ابوداود رحمۃ اللہ علیہ
نے ابی لیلیٰ سے انھون نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سو کہا مثل اذان
کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دوبار قد قامت الصلوۃ زیادہ کیا اور ابو لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہین پایا لیکن
وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے خواب مین ایک شخص کو آخر
حدیث تک سو اذان دی اوس نے دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہے دلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو
کہ دو دو بار کہے اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی جب نکلے بنی امیہ تو کر دیا
اقامت کو ایک ایک بار ص اور اذان اور اقامت مین باتین نکرے اور بعد اذان کے پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اوسکو
تثویب کہتے ہین ف اور ہدایہ مین ہے کہ تثویب نماز فجر مین اچھی ہے اور باقی سب نمازون مین مکروہ ہے اور لکھا ہے کہ یہ تثویب نکال لیا اوسکو
علما ہی کوفہ نے بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیون کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد مین
تشریف لیگئے تو سنا ایک مؤذن کو کہ تثویب کہی اوس نے تو کہا انھون نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابوداود
نے اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دیکھتا ہون مین
حرج یہ کہ کہے مؤذن واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازون کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ حَيَّ عَلَى
الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہین حکم جماعت
مین اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگون کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہین مسلمانون کے امور مین بہ نسبت اور لوگون کے اور اسی
حکم مین ہین قاضی اور مفتی ص اذان اور اقامت مین بیٹھے مگر مغرب مین اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہین تو ایک فائتہ کے
واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہون پہلی فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت کہے ف کیونکہ روایت ہے
ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو رکعتین پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داود وغیرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب کے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ ضمیری اور عمران بن حصین اور ذی مخمر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا
مین ابن مسیب سے مرسلاً اور ذکر کیا اوسمین اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہین اور صحیح مسلم مین جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ
عنہ کو سو اقامت کی اوس نے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کے نہین اور ابو یوسف نے روایت کی
اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازون کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار
نمازون کے واسطے ص اور باقی فائتہ کے واسطے اختیار ہے چاہے ہر ایک مین اذان اور اقامت کہے یا فقط اقتصار اقامت پر کرے اور بے
وضو کو اذان کہنا درست ہے ف اسواسطے کہ اذان ذکر ہے نماز نہین تا کہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے ص اور تکبیر مکروہ ہے اور اگر
کہے تو اعادہ ہوگا دونون کا اور اذان جنب کی مکروہ ہے اور ویسے ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاویگا اور اگر اقامت

کبھی تو اقامت کا اعادہ نہوگا ف کیونکہ تکرار اذان کی مشروع ہی اور تکرار اقامت کی نامشروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ نکرے تو نماز
جائز ہی کیونکہ اذان اور اقامت سنت ہین فقط ص اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہی اور اعادہ اوسکا مستحب ہی
اور اگر مسافر یا کوئی شخص جو مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہی اذان اور اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہی لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط
کہے تو جائز ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹون ابی ملیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونون اور
اقامت کہو اور امامت کرے بڑا تم مین ایسا ہی صحیحین اور ترمذی مین ص اور جو شخص کہ شہر مین گھر مین اپنے نماز پڑھتا ہی اگر
اذان اور اقامت دونون کو ترک کرے اور محلے مین اذان و اقامت ہوتی ہی جائز ہی کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ محلے کی اذان
ہمکو کفایت کرتی ہی ف روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے ص اور دیہات مین اگر ایسی مسجد ہی کہ اذان و اقامت اوسمین ہوتی ہی تو
اوسکا حکم شہر کا سا ہی اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین تو جو شخص اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہی اگر اذان و اقامت دونون ترک کرے تو مکروہ ہی اور فقط
(یعنی ترک اذان و اقامت کا جائز نہین) (حکم اوسکا مسافر کا سا ہی)
اذان کا ترک کرنا جائز ہی اور جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلوۃ کہے امام نماز کیواسطے کھڑا ہووے اور جب قد قامت الصلوۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

وہ شرطین پاکی بدن کی ہی نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاکی کپڑے کی اور جگہ نماز کی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وثیابک
فطہر یعنی کپڑون کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالی نے وان کنتم جنبا فاطہروا یعنی اگر جنب ہو تم سو پاک کرو
ص اور چھپانا عورت کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے خذوا زینتکم عند کل مسجد لو تم زینت اپنی کو
نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاوے عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی نماز حائض کی مگر ساتھ
چادر کے روایت کی یہ ابوداود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح ص پانچوین
قبلے کیطرف منہ کرنا چھٹے نیت کرنا ف دلیل اول کی یہ ہی فرمایا خدای تعالی نے فولوا وجوہکم شطرہ یعنی پھیرو منہ اپنے کو
طرف اوسکے یعنی قبلے کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انما الاعمال بالنیات یعنی ثواب عملون کا
ساتھ نیت کے ہی اور صلوۃ خود موضوع ہی حصول ثواب کیواسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی ایک موجب ثواب کی ص عورت مرد کی
ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہی ف روایت کی دارقطنی نے عطاء بن یسار سے انھون نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے
سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنون کے ہی اور اسناد مین اوسکی سعید بن داود ضعیف کیا اوسکو عقیلی نے لیکن
توثیق کی اونکی ابن معین نے اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ زانو عورت سے ہی اور اسناد مین اوسکی عقبہ ابن یشکری
ضعیف کیا اونکو ابو حاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہی عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنے
تک ستر ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ناف ستر مین داخل نہین بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
اور گھٹنا ستر مین ہی بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ران ستر مین ہی مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے الفخذ عورۃ یعنی ران عورت ہی اور ستر ہی واللہ اعلم بالصواب ص اور لونڈی کی بھی یہی عورت ہی مگر پیٹ
اور پیٹھ بھی اوسکی عورت ہی اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہی مگر منہ اور دونون ہتھیلیان اور دونون قدم عورت مین داخل
(اور سینہ پہلو)
نہین ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا المرأۃ عورۃ مستورۃ یعنی عورت عورت چھپی ہوئی ہی

اور یہ حدیث ہدایہ مین مذکور ہی کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کی ترمذی نے کتاب الرضاع مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہی آخر حدیث تک اور لفظ مستورہ کا اوسمین نہین ہی کہا ترمذی نے هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ
غَرِيْبٌ یہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت کی ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہین چاہیے
کہ دیکھا جاوے اوس سے مگر منہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قدم عورت کا عورت ہی اور صحیح یہ ہی کہ عورت
نہین ہی كَذَا فِي الْهِدَايَةِ **ص** جو عضو کہ عورت مین داخل ہی اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہین ہوتی جیسے چوتھائی
پیٹ یا پنڈلی عورت کی یا ران یا دبر یا ذکر یا فوطے کے یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہی اور بال الگ ایک عضو ہی یعنی بال اوترتے والے
جو سر سے ہین اور ذکر الگ عضو ہی اور فوطے الگ عضو ہین اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہین رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس نہین
ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوس نے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہی درست نہین ہوئی اور اگر
چوتھائی سے کم پاک ہی افضل یہ ہی کہ اوسی کپڑے سے پڑھے اور جو شخص ننگا ہووے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہی **ف**
روایت ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے ننگا نماز پڑھے بیٹھکے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہی عطا اور عکرمہ اور
قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور روایت ہی انس رضی سے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوے کشتی مین سو ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز
پڑھی انھون نے بیٹھ کے کہا سبط ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو خلال نے اور نہین پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب مین حدیث کی
ص اور اگر کھڑے ہوکے پڑھیگا تو بھی درست ہی اور اگر قبلے کیطرف منہ کرنے مین کچھ خوف ہی جس طرف منہ کریگا نماز درست ہو جاویگی
اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہین اور کوئی ایسا نہین جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو
پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا رای اوسکی بدل گئی نماز ہی مین پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے **ف** اسواسطے
کہ مسجد قبا کے لوگون کو نماز مین خبر قبلہ بدلنے کی پونہچی اور وہ عین نماز مین اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا
جانا **ص** اگر اندھیری رات مین ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کیطرف منہ کیا اور امام کے ساتھ کوئی نہین جانتا
کہ اوسکا منہ کدھر ہی لیکن یہ جانتے ہین کہ امام اونکے پیچھے نہین اونکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا منہ اسطرف ہی اور پھیر
اپنا منہ اور طرف کیا یا اوس نے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہی اور پھر وہین کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی **ف** روایت ہی عامر بن
ربیعہ سے کہ تھے ہم سفر مین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات مین سو ہمنے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہی تو ہر شخص نے ہم مین سے
نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل مین آیا تو جب صبح ہوئی سو ہمنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی
فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم منہ کرو اوسی جانب کو منہ اللہ کا ہی اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور بہت لوگون نے
اور روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر مین سو ابر تھا نہایت تو سوچا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم مین سے
علیحدہ اور ہر شخص ہم مین سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہمنے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کیطرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یکایک لوگ پڑھ
رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ منہ کرین طرف
کعبے کے اور منہ تھا اونکا شام کی طرف تو منہ پھیر لیا اونھون نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اوسکو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض مین فرض کا معین کرنا نیت مین شرط ہی نہ عدد رکعات کا اور زبان سے کہنا اور دل مین نیت کرنا افضل ہی اور نوافل اور سنت تراویح مین مطلق نیت کافی ہی اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے یعنی شرط ہی ۱۲

باب نماز کی صفت کے بیان مین

فرض نماز کے اندر سات مین پہلے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا یا جو کلمہ قائم مقام اوسکے ہو نماز کے شروع مین **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اپنے رب کی تو تکبیر کر اور حدیث مین آیا ہی مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہی اور تحریم اوسکی تکبیر ہی یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوٰۃ ہین وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب سے اوسکو تحریمہ کہتے ہین اور تحلیل اوسکی تسلیم ہی یعنی جو چیزین حرام ہو گئی تھین وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ابی داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے **ص** اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہین اور ہاتھ اوٹھانا اوسکے سنت ہی دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ○ یعنی کھڑے ہو واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع و خضوع سے **ص** تیسرے قراءت یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع پانچوین سجدہ ماتھے اور ناک سے اور بغیر عذر فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہین اور اسی پر فتویٰ ہی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر نماز مین بقدر تشہد یعنی التحیات پڑھنے کے **ف** کیونکہ روایت مین ابوداود کی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھلایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ اور روایت دارقطنی مین ہی اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ جملہ حدیث مین داخل نہین بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہی یعنی حدیث مین داخل نہین اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب مین وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِدْرَاجِ هُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَالْمَوْقُوْفُ فِيْ مِثْلِهٖ حُكْمُ الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہی کہ غایت ادراج یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم رفع مین ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہی قعود کے اندازے مین لیکن صحیح یہ ہی کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ و رسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہی کافی مین بعد فتح القدیر مین **ص** ساتوین اپنے کسی کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہین پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب کی اون کامون مین جو نماز مین مکرر آتے ہین تو تکبیر تحریمہ اور قاعدہ اخیرہ مین رعایت ترتیب کی فرض ہی چوتھے قاعدہ اولیٰ یعنی جو بعد دو رکعتون کے چار رکعتی نماز مین بیٹھتے ہین پانچوین تشہد دونون قعدون مین اور ذخیرے مین لکھا ہی کہ پہلا قعدہ سنت ہی اور اخیر کا قعدہ واجب ہی اور ہدایے مین لکھا ہی کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے مین سنت ہی اور دوسرے قعدے مین واجب ہی یا سنت مدکستی لیکن صاحب وقایہ کا مذہب یہی ہی کہ دونون قعدون مین تشہد پڑھنا واجب ہی چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہی **ف** اور دلیلین دونون مذہب کی اوپر گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم ہے اور ہماری دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گذر چکی **ص** ساتوین وتر مین دعاے
قنوت پڑھنا آٹھوین دونون عیدونکی تکبیرین کہنا نوین قرارت کا متعین کرنا پہلی دو رکعتون مین دسوین ٹھہر ٹھہر کے ارکان ادا کرنا
اور اسکو تعدیل ارکان کہتے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہے اور وہ ٹھہرنا رکوع اور
سجدے مین ہے بقدر ایک تسبیح کے اور اسیطرح ٹھہرنا درمیان رکوع اور سجدے اور دونون سجدون کے بیچ مین گیارھوین پکار کے پڑھنا یعنی جہر کرنا
جسمین پکار کے پڑھا جاتا ہے اور سِر یعنی آہستہ سے پڑھنا جس مین آہستہ پڑھا جاتا ہے اور سوا ان واجبات اور فرائض کے سب چیزین نماز مین سنت ہین
یا مستحب اور جب نماز مین شروع کرے دونون ہاتھ اوٹھاوے دونون کانونکی لَو تک اور انگوٹھے سے کان کی لَو چھوے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر
ف اور یہ سنت ہے یعنی ہاتھونکا اوٹھانا کیونکہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر بعد رفع یدین کے
ہے وَهُوَ الصَّحِيحُ وَالْمُفْتَى بِهِ اور اسی کی مؤید ہے وہ جو روایت کی نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوٹھاتے تھے ہاتھ کانون تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثم کا اس حدیث مین دلالت کرتا ہے اوپر تراخی کے بنا پر قواعد نحو کے اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھونکو کاندھون تک اوٹھاوے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی
رضی اللہ عنہ سے کہ مین خوب جانتا ہون نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مینے اونکو جب تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کاندھون
تک اور جب رکوع کرتے تھے رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے گھٹنون پر پھر پیٹھ کو جھکاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہو جاتے
تھے یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھونکو نہ پھیلا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی اونگلیون کا
رُخ قبلے کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتون کے بعد بیٹھتے بائین پیر پر اور کھڑا کرتے سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت مین آگے
کیا بائین پیر کو اور رکھا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور ضعیف کیا اوسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح پر کہ یہ حدیث مروی ہوئی محمد سے
دوسرے طریق پر اور وہمین محمد اور ابو حمید مین واسطہ ایک شخص کا ہے اور نام اوسکا مذکور نہین اور اس روایت مین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ
مذکور نہین اور یہ رجل مجہول ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ سن محمد کا نہین احتمال رکھتا ہے اسقدر اور نہین ثابت کرتا ہے کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور
وہ ضعیف ہے اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن عمر حاضر ہوا ابو حمید اور ابو قتادہ پاس حال آنکہ وفات کی ابو قتادہ نے قبل اسکے قتل کیے
گئے تھے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نماز پڑھی اوسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ مشہور نہین اور نہین ہے متصل یہ حدیث یہ کلام
طحاوی کا ہے اور عبد الحمید وہ جعفر بیٹا حکم انصاری کا ضعیف کیا اوسکو یحیی القطان اور ثوری نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین وغیرہ نے اور محمد کا
سماع ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوسکو حافظ عبد الغنی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پونہچی تو معارض ہے اوسکی
جو مروی ہے صحیحین مین مالک بن الحویرث سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھونکو یہانتک
کہ برابر کرتے اونکو دونون کانون کے اور ایسی ہی روایت ہے وائل سے صحیح مسلم مین تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو کانون تک اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے طحاوی نے اور اسناد مین اسکی مؤمل بن اسمعیل ہے اور یزید بن ابی زیاد اور ضعیف
کیا گیا مؤمل کہ جاتی رہین کتابین اوسکی سو بیان کرنے لگے حدیثین حفظ اور یاد سے تب بہت ہوئین خطائین اونکی اور یزید ضعیف کیا
اوسکو علی اور یحیی اور ابن المبارک اور ابو حاتم رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا ابن حبان نے کہ تھا سچا مگر یہ کہ جب وہ بڑا ہوا تو بگڑ گیا حفظ
اوسکا اور واقع ہوئین منکر حدیثین اوسکی تو جس سے اوس نے قبل تغیر کے سُنا تو سننا اوسکا صحیح ہے اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے

ف بعضی جہر پڑھنا قسم تشہد کو بھی بتحقیق تمام ہوئی نماز بتری ۱۲

ف یہ رجل مجہول

ف مؤمل بن اسمعیل

ف یزید بن ابی زیاد

بیہقی نے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہین رہا کہ جس حدیث مین ہے کہ حضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہے کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے لو تک کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور انگلیونکو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مد الف اللہ کے اور اللہ اکبار ساتھ ملانے الف کے درمیان لام اور رے کے نہ کہے اور اگر بجاے تکبیر کے اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے درست ہو جاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان مین اگر تکبیر کہے مثلا یہ کہے اللہ بزرگتر ست یا اللہ بزرگ ہی یا قرات فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین بسم اللہ کہے تو درست ہے اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ای خدا بخشدے مجکو تو درست نہین ف اور طعن اس باب مین بیجا ہے جواب اوسکا نور الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہے ص اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازے مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیر و نمین چھوڑ دے اور ہاتھ نہ باندھے ف اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہے دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے جو امام الحدیث ابو بکر بن خزیمہ نے اپنی مسند مین روایت کی ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمد نے قبیصہ بن ہلب سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے مین حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہے یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعا نہین معلوم ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سنت سے ہے رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داود نے اور احمد اور دار قطنی اور رزین اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن اسحق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو احمد وغیرہ نے اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوسپر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہے کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہے کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی روایت ہے وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وَھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ لِاَنَّ فِیْہِ رِجَالًا کُلُّھُمْ سِوَی الصَّحَابِیِّ ثِقَاتٌ یعنی یہ حدیث صحیح ہے اسواسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑ کر سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑ کر اسواسطے کہا کہ صحابی تو سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہے روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید نے اور شیخ نے اونکے سفیان ثوری نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے عالم کا زیادہ حفظ

وکیع سے اور کہا انھون نے کہ تھے وکیع مطبوع الحفظ اور کہا انھون نے کہ تھے امام سلف اونکے اپنے وقت مین اور کہا ابن معین نے نہین دیکھا مین افضل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو فضل تھا کہا ہان اونکو بھی فضل تھا لیکن نہین دیکھا مین افضل وکیع سے تھے ستقبل قبلہ اور حفظ کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتوی دیتے تھے قول امام ابو حنیفہ پر اور دوسرے راوی موسی بن عمیر عنبری تمیمی کوفی کہا یحیی بن معین اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر اور خطیب و عجلی اور دولابی نے کہ وہ ثقہ ہے اور کہا ابو زرعہ نے لا بأس بہ یعنی نہین حرج ہے ساتھ اوسکے اور نسائی مین اوسکی ایک حدیث ہے صلوٰۃ مین اور دیکھو علقمہ تو کہا ذہبی نے میزان الاعتدال مین کہ علقمہ یعنی صدوق ہے اور کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب مین ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور ذکر کیا اوسکو ابن سعد نے طبقہ ثالثہ مین اہل کوفہ سے اور کہا کہ کان ثقۃ قلیل الحدیث یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم قطلوبغا حنفی نے بیچ تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جید ہے وکیع ہے احد الاعلام اور موسی بن عمیر توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور روایت کی اوس سے نسائی اور علقمہ نے اخراج کیا اونسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الیدین مین اور مسلم نے اپنی صحیح مین اور چارون عالمون نے اور ثقہ کہا اوسکو ابن حبان نے سو یہ شاہد ہے اوس حدیث علی رضی اللہ عنہ کا پس نہین ہے وجہ کلام کی اوس شخص کے جس نے کہا کہ نہین دلیل ہے حنفیہ کی اس مسئلے مین وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ص بعد تحریمہ کے ہاتھ باندھ کے ثنا پڑھے وہ یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجیہ یعنی إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ نہ پڑھے ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک پڑھے دلیل اونکی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ روایت کیا اسکو بیہقی نے اسی طرح پر کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک اور نہین زیادہ کرتے تھے اسپر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کی بیہقی نے انس اور عائشہ اور ابو سعید خدری اور جابر اور عمرو بن مسعود رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کو مرفوعاً مگر حدیث عمرو بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وقف کیا اوسکو اوپر عمرو کے اور رفع کیا اوسکو دارقطنی نے عمرو رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے یہ کہ یہ قول عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے ساتھ ان کلمات کے انتہی اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ضعیف کیا ان دونون نے اوسکو لیکن صحیح کیا اوسکو محدث فیروزآبادی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اونکے قول سے اور روایت کیا اوسکو سعید بن منصور نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داود مین ہے ابو سعید سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوٹھتے رات کو تکبیر کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تین بار پھر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ أَكْبَرُ تین بار أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرأت کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی نسائی ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اشہر حدیث ہے اس باب مین اور تحقیق کلام کیا گیا اسناد مین اسکی تھے یحیی ابن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی مین اور کہا احمد نے کہ نہین صحیح ہے یہ حدیث اور توثیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن معین اور ابو زرعہ

اجلہ محدثین نے اور جب ثابت ہوا فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات اسکی تو معلوم ہوا کہ نبی صلعم
اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہی
اور اوسمین اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْكُلِّ لِاَنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَ ذٰلِكَ
لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهٖ عَيْنًا اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ یعنی یہ صحیح ہی کل روایتون سے اس واسطے کہ اتفاق کیا اسپر بخاری و
مسلم نے اور باوجود اسکے نہین کہا کسی نے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے تو اگر وہ دعا بھی پڑھے کچھ حرج نہین
اور جائز ہی فقط اور وہ جو روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہی اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور مؤید
ہی اسکی جو وہ مروی ہی صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے تھے
اللہ اکبر وَجَّهْتُ وَجْهِيَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہی فرائض مین **ص** اور بعد ثنا کے تعوذ
یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے واسطے قرات کے نہ ثنا کے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے وَاِذَا قَرَاْتَ
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہی کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حارج نہو
قرات قرآن مین **ص** اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے اس لیے کہ تعوذ تابع قرات کا ہی نہ تابع ثنا کا سو جو شخص
قرات کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نکرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ مین نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے نزدیک
تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثین صحیح وارد ہوئین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین قرات کو
اس لیے کہ وہ جزو فاتحہ ہی اونکے نزدیک ۱۲
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے **ف** تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے
اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی سبب قول ابن مسعود کے چار ہین کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمین تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا
اوسکو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھون نے عبداللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو
اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی مین ہی نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انھون نے بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہانتک کہ پہنچے وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کے کہا قسم ہی اوس ذات
کی جسکے قبضے مین میری جان ہی تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ نے نہین
شک ہی اوسکی صحت مین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہین کیونکہ جائز ہی سننا نعیم کا باوجود آہستہ پڑھنے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جبتک مبالغہ نکرے اخفا مین تب تک سنائی دیتا ہی خصوصًا پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہی
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہی بغیر علت کے
اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین نے اور کہا بعض
حفاظ نے نہین ہی کوئی حدیث صحیح جہر مین مگر اوسکی اسناد مین گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب مسانید اربعہ اور امام احمد
نے احادیث جہریہ کو اخراج نہین کیا باوجود اشتمال اونکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلما رئیس المحدثین شیخ تقی الدین بن
تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہین صحیح ہوئی حضرت سے جہر مین کوئی حدیث اور مروی ہی دارقطنی سے

کہ تصنیف کی اوس نے ایک کتاب مصر مین بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کوین اوس سے صحیح ضعیف سے سو کہا
کہ نہین صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا حازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ماثور ہین لیکن کوئی حدیث خالی ضعف سے
نہین اور روایت کی امام طحاوی نے جہر کو قراءت اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بسم اللہ کا یہانتک کہ وفات کی اور یہ معارض ہے اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو وہ محمول ہے اوپر واقع ہونے
اوسکے کے کبھی کبھی اور صریح موجب عمل ہے اور روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر
اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس سنا مینے کسیکو اون مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے مراد نفی قراءت نہین ہے بلکہ نفی جہر ہے
بدلیل دوسری روایت کے کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے ساتھ اسناد صحیح کے
اور بھی روایت ہے اونھین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس سب لوگ اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ مین ہے کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور جتنے
تابعین تھے اور وہی مذہب ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد اللہ اور ابن منذر نے کہ یہی ہے قول ابن مسعود اور
ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبد اللہ بن المبارک اور
قتادہ اور عمر بن العزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے طریف
ابن شہاب ابی سفیان سعدی سے اونھون نے یزید بن عبد اللہ بن مغفل سے اونھون نے اپنے باپ سے تحقیق کہ اونھون نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوس نے بسم اللہ
کا سو پکارا عبد اللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے
جہر کرتے نہین سنا اور کہا اونھون نے اپنے بیٹے سے ای بُنَیَّ محدث ہے یعنی جہر کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہے **مسئلہ**
اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورت پڑھے **ف** اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب مین رکن نماز یعنی فرض نہین اور اسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک فاتحہ فرض ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث
یہ ہے کہ نہین ہے نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور اختصار کیا اسپر کہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور وہ ضعیف ہے ساتھ ابو سفیان سعدی
طریف بن شہاب کے اور اوسی سے روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی
ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہے متون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی
مستقیم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہے نماز مگر ساتھ ام القرآن
یعنی فاتحہ کے اور ساتھ اوسکے بعد اور سورت کے اور اسناد مین اوسکی اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہے اور توثیق کی اسکی ابن معین نے اور ہمارے نزدیک وہ حجت ہے روایت
ہے معجم اوسط مین طبرانی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ندا کرون مین مدینے مین کہ نہین ہے نماز مگر
ساتھ قراءت کے اگرچہ فاتحہ ہووے اور روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے اور حارث نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابو حنیفہ کے
طریق مین ضعف ہے اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

ف طریف بن شہاب
ف اسمٰعیل بن عیاش
ف حجاج بن ارطاۃ

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن مین سے اور یہ خبر واحد ہی اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہین جائز ہی مگر واجب العمل ہی تو کہا مینے
ساتھ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعیؒ کی یہہ جو روایت کی بخاری و مسلم نے (یعنی حدیث مشہور ہے) لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
یعنی نہین ہی نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہی کہ نہین ہے کمال نماز کا مگر فاتحۃ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث مین
فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَہْدَ لَہٗ یعنی نہین ہی ایمان اوس شخص کا جسکو امانت نہین اور
نہین دین ہی اوسکا جسکا عہد سالم نہین تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہین ہے بلکہ کمال ایمان اور دین مین یہ چیزین باعث
خلل کی ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فقط **ص** اور بعد وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے آہستہ سے آمین کہے اور مقتدی بھی جہری نماز
مین آہستہ سے آمین کہے **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی (یعنی امام) اور روایت کی احمد اور ابو یعلی اور
طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک مین شعبہ سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر عنبس سے انھون نے علقمہ بن وائل سے انھون نے اپنے
باپ سے کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو جب پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی وغیرہما نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے
انھون نے حجر بن عنبس سے انھون نے وائل بن حجر سے اور اوسمین ہی کہ بلند کیا انھون نے آواز نبی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی اسمین سفیان نے
شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت مین حجر عنبس ہی اور اسمین حجر بن عنبس اور اسمین علقمہ مذکور نہین اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین کہ پوچھا مینے
بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھہ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلم نہین کیونکہ روایت کیا
مسلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام نے اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی وغیرہ نے بھی اس
حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے
قول کیطرف رجوع کیا اور مؤید حدیث جہر کے جو ابن ماجہ مین ہی کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور مین کہتا ہون کہ
معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس اسناد سے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ثنا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ
کُہَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ
اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہی جس مین رفع صوت بآمین مذکور ہی
تو دو حدیثین مخالف ہوئین اوس ایک حدیث کی توضیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے **ص** بعد اوسکے تکبیر کہے اور رکوع
کرے جھکتے اور دونون ہاتھ رکوع مین دونون زانو پر رکھے اور انگلیون کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے انس کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہی کہ اے بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھہ ہتھیلیون اپنے کو اوپر دونون زانو
اپنے کے اور کشادہ رکھہ انگلیون کو اور اوٹھائے رکھہ دونون ہاتھ کو دونون پہلو سے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین
اور تطبیق یدین کی منسوخ ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو ملا کے دونون ران مین رکھے بدلیل اسکے جو مروی ہی صحیحین مین
مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ نماز پڑھی مینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی مینے سو کہا میرے باپ نے کہ نکر اسکو پہلے ہم کرتے
تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھین دونون ہاتھون کو اوپر زانوون کے **ص** اور پیٹھ کو برابر کرے اور سر کو بھی
پیٹھ کے برابر رکھے **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے برابر رکھتے تھے پیٹھ کو یہانتک کہ اگر ڈالا جاتا اوسپر پانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کی ابو العباس محمد بن اسحٰق سراج نے اپنی مسند مین براء سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے پھیلاتے پیٹھ اپنی کو اور جب سجدہ کرتے منہ کرتے انگلیونکا طرف قبلے کے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابی بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث وابصہ کے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر کرے بدلیل اسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث ابی حمید سے کہ نہ جھکاوے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاوے اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تھے نہ سر اوٹھاتے تھے اور نہ جھکاتے تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور اس سے کم نکرے **ف** کیونکہ روایت کی ابو داود اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم مین سے سو کہے تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور جب سجدہ کرے تو کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین بار اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور حدیث منقطع ہے کیونکہ عون نے نہیں پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو **ص** بعد اوسکے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور امام یہی کلمہ کہے اور مقتدی فقط رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور جو اکیلا ہو دونون کو کہے **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فقط کہے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونون کہے اور ربنا لک الحمد آہستہ سے کہے کیونکہ روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ تھے آنحضرت جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہانتک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جسوقت اوٹھاتے تھے سر رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یون بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور یہ خطاب واسطے مقتدیون کے ہے اور یہ رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونون کلمے کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب کا **ص** اور سیدھا کھڑا ہووے پھر تکبیر کہے اور سجدے مین جاوے **ف** اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہین ہے اور اسی طرح دونون سجدون کے بیچ مین بیٹھنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود مین اور یہ قول طرفین کا ہے اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ یہ چیزین فرض ہین اور وہی ہے قول امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اعرابی کے جب اوس نے جلدی کی تھی نماز مین کہ پڑھ نماز بہ تحقیق کہ تو نے نہین پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ رکوع لغت مین مطلق جھکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ ادنی درجے کے بھی ادا ہو جاویگی اور اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے مین اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہین اور دوسری یہ کہ اور روایت مین آنحضرت نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا مینے تو تو نے کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس روایت کو ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے ابو داود نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تو تمام ہوئی نماز تیری اور اگر تو نے اوس مین سے کم کیا کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور مؤید ہے اسکی وہ جو روایت کی اصحاب سنن اربعہ اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ قائم ہوا اوسمین پیٹھ مصلی کی رکوع اور سجود مین اور ایسے نمازی کو آپنے دوسری حدیث مین چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اوس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید نہووے اور باطمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز خضوع اور خشوع سے پڑھے **ص** پہلے دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ برابر دونون کانون کے

ف یعنی شاید یعنی کامل، جو یعنی نماز کامل نہین ہوتی اور حکم اعادہ نماز کا شبہ ہوا اور بالیقین، واللہ اعلم ۱۲

ع تو بالاتفاق نماز صحیح ہو ورنہ ترک کرنا اور علیہ السلام کے نزدیک نماز ناقص بسبب ترک واجب کے ہوتی ہے اور امام ابی یوسف اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہین ہوتی بسبب ترک فرض کے ۱۲

بعد اوسکے مُنہ کو دو کف کے بیچ مین **ف** کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی مین ابی اسحٰق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے براء بن عازبؓ نے سجدے کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونون کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی پائی نہین گئی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کَوْنُہٗ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ غَرِیْبٌ یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم مین ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ کیا رکھا منہ اپنا دونون کف کے بیچ مین اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری مین ہی حدیث ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون کف برابر کاندھون کے اور اس مقام مین روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری پر اس وجہ سے کہ سند بخاری مین فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اوسمین ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین اور ابو حاتم اور ابو داود اور یحیی القطان اور ساجی نے اور روایت کی اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اس اسناد سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونون ہاتھ مقابل کانون کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ اوسی اسناد سے اور لفظ اوسکا یہ ہی وَکَانَتْ یَدَاہُ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ اور تھے ہاتھ آپکے مقابل کانون کے اور روایت کی طحاوی نے حفص بن غیاث سے انھون نے حجاج سے انھون نے ابی اسحٰق سے کہا کہ پوچھا مینے براء بن عازب سے کہ کہان رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدے مین جب نماز پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونون کف کے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونون پر کیونکہ روایت کی ابو داود اور نسائی نے اور عبارت اوسی کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ رکھتے تھے دونون ہاتھون کو دونون پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھون کے اور روایت ابو یعلی مین ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو جمایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر عذر سے اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحاح ستہ والون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا مین کہ سجدہ کرون سات اعضا پر جبہہ اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور کنارے قدمون کے اور روایت کی مانند اسکے بزار نے اور روایت کی گئی سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے حدیث اور رکھنا دونون ہاتھون اور زانوؤن کا سنت ہی نزدیک ہمارے اور لیکن رکھنا قدمون کا سو کہا ہی قدوری مین کہ وہ فرض ہی سجدے مین کَذَا فِی الْھِدَایَۃِ **ص** اور اونگلیان ملی ہوئی رکھے اور دونون بازو کو پیٹ سے جدا رکھے اور پیٹ کو رانون سے اور اونگلیان دونون پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے یا زیادہ اور اگر پگڑی کے پیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا حجم ہی سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہی تو جائز ہی ورنہ درست نہین **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ مین بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے حَدَّثَنَا اَبُوْ یَعْلَی الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَیْدِیُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسَی الْحَافِظُ الصُّوْفِیُّ الْبَغْدَادِیُّ ثَنَا لَاحِقٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَیْرُوْزَ الْمِصْرِیُّ ثَنَا بَقِیَّۃُ بْنُ الْوَلِیْدِ ثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ اَدْہَمَ عَنْ اَبِیْہِ اَدْہَمَ بْنِ مَنْصُوْرِ الْعِجْلِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْجُدُ عَلٰی کَوْرِ عِمَامَتِہٖ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی بیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور ثقہ ہیں قَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ أَحَدُ الزُّهَّادِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مَاتَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمِائَةٍ کہا نسائی نے ثقہ مامون ہے ایک ہے زاہدون میں سے کہا بخاری نے مرے سنہ باسٹھ اور سو ہجری میں اور روایت کی طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر بیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں حدیث عمرو بن شمر سے انھون نے جابر جعفی سے اوسنے عبدالرحمن بن سابط سے انھون نے جابر سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر بیچ عمامے کے اور ضعیف ہے عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب وشناع ہے کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شِيْعِيٌّ كَذَّابٌ یعنی رافضی ہے غالی کذاب ہے اور کہا ترمذی نے ضَعِيْفٌ جِدًّا یعنی ضعیف ہے نہایت اور کہا بعضون نے مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ ترک کردی گئی ہے حدیث اوسکی اور روایت کیا اوسکو حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد میں حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثنا أَبُوْ بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ حُصَيْنٍ الطَّرَطُوْسِيُّ ثنا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ ثنا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر بیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن میں ہشام سے انھون نے حسن سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑون میں تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر بیچ عمامے کے اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے صحیح میں تعلیقاً اور کہا کہ امام حسن نے کہا قوم سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونون ہاتھ اونکے آستینون میں ہوتے تھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا شَرِيْكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَّقِيْ بِفُضُوْلِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا یعنی تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور اسی حدیث کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابویعلی اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل میں اور ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبداللہ کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ شریک اوسکی اسناد میں قاضی کوفے کا ضعیف ہے کہا ترمذی نے وَشَرِيْكٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے اور اوسکے معنی میں ہے وہ جو روایت کی جماعت نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب نہ طاقت رکھتا تھا کوئی ہمارا کہ رکھے منہ اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدے میں چاہیے کہ اپنے دونون مونڈھونکو ظاہر کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے بروایت ابن حبان مرفوعًا وَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ اور کشادہ رکھ دونون بازو اپنے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی ہمکو سفیان نے انھون نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجکو ابن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین سے جدا نکرتا تھا سو کہا کہ اے بیٹے بھائی میرے کے نہ بیٹھ جانورون کا سا بیٹھنا اور اعتماد کر اپنے دونون کف پر اور ظاہر کر بازو ون اپنے کو کیونکہ جب تو یہ کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تجھسے اور جدا رکھے پیٹ کو دونون رانون سے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے اسقدر کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو اوسمین سے نکل جاوے روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف میں ہو تو چاہیے کہ اتنا ہاتھونکو کشادہ نکرے کہ پاس والے کو اذیت ہووے اور منہ اونگلیون کا طرف قبلے کے کرے کیونکہ روایت کی بخاری نے حدیث ابی حمید سے کہ ہون میں احفظ

ف ابراہیم بن ادہم

ف جابر جعفی

ف حسین بن عبداللہ

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ اوسط
درجے مین رکھتے تھے اور منہ کرتے تھے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور یہ اسلیے مین ہو کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سجدہ
کرتا ہو بندہ مومن سجدہ کرتا ہے ہر عضو اوسکا پس چاہیے کہ منہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی المقدور اور اس حدیث پر بالفظہ مین مطلع نہین
ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہو اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہو کہ طاق کہے مثلا پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ حدیث
مین آیا ہو کان یختم بالوتر یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے غریب و
اللہ سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریب ہو اور اللہ سبحانہ جانتا ہو **ص** اگر آدمیون کے ہجوم کے سبب سے ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا
اگر وہ بھی یہی نماز پڑھتا ہو تو درست ہو اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہو مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہو نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا درست
نہو ویگا اور حورت بیٹھ کو راستہ لامسنا اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھانے اور تکبیر کہے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے ٹھہر کے
ف کیونکہ موہ حدیث عوالی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہانتک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ
کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور محمدؒ کے نزدیک بھی اور اندازہ رفع مین اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ اگر سجدے کی طرف
قریب ہو ویگا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہو اور اگر بیٹھنے کیطرف قریب ہو جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاویگا جالس +
ص اور پھر تکبیر کہے اور اوٹھائے سر پہلا ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہووے بغیر تکیے کے اور دونون سجدون سے سر اوٹھا کے پھر زمین پر
نہ بیٹھے یا نہ ہو اکھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسۂ استراحت کہتے ہین **ف** اور دلیل امام شافعی کی
وہ ہو جو روایت کی مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون سجدون سے
نہین اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا والا نماز موضوع
استراحت کے واسطے نہین اور دلیل ہمیشہ یہی ہو جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس سے انھون نے صالح مولی توأمہ سے انھون نے
ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہو عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہو ابن ایاس ضعیف ہو نزدیک محدثین کے
اور اس سبب سے ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کہ کہا یحیی القطان نے اور جس سبب سے تعلیل کی ہو خالد
مین موجود ہو صالح مین اور وہ اختلاط ہو تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہو اہل علم کا مقتضی ہو اوسکی قوت
اصل کو اگرچہ یہ خاص طریق ضعیف ہوا اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور نہین
بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علیؓ سے اور اسی طرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمرؓ سے آور روایت کی شعبی سے کہ عمر اور علیؓ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کی نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مینے بہت
لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدۂ ثانیہ سے پہلی رکعت یا تیسری رکعت مین تو اوٹھتا
تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے جو
گذرا اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعودؓ سے اور ابن عباس اور ابن عمرؓ سے تو جب اتنے صحابۂ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ
سب اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہوگا **ص** اور دوسری رکعت بھی اسیطرح ہو مگر تعوذ

اور ثنا اوسمین نہ پڑھے اور ہاتھ بھی نہ اوٹھاوے **ف** یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولی مین اور تکبیر اولی تو پہلی ہی رکعت مین
ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کیوقت سنت ہے تو ہر رکعت مین
اونکے نزدیک رفع یدین ہے اور اس مسئلے مین بہت تفصیل ہے سب بیان نہین کر سکتا وا لا کتاب ایک دفتر ہو جاویگی کچھ بطور اختصار
کے موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے
انھون نے ابن عباس سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہین اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ مین جسوقت کہ شروع کرے نماز اور
جسوقت داخل ہو مسجد حرام مین سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جسوقت کھڑا ہو مروے پر اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ آدمیون کے رات
عرفے کو اور مزدلفے مین دو مقام مین اور جسوقت رمی کرے جمرہ کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری نے مطلقا کتاب مفرد مین جو رفع یدین مین ہے اور
کہا وکیع نے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھائے جاوین
ہاتھ مگر سات جگہ مین وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبے کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین اور مزدلفے مین دو مقام مین اور
نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہین سنین حکم نے مقسم سے مگر چار حدیثین اور یہ اون مین نہین ہے اور نہین ہے تو یہ مرسل ہے اور غیر محفوظ اور کہا کہ وہم کیا
اصحاب ہمارے نے مخالف کہا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین مین اور تکبیر قنوت مین اور کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اعتراض
کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقون سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلی متفرد ہوا اور متروک ہے احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع نے وقف کیا اوسکو
اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع اثبت ہے سب سے جنھون نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلی سے تیسرے یہ کہ روایت کی
بہت سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ اسناد
کیا اون دونون نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتون مین تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ ہے یعنی ہاتھ اوٹھائے جاوینگے
اور یہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ سوا ان سات جگہ کے اور کسی جگہ نہ اوٹھایا جاویگا نہ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْھَا جو دلالت کرتا ہے
حصر رفع یدین پر ان مواطن سبعہ مین پانچوین یہ کہ محال ہے کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہین اس رفع پر اور بہت سی
حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوا انکے مین بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقا وغیرہ کے یہ کلام ہے شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا اور
وجہ احسن یہ ہے کہ حصر مراد نہین تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوسکے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ رفع یدین اس
جگہ مین ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جسکا اخراج کیا علماء ستہ نے زہری سے انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے پھر تکبیر کہتے سو جب ارادہ رکوع کا
کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تھے تب نہین ہاتھ اوٹھاتے تھے
اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود نے وکیع سے انھون نے سفیان ثوری سے
انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے عبد الرحمن بن اسود سے انھون نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھون مین ساتھ
تمھارے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اعادہ کیا کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور اخراج کیا اوسکا
نسائی نے ابن المبارک سے انھون نے سفیان سے اور جو منقول ہے ابن المبارک سے کہا کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث ابن مسعود کی سو کچھ
نہین ضرر کرتا جب کہ یہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور وہ جو بعض علما نے کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ توثیق کی اوسکی

ابن معین نے اور اخراج کی اوسکو مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگون نے کہ نہین سنا عبد الرحمن نے علقمہ سے باطل ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن
حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سنہ ننانوے مین اور سن اوسکا سن ہے ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہے سماع اوسکے سے
اور حال آنکہ اتفاق ہے سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین بیچ بیان ترجمہ عبد الرحمن کے
کہ اوس نے سنا ہے علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن زیادت ثُمَّ لَا يَعُودُ کی منکر ہے نقل کیا گیا ہے یہ دارقطنی اور محمد بن
نصر مروزی سے اور ابن القطان سے کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھون نے اور اسیواسطے نسبت کی اسکی بہت لوگون نے طرف وہم سفیان
ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہے کہا جاتا ہے کہ وہم کیا اوسمین سفیان
ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال آنکہ زیادتی ثقہ ضابط
کی مقبول ہے اور خصوصًا جبکہ اوسپر متابعت بھی ہے اور سے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہمنے اوسکو روایت
نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے
انھون نے عبد اللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے سو نہ اوٹھایا انھون نے ہاتھون اپنے کو
مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہے اس حدیث کو اوپر ابن مسعود کے
اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہے لیکن توثیق کی اوسکی ابن عدی نے اور روایت کی اوس سے اکابر محدثین نے مثل ایوب اور ابن عون
اور ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہے صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہؒ اور اوزاعی سو کہا
اوزاعی نے کیا حال ہے تمہارا کہ نہین ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہؒ نے ثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُودُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ یعنی نہین اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہین اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تم سے زہری کی
انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ سو کہا ابو حنیفہؒ نے
کہ حماد افقہ ہے زہری سے اور ابراہیم افقہ ہے سالم سے اور علقمہ نہین ہے کم فقہ مین ابن عمر سے اگرچہ واسطے ابن عمرؓ کے صحبت ہے تو اونکو ثواب
صحبت کا ہے اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہے اور عبد اللہ بن مسعود برابر ہین عبد اللہ بن عمرؓ کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہؒ نے ساتھ
فقہ رواۃ کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہے منصور نزدیک ہمارے اور روایت کی طحاوی نے پھر
بیہقی نے حدیث حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ
کیا کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا حاکم نے ساتھ روایت طاؤس بن کیسان کے ابن عمر سے
انھون نے عمرؓ سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کی امام طحاوی نے ابی بکر نہشلی سے
انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور وہ جو روایت کی
ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اوسکے
جبکہ ادا کر چکتے تھے قراءت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی وقت مین

نماز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدون سے تو اوٹھاتے تھے اسی طرح پر اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے تو یہ حدیث
منسوخ ہی بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجود کے اور جاننا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیر ہین جدًّا اور کلام اسمین وسیع
ہی طرف سے طحاوی کے اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے بوجہ احسن اور روایت کی ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہا کہ ذکر
کیے گئے نزدیک اونکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود کے سو کہا
ابراہیم نے کہ اعرابی ہی نہین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوٰۃ کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ سے اور
اصحاب عبد اللہ سے کہ یاد رکھا اوس نے اور نہ یاد رکھا انھون نے اور ایک روایت مین ہی کہ حدیث بیان کی مجھسے بیشمار لوگون نے عبد اللہ سے
کہ اوٹھائے انھون نے ہاتھ فقط وقت ابتدای صلوٰۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہی ساتھ شرائع اسلام کے
ڈھونڈھنے والا ہی احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تمسک کرنا ساتھ قول اوسکے کے اولی ہی وقت تعارض کے واللہ اعلم اور
حدیثین اس باب مین امام شافعی کی جانب بھی بہت ہین اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہین ہی بلکہ ثبوت اون
روایات کا حالانکہ رفع مین بہت سی حدیثین موضوع ہین اور ضعیف ہین جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہین رفع مین حالانکہ وہ بلا انکار
موضوع ہی اور طعن کیا بسبب اوسکے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضون نے اس باب مین اسقدر افراط کیا ہی جسکا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ اونمین سے
ایک صاحب سفر السعادۃ نے کہا کہ چار سو آثار اس باب مین مروی ہین حالانکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہین کیے بلکہ بخاری نے جو خاص کتاب
رفع یدین مین بنائی ہی اوسمین تو اسکے ربع بھی آثار مذکور نہین جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب مین اسقدر اعتبار
صاحب سفر السعادۃ کا کیا ہی کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہی کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب و عناد سے دور نہ
رہین زیادہ تفصیل کی اس کتاب مختصر مین گنجایش نہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہی **ص** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے بائین
پیر کو بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اونگلیون کو پیر کی قبلے کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم مین حضرت عایشہ رضی سے
مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک یہان تک کہ کہا بچھاتے تھے بایان پیر اور
کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی مین مروی ہی ابن عمر سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو اور
کرے اونگلیون کو طرف قبلے کے اور بیٹھے بائین پیر پر **ص** اور دونون ہاتھون کو دونون رانون کے اوپر رکھے اور اونگلیون کو قبلے
کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک بنصر اور خنصر کو بند کرے اور بیچ کی اونگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
کلمہ لا کے اونگلی شہادت سے وقت شہادتین کے اور ہمارے علماؤن سے بھی ایسا ہی منقول ہی **ف** ایسا ہی مروی ہی حدیث وائل مین کہا
شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی مین ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا مینے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
واسطے تشہد کے بچھایا بائین پیر کو اور رکھا بائین ہاتھ کو اوپر بائین ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم مین ہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز مین رکھتے تھے داہنی کف کو اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اونگلیون کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس اونگلی کے جو نزدیک ہی ابہام کے اور رکھتے تھے بائین کف کو اوپر بائین ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے وَلَا شَكَّ اَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ
قَبْضِ الْاَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ حَقِيْقَتُهُ یعنی نہین شک ہی کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے اونگلیون کے نہین ظاہر ہوتی ہی حقیقت
اوسکی پس مراد یہ ہی کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا اونگلیون کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہی امام محمد سے کیفیت اشارہ مین

کذا حرره ... واللہ اعلم

اور اس مقام پر جو کیدانی مین ہے کہ انگلی اوٹھانا محرمات مین سے ہے محض غلط ہے اور بہت بُرا ہے اور سپر یہ ہے کہ اَھلِ الْحَدِیْث بھی لکھد یا ہے سبحان
اللہ حیب ایسے لوگ محدثین کی اسقدر بے ادبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود صاحب فتح القدیر
نے لکھا ہے وَھُوَ خِلَافُ الدِّرَایَةِ وَالرِّوَایَةِ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہے **ص** اور تشہد پڑھے حضرت عبد اللہ
ابن مسعود کا اور وہ یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور پہلے قعدے مین اس سے زیادہ نہ پڑھے **ف** مصنف ابن ابی شیبہ مین مروی ہے
حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَةَ قَالَ اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِیَدِیْ
فَقَالَ اَخَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بِیَدِیْ فَقَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ فَعَلَّمَنِی التَّشَھُّدَ اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اِلخ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ بَکْرٍ یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا سو کہا
کہ پکڑا عبد اللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد التحیات للہ آخر تک اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھون نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتون کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے ہین
وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ اور اس باب مین مروی ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے
پہلی دو رکعتون مین تو گویا توے جلتے ہوئے پر ہین یہانتک کہ کھڑے ہون یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسی ہی
روایت کی مصنف مین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح اور روایت کی علماے ستہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
اور کف میرا آپکے کف مین تھے جیسا کہ سکھاتے ہین مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم مین سے واسطے نماز کے سو کہے
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ آخر تک اور روایت نسائی مین ہے جب بیٹھو تم دو رکعتون کے بعد اور ایک وجہ صحت اس تشہد کی یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے تاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس مین بھی
ہے اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ ایمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً و معنیً اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے افراد مسلم سے
اگرچہ اخراج کیا اوسکا سوا بخاری کے اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات صحیح مین اونکے نزدیک وہ ہے جسپر اتفاق کیا ہو بخاری و مسلم نے نہ کہ جسپر
اتفاق کیا ہو ایمہ ستہ نے اور اسی واسطے اجماع کیا علما نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیثون کی اس باب مین اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر
حدیثون کی تشہد مین حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور عمل ہے اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین سو پوچھا مینے آپسے کہ آدمیون نے اختلاف کیا تشہد مین سو فرمایا آپنے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے ابن مسعود
کے معاویہ جیسا کہ روایت کی ہو نسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ
وَالصَّلَوٰاتُ آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عایشہ رضی اللہ عنہا بھی بیہقی مین ہے کہ کہا انھون نے یہ تشہد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ آخر تک کہا نووی نے اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ یعنی اسناد اوسکی جید ہے اور بھی موافق ہوئے اونکے سلمان رضی اللہ عنہ روایت کی طبرانی اور
بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا مینے سلمان رضی اللہ عنہ سے تشہد کو کہا سکھاتا ہون تمکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب بیان کیا
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن ابی سلیمان نے اور پکڑا ہاتھ اونکا ابراہیم نے اور پکڑا ہاتھ اونکا

علقمہ نے اور کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبد اللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجھکو تشہد اور کہا عبد اللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور سکھایا مجھکو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہیں کوئی آیت قرآن سے اور متابع ہے اوسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اوپر ہمنے بیان کی بعد دلیل
امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہے اور اوسمین تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا آخر تک اور روایت کی امام احمد نے ابن مسعودؓ سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد سو جب بیٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز مین پڑھتے تھے اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی تشہد سے اور اگر آخر کا قعدہ
ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور حدیثین دعا کی بعد تشہد کے جو مذکور ہین مشہور ہین
صحیحین وغیرہما مین ص اور اخیر کی[1] دو رکعتو مین فقط فاتحہ پڑھے اور یہ افضل ہے ف بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین مین ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کے ظہر اور عصر سے فاتحہ اور دو سورتین دو رکعتون
مین اور اخیر کی رکعتون مین فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولی مین جو نہین طول کرتے تھے رکعت ثانیہ مین اسمین فقط ظہر اور عصر مذکور
ہین اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین رفاعہ بن رافع انصاری سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی دو رکعتون کے فاتحہ
الکتاب اور سورت اور اخیر کی دو رکعتون مین فاتحہ الکتاب فقط اور مروی ہے اوسط طبرانی مین جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ سنت قرأت کی بیچ نماز کے یہ ہے
کہ پڑھے پہلی دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور اخیر دو رکعتون مین فاتحہ الکتاب ص اور اگر تسبیح کہے یا چپ کھڑا رہے تو بھی درست
ہے اور پھر بیٹھے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدے مین بائین سرین پر بیٹھے اور دونون پاؤن داہنی طرف نکال دیوے
اور عورت دونون قعدون مین اسی طرح بیٹھے ف جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عائشہؓ کی اور رد وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بیٹھتے اسیطرح پر جو امام شافعی کے نزدیک ہے تو ضعیف کیا اسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوسمین بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اسکا
شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے ص اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو یا ماثور کے نہ آدمیون کی باتون سے
تو ایسی چیز نہ مانگے جو آدمیون سے خاص مانگتے ہین ف اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہین ہے اور امام شافعی کے نزدیک
درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری
اگر چاہے تو کہ اوٹھے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے اور اوپر گذر چکا کہ یہ
مدرج ہے لیکن ایسا مدرج مانند مرفوع کے ہے اور کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جسنے درود نہ پڑھا تو نماز اوسکی فاسد ہے اور
نہین حجت ہے اونکی اس قول مین اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اوپر اس باب مین ایک جماعت نے اونمین سے ہین طبری
اور قشیری اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب نے بھی سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا مین اونکے لیے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی
ہین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہے اوسمین درود اور وہ جو مروی ہے
آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہے نماز اوسکی جسنے نہ درود بھیجا اوپر میرے ضعیف کیا اوسکو سب اہل حدیث نے اور اگر بالفرض صحیح ہووے تو معنی اوسکے
نفی کمال کے ہین یا جسنے عمر بھر مجھپر درود نہ بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد مین ہے وہ اگر کسی نے
نہ کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہے اور اسی طرح جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یعنی بعد دو رکعت پہلی کے قراءۃ دو رکعت باقی مین یا ایک رکعت ثالثہ مین فافہم

جسنے پڑھی نماز اور نہ بھیجا درود مجھپر اور میرے اہل بیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی اور ضعیف ہی جابر جعفی سے اور بیان کیا اوپر ہمنے ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہی اوسکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دارقطنی نے اور لیکن حدیث اول سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا یُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز اوسکی جسکو وضو نہین اور نہین وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نہین نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑہا اور نہین نماز ہی اوس شخص کی جو نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبد المہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لَا یُحْتَجُّ بِہٖ یعنی نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور اخراج کیا اوسے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی نے بھی مرفوعًا اسناد اوسکے ابا اولوگون نے حدیث عبد المہیمن کی اشبہ بالصواب ہی اور جواد اسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کی بیہقی نے یحیی بن السباق سے انھون نے ایک شخص سے بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین سے نماز مین سو کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور متعارف یہ ہی کہ ارحم محمدا وال محمد اور ترحمت علی ابراھیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول ہی اور بعضون نے مکروہ کہا ہی کیونکہ نہی کے اوپر دلالت کرتی ہی ... لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اور جب کہ صلوۃ بمعنی رحمت ہو جائز ہی کی کوئی وضعین ... جیسا امام طحاوی کے نزدیک ساری عمر مین ایکبار فرض ہی یا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے جیسا اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن فرضیت اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین ہوتی ہان سنت ہونا بلوغ کو ثابت ہوتا ہی اور آپنے جو آپکے نام پر درود نہ بھیجے اوسکو بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات ہی کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان سے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش کرے کہ سر مو فرق نہووے اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت مین کچھ اجر و ثواب نہین اور یہ مدلول ہی اکثر احادیث صحیحہ کا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص پھر سلام کرے داہنی طرف اور نیت کرے اونکی جو اودھر آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کیجانب مین اور اگر امام اوسکے سامنے ہی تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام مین اور بعض کے نزدیک کسی مین نکرے اور جو کیا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے ف روایت ہی ابن مسعود سے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ داہنا رخسارہ آپکا دکھلائی دیتا تھا اور بائین طرف کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسارے کی اخراج کیا اوسکا نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی خلاف واسطے شافعی کے کہ اونکے نزدیک فرض ہی اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر ہمنے بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو اوپر گذری اور اس حدیث سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین کہ آدمی کے داہنے بائین فرشتے ہین ذکر کیا اونکو شیخ کمال الدین ابن الہمام نے

ص فصل قراءت کے بیان مین

نماز جمعہ اور عیدین اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتون مین ادا ہون یا قضا امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو ادا مین اختیار ہی اور قضا
مین ضرور آہستہ سے پڑھے اور ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ دوسرا سُنے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سُنے اور یہی صحیح ہی اور بعضون کے نزدیک ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ آپ
سُنے اور ادنی سر کا یہ ہی کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزین کہ بولنے سے متعلق ہین اگر اس طرح سے کہ جو اپنے تئین
نہ سُنائی دیوے واقع نہونگے **ف** اور ظہر اور عصر مین سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ النَّہَارِ عَجْمَاءُ
یعنی نماز دن کی گونگی ہی اور مراد یہ ہی کہ اوسمین قراءت ایسی کہ سُنائی دیوے نہین یہ حدیث ہدایہ مین ہی لیکن کہا نووی نے لا اَصْلَ
لَہٗ یعنی نہین ہی اصل اس حدیث کی آمد روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما سے
اور سر اور جہر مین حدیثین صحیح بیشمار آئی ہین اور اوسمین اتفاق صحابہ وَمَنْ بَعْدَہُمْ کا ہی اسی سبب سے اسمین کچھ نئی حدیث صریح ذکر کرنے
کی حاجت نہین اور جمعہ اور عیدین کے جہر مین بہت حدیثین ہین روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے عیدین اور جمعے مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور ہَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ اور صحیح مسلم مین ہی
ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمرؓ نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی اور عید الفطر مین کہا کہ پڑھتے تھے
قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ **ص** اگر عشا کی دو رکعتون اول مین سورۃ نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتون مین بعد فاتحہ
کے پڑھ لیوے اور فاتحہ اور سورت دونون کا جہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتون مین چھوڑ دے تو پچھلی رکعتون مین نہ پڑھے کیونکہ دونون
رکعتون مین بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہی اور پہلی رکعتون کا بھی فاتحہ اوسمین پڑھیگا تو ایک رکعت مین دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی غیر مشروع
ہی اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر مین جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے
پڑھے اور اگر امن ہو تو مانند سورۃ بروج و انشقت کے پڑھے اور اقامت مین فجر اور ظہر مین حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عصر اور
عشا مین بروج سے لم یکن تک اور مغرب مین لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل اوسمین وہ ہی جو روایت کی عبد الرزاق نے
مصنف مین اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهٖ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى
اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الصُّبْحِ
بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ یعنی لکھا عمرؓ نے طرف ابو موسی اشعری کے کہ پڑھ مغرب مین قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا مین اوساط
مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک اور صبح مین طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک
سورت کا معین نماز مین کرنا مکروہ ہی اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سُنے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالی نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سُنو اور چپ رہو اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ اکبر کہے امام تم بھی اللہ اکبر کہو تم اور جب قراءت کرے تو چپ رہو اور فرمایا علیہ السلام نے کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی اوسکی قراءت ہی اور کافی
ہی اوسکو اور فرمایا کیا ہی واسطے میرے جھگڑا کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہین تو خیال او نکی طرف جاکے قراءت قرآن مین خلل
پڑتا ہی **ف** حدیث دوسری مروی ہی متعدد طریقون سے جابر بن عبد اللہ سے اور ضعیف کی گئی ہی اور اعتراض کیا ضعیف کرنے والون نے ساتھ
رفع اوسکے کے مثل دار قطنی اور بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہی کہ مرسل ہی سو اسطے کہ حفاظ نے مثل دونون سفیان اور ابی الاحوص
اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابی خالد دالانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر نے روایت کیا اوسکو موسی بن ابی عایشہ سے

انھون نے عبداللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ سلم سے سوا ارسال کیا اوسکو اور ارسال کیا اوسکو ابو حنیفہ نے بھی ایکبار تو بر تقدیر ارسال کے بھی ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی امام محمد بن الحسن نے موطا مین حَدَّثَنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ ثَنَا اَبُوالْحَسَنِ مُوْسَی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ اور رہ جو انھون نے کہا ہے کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا صحیح نہین ہے کہا احمد بن منیع نے سند مین ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ ثَنَا سُفْیَانُ الْاَزْرَقُ ثَنَا سُفْیَانُ وَشَرِیْکٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَہٗ اور نہین ذکر کیا اوس نے جابر سے اور روایت کیا اوسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن صالح نے انھون نے ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کی صحیح ہے اور بر شرط شیخین کے اور دوسری اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابوالزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیحہ کے سو باطل ہوا شمار کرنا اونکا ان لوگونکو عدم رافعین مین اور مقرر ہے یہ بات کہ اگر متفرد ہوتے تو واجب ہے قبول اوسکا سو در صورتیکہ بہت سے ثقہ رفع کرین اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہو گی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ابو حنیفہؒ سے بیان ترجمہ مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبداللہ حاکم نے ثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ الصَّیْرَفِیُّ ثَنَا عَبْدُ الضَّحَّاکِ الْفَضْلُ الْبَلْخِیُّ ثَنَا مَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ مُوْسَی ابْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْھَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی وَرَجُلٌ خَلْفَہٗ یَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَاہُ عَنِ الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَیْہِ الرَّجُلُ فَقَالَ اَتَنْھَانِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتّٰی ذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا نماز مین ایک شخص پیچھے آپکے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قرأت سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس وہ شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجکو قرأت سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہانتک کہ ذکر کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قرأت امام کی اوسکی قرأت ہے اور ابو حنیفہؒ کی روایت مین ہے کہ تھا یہ ظہر اور عصر مین اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہے اور معارض ہے اوسکے جو روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبادہ بن الصامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھاری ہوئی اونپر قرأت تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قرأت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا کہ نہ پڑھو مگر فاتحہ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہے اوسکی جس نے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ہے ہمارے مذہب پر اجماع صحابہ کا اور سوا اسکے

مالک مین ہے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم مین سے امام کے پیچھے تو کافی ہے اوسکو قراءت امام کی اور اگر نماز
پڑھے اکیلے تو قراءت کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہین پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو اونسے دارقطنی نے مرفوعًا
اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہے لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمرؓ سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے
تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہووے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین اسمعیل بن عمرو بن نجیح سے انھون نے حسن
ابن صالح سے انھون نے ابی ہارون عبدی سے انھون نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے جسکے واسطے
امام ہو تو قراءت امام کی اوسکے واسطے قراءت ہے اور کہا کہ نہین متابعت کیا گیا اس روایت مین اسمعیل اور وہ ضعیف ہے انتہی اور یہ
قول ابن عدی کا صحیح نہین کیونکہ متابعت کی اوسکی بطر بن عبداللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط مین ثنا محمّد بن ابراھیم بن
عامر بن ابراھیم الاصبھانی حدثنی ابی عن جدی عن البطر بن عبداللہ ثنا الحسن اوسی ننے جو روایت
کی اوسے ابن عدی نے اور روایت کیا حدیث ابن عباسؓ سے رفع اوسکا اور اوسمین کلام ہے اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین ثنا
یونس بن عبدالاعلی ثنا عبداللّٰہ بن وھب اخبرنی حیاۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبیداللّٰہ بن مقسم
انّہ سال عبداللّٰہ بن عمرو و زید بن ثابت و جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہم فقالوا لا تقرأ خلف الامام
فی شیء من الصّلوٰۃ یعنی پوچھا عبیداللہ بن مقسم نے عبداللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سو کہا انھون نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز
مین اور روایت کی امام محمد بن حسن نے موطا مین سفیان بن عیینہ سے انھون نے منصور سے انھون نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبداللہ بن
مسعودؓ قراءت پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہ اسواسطے کہ نماز مین شغل ہے اور کافی ہے تجکو امام اور روایت کی سعد بن وقاص سے کہ کہا انھون نے چاہتا ہون
مین اوس شخص کو جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے کہ اوسکے منہ مین انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکا عبدالرزاق نے لیکن کہا انھون نے بدلے
انگارے کے پتھر اور روایت کی محمد نے موطا مین داود بن قیس سے انھون نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاشکے ہوتا اوسکے منہ
مین جو قراءت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ سے انھون نے
ابی جمرہ سے کہا کہ کہا مینے واسطے ابن عباسؓ کے پڑھون مین اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین جابر سے کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز مین نہ پڑھے اور روایت کی اوس نے
اور عبدالرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوس نے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ایک
طریق سے اور کہا کہ نہین صحیح ہے اسناد اوسکی اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا مین یہ روایت کرتا ہے اوسکو عبداللہ بن ابی لیلی انصاری نے
علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہے اور کافی ہے بطلان مین اوسکے اجماع مسلمانون کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قراءت کو پیچھے
امام کے نہ کہ جائز نہ رکھا اسکو اور ابن ابی لیلی یہ شخص مجہول ہے ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہے سنن نسائی مین مانند اسکے قول ابو الدرداء
سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ رہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہے حدیث اذا کبّر الامام
فکبّروا پر اور ضعیف کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور نہین التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہے واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہٗ وانصتوا یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپ رہو اور روایت کی بیہقی نے
امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا آدمیون نے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز مین ہے اور روایت کی مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرات ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور روایت کی ابن مردویہ نے تفسیر مین کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز مین پیچھے امام کے

ص فصل جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی قریب واجب کے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدا مین سے ہی نہین تخلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق ہی اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی روایت ہی امام ابی یوسف سے کہ پوچھا مینے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو بیچ وقت کیچڑ وغیرہ کے تو کہا لَا اُحِبُّ تَرْكَهَا یعنی نہین دوست رکھتا ہون مین ترک اوسکا اور کہا امام محمد نے موطا مین کہ حدیث مین رخصت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہوجاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ مین ہی یعنی اوسوقت تکلیف جماعت نہین ہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا نہ دیا اخراج کیا اسکا ابو داود اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت مین تو نماز نہین اوسکی مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہی ص اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن مین زیادہ ہو ف روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرات مین برابر ہون تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے جاننے مین برابر ہون تو جو اقدم ہو ہجرت مین تو اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ کے فَاَفْقَهُهُمْ فِقْهًا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہووے اور اگر فقہ مین برابر ہوون تو جو سن مین بڑا ہووے کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہی لیکن اسناد اوسکی صحیح ہی اور مین کہتا ہون کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے مانند اسکے اور اوسکے لفظ یہ ہین يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْعِلْمِ بِالسُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت مین برابر ہون تو پھر جو سن مین بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا مین اور نہ بیٹھے اوسکے گھر مین اوس جگہ پہ جو اوسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہی مثلاً ایک مکان مین فرش تیار رکھا ہی صاحب مکان کا مقام معین ہی کہ اوسمین مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہی تو بغیر اذن اوسکے یہ نہین چاہیے کہ اوسکی جگہ بیٹھ جاوے اور روایت کی عطا سے کہ کہا انھون نے امامت کرے قوم کی جو اونمین افقہ ہو یعنی فقہ والا ہووے اور اس حدیث مین اور ہمارے مذہب مین مخالفت نہین کیونکہ مراد اقرا سے اعلم بالقراءت ہی اور قرات بھی ایک سنن دین سے ہی اور نقص اسمین یہ ہی کہ بعد اوسکے پھر اعلم بالسنۃ جو ارشاد فرمایا تو اوس سے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ اوس زمانے مین جو اقرا ہوتے تھے وہ اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرا ہوتے ہین اور اعلم نہین ہوتے اسیواسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرا پر اور روایت کی حاکم نے کہ امامت کرین تم مین سے وہ لوگ جو بہتر ہین تم مین اور یہ حدیث ضعیف ہی لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین وَاِلَّا فَالضَّعِيْفُ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاویگا اوسپر فضائل اعمال مین ص اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہی ف لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فراغت نہین کہ احکام نماز کے سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہین اور فاسق کو غم اپنے دین کا نہین اور اندھا نجاست سے پرہیز نہین کرسکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہین کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اوسکا اوپر گذرا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے بسند صحیح کہا انھون نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم مین آزاد لوگ ہون اور روایت کی سعید بن جبیرؓ سے کہ کہا انھون نے اندھا امامت نکرے اور روایت کی زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا مینے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہی اوسکی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ کَھْمَسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ الْحَرِیْرِیِّ اَنَّ اَبَا مِجْلَزٍ کَرِہَ اِمَامَۃَ الْاَعْرَابِیِّ یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو امامت اوسکی مکروہ نہین روایت کیا اوس نے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ نَا مُغِيْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْاَعْرَابِيِّ فَقَالَ الْعَبْدُ اِذَا فَقِهَ اَحَبُّ اِلَيَّ یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو دوست تر ہی نزدیک میرے واسطے امامت کے اور ولد الزنا کی امامت اسواسطے مکروہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لِرَجُلٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمًا بِالْعَقِيْقِ لَا يُعْرَفُ مَنْ وَّالِدُهٗ فَنَهَاهُ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق مین اور نہین معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہی سو منع کیا اوسکو عمر بن عبد العزیز نے امامت سے اور کہا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّؤُمَّ وَلَدُ الزِّنٰى وَصَاحِبُ النَّمِيْمَةِ یعنی مکروہ رکھی مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور چغل خور کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہین دوست رکھتا ہون مین کہ قاری تمھارے اندھے ہون اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے گئے بہت آثار اس باب مین اور اگر یہ لوگ امامت کرلین تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہی لیکن ہمارے نزدیک حجت ہی اور اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہی **ص** اور جماعت عورتون کی جو امام مرد نہووے مکروہ ہی اور اگر جماعت کی تو جو عورت امام ہی وہ مقتدیون کے برابر کھڑی ہووے **ف** اور کیا ہی ایسا حضرت عائشہؓ نے کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہ حکم ابتدای اسلام مین تھا اور کلام کیا اوسمین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر مین اس باب مین چند روایتین اور روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھون نے داود بن الحصین سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے امامت کرے عورت عورتون کی اور کھڑی ہو اونکے بیچ مین اور اس سے معلوم نہین ہوتا کہ حدیث امامت نسا کی منسوخ نہووے جائز ہی کہ ابن عباسؓ کو ناسخ نہ پونہچا ہووے اور حدیث مین آیا ہی کہ نماز عورت کی بہتر ہی حجرے سے گھر مین اور گھر سے تہ خانے مین روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے صحیح مین اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہی اپنے تاریک گھر مین اور ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ چیزین جماعت کی گنجایش نہین رکھتین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیثین دال ہین اوپر کراہیت مطلق جماعت کے اور خصوصیت جماعت خاص کی نہین اور کلام ہمارا جماعت خاص مین ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت کرے اپنے گھر والون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہی اور توثیق کی اوسکی ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور تفصیل فتح القدیر مین ہی اور مرد کو عورتون کی امامت کرنا مکروہ نہین اور بیان کیے ہین اس باب مین ابن ابی شیبہ نے آثار صحیحہ

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے **ص** جوان عورتون کا ہر نماز جماعت مین اور بڑھیون کا ظہر اور عصر مین حاضر ہونا مکروہ ہے اور
فجر مغرب عشا مین بڑھیون کا آنا مکروہ نہین **ف** اور جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ منع کرو لونڈیون کو
اللہ کی مسجدون سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمہارے کسیکی مسجد مین جانے کی تو منع نکرے
اوسکو اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتونکو عشا مین حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم مین ہے نہ منع کرو عورتون
کو مسجد مین جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عایشہ رض نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو
جو نکالا عورتون نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئین عورتین بنی اسرائیل کی اور روایت کی ابن
عبد البر نے تمہید مین عایشہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای آدمیو منع کرو عورتونکو زینت کے پہننے سے اور آرایش دکھانے
کی راہ سے مسجد مین جانے سے کیونکہ نہین لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہانتک کہ نکلین عورتین اونکی دکھلانے کی راہ سے سجدون مین اور صحیح ہی
ہمکو اس بارے مین خصوصا ملک ہند مین احتیاط اور تقوی ہے اور مقتضا دینداری یہ ہے کہ گھر مین اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکلے اور منع کیجاوے
نکلنے سے اور اسی پر فتوی ہے **ص** متوضی کو تیمم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو بیٹھے
بسبب فتنہ کے ۱۲ — اور دھونے والے پانون کو ۱۲
اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا
درست ہے **ف** پہلے مسئلے مین خلاف ہے محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہین اور تیسرے مین بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے اور
یعنی کھڑے ہونیوالے کو پیچھے بیٹھنے والے کے ۱۲
وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہمنے اسی قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور
لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت مین اور صحیح ہوئین اسمین
بہت روایتین اور اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ معذور
کے اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والیکے اور فرض
جو ستر عورت نکر سکتا ہو ۱۲
پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہے اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہے
تو بھی درست نہین مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہین کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نفل ہے اور
فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو عورتون
کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ کہا عطا اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لڑکا
قبل احتلام کے فرض مین اور نہ غیر فرض مین اور ایسا ہی مروی ہے عامر اور مجاہد اور اشعث سے کہتے ہین کہ نہ امامت کرے لڑکا
جبتک اوسکو احتلام نہووے اور کہا ابراہیم نخعی نے نہین حرج ہے کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان مین یعنی تراویح
مین **ص** امام قراءت کا طول نکرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت مین دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر مین **ف** کیونکہ مروی
ہے صحیحین مین کہ جب امامت کرے تم مین سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز مین کیونکہ جماعت مین ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب طرح
کے لوگ ہین اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم مین یہ ہے کہ اوسمین صغیر و کبیر اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت
ہین اور صحیحین مین ہے انس رض سے کہا انہون نے نہین پڑھی مینے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے خفیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مراد اس
سے یہ ہے کہ قراءت مسنونہ سے زیادہ کم نکرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ رض نے ایکبار شروع کی سورۂ بقرہ نماز مین سو سلام پھیر دیا ایک شخص نے

اور اکیلے پڑھکے چلا گیا پس منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا مین پڑھنے کو سبح اسم ربك الاعلى
باسم ربك اور والشمس وضحٰها وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثون مین ہی کہ یہ مغرب مین ہی غرض ہر صورت علیہ حال
اور اسیطرح تراویح مین بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہی بلکہ ایک رات مین جو لوگ ختم کرتے ہین جماعت سے مکروہ ہین ان سے کم مین نہین چاہیے
مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہون تو امام آگے بڑھ جاوے اور اونکو حکم تاخیر کا نکرے کیونکہ ایک آدمی کا
بہت آدمیون کے ہٹنے سے آسان ہی **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہی کہ روایت ہی حضرت ابن عباس سے کہ رہا مین ایک رات
نزدیک میمونہ بیٹی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات مین تو کھڑا ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بائین طرف تو پکڑا سر میرا اور کر لیا مجکو داہنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر
پیچھے یا بائین طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہی لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہون [illegible] امام ہمارے نز[illegible]
اون سے آگے بڑھ کے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ مین اون دونون آدمیون کے کھڑا ہووے اور حضرت عبد اللہ
کھڑا کیا اسود اور علقمہ کو داہنے بائین اور آپ بیچ مین کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور کہا ابن عبد البر نے نہین صحیح ہی رفع اوسکا اور صحیح اونکے نزدیک وقف ہی ابن مسعود پر اور کہا نووی نے خلاصے مین ایسا ہی
کیا اوسکا مسلم نے دو طریقون سے اور ایک طریقے تیسرے مین فقط رفع ہی اور دو مین رفع نہین اور دلیل ہماری حدیثین ہین [illegible]
رضی اللہ عنہ کے موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہ اونکی دادی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو
آپ نے پھر کہا کھڑے ہو تا نماز پڑھون مین [illegible] کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور [illegible]
ہمارے پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ جب پڑھتے نماز [illegible]
امام ہیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیونکو اور آگے ہوتے تھے آپ [illegible] انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا جو
ہون تین آدمی تو آگے ہو اونکے ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے [illegible] اور یہی مذہب ہی اکثر
تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز مین فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھین **ف** [illegible] فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز کا [illegible]
حدیث غریب ہی نہین پایا اوسکو [illegible] اور روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین [illegible]
[illegible] انھون نے حضرت علی سے کہ کہا انھون نے اوس شخص کے بابت جو پڑھے نماز قوم مین جنب [illegible] اعادہ کرے نماز
لوگ بھی اعادہ کرین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز [illegible] وضو
اعادہ کیا انھون نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگون کو اعادے کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا امام ضامن ہی اور روایت ہی ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ لوگونکے جماعت سے [illegible] اعادہ کیا اور لوگون نے
حضرت علی نے کہا چاہیے جنہوں نے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرین سو رجوع کیا انھون نے طرف قول حضرت علی کے روایت
عبد الرزاق نے اور بمدہ یہ روایت کی دار قطنی نے جویبر سے انھون نے ضحاک بن مزاحم سے انھون نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو امام ہو جاوے اور نماز پڑھاوے قوم کی اور وہ جنب ہو تو مقتدیون کی نماز جائز ہی [illegible] اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہے ضعیف ہے جویبر متروک ہے اور ضحاک نے نہین ملاقات کی براء کی اور یہ حکم اتفاقا ہے **ص** اور پہلے مرد صف باندھین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین **ف** اسی طرح حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہون مجھسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو انسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہون اور جگہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی جگہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہے کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سب مذکور ہین اور خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین عورت مرد دونون کی علامتین موجود ہون اور اوسکو عورتون پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہے اور لڑکون سے موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہے **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر کھڑی ہوگئی اور بیچ مین کچھہ حائل نہین اور وہ عورت قابل شہوت ہے اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہے اور نماز مین اور ادا مین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر امام نے نیت عورت کی نہین کی ہے نماز عورت کی باطل ہو جاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے وہ امام ہو اوس نماز مین جو وہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃ مثلا دونون مقتدی ہون یا حکما مثلا کہی مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اونہنے وضو کر کے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور مسبوق کی اگر مسبوق کے ادا کرنے مین برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہے کہ امام عورتون کی نیت کرے اور اگر نیت نکی تو عورت کی نماز باطل ہو جاویگی اور اسسے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو اقتدا اوسکی صحیح ہوگی بلکہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے [illegible] کی ایک روایت مین نیت امام کی شرط [illegible] تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی مین خوب ہے دیکھنا چاہیے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھنے قاری [illegible] نے پڑھنے کی تو اوسکی نماز فاسد ہوئی یا نہ [illegible] اگرچہ [illegible] نہین [illegible] فاسد ہو جاویگی [illegible] قراءت [illegible] کے [illegible] عورتون کی [illegible] عورت [illegible] قاری کے ساتھ [illegible] کی قراءت ہو جاوے تو گویا اون لوگون نے بھی قراءت ترک کی اور دوسرے مسئلہ مین خلاف امام زفر کا ہے

باب حدث مین بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز مین حدث ہووے وضو کر کے تمام کر لیوے خلاف شافعی کے اور اگر حدث کے ہو تو بھی تمام کرے اور یعنی احمد کے نزدیک تمام ہو جاویگی اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدث منافی نماز کا ہے اور چلنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس کے ہے لیکن ترک کیا ہمنے بدلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قے کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفا اوپر عمرؓ اور علیؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاوس اور سالم اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطاء اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث

حضرت عایشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے اور حدث ہوجاوے اوسکو تو چاہیے کہ پکڑے
رہے ناک اپنی پھر پھرے اور اس جگہ حدث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہے اسیواسطے آگے فرمایا کہ پکڑے رہے ناک ص اگر امام کو حدث
ہووے تو مقتدیون مین سے کسیکو خلیفہ کردے پھر وضو کرے اور نماز جہان وضو کیا ہے اوس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا ہووے
وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہوجاوے اور اگر فارغ نہین ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور مقتدی
بھی ایسا ہی کرے ف کیونکہ مروی ہے حدیث مین کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے سو قے کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے تو چاہیے
کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر منہ کے اور آگے کرے اپنی جگہ پر اوسکو جسکو کوئی حدث نہ پونہچا ہووے ایسا ہی ہے ہدایہ مین اور کہا شیخ ابن الہمام نے
غریب ہے اور اسپر اجماع صحابہ کا ہے اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمرؓ اور علیؓ سے اور روایت کی اثرم نے حضرت ابن عباسؓ سے
کہ نکلے ہمارے اوپر حضرت عمرؓ واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز مین تو پکڑا انھون نے ہاتھ ایک شخص کا جو اونکے داہنی طرف تھا پھر چلے
چیرتے تھے صفونکو تو جب نماز پڑھی ہمنے یکایک دیکھا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھتے ہین پیچھے ایک ستون کے تو جب ادا کی انھون نے نماز کہا
کہ جب داخل ہوا مین نماز مین تو دیکھی مینے ایک چیز اور چھوا مینے اوسکو ہاتھ سے تو پائی مینے اوسکو تری مذی کی اور روایت کی بخاری
نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک روز نکسیر پھوٹی
اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھرے وہ انسے اور صاحبین کی دلیل یہی ہے جو روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن عمرو
ابن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے
قبل سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہین ہے اسناد اوسکی قوی اور اضطراب کیا ہے اوسکی اسناد مین ص
اور اگر کوئی شخص نماز مین مجنون یا بیہوش ہوگیا یا سوگیا اس طرح کہ وضو نہین جاتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً حدث
کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اوسپر پڑ گئی یا اوسکے زخم لگ کے خون جاری ہوا یا اوسنے جانا کہ مینے حدث
کیا اور مسجد سے اگر مسجد مین ہو یا صفون سے اگر باہر مسجد ہو کے نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہین ہوا تھا ان سب صورتون مین نماز
باطل ہوگئی پھر سرے سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر نہین نکلا ایسی صورت مین استجازہ نہین ہوا تو بنا کرنا درست ہے اور اگر بعد تشہد کے
قصداً حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہوجاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا موزہ
اوسنے تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہین اوتار لیا یا مدت موزے کی تمام ہوگئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آگئی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اشارہ
کرنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہوگیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا
نماز فجر مین آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ مین عصر کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر زائل ہوگیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب سے گر
پڑی ان سب بارہ صورتون مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہوگئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہوگئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہوجاویگی اور اگر امام کہین یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہوگی اور اگر امام قراءت
مین رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہوجاویگی اور پھر خلیفہ کیا نماز
فاسد ہوگی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق نماز کو تمام کرے اور مدرک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے ف مسبوق اوسکو کہتے ہین جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا ہو اور

ف بنا اس پر جائز نہین ہے کیونکہ وہ حدث نادر الوجود ہے علم نص کا اور ... قول علیہ السلام من قاء او رعف فی صلاتہ فلینصرف ولیتوضأ ولیبن علی صلاتہ

ف بعد تشہد کے صاحبین کے نزدیک نماز تمام ہوجاتی ہے ... مفسدات مذکورہ ... امام صاحب کے نزدیک ... نماز تمام نہین ہوتی ... مذکورہ درمیان نماز کے ... اور نماز فاسد ہوجاویگی

ساری نماز اوسنے امام کے ساتھ نپائی ہووے اور مدرک اوسکو کہتے ہین جسنے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہووے تو مطلب اسکا یہہ ہی کہ مسبوق تو سلام پھیر نہین سکتا کیونکہ اوسکی نماز تو ابھی باقی ہی اور مقتدیون کی نماز ختم ہو چکی اسواسطے وہ کسی مدرک کو خلیفہ کردیگا کہ وہ اون مقتدیون کے ساتھ سلام پھیرے ص اور جب مسبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی عمل منافی صلوٰۃ اوسنے کیا مانند قہقہہ اور کلام کے اور مسجد سے نکلنے کے فاسد ہوجاویگی نماز اوسکی اور پہلے امام کی جسنے مسبوق کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہوجاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پایا خلیفہ کو اسطرح پر کہ کچھہ نماز اوسکی نہ گئی اور تمام کرلی اوس نے نماز پیچھے خلیفہ کے اور مقتدیون کی نماز کسی صورت مین فاسد نہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کرچکے اور اگر رکوع یا سجدے مین حدث ہوا اور وضو کرکے بنا کیا رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے مین یاد کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہین کیا تھا اور اوسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے مین یاد کیا تھا اوسکا بھی لوٹانا مستحب ہی اور اگر نہ لوٹایا تو کچھہ حرج نہین اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہوجاوے اگرچہ امام خلیفہ نکرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہی امام کی نماز فاسد ہوجاویگی اور بعضونے کہا ہی کہ فاسد نہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہین کیا ہی اور یہ عورت اور لڑکا لوامامت کی صلاحیت نہین رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاویگا سو نماز انکی فاسد ہوجاویگی اور امام کی فاسد نہوگی

باب نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان مین

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہین بہت سے ہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھولے سے یا خواب مین ہووے ف اور امام شافعی کے نزدیک اگر بھولے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہوگی اور دلیل انکی یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی اوٹھا لیا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہین گئی بلکہ اس لفظ سے وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی وضع کرلیا گیا امت میری سے خطا اور نسیان اور جسپر وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہین لائق ہی اسمین کچھہ آدمیون کا کلام یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرات قرآن ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی محمول ہی اوپر معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہین کرتی ص دوسرے قصداً سلام کرنا اور اگر بھولے سے کریگا نماز فاسد نہوگی ف کیونکہ سلام ایک ذکر ہی اذکار سے اور حالت نسیان مین محمول ہوگا اوپر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصداً کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہوجاویگا ص تیسرے جواب سلام کا کہنا قصداً ہو یا بھولے سے چوتھے آہ یا اوہ یا اُف کہنا پانچوین آواز سے رونا کسی مصیبت یا درد سے چھٹے بغیر عذر کے کھانسنا ساتوین جواب چھینک کا دینا آٹھوین بری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سے دینا اور خبر خوش کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اور خبر عجیب کا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے نوین سوا امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشایخ نے کہا ہی کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا یا ایک آیت سے اوسنے دوسری آیت پڑھی اور اوس نے لقمہ یا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا تو اوسکی بھی نماز فاسد ہوجاویگی اور بعضونے کہا ہی کہ اگر امام کو بتاویگا تو کسی صورت مین نماز نہ جاویگی اور اسی پر فتویٰ ہی دسوین مصحف سے دیکھہ کے پڑھنا گیارھوین نجس جگہہ پر سجدہ کرنا بارھوین جبکہ ادمیون سے مانگتے ہین وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ تعالیٰ فلانی عورت سے بیاہ

نکاح کردے یا مجکو ہزار دینار دے تیرھوین کھانا یا پینا چودھوین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضون کے نزدیک وہ ہے جسمین دونون ہاتھون کے لگانے کی حاجت
ہو اور بعضون نے کہا عمل کثیر وہ ہے جسکو دیکھنے والے یقین کرین کہ یہ عامل نماز مین نہین اور بعضون کے نزدیک عمل کثیر وہ ہے جسکو مصلّی کثیر جانے
اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کے قریب ہے اور اگر کسی نے ایک رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتداء کی اور تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہ اوٹھائے
تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پہلی رکعت اسمین محسوب نہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو یہ رکعت اوسمین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت
یا دوزخ کے ذکر سے نماز مین روئے یا عمل قلیل کرے یعنی عمل کثیر تک نہ پونہچے یا عذر سے کھانسے یا کوئی اوسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہین جاتی اور
گذرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگر مقام سجدے مین مین پر بغیر کسی چیز حائل کے گذرے اور پوشیدہ نرہے کہ جو شخص اگر چھوٹی مسجد مین نماز پڑھتا ہے
تو جس جگہ گذریگا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا جنگل مین پڑھتا ہے تو بعضون کے نزدیک اگر مقام سجدہ مین گذریگا تو گنہگار ہوگا والا نہین ہوگا
اور بعضون کے نزدیک جہان تک اوسکی نظر مقام سجدہ پر نظر کرنے مین پہونچتی ہے وہ مقام سجدہ مین داخل ہے تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہے اور
نیچے دکان کے کوئی گذرا تو اول روایت کے موافق گنہگار ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گذرنے والے اور مصلّی کے کچھ اعضا مقابل
ہوگئے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہوگا **ف** جاننا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز مین نہایت برا ہے اور برائی مین کئی
احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلی کے کہ کیا عذاب ہے اوسپر
البتہ بہتر ہو اوسکے واسطے کہ کھڑا رہے چالیس اس سے کہ گذر جاوے اوسکے سامنے سے کہا ابو النضر راوی نے کہ مین نہین جانتا مین
کیا ارشاد فرمایا آپنے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال روایت کیا اوسکو بزار نے اور اوسمین خریف کہا ہے یعنی چالیس برس
بعضون کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہے اور ہمارے نزدیک کسیکے گذرنے سے نماز نہین جاتی
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین توڑتی ہے نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اوسکو جہانتک طاقت رکھو کیونکہ وہ
شیطان ہے روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور سند مین اوسکی مجالد ہے اور اوسمین کلام ہے اور بخاری مین ہے کہ
لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کی دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہین قطع کرتا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہانتک کہ طاقت ہے اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقف کیا اسکو
موطا مین اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین حدیث لا یقطع الصلوۃ شیء مروی ہے ضعیف اور کہا شیخ ابن الہمام نے
کم درجہ حسن سے اسواسطے کہ وہ مروی ہے چند طریقون سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتین ابو داود اور
دارقطنی اور معجم اوسط طبرانی مین ہین اور بہرحال نہین برابر ہے اوسکے جو صحیح مسلم مین ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرتا ہے صلوۃ کو جب
سامنے مصلّی کے مانند لکڑی پالان اونٹ کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا مینے کہ کیا سبب ہے کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ
کتے کو نکما کہا اے بیٹے بھائی میرے کے پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا تو پوچھتا ہے مجھسے سو کہا کتا سیاہ شیطان ہے کہا
امام احمد نے نہین شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے لیکن میرے دل مین گدھے اور عورت سے شک ہے کہا ابن الجوزی نے اور کہا امام احمد نے یہ قول
اسواسطے کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ مین لیٹی تھی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے ہٹا
دیتے تھے ہاتھ سے پیر میرا اور گھر دن مین اوسدن چراغ نتھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
اور صحیح ہوا ابن عباس سے کہ مین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نماز پڑھتے تھے سو اوترا مین گدھے پر سے اور چھوڑا مینے اوسکو کہ

صف کے سو کچھ پروا انکی اوسکی آپنے اور بنایا ہینے کتے ہین کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسناد
صحیح کے کہتا ہون مین کہ کتے کے باب مین بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونون اونکے
سامنے تھین تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہے
ہان اگر قید ہو نر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہووے تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہین ملی واللہ اعلم وعلمہ اتم **ص** جو
شخص جنگل مین نماز پڑھتا ہے نزدیک اپنے دونون ابرو مین سے ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہووے اور ایک
انگل کا موٹا اور سترے کو رکھ دینا زمین پر یا بجاے سترے کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہین **ف** اور سترے کی طرف قریب ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو قریب ہو سترے سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور روایت
کیا اوسکو ابوداؤد نے اور اوسمین ہے کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کی مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو
کرے سامنے اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کریگا تجکو جو سامنے تیرے ہوگا اور اخراج کیا مسلم نے عائشہ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک مین سترہ مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی پالان کے اور ہدایہ مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہے کوئی تم مین کا اس سے کہ جب نماز پڑھے صحرا مین رکھ لے آگے اوسکے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور گز
سے مراد ایک ہاتھ ہے اور یہی گز ہے شرع مین **ق** اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جنگل مین تو کرے سامنے اپنے
ایک سترہ ایسا ہی ہے ہدایہ مین اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہے نہین ملی لیکن روایت کی ابن حبان اور
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو نماز پڑھے طرف سترے کے اور نہ چھوڑے اوسکو جو گذرے
اوسکے سامنے ہو کے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے
اور کرے سترے کو ایک دونون ابرو کے سامنے اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے ضباعہ بنت المقداد بن الاسود سے انھون نے اپنے باپ سے
کہا کہ نہین دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو مقابل داہنی
ابرو یا بائین ابرو کے اور نہین قصد کرتے تھے اوسکا قصد کرنے کو یعنی نماز مین اوسی کی طرف نگاہ نہ رکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہووے ساتھ بت پرستون
کے اور ولید بن کامل اوسکی اسناد مین ضعیف ہے اور ضباعہ مجہول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ جہل قرن ثانی مین مقبول ہے اور دوسرے یہ کہ سکوت
کیا اس حدیث سے ابوداؤد نے اور روایت کی نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے طرف ستون کے تو نہ کرے اوسکو درمیان
آنکھون کے بلکہ کرے اوسکو بائین ابرو کے مقابل اور روایت کی ابو علی بن سکن نے اپنی سنن مین ضباعہ سے مثل اسکے اور ضعیف کیا
اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کہا فتح القدیر مین کہ یہ دلیل ہے اوپر اضطراب کے **ص** اور اگر سترہ نہووے اور کوئی شخص گذرنا چاہے
بیچ سترے اور آدمی کے بیچ مین گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشارے سے منع کرے اور دونون سے منع نکرے **ف** کیونکہ اوپر گذرا کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرے جہانتک کہ قدرت ہو اور اشارے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشارے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونون لڑکون کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان نے کہ محمد بن قیس
مجہول ہے اور نہین پہچانی جاتی ماں اوسکی [illegible] اور ابن ماجہ مین اوسکے باپ سے روایت ہے اور اوسکا مجہول ہونا

ثابت نہین ہوتا اور کہا ابن القطان نے اور بیان کیا عبد الحق نے اور کہا اکابر محدثین نے ہی کہ اخراج کیا اوسکو واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اسکو علمائے سنت نے ص اور امام کا سترہ مقتدیونکو بھی کفایت کرتا ہی اور جو جانے کہ اس راہ مین کوئی نہ آویگا یا ایسی جگہ راہ نہووے تو سترہ نہ گاڑنا درست ہی ف کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحا مکہ مین اور اونکے سامنے ایک نیزہ تھا اور عورتین اور گدھے گذرتے تھے اوسکے اودھر اور نتھا واسطے قوم کے سترہ اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور اخراج کیا ابو داود نے اسی باب مین اسناد صحیح سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز مین

ص پہلے سدل کپڑیکا اور وہ یہ ہی کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے اور اوسکے کنارون کو چھوڑ دے اسطرح پر کہ لٹکے رہین اور قبا مین یہ کہ کندھون پر ڈالے اور دونون آستین کو ہاتھو مین نہ ڈالے اور دونون طرفونکو نملا دے ف اسواسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز مین اور اس سے کہ آدمی ڈھانپے اپنا مونھہ روایت کیا اسکو ابو داود اور حاکم نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ ڈھانپے مونھہ اپنا نماز مین لیکن اسناد مین اسکی صحابی کا نام مذکور نہین بہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہی اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے منع کیا ناک کو چھپانے سے روایت کی یہ عکرمہ نے اور اسیطرح سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور عطا مکروہ کہتے تھے اسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ص دوسرے کپڑیکو میٹنا خاک و غبار سے تیسرے کپڑے یا بدن کو کھیلنا ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی نے مکروہ رکھین واسطے تمہارے تین چیزین ایک بیہودہ کام کرنا نماز مین دوسرے فحش روزہ مین اور تیسری قبرونمین روایت کیا اسکو قضاعی نے طریق ابن المبارک سے انہون نے اسمعیل بن عیاش سے انہون نے عبد اللہ بن دینار سے انہون نے یحیی بن ابی کثیر سے مرسل ص چوتھے سب بالونکا جمع کرنا یا بالونکو پیچھے باندھ لینا ف کیونکہ روایت کی عبد الرزاق نے انہون نے ثوری سے انہون نے مخول بن راشد سے انہون نے ایک شخص سے انہون نے ابو رافع سے کہ انکو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالونکو سر پر اور اوسکو طبرانی نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور اوس شخص کے بجا نام سعید مقبری کا لیا اور کہا کہ انہون نے ابو رافع سے انہون نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے سفیان سے اوسی سند و متن سے اور یہی مضمون مروی ہی صحاح مین ص پانچوین انگلیون کو چٹخانا ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے حارث سے انہون نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت چٹخا انگلیون کو اور تو نماز مین ہووے اور ضعف ہی حارث مین بلکہ کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی اور رافضی ہی ص چھٹے گردن پھیر کے دیکھنا اور آنکھ کے گوشے سے بغیر گردن پھیرنے کے مکروہ نہین ف کہا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلی کہ کسکو پکارتا ہی اور کس سے سرگوشی کرتا ہی البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین کعب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی کوئی مومن کہ نماز پڑھے کھڑے ہو کر مگر موکل کر دیتا ہی اللہ اوسپر ایک فرشتہ کہ پکارتا ہی اے بیٹے آدم کے اگر جانتا تو کہ کیا ہی نماز مین تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہی تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہین کہ ادھر ادھر دیکھنا اور روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابو داود نے ابو ذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہتا ہی اللہ متوجہ طرف

بندے کے اور وہ نماز مین ہوتا ہو پھر جب التفات کرتا ہو بندہ پھیر لیتا ہو اللہ مونہ اپنا اوس سے اور روایت ہو انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو التفات سے نماز مین اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنیوالا ہو تو اگر ضرور ہو تو نفل مین نہ فرض مین روایت کیا اوسکو
ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بے گردن پھیرے مکروہ نہین کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا
اوسکو عبداللہ بن عباس رضی سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز مین داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا
ترمذی نے کہ یہ غریب ہو اور کہا ابن القطان نے کہ یہ صحیح ہو اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہو اور ظاہر ہوا اوسکا ایک طریقہ
دوسرا مسند بزار مین ص ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایکبار سجدے کے لیے ف اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم عبث سے
ہو مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہووے تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابوذر کے کہ ایکبار اے ابوذر نہ چھوڑ اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ہی اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے
ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہانتک کہ پوچھا مین نے آپسے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار
رخصت دیتا ہون مین اور اسیطرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی
صحیح ہو اور روایت ہو کتب ستہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت
پڑے تو ایکبار اور راوی اسکے معیقیب ہین ص آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا ف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابوہریرہ رضی سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھکے
اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہو کہ خلاف ہو سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہو ناف کے نیچے ص نوین دونون
ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سُرین پر بیٹھے اور دونون زانونکو
کھڑا کرے گیارھوین سجدہ مین دونون بازو کو بچھا دینا ف کیونکہ ہدایہ مین ہو کہ فرمایا حضرت ابوذر نے کہ منع کیا مجکو میرے
دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک یہ کہ چونچ ماردن مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی سجدے
مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث
غریب ہو نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہو ابوہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی
دو چیزین اول کی لیکن اخیر مین یہ بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہو کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھاٹی شیطان سے اور گھاٹی شیطان کی کتے کیطرح بیٹھنا ہو اور اس سے کہ بچھاوے آدمی دونون بازو
اپنے مانند بچھانے درندون کے واللہ اعلم ص بارھوین چار زانو بعذر بیٹھنا ف اسواسطے کہ خلاف سنت ہو ص
تیرھوین اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے
ف اسواسطے کہ وہ مشابہ ہو اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہین اور اسمین امام کھڑا ہوتا ہو اور دکان کی
بلندی بعضون نے کہا ہو کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہو کہ ایک ہاتھ اور اوس سے کم مین کراہت نہین اور بعضون نے کہا
ہو کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے ص چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا صف کے
پیچھے جسمین جگہ باقی ہو ف اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

ل اسی طرح جب امام خارج محراب ہو اور سجدہ محراب میں کرے یا امام کے ساتھ کوئی مقتدی بھی محراب میں ہو تو مکروہ نہیں ۱۲

طرف قریب کے کسی صف مین جو جگہ باقی ہی تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات مین ہی کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر بعید رتنہا پیچھے صف کے پڑھیگا **ص** اور مکروہ ہی تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر داہنے بائین اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہی تو مکروہ نہین **ف** کیونکہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہم نہین داخل ہوتے اوس گھر مین جسمین کتا ہی یا تصویر ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے عائشہ رضی سے ایک حدیث طویل مین اور اوسکے معنی مین سب حدیثین صحیح آئی ہین فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین داخل ہوتے ملائکہ اوس گھر مین جسمین کتا ہو یا تصویرین ہون **ص** اور مکروہ ہی سستی اور کاہلی کے سبب ننگے سر نماز پڑھنا اور اگر واسطے عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہین [illegible] اور اگر کسی کے پاس [illegible] نہین جاتا اون کپڑون مین نماز پڑھنا **ف** کیونکہ [illegible] کپڑے پہن کے جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہین جانی [illegible] اوسکے پہن کے جاتا ہی بلکہ جب درگاہ احکم الحاکمین مین جاوے تو اچھے کپڑے پہنے جو اوسکے پاس ہون اور یہ جب ہی کہ اوسکے پاس کپڑے اور ہون ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہین تو اوسی کپڑے مین جو پہنے ہی نماز پڑھے **ص** اور مکروہ ہی خاک کے دور کرنیکے واسطے نماز مین پیشانی کا زمین پر ملنا اور مستحب ہی سلام پھیرنے کے بعد **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کہ نماز پڑھ رہا تھا [illegible] اور اشارہ کیا ہاتھ سے کہ اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے [illegible] اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت سے کہ وہ [illegible] نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر پر سے اور [illegible] حضرت علی [illegible] اور جعدہ بن ہبیرہ سے **ص** [illegible] **ف** [illegible] **ص** [illegible] اوسکا پہننا **ف** کیونکہ وہ مشابہ ہی [illegible] اور نماز جائز ہی **ص** اور [illegible] مکروہ ہی **ف** [illegible] **ص** اور دروازہ [illegible] مکروہ ہی **ف** کیونکہ اسمین قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونیکے پانی کے مکروہ نہین اور کھڑا ہونا امام کا مسجد مین اور سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور جو شخص کہ بیٹھا باتین کر رہا ہی اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہین **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ ابن عمر جب نہ پاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہی اور مخالف ہی اوسکے جو روایت کی بزار نے حضرت علی رضی سے کہ دیکھا اونھون نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسیطرح سوتے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر نماز پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور وہ سوتی تھین درمیان اونکے اور درمیان قبلے کے اور مخالف ہی اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپنے نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتین کرنیوالے کے لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہی مسند بزار مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا مین کہ نماز پڑھون مین طرف اون لوگون کے جو کھڑے ہین اور باتین کرتے ہین اور کہا بزار نے کہ نہین جانتا ہون مین اوسکو مگر ابن عباس سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ جب آواز اونکی شدت سے ہو اور اوس سے خوف شغل کا ہو نماز مین واللہ اعلم **ص** اور حبس فرش پر

اصل متن [illegible] پیشانی کا زمین پر ملنا [illegible] اور زمین پر پیشانی ملنے سے خاک بھر جاتی ہی وہ دور ہوتی ہی فافہم ۱۲ [illegible]

کہ تصویرین بنی ہین اگر اوسپر سجدہ نہین کرتا تو نماز پڑھنا وہان مکروہ نہین اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہین دیتی یا سوا
حیوان کے اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو مکروہ نہین اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز مین مکروہ نہین **ف**
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم نماز
مین ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہے اور اسمین اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز مین کچھ حرج نہین اور یہی صحیح ہے **ص** اور جس گھر مین
مسجد ہو اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہین رکھتا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہووے

باب وتر اور نوافل کے بیان مین

وتر کی تین رکعت امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے **ف** اور دلیل اوسکے وجوب کی یہ ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے زیادہ کیا تمہاری نماز دن مین ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو درمیان
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے بدایہ مین اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ غفاری سے تو
حدیث عمرو و عقبہ کی روایت کیا اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین **ثنا** سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ **ثنا** قُرَّۃُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنْہُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً ہِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ وَہِیَ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ
الْفَجْرِ یعنی تحقیق زیادہ کیا اللہ نے ایسی نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایون سے اور وہ وتر ہے
درمیان عشا کے طلوع فجر تک اسناد اوسکا ضعیف کیا یحییٰ بن حسین نے قرہ بن عبدالرحمٰن کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا اوسکو
دارقطنی اور طبرانی نے نضر ابو عمر سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نضر کے اور لیکن
حدیث ابن عمر کی سو تخریج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے اور
الفاظ اوسکے یہ ہین اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً وَہِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور
الفاظ اوسکے وہی ہین جو حدیث ابن عباس کے ہین جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی اخراج کیا
اوسکا دارقطنی نے اور اوسمین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبیداللہ
عزرمی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **حَدَّثَنَا** اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ وَہِیَ
الْوِتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اسکی صحیح ہے لیکن حجاج مین کچھ کلام ہے بہر حال
درجہ حسن سے کم نہین اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انہون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا مینے
ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے تمکو ایک نماز اور وہ وتر ہے
تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہے کہا شیخ ابن الہمام نے

وَذَاعَلِ بِابْنِ لُهَيْعَةَ یعنی ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی روایت کیا اوسکو حاکم اور ابوداؤد اور
ترمذی نے اور ابن ماجہ نے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کہا تحقیق کہ اللہ نے مدد کی تمھارے ساتھ ایک نماز کی وہ بہتر
ہی واسطے تمھارے سُرخ چارپایون سے اور وہ وتر ہی تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہی اور نہین اخراج کیا
اوسکا شیخین نے بسبب متفرد ہونے تابعی کے صحابی سے اور وہ جو کہا ہی ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اوسکی صحت کے منافی نہین کیونکہ ترمذی اکثر جگہ کہتا ہی
حسن صحیح غریب اور وہ جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ضعف ابن اسحق اور عبداللہ بن راشد کے اور نقل کی تضعیف عبداللہ
کی دارقطنی سے صحیح نہین کیونکہ ابن اسحق ثقہ ہی نہین شبہہ ہی اوسکے ثقہ ہونے مین نزدیک محققین کے محدثین سے اور اگر تسلیم بھی
کیا جاوے تو متابع ہی اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبداللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی کی
اوسمین کیونکہ دارقطنی نے عبداللہ بن راشد بصری مولی عثمان بن عفان راوی کو ابوسعید خدری سے ضعیف کیا ہی اور لیکن عبداللہ راوی
اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبداللہ زوفی ہی ابوالضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور متابعت
لیث کی اور تصریح اس بات کی کہ یہ عبداللہ زوفی ہی دونون باتین اسناد نسائی مین بیچ حدیث مذکور کے کتاب الکنی مین ہین جب دونین
تو ثابت ہوگئی صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی مان لین تو بھی حدیث ضعیف جب اتنے طریقون سے مروی ہو تو وہ خواہ مخواہ حسن ہو جاوےگی
بلکہ بعض طریقے خود حسن ہین مثل طریقہ اسحق بن راہویہ کے اور قرہ راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہی لیکن کہا ابن عدی نے
نہین دیکھی مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر اور مین جانتا ہون کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور
یہ قول حضرت کا زادکم دلالت کرتا ہی کہ ان پانچ نمازون سے ملحق ہی وتر بھی اور ثابت ہوتا ہی اس سے وجوب اوسکا جیسا کہ مذہب [illegible] ہی
قائل ہی اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہی جیسے کہ فرضیت ہی پانچون نمازون کی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ دلیل ظنی ہی اور فرضیت
دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہی لیکن ایک اشکال اس مقام پر وارد ہی یہ کہ روایت کی حاکم اور بیہقی نے بتصحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازون تمھاری کے اور وہ بہتر ہی واسطے تمھارے سُرخ چارپایون سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتین ہین
قبل نماز فجر کے یعنی سنتین فجر کی تو اگر یہ لفظ زادکم موجب وجوب کو ہو تو بر تقدیر اوسکے لازم آتا ہی کہ سنتین فجر کی بھی واجب ہو جاوین
حال آنکہ وہ بالاتفاق سنت ہین تو اس صورت مین اولی یہ ہی کہ استدلال کرین ساتھ اس حدیث کے جو سنن ابوداود مین ہی [illegible]
اور نام اوسکا عبیداللہ بن عبداللہ عتکی ہی انھون نے عبداللہ بن بریدہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وتر حق ہی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے
وہ ہم مین سے نہین اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابوالمنیب ثقہ ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا
ابن ابی حاتم نے سنا مین نے باپ اپنے سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور انکار کیا گیا ہی بخاری پر اس وجہ سے کہ اوسنے داخل کیا
اوسکو ضعفا مین اور کلام کیا اوسمین نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہو گئی اور روایت
کی بزار نے اسود سے انھون نے عبداللہ سے کہ فرمایا حضرت نے اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی وتر واجب ہی ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہین
جانتے ہم کہ روایت کیجاتی ہو یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس مین ایک اشکال ہی اور وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اس سے نفلیت وتر کی معلوم ہوتی ہی اور حضرت معاذ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یمن کی طرف رخصت کیا تو کہا کہ تو اونسے تحقیق کہ اللہ نے فرض کین اونپر پانچ نمازین دن رات مین اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے آپنے کہا تھا اور روایت کی ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اونکے ساتھ رمضان مین تو پڑھین آٹھ رکعتین اور وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ نے آپکا دوسری رات اور آپ نکلے نماز کیواسطے تو پوچھا اونسے صحابہ نے پھر فرمایا آپنے خوف کیا مین نے کہ نہ فرض ہو جاوے تمپر وتر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتین پڑھی تھین اور آبھی مروی ہے سنن مین سوا ترمذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہے حق ہے اوپر ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ رکعتوں کے اور چاہے ساتھ تین رکعتوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور جواب اول یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ اوس سے عموم نہین ثابت ہوتا تو جائز ہے کہ یہ بسبب عذر کے ہووے اور اسباب پر اتفاق ہے کہ بعذر مہاریا پر بسبب ز کیچڑ وغیرہ کے پڑھنا جائز ہے یا یہ کہ یہ واقعہ قبل وجوب وتر کے ہوگا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچون نمازون کے نہین ہے بلکہ متاخر ہے اور دوسرے یہ کہ مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ اوترتے تھے سواری پر سے واسطے وتر کے اور روایت کی طحاوی نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے معتمر سے اونھون نے حمید سے انھون نے بکر سے کہ ابن عمر جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عون نے کہ پوچھا مین نے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہے اوسکا سو کہا کہ جانا ان سب لوگون نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریون اور جانورون پر جس طرف ہوتا تھا مونہ انکا مگر فرض اور وتر کو کہ وہ پڑھتے تھے اون دونون کو زمین پر اخراج کیا ان دو روایتون کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر پڑھنا آپکا یا تو قبل وجوب کے ہے یا بعذر تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازون سے وہ نمازین ہین جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہے مثل پانچون نماز کے بخلاف وتر کے کہ وہ تابع ہے عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہے جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نرہیگا اور تیسری روایت سے جواب ہے کہ یہ حکم قبل وجوب وتر کے ہوگا اور دوسرے یہ کہ وتر سے اوسجگہ ساری رکعتین تراویح کی مع وتر مراد ہین کیونکہ آٹھ رکعتین تراویح کی اور تین وتر کی ملا کے گیارہ ہوئین یعنی طاق ہین جفت نہین اور دلیل دوسری یہ ہے کہ تصریح ہے روایت پچھلی مین اس حدیث کی کہ فرمایا آپ نے خشیت ان تکتب علیکم صلوٰۃ اللیل یعنی خوف ہے مجکو کہ فرض ہو جاوے تمپر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ واجب کی لفظ سے حدیث مین وجوب لغوی معنی ضرورت کے مراد نہین بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی واسطے آپنے یہ کلمہ ارشاد فرمایا بطور تاکید کے فمن لم یوتر فلیس منا یعنی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے مواظبت کی ہے واللہ اعلم بالصواب **ص** اور وتر کی تین رکعتین ہین ایک سلام سے اور امام شافعی کے نزدیک دو سلام کرے **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین نہین سلام پھیرتے تھے مگر آخر مین روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور اسیطرح روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین سلام پھیرتے تھے بیچ دونون رکعتون وتر کے اور روایت کی حاکم نے حسن سے کہ ابن عمر تھے سلام پھیرتے دو رکعتون کے بعد وتر مین

سو کہا حسن نے کہ عمر زیادہ فقیہ تھے اون سے اور وہ کھڑے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ تکبیر کے اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کی طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی آخر حدیث تک موافق اوس حدیث کے جو روایت کی حضرت عائشہ رض سے اصحاب سنن اربعہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور روایت کیا حدیث ابن عباس کو باسناد صحیح طبرانی نے معجم صغیر مین مثل حدیث طحاوی کے اور کہا لم یروہ عن سفیان الا قتادۃ یعنی نہین روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر قتادہ نے اور روایت کی طبرانی نے اوسی معجم صغیر مین **حدثنا** محمد بن یزید بن عبد الصمد الدمشقی **ثنا** ہشام بن عمار **حدثنا** محمد بن شعیب بن شابور قال کان معظم بن المقدام یحدث عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن ہشام عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سلام پھیرتے بعد دو رکعتون کے وتر سے اور کہا لم یروہ عن المعظم الا محمد بن شعیب تفرد بہ ہشام یعنی نہین روایت کیا اوسکو معظم سے مگر محمد بن شعیب نے منفرد ہوا اوسکے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی اسناد سے اور روایت کی اوسنے ابو سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں آخر حدیث تک اور روایت کی ابن عبد البر نے عثمان بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن سے **حدثنا** عبد العزیز الدراوردی عن عمرو بن یحیی عن ابیہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتیراء ان یصلی الرجل واحدۃ یوتر بہا یعنی منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے احکام مین ایسا ہی برہان مین اور اکثر صحابہ اور تابعین ایسے ہین کہ وتر کی تین رکعتیں مین روایت کی طحاوی نے **ثنا** ابو بکرۃ **ثنا** ابو داود **ثنا** ابو خالد قال سئلت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوۃ المغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النہار یعنی کہا ابو خالد نے اور پوچھا مین نے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہملو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہے وہ وتر رات کا ہے اور یہ دن کا ہے اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے انس رض نے وتر کی سو مین اونکی داہنی طرف تھا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھی تین رکعتین کہ سلام پھیرا مگر اونکے آخر مین و اسیطرح صحیح ہوا ابن مسعود رض سے وتر اللیل ثلث کوتر النہار یعنی وتر رات کے تین ہین مانند وتر دن کے اور بعضون نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اوسکا کیونکہ نہ رفع کیا ہے اوسکو اعمش سے اوسنے عبد اللہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحیی بن ابی الموجب نے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین حضرت عائشہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتون کے پڑھتے تھے اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکفرون اور تیسری مین قل ھو اللہ احد اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابزی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ سبح اسم ربک الاعلی اور قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد کے اور کہتے تھے بیچ آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سبحان الملک القدوس تین بار اور آخر بار مین پکار کے کہتے تھے اور حسن بصری نے کہا

اجماع کیا مسلمانون نے کہ وتر تین رکعت ہین کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن
قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرهن یعنی اجماع کیا مسلمانون نے کہ وتر تین رکعتین ہین
نہ سلام پھیرے مگر اونکے آخر مین اور روایت کی طحاوی نے عبدالرحمن بن ابی زناد سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے
سات فقیہون سے کہ سب تابعی ہین سعید بن المسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبدالرحمن اور خارجہ بن زید اور
عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتین ہین نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے
نزدیک چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر گذری اور فرمایا حضرت نے الوتر رکعة
واحدة من آخر اللیل یعنی وتر ایک رکعت ہی آخر رات مین اور یہ حدیث صحیح بخاری مین ہی غرض حاصل سب باتون کا یہ ہی کہ حدیثین
دونون طرف موجود ہین لیکن مذہب صحیح یہی ہی کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز
مغرب بھی ہو سکتا ہی اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہین اور اسیطرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی تو مقتضائے
احتیاط یہی ہی کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہوئے واللہ اعلم بالصواب **ص** ہمیشہ تیسری رکعت
وتر مین قبل رکوع کے دونون ہاتھ اوٹھاکے تکبیر کہکے دعاء قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرھوین رمضان سے
آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر مین نہ پڑھے **ف** جاننا چاہیے کہ اسجگہ پر تین خلاف ہین اول تو یہ کہ
جب قنوت پڑھے وتر مین تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر مین تمام سال پڑھا کرے
یا فقط نصف آخر رمضان مین اور تیسرے یہ کہ سوا وتر کے اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب ہی کہ
سوا وتر کے اور کسی نماز مین دعاء قنوت پڑھنا درست نہین اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت مین بعد رکوع کے بھی
قنوت پڑھا کرے **ف** تینون مسئلے مین امام شافعی کی دلیل یہ ہی جو روایت کی دارقطنی نے سوید بن غفلہ سے کہا کہ سنا مین نے ابو بکر
و عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر مین اور آخر وتر کا بعد رکوع کے ہی
لیکن جواب اسکا یہ ہی کہ آخر شہر کا جب ہوتا ہی کہ نصف سے بڑھ جاوے اور اس صورت مین قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز مین
ہی اور ایک حدیث صحیح اونکی دلیل ہی وہ یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اسکو کہا کہ سکھائے مجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہ کہتا ہون مین اونکو وتر مین جب اوٹھاتا ہون سر اپنا اللھم اھدنی فیمن ھدیت
آخر تک اور بیان اسکا قنوت مین آویگا اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم نے
ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر مین پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ نسائی کے یہ ہی کہ تھے وتر
پڑھتے ساتھ تین رکعت کے اول مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایھا الکافرون اور تیسری مین قل ھو اللہ
احد پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہی کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ متفرد ہو مقبول ہی اگر
تسلیم کرین تعدد روایت کی خطیب نے کتاب القنوت مین باسناد صحیح عبداللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھی وتر مین قبل رکوع کے
اور ذکر کیا اسکو ابن الجوزی نے تحقیق مین اور سکوت کیا اوس سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع ثنا سفیان عن ابان
ابن ابی عیاش عن ابراھیم عن علقمة عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قنت قبل الرکوع فی الوتر

یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل رکوع کے وتر مین لیکن اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب ابان بن ابی عیاش کے
اور روایت کی ابو نعیم نے حلیے مین عطاء بن مسلم انھون نے علاء بن مسیب سے انھون نے حبیب بن ابی ثابت سے انھون نے ابن عباس سے
کہا کہ وتر پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتون کے سو قنوت پڑھی اوسمین قبل رکوع کے اور اخراج کیا طبرانی نے
اوسط مین محمود بن محمد مروزی سے ثنا سہیل بن عباس الترمذی ثنا سعید بن سالم القداح عن نافع عن عبد اللہ
ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع
کہ کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور کرتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے اور
قول ابو نعیم کا غریب ہی حدیث حبیب سے اور علاء تفرد کیا اوس سے عطاء بن مسلم نے اور قول طبرانی کا کہ نہین روایت کیا اوسکو عبد اللہ سے
مگر سعید بن سالم نے کچھ موجب تعجب کو نہین کیونکہ اوپر بیان کیا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی باوجود اس بات کے کہ انفراد سفیان ثوری کا
زبید سے روایت نسائی مین اور تفرد عطاء کا علاء سے اور تفرد سعید کا عبد اللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن مسعود کے بروایت ابن ابی شیبہ
اور خطیب کے حجت قاطع ہی کیونکہ اب تفرد نہوا بلکہ کثرت ہوگئی اور خصوصاً جب کہ ہر طریقہ حسن یا صحیح ہو اور وہ جو حدیث
اسمین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اوس سے یہی ہی کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی
بدلیل اوسکے جو روایت کی عاصم احول نے کہ پوچھا مین نے انس سے قنوت کو نماز مین تو کہا کہ ہان پھر کہا مین نے کہ قبل رکوع کے یا بعد
رکوع کے کہا قبل رکوع کے کہا مین نے کہ فلانے شخص نے خبر دی مجکو تم سے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جھوٹ ہے نہین قنوت پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینے کہا شیخ ابن الہمام نے وعاصم کان ثقۃ جداً یعنی اور عاصم تھا ثقہ نہایت درجے کا اور عمل
صحابہ کا اسی پر ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے
اور دوسرے مسئلے مین امام شافعی کی دلیل یہ ہی وہ جو روایت کی ابو داود نے کہ عمر نے جمع کیا آدمیون کو اوپر ابی بن کعب کے تو وہ نماز
پڑھتے تھے ساتھ اونکے بیس راتین مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہین قنوت پڑھتے تھے ساتھ اونکے مگر نصف اخیر مین
رمضان سے تو جب عشرۂ اخیر آتا تھا جماعت نہین کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر مین اور اس متن کے لیے ایک طریقہ دوسرا ہی
ضعیف کیا اوسکو نووی نے خلاصے مین اور وہ جو روایت کی ابن عدی نے انس سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت
پڑھتے نصف رمضان مین ضعیف ہی ساتھ ابو عاتکہ کے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ہدایہ مین ہی کہ فرمایا
حضرت نے حسن سے جب سکھائی اونکو دعاے قنوت کہ کر اسکو اپنے وتر مین اور یہ روایت غریب ہی نہین ملی اور مشہور وہ ہی جو مروی
ہی سنن اربعہ مین یزید بن ابی مریم سے انھون نے ابی الجوزا سے انھون نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کلمات وتر مین یا قنوت وتر مین اللّٰھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت و
بارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت
تبارکت ربنا وتعالیت کہا ترمذی نے اسناد اوسکی صحیح ہی یا حسن ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا آمین
کہ جب اوٹھاتا مین سر اپنا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اربعہ نے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے حضرت علی سے
کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر مین اللّٰھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ لیکن وجوب قنوت ثابت
نہین ہوتا مگر جب کہ وہ حدیث ثابت ہو جاوے کہ اِجْعَلْ هٰذَا فِیْ وِتْرِكَ یعنی کر اسکو وتر مین کیونکہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہو
اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہو سکتا ہو وہ یہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے لَا وِتْرَ
اِلَّا بِقُنُوْتٍ یعنی نہین وتر ہی مگر ساتھ قنوت کے اور وتر واجب ہو تو قنوت بھی واجب ہو اور مشہور قنوت مین یہ دعا ہی جو روایت
کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد الرحمن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعود نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ
وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ
اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباس سے جو اوپر گذری
ثابت ہوتا ہی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے
وتر مین اور اس دعا قنوت کو روایت کیا ابو داؤد نے مراسیل مین خالد بن ابی عمران سے اور الفاظ اوسکے یہ ہین اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ یا مَنْ یَّكْفُرُكَ کہا اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ
نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران قیسی نے حَدَّثَنِیْ فَرَجٌ مَوْلٰی اَبِیْ یُوْسُفَ قَالَ رَاَیْتُ مَوْلَایَ
اَبَا یُوْسُفَ اِذَا دَخَلَ فِی الْقُنُوْتِ لِلْوِتْرِ رَفَعَ یَدَیْهِ فِی الدُّعَآءِ یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت وتر مین
اوٹھاتے ہاتھ اپنے دعا مین کہا ابن ابی عمران نے كَانَ فَرَجٌ ثِقَةً تھا فرج ثقہ اور جسکو قنوت یاد نہو وے وہ بجاے قنوت کے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے مین دلیل امام شافعی کی
حدیث ابو جعفر رازی کی ہی انس سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح مین یہانتک کہ مفارقت کی
دنیا کی روایت کیا اسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری مین ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا انھون نے مین قریب تر ہون ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو تھے ابو ہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت مین نماز صبح کی بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے تو دعا کرتے تھے
واسطے مومنون کے اور لعنت کرتے تھے کافرون کو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبد اللہ بن سعید مقبری سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے
ابو ہریرہ سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے جب سر اوٹھاتے آپ نماز صبح مین رکوع سے ہاتھ اوٹھاتے اور دعا کرتے
ساتھ اس دعا کے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ آخر تک اور عبد اللہ بن سعید مقبری ضعیف ہی نہایت درجے کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدِ
نِ الْمَقْبُرِیُّ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ یعنی عبد اللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر
مین وَالْجَوَابُ اَوَّلًا اَنَّ حَدِیْثَ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ الَّذِیْ هُوَ النَّصُّ فِیْ مَطْلُوْبِهِمْ ضَعِیْفٌ یعنی پہلے جواب
یہ ہی کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہی اونکے مطلوب مین ضعیف ہی فَاِنَّهٗ لَا یُحْتَجُّ بِعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا کیونکہ نہین
حجت پکڑی جاویگی ساتھ اس عبد اللہ کے اور ما قبل کی حدیثین منسوخ مین ساتھ اوسکے جو روایت کی بزار اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی
اور طحاوی سب نے حدیث شریک قاضی سے انھون نے ابو حمزہ قصاب سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے

عبد اللہ سے کہا کہ نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح مین مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو عمرو بن علی فلاس اور ابو حاتم نے اور حاصل اونکی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جو ابو ہریرہ سے مروی ہی نہوگی اور جواب دوسرا یہ ہے کہ اسیطرح ابو جعفر مین کلام ہے کہا ابن المدینی نے خلط کرتا تھا حدیث مین اور کہا ابن معین نے خطا کرتا تھا اور کہا احمد نے قوی نہین اور کہا ابو زرعہ نے کَانَ یَہِمُ کَثِیْرًا و ہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفرد ہوتا تھا ساتھ ذکر حدیثون کے علما مشہورین سے اور تقوی ہے قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہ کہا ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر مین سو کہا انس نے کہ جھوٹ بولے وہ نہین پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک مہینے کہ بد دعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلون مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث انس کے اور قیس راوی اس حدیث مین اگرچہ ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو یحیی بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگونے اور بہرحال ابو جعفر سے کم نہین بلکہ اوسکے برابر ہے یا اوس سے زیادہ ہے اعتبار مین کیونکہ ضعیف کرنیوالے قیس کے کم ہین ضعیف کرنیوالون ابو جعفر سے اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا مین نے یحیی سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہین لکھی جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے عبیدہ سے اور وہ منصور سے ہوتی ہے اور یہ ضعیف موجب رد حدیث کو نہین سو اسطے کہ غایت اوسکی غلطی ہے اوسکی ذکر عبیدہ مین بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگونے سوا یحیی کے بھی نسائی نے متروک ہے اور کہا دارقطنی نے ضعیف ہے اور مروی ہے احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کین اوسنے حدیثین منکر اور نیز وکیع اور ابن مدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو اور کلام کیا اوسمین امام المحدثین یحیی بن سعید القطان نے لیکن مجھے نسبت کرتا کرتے تھے قیس پر التشنیع کی انھون نے یحیی بن سعید پر بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے دیکھین مین نے حدیثین قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی مین نے اونکی تو دیکھا مین نے اوسکو سچا امانتدار جب جوان تھا اور جب بوڑھا ہوا اسن اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتین اوسکی مستقیم ہین اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہے اور قوی نہین اور کہا شمس الدین ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہے اور نہین صحیح ہے ساتھ اوسکے تو کم نہوگا ابو جعفر رازی سے اور موید ہے اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو اس سے خطیب بغدادی نے کتاب القنوت مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جب بد دعا کرتے کسی قوم کو اور سند اسکی صحیح ہے اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح مین یہانتک کہ انتقال کیا اور تشنیع کی اوسپر اور کہا کہ یہ اون حدیثون مین ہے جن سے ہماری کتابون کی محافظت چاہیے بسبب اسبات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہین اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے ہمسے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی کاذبین مین سے ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قنوت پڑھی فجر مین کبھی مگر ایک مہینے اور نہ دیکھا قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور اس مہینے مین قنوت پڑھی واسطے بد دعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس اسناد مین سیطرح کا غبار نہین واسطے خود انس نے صبح مین قنوت نہین پڑھی جیسا کہ روایت کی طبرانی نے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ

ثنا شیبان بن فروخ ثنا غالب بن فرقد قال کنت عند انس بن مالک رضی اللہ عنہ شہرین فلم
یقنت فی صلوٰۃ الغداۃ یعنی کہا غالب بن فرقد نے تھا میں ساتھ انس کے دو مہینے سو نہ قنوت پڑھی انھوں نے نماز
فجر میں اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتی ہے اور جائز ہے کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو اس قنوت کو (یعنی طول قیام کو ۱۲)
اور وہ سمجھا ہو دعا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی اصل
صلوٰۃ وہ ہے جسمیں طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ کہ دعا کریں واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کریں کسی قوم کو اور اس قنوت سے مراد
طول قیام ہے کیونکہ قنوت بمعنی دعا کسطرح ثابت ہو گی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجعی سے انھوں نے اپنے باپ سے
کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر (یعنی نماز فجر ۱۲)
رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی پھر
کہا کہ او بیٹے میرے یہ بدعت ہے روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ
میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت
علی کے کوفے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ اے بیٹے میرے محدث یعنی بدعت ہے اور اخراج کیا مانند اسکے
ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول حازمی کا کہ قنوت فجر میں منقول ہے خلفا اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی روایت
کی ابن ابی شیبہ نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کی حضرت علی سے کہ جب قنوت
پڑھی انھوں نے نماز صبح میں انکار کیا لوگوں نے اوپر سو کہا انھوں نے مدد مانگی ہمنے اپنے دشمن پر اور انکار کرنیوالے لوگ صحابہ اور تابعین تھے
اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور روایت کی ابن
عمر سے کہ کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے کہا کہ
نہیں قسم اللہ کی نہیں پہچانتے ہیں ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت نماز فجر
میں بدعت ہے ذکر کیا اوسکو ابن مندہ نے اور وہ جو نقل کی حازمی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے باپ کے
نماز فجر میں سو یہ غلط ہے کیونکہ اوپر گذرا کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور اسناد اوسکی نہایت صحیح ہے اور دوسرے یہ کہ کہا
محمد بن الحسن نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی عن الاسود بن یزید انہ صحب
عمر بن الخطاب سنین فی السفر والحضر فلم یرہ قانتا فی الفجر یعنی اسود صحبت میں رہے عمر بن الخطاب کی
برسوں سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند پر کسیطرح کا غبار نہیں
اور نسبت ابن عمر کیطرف نسیان کی اس امر میں نہایت بعید ہے کیونکہ نسیان اوس امر میں ہوتا ہے جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہے اور یہ
ہر نماز صبح میں ہوتا تو کیونکر نسیان اونکا قبول کیا جاویگا باوجود اسکے کہ خود اونکا قول ہے ما شہدت وما علمت یعنی نہیں
دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے واللہ اعلم **ص** اور پڑھے وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی تیسری رکعت میں بھی
سورت پڑھے **ف** اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا اور دوسری میں قل یایھا الکفرون

اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے اور ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا اوپر تفصیل سے گذرا ص اگر شافعی مذہب کے پیچھے حنفی نماز پڑھتا ہو اور وتر مین اوسنے قنوت نہ پڑھی حنفی بھی نہ پڑھے اور صبح مین اوسکی تابعداری نکرے بلکہ چپکا کھڑا رہے ہاتھ لٹکائے ہوئے ۱۲
ف اور جاننا چاہیے کہ وتر حنفی کا پیچھے شافعی کے بعض لوگون کے نزدیک درست ہی اور بعضون کے نزدیک درست نہین کیونکہ وتر شافعی کے نزدیک سنت ہی اور ہمارے نزدیک واجب اور اقتدا واجب پڑھنے والے کی پیچھے نفل پڑھنے والے کے درست نہین ہی واللّٰہ اعلم

فصل نوافل کے بیان مین

ص قبل فجر اور بعد ظہر اور عشا اور مغرب کے دو رکعتین پڑھنا سنت ہی اور قبل ظہر اور جمعے کے اور بعد جمعے کے چار رکعتین ایک سلام سے اور چار قبل عصر اور عشا اور بعد عشا کے مستحب ہی ف اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو شخص مداومت کرے اوپر بارہ رکعتون کے سنت سے بنائے اللہ ایک گھر اوسکے لیے جنت مین چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو رکعتین بعد اوسکے اور دو رکعتین بعد مغرب کے اور دو رکعتین بعد عشا کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن زیاد سے انہون نے عطاء سے انہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی اسوجہ سے اور مغیرہ بن زیاد کلام کیا ہی اوسمین بعض اہل علم نے اوسکے حفظ کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انہون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہین ہی کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے ہر روز بارہ رکعتین نفل مگر بنا دیگا اللہ واسطے اوسکے گھر جنت مین زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو بعد اوسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ دو رکعتین قبل عصر کے بدل دو رکعتون کے بعد عشا کے باقی رہین چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشا اور چار بعد عشا تو اب جاننا چاہیے کہ چار قبل عصر کے مستحب ہین روایت کی ابوداؤد اور احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دونون نے اپنی صحیح مین اور ترمذی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ اوس مرد پر جسنے پڑھین چار رکعتین قبل عصر کے کہا ترمذی نے حسن غریب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل انکی اوپر گذری اور روایت کی ابوداؤد نے عاصم بن ضمرہ سے اونسے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار بدلے دو کے اور لیکن چار رکعتین قبل جمعے کے تو ثابت ہین چار رکعتون قبل ظہر سے اور چار رکعتین بعد جمعے کے تو اسواسطے کہ روایت کی ابوہریرہ نے کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جمعے کی تو پڑھے بعد اوسکے چار رکعتین روایت کیا اوسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اکثر روایتون مین آیا ہی کہ دو رکعتین بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے سنن مین اور لیکن چار بعد عشا کے اور چار قبل عشا کے سو روایت کی ابوداؤد نے شریح بن ہانی سے کہا کہ پوچھا مین نے حضرت عائشہؓ سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا نہین پڑھی آپنے عشا اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین یا چھ رکعتین آخر حدیث تک اور روایت کی سعید بن منصور نے براء بن عازب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل عشا کے چار رکعتین گویا کہ اوسنے تہجد پڑھا رات مین اور جسنے پڑھا چار رکعتون کو بعد عشا کے گویا کہ پڑھین اوسنے چار شب قدر مین اور بعضون کا مذہب ہی کہ دو بعد عشا کے پڑھے اور دلیل انکی اوپر گذری اور کہا حضرت عائشہؓ نے کہ نہین چھوڑتے تھے آپ چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنتون کی بڑی تاکید ہی فرمایا حضرت نے دو رکعتین قبل فجر کے

بستر بن حارث دینا سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہے یعنی دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کر کے پڑھے اور تمسک کیا ہے اونسے جو روایت کی ابو داؤد نے اور ترمذی نے شمائل مین ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہے اونمین سلام کھولے جاتے ہین اونکے واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہے یہ حدیث بسبب عبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کے شمائل مین یہ ہے کہا مین نے ای رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہے کہا کہ نہین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن الحسن نے موطا مین حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَامِرٍ الْبَجَلِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَأَلَهُ أَبُو أَيُّوبَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِي تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ فَقُلْتُ أَفِي كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيُفْصَلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ قَالَ لَا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت نے کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مین نے کیا سب رکعتون مین قراءت ہے فرمایا کہ ہان کہا مین نے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت کے بیچ مین سلام نہ پھیرے ص اور دن مین چار رکعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہین اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور چار رکعتین دن رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہین ف اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام اور دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اس سے اور اگر کراہیت نہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور افضل رات مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہین امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى یعنی نماز دن رات کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار تراویح پر ہے اور اس حدیث کی اسناد مین شعبہ ہے کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی صحیحین مین ہے اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہے اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اسکی جید ہے نہین معارض ہے اوس کلام کی اسواسطے کہ جودت سند کا نہین مانع ہے خطا آنے دوسری جہت سے کہ عارض ہوتی ہو ثقات کو اور اسیواسطے رد کیا اوسکو مسلم نے اپنی کتاب علم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہے کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بر تقدیر تسلیم قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت نے صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى یعنی نماز رات کی دو دو ہین اونمین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہا حضرت عائشہ نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپنے پڑھین اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر مین اور پڑھتے تھے چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سونے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہے حدیث معاذ سے کہ پوچھا اونسے حضرت عائشہ سے

کر کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز ضحیٰ کی کہا کہ چار رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں حدثنا شیبان بن فروخ ثنا عتبۃ بن سلیمان قال قالت عمرۃ سمعت ام المؤمنین عائشۃ تقول کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ اربع رکعات لا یفصل بینہن بسلام یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں فصل کے سلام اور لیکن اول حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ ہی جو مروی ہی صحیحین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو نہ پوچھا ان کے حسن و طول کو پھر چار سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے یعنی بہت اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے معلوم ثابت ہوتا ہی والا کہتیں آٹھ رکعت سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپ نے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھی تھیں اور اس حدیث سے مراد یہ ہی کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہوتا ہی یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت بعد سلام پھیرے اور دلیل اسپر یہ ہی جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد سے انھوں نے عبد اللہ بن سعید سے انھوں نے عمران بن ابی انس سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہی ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر اور نوافل کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہو **ف** کیونکہ مروی ہی صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر پچھلی دو رکعتوں میں تسبیح کہے یا چپکا رہے تو بھی درست ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحٰق سبیعی سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انھوں نے قرأت کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہی اور روایت کی امام محمد نے موطا میں ثنا محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراہیم عن علقمۃ بن قیس ان عبد اللّٰہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر فیہ وفی ما یخافت فیہ من الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین بشئ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب نماز پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جس نفل کو قصداً شروع کر لیا ہووے تمام کرنا اوسکا لازم ہی اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہووے تو اگر بھولے سے شروع کیا ہووے مثلاً اوسکو معلوم ہوا کہ ظہر میں نے نہیں پڑھی اور اسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اوسنے نماز توڑ دی قضا کرنا اوسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے میں توڑ دیا ایک دوگانہ کی قضا لازم آویگی اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی آور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کیواسطے کھڑا ہوا اور اوسکو توڑ دیا تو فقط دوسرے دوگانہ کی قضا کرے کیونکہ اول دوگانہ تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہی کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہی **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ اللَّیلِ وَالنَّھَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتین ہین یعنی ہر دو رکعت
ایک نماز علیحدہ ہی ص اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونون دوگانے یا پہلے دوگانے یا دوسرے مین یا دوسرے دوگانے
کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے کی ایک رکعت مین یا اول دوگانہ مین اور دوسرے کی ایک رکعت مین قراءت ترک کی دو رکعتون
کی قضا لازم آویگی العیاذ باللہ اگر ہر دوگانے کی ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانہ مین اور ایک رکعت مین اول کی ترک کی تو چارون رکعتون
کی قضا لازم آویگی اور پہلی اور چھٹی صورت مین امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتون کی قضا لازم آویگی اور ساتوین اور آٹھوین
صورت مین امام محمد کے نزدیک دو رکعتون کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچوین صورت مین سب کے
نزدیک قضا دو رکعتون کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتون مین دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اور دو صورتون مین
چار رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت مین دو رکعتون کی اور چار صورت مین چار رکعتون کی اور امام محمد کے نزدیک
سب صورتون مین دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتین ہین اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد مین
توڑ ڈالا دوسرے دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتین نفل پڑھین اور بیچ مین اونکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی
اور بیٹھ کے نفل پڑھنا شروع سے اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہی ف کیونکہ روایت کی جماعت نے سواے مسلم عمران بن حصین سے
کہا کہ پوچھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہوکے تو وہ افضل ہی اور
جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوسکو اجر برابر نصف قائم کے ہی اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوسکو اجر برابر نصف قاعد ہی اور قائم کے معنی کھڑے
ہوکے نماز پڑھنے والا اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علما نے کہ یہ نفل مین ہی اور فرض مین بیٹھ کے پڑھنا بعذر
جائز نہین تو اگر عاجز ہی قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہین انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسمین مخصوص ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب قاعد کا نصف
ہی قائم سے فرمایا کہ مین نہین ہون مثل تمھارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے ص اور کھڑے ہوکے شروع کرنا اور پھر بیچ
مین بیٹھ جانا مکروہ ہی اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف منہ نہو اشارے سے درست ہی ف اور باہر شہر
کے اسمین قید ہی شہر کے اندر درست نہین کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز
پڑھتے تھے حمار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی منھ آپکا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہی تو
اپنے مورد مین منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایہ مین مذکور ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی نے اور اوسمین اشارے کا
ذکر نہین ہی غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحیی کی کہ اوسنے علی حمار کا لفظ کہا اور صحیح علی راحلتہ ہی یعنی اپنی اونٹنی پر یعنی پیچھے
اور روایت کی دارقطنی نے غرائب مالک مین انس سے کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر
حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے اور
ترمذی نے نہین دیکھا اوسکو صحیحین سے اور کہا عبدالحق نے جمع الصحیحین مین کہ متفرد ہوے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا شیخ
ابن الہمام [illegible] فی باب الوتر فی السفر فی صحیح البخاری من حدیث ابن عمر [illegible]

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی السفر مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے نوع اول مین قسم رابع کی صحیح مین جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل راحلے پر ہر طرف اشارے سے آورا علماء ونے کو کہتے ہین **ص** تو اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اوترا اور تمام کیا جائز ہی اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا نماز فاسد ہوگا

فصل تراویح کے بیان مین

تراویح رمضان مین قبل وتر کے بعد عشا کے بیس رکعتین سنت ہین اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر مین کہ اوسکو پڑھا ہی بیٹھے اور پانچ ترویحے ہوتے ہین اور ترویحہ ہر چار رکعت کو کہتے ہین اور ہر ترویحے مین دو سلام ہین اور ایک ختم رمضان مین سنت ہی اور قوم کی سستی سے ترک نہین کرنا چاہیے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھین اور رمضان مین وتر جماعت سے پڑھین **ف** جاننا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سنت موکدہ ہی اور بعضون کے نزدیک مستحب ہی اور ہدایہ مین لفظ مستحب کا وارد ہوا اور اسیطرح جامع صغیر مین امام محمد کی مذکور ہی لیکن کہا صاحب ہدایہ نے وَالاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ لِاَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِي تَرْكِ الْمُوَاظَبَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا یعنی صحیح یہ ہی کہ تراویح سنت ہی اور ایسی ہی روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوسپر خلفائے راشدین نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر اوسکے ترک مواظبت کا اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثین شیخ الفقہاء والاصولیین مولانا کمال الملۃ والدین نے فتح القدیر مین کہ ظاہر منقول ہی کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی اور وہ یہ ہی کہ مروی ہی عبد الرحمن بن القاری سے کہا کہ نکلا مین ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہین یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہین کوئی شخص اکیلا پڑھتا ہی اور کوئی شخص دس آدمی کے ساتھ اسیطرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین جانتا ہون کہ اگر جمع کردون مین ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہو تو جمع کیا اونکو ابی بن کعب پر پھر مین دوسری رات اون کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی اچھی ہی یہ بدعت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفائے راشدین کی بعد میرے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ فرض کیا اللہ نے تم پر روزے رمضان کے اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک مین اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جانیکا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہمنے باب الوتر مین حدیث ابن حبان سے اور اوپر یہ حدیث گذری اور صحیحین مین ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد مین تو پڑھی اونکے ساتھ نماز لوگون نے پھر دوسری رات پڑھی تو بہت ہوگئے آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نہ نکلے تو کہا آپ نے جب صبح ہوئی کہ مین نے جانا جو تمنے کیا لیکن مین اسواسطے نہ نکلا کہ تم پر فرض نہو جاوے اور یہ رمضان مین تھا زیادہ کیا بخاری نے کتاب الصوم مین ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل مین حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان مین کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہین زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر آخر حدیث تک اور جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے اور بیہقی نے اوسکے اور بغوی نے ابن عباس سے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان مین بیس رکعتین سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابو بکر
بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہی اوسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہی کہ ابراہیم بن عثمان واسطی کو
ذکر کیا شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال مین کہ روایت کی عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ نہین ہی اور کہا احمد نے ضعیف ہی اور کہا
بخاری نے سکوت کیا اوس سے اور کہا نسائی نے متروک ہحدیث اوسکی اور منا کیر ابو شیبہ سے ایک وہ ہی جو روایت کی بغوی نے
حدیث بیان کی ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو شیبہ نے اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے انھون نے
ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑھتے رمضان مین سوا جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن
الہمام نے ہان بیس رکعتین حضرت عمرؓ سے ثابت ہوئین موطا مین ہی یزید بن رومان سے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہو زمانہ عمر بن الخطابؓ
مین ساتھ تیئیس رکعتون کے یعنی تراویح کی بیس رکعتین اور وتر کی تین اور روایت کی بیہقی نے معرفت مین سائب بن یزید سے کہا
کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمرؓ مین ساتھ بیس رکعتون اور وتر کے کہا نووی نے خلاصے مین اسناد اوسکی صحیح ہی مترجم کہتا ہی کہ
روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر بن الخطاب سے کہ انھون نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھاوے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور روایت کی
ابو الحسناء سے کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی ابن کعب
نماز پڑھتے ساتھ لوگون کے بیچ مدینے مین بیچ رمضان کے بیس رکعتین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتین اور ربیع سے انھون نے ابی البختری سے کہ
وہ پڑھتے تھے پانچ ترویحے رمضان مین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھون نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے
لوگون کی رمضان مین رات کو ساتھ بیس رکعتون کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے
اور عطاء سے کہا انھون نے پایا مین نے لوگونکو اور وہ پڑھتے تھے تیئیس رکعتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت
موطا مین گیارہ رکعت ہین اور جمع دونون روایتون کا اسطرح ہی کہ پہلے گیارہ رکعت ہون اور پھر مستقر ہوا امر بیس رکعت پر
پس بیشک یہی متوارث ہی حاصل ہوا ان سب روایتون سے کہ قیام رمضان کا سنت ہی اسمین گیارہ رکعتین ہین مع
وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف فرضیت کے اور اگر نہوتا یہ خوف البتہ
مواظبت فرماتے آپ اور نہین شک ہی کہ یہ امر وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق ہی اب تراویح سنت ہوگی اور بیس رکعتین
سنت خلفاء راشدین کی ہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمپر لازم ہی سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بلا ہی
طرف سنت اونکی کے اور یہ مستلزم اس بات کو نہین کہ تراویح کی بیسون رکعتین سنت ہوجاوین اسواسطے کہ سنت اوس امر کو
کہتے ہین جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو مگر عذر سے اور برتقدیر نہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے گیارہ رکعت پر جسمین سے تین رکعتین وتر کی ہوئین تو اس صورت مین بیس رکعتین مستحب ہونگی اور آٹھ اونمین سے
سنت جیسے کہ چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہین اور دو سنت اور ظاہر کلام مشایخ کا یہی ہی کہ سنت بیس رکعتین ہین اور مقتضا دلیل کا وہ ہی جو ہم نے
بیان کیا تو اس صورت مین اولی وہ ہی جو قدوری مین ہی لفظ یستحب کا نہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہین اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک کو دوسرے پر

اطلاق کرتے ہین اور ہندی مین اُسکو گہن کہتے ہین ص وقت کسوف کے امام جمعے کا آدمیون کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان
اور اقامت کے مانند نفل کے اور ہر رکعت مین ایک رکوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قرارت کا اخفا کرے
اور طول قرارت کا کرے دونون رکعتون مین اور بعد اُسکے دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور خطبہ نہ پڑھے اور
جو امام جمعے کا حاضر نہوا کیلے اکیلے پڑھین اور نماز خسوف بھی ایسی ہی ہر مگر اُسمین جماعت نہین ف اور رکوع کے باب مین
روایتین مختلف ہوئین بعض روایات مین ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور بعض مین تین اور ابن عباسؓ و علیؓ کی روایت مین چار
رکوع ہین ہر رکعت مین اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ابی بن کعب سے پانچ رکوع ہین اور کسی روایت مین ایک رکوع ہی مثل
اور نمازون کے اسواسطے کہا علما ہمارے نے کہ جب مختلف ہوئین روایتین تمسک کیا ہمنے ساتھ حال اور نمازون کے اور بھی روایت کی
ابو داؤد اور ترمذی نے شمائل مین اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین سو کھڑے ہوے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسی طرح نہ اٹھاتے تھے سر اپنا پھر اُٹھایا سو کسی طرح سجدہ
نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر اُٹھاتے تھے پھر اُٹھایا تو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہین
اُٹھاتے تھے پھر اُٹھایا سر اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت مین آخر حدیث تک اور مروی ہی یہ حکم عبد الرحمن بن سمرہ سے بھی
غرض مختلف ہوئین اس باب مین روایتین اور روایت کیا حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو حاکم نے اور کہا صحیح ہی اور
نہین اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے بوجہ عطا ابن السائب کے اور یہ توثیق ہی اُنسے عطا کی اور تحقیق کہ اخراج کیا اُس سے
بخاری نے ساتھ ابو بشر کے اور کہا یحیی بن معین نے لا یُحتَجُّ بِحَدِیثِہٖ نہین حجت ہوگی اُسکی حدیث اور فرق کیا امام احمد نے
اُس شخص مین جسنے پہلے اُنسے سُنا اور جسنے پیچھے اُنسے سُنا یعنی اوّل سن کی روایت صحیح ہی اور پھر عطا کا حافظہ خراب ہو گیا تھا
اور سکوت کیا اُس سے ابو داؤد نے اور روایت کی ابو داؤد نے اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا آیت
شیخ ابن الہمام نے اور اس کتاب مین بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہی کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مغیرہ مین کہ جب دیکھو تم اُسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہانتک کہ روشن ہو جاوے
آفتاب اور بعض مشائخ نے کہا کہ آندھی اور تاریکی مین بھی یہ نماز مستحب ہی ابن عباسؓ نے پڑھی نماز واسطے زلزلے کے بصرے مین اور
خسوف کسوف کی نماز مین جہر چاہیے صاحبین کے نزدیک اور دلیل اُنکی حدیث حضرت عائشہؓ کی ہی صحیحین مین کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز خسوف مین اور بخاری مین ہی کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف مین اور روایت کیا اُسکو ترمذی اور ابو داؤد
وغیرہما نے اور ہمارے امام صاحب کے نزدیک سر چاہیے کیونکہ مروی ہی حدیث ابن عباسؓ سے مسند احمد اور ابو یعلی مین کہ نماز پڑھی مین نے ساتھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کسوف کی ور نہ سنا مین نے اُنسے ایک حرف قرارت سے اور اسناد مین اُسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا اُسکو بیہقی نے معرفت
مین دو طریقون سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیساکہ روایت کیا اُسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگرچہ ان لوگون سے حجت نہین لیکن
روایتین اُنکی شاہد مین روایت ابن عباسؓ کو اور حدیث سمرہ مین ہی فَلَا نَسْمَعُ لَہٗ صَوْتًا یعنی ہم نہین سنتے تھے آواز قرارت کی ص اگر مینہ نہ
برسا اور ہو جاوے تو ہر شخص دعا کرے اور استغفار نہ اسمین جماعت ہی اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیوین تو درست ہی ف
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا یعنی استغفار مانگو اللہ سے کہ وہ بڑا بخشش کرنے والا ہی اور کہا

امام محمد نے نہیں نماز ہر استسقا مین سوا اِسکے نہین کہ اُسمین دعا ہر اور پوچھا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے اور دعا کی اور پوچھا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چڑھے منبر پر اور دعا مانگی اور طلب بارانی کی آور نہین پوچھا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی حدیث مین کہ نماز پڑھی ہو آپنے مگر ایک حدیث شاذ مین کہ نہین تمسک کیا جاویگا ساتھ اُسکے آور حق یہ ہی کہ اکثر احادیث مین نماز کا ذکر نہین لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث مین وارد ہی بیان کیا اُنکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین وکیع سے اُنھون نے عیسی بن حفص بن عاصم سے اُنھون نے عطا بن ابی مروان اسلمی سے اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نکلے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقا کے سو نہ کیا کچھ مگر استغفار ص اور مُنہ قبلے کی طرف کرین اور چادر کو نہ اُلٹین ف بعض احادیث مین چادر کو اُلٹنا اِسطرح پر ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنا کنارہ چادر کا بائین طرف کیا اور بایان کنارہ داہنی طرف کیا اور ظاہر چادر کا باطن ہوگیا اور باطن چادر کا ظاہر ہوگیا روایت کیا اِسکو ابو داؤد نے اور اکثر احادیث مین اسکا ذکر نہین اسواسطے ہمارے نزدیک نہ کرین کہ شاید سببے مین داخل ہو ص اور ذمی حاضر نہووے ف ذمی کافر کو کہتے مین اسلام مین جسکو امن دیگئی ہو اور جزیہ دیتا ہو تو ذمی اسواسطے حاضر نہو کہ یہ دعا وغیرہ واسطے طلب نزول رحمت کے ہی اور اُسپر لعنت برستی ہی

ص باب فرض پانے کے بیان مین

جسنے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو وے اسلیے کہ جو دوسری رکعت لاویگا تو دو رکعت فجر مین اُسکی نماز تمام ہوجاویگی اور مغرب مین اکثر نماز ہوگئی اور اکثر کو حکم کل کا ہی پس فوت ہوجاویگی جماعت یا یہ دو رکعت نفل بعد غروب کے ہونگی اور وہ مکروہ ہین اور نماز کے توڑنے مین اگرچہ ابطال عمل ہی اور ابطال عمل ممنوع ہی بحکم خدای تعالی وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ لاکن ابطال بقصد اکمال ابطال نہین اور جسنے عشا یا عصر یا ظہر مین شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی واسطے جماعت کے توڑ دے اور ملجاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو دوسری رکعت بھی اُسکے ساتھ ملالیوے تاکہ ایک دوگانہ نفل پورا ہوجاوے اور ایک رکعت ضائع نہوجاوے فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو بعد اُسکے سلام پھیرکے جماعت مین ملے اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت سے کم پڑھی ہی تو توڑ دلوے اور جماعت مین شریک ہووے اگر چار رکعتی نماز مین تین پڑھ چکا ہو اور (دونون نفل ہونگی ۱۲) تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اُسکے نفل جماعت سے پڑھے مگر عصر مین پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہی اور اگر مسجد مین اذان ہوگئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہی (اسلیے کہ اکثر کو حکم کل کا) مگر اُسکو جو دوسری جماعت کا منتظم ہی ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ پائی اذان مسجد مین پھر نکلا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنے کا ارادہ نہین رکھتا سو وہ منافق ہی اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکلتا ہی کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت نے نکالا ہو اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مراسیل سعید کے مقبول ہین بالاتفاق کیونکہ پایا اُن لوگون نے اُنکے مراسیل کو مسانید اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابو الشعثا سے کہا کہ تھے ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین سو نکلا ایک شخص جب اذان دی موذن نے تب کہا ابو ہریرہ نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم

صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے اور روایت کیا اوسکو ابن راہویہ نے مسند مین
اور زیادہ کیا اوسمین یہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے بعد اذان کے **ص** اور جو ظہر یا عشا کی
نماز پڑھ چکا ہے اوسکو بعد اذان کے مسجد سے نکلنا مکروہ نہین مگر جب اقامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے وہان سے نکلے
اگرچہ آپ نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقیم ہو وے اور فجر عصر مغرب مین اگر نکل جاوے تو جائز ہے بغیر کراہت کے
اگرچہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت مین شریک ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہو گی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور
مغرب مین تین رکعتین ہین اور تین رکعت نفل مشروع نہین اور جو شخص ڈرتا ہے کہ اگر سنت فجر کی پڑھوںگا تو نماز فرض
جماعت سے نہ ملیگی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک نکرے اور اگر سنت فجر کی بدون
فرض کے فوت ہوئی تو قضا نکرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے **ف** کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا اور
نفل بعد فجر کے مکروہ ہے یہانتک کہ آفتاب نکلے اور دلیل اسکی گذری **ص** اور بعد آفتاب نکلنے کے بھی شیخین کے
نزدیک قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال کے نکرے اور اگر ساتھ فرض کے
فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونون کی قضا کرے اور بعض مشایخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور
بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا پڑھے **ف** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس
مین فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا ساتھ سنت کے قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے باجماعت اور جہر کیا
قراءت کا یہ حدیث شرح وقایہ مین موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے کہا کہ سیر کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم مین بعض لوگون نے کاش کہ سوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سو فرمایا آپنے خوف کرتا ہون مین کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگادونگا مین آپ کو یا رسول اللہ
سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو کیا دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہان گیا وہ جو تمنے کہا تھا جواب دیا بلال نے کہ کبھی
ایسی نیند آج تک مجھکو نہین آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے قبض کی ہین روحین تمہاری اور پھیر دیتا ہے
جس وقت چاہتا ہے اے بلال کھڑا ہو اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوے
آپ اور نماز پڑھی جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داؤد کی روایت
مین ہے کہ جب جاگا اونکو آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوے اور چلے تھوڑا اور اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال نے
پھر پڑھی انہون نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے
زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازون کی قضا کرے تو بھی اذان
اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر مین ہے کیونکہ اوسمین تاکید زیادہ ہے سب سنتون سے
اور باقی سنتون مین یہ حکم نہین **ص** سنت ظہر کی چاہیے خوف ہو جماعت کے جانیکا یا نہو ترک کیجائیگی اور بعد
فرض کے قبل دوگانہ سنت کے پڑھ لیوے اور سوا اسکے کوئی سنت قضا نہین کیجاویگی **ف** کیونکہ سنتین عصر اور عشا کی

عل یعنی اور مسجد کا امام ہو وے کہ اوسکا ہونا ضروری ہے اور وہان جماعت فوت ہوئی ۱۲ منہ عفی عنہ
ع یعنی بعد رکعت سنت فرض کے دونون ملنا قضا اوسکا ہو جبکہ فوت ہوئی سنت اوسکی اور اوسی طرح نافلہ کا حکم ہو گیا ۱۲ منہ
ع تعریس کہتے ہین مسافر کا اور آخر رات کو اتر کر سونا ۱۲ منہ عفی عنہ

مستحب ہین اور مغرب کے اول مین سنت ہی نہین ہے اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتین اگرچہ سنت ہین لیکن فجر کی تاکید نہین اور سنت فجر مین آپنے ارشاد فرمایا لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ یعنی پڑھلو ان دو رکعتون کو اگرچہ روندڈالین تمکو گھوڑے اور نہ چھوڑو انکو روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے ابوہریرہ سے اور اسناد اُسکی ضعیف ہے لیکن قابل قبول کے ہے اور صحیحین مین ہے حضرت عائشہ رضہ سے کہ نتھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور سنن نسائی مین ہے کہ دو رکعتین قبل فجر کے بہتر ہین دنیا سے اور جو اُسمین ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر مین کہ جو شخص چھوڑیگا چار رکعت کو قبل ظہر کے نہ پہونچیگی اوسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدایہ مین ہے کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا مَاذَكَرَهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ یعنی جو ذکر کیا اوسکو مصنف نے سنت ظہر مین سو اللہ اوسکو جانتا ہے اور یہ حدیث اونکو نہین ملی لیکن صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتون کو قبل فجر کے اور ایک روایت مین ہے کہ نہین چھوڑتے تھے اوسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتْرُكُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَاِنَّ فِيْهِمَا الرَّغَائِبَ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اوسمین بہت عطائین ہین اللہ تعالی سے اخراج کیا اسکا ابویعلی نے ابن عمر رضہ سے اور کہا حضرت عائشہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتونکو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہین دیکھا مین نے آپ کو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کے سفر اور حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین قابوس بن ابی ظبیان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ص اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت سے پائی جماعت سے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسینے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور جماعت اوسمین ہو چکی تھی اور اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور فرض پڑھے تو فوت نہو جاوے اور جسنے کہ اقتدا کی اور امام رکوع مین ہے اور ٹھہرا ایسا تک کہ امام نے سر اوٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع مین گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہین ہوا

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نمازین یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہون ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہون اور بعض قضا اوسمین بھی ترتیب فرض ہے ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم حمانی سے انھون نے سعید بن عبدالرحمن جمحی سے انھون نے عبداللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوس وقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرلے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس تنہا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے نافع سے انھون نے ابن عمر رضہ سے موقوفا اور صحیح کیا دارقطنی اور

ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا اونھون نے اوس شخص مین جسنے رفع مین خطا کی سوا ونمین سے ۹ ولی کے بعض نے اونکی نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبدالرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی کے اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع
زیادت ہو اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے ترجمانی مین نہین حرج ہی ساتھ اونکے
اور ایسا ہی کہا ابو داود اور احمد اور اسیطرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے توثیق اوسکی بہت لوگون سے
میزان الاعتدال مین تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا جواب اوسکا یہ ہی کہ
یہ کچھ معارضہ نہین ہی جسمین برابری توثیق مین دونون راویون کی شرط ہو بلکہ زیادت میں اور زیادت مین برابر ہونا
راویون کا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے
کسی نماز سے یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو
اوسنے نماز بھولے سے پڑھ لی ہی اوسکو پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہوگئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہی کہ روایت
کی ترمذی اور نسائی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ تحقیق مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نماز ون
سے دن خندق کے یہانتک کہ کچھ رات بھی گذر گئی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اور اونھون نے اذان دی
پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی مغرب کی
پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہین ہی ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو عبیدہ نے اپنے باپ
ابن مسعود سے نہین سنا یعنی وہ منقطع ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ منقطع درصورت ثقہ ہونے راویون کے مرسل مین داخل ہی اور
مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے مین کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور یہ قول
صحیح نہین کہا ابو داود سلیمان بن اشعث نے تُوُفِّيَ وَلَوْ لِدِہٖ اَبِي عُبَيْدَ لَا سَبْعِ سِنِيْنَ یعنی وفات کی عبداللہ بن مسعود نے
اور ابو عبیدہ سات برس کے تھے نقل کیا یہ شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے منذری سے اور ابن حبان نے
صحیح مین اور روایت کی بزار نے جابر بن عبداللہ سے اَنَّہٗ عَلَيْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شُغِلَ مِنَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوۃِ
الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ حَتّٰی ذَہَبَتْ سَاعَۃٌ مِنَ اللَّيْلِ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّی الظُّہْرَ ثُمَّ اَمَرَہٗ
فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّی الْعِشَاءَ قَالَ مَا عَلٰی
وَجْہِ الْاَرْضِ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰہَ فِيْ ہٰذِہِ السَّاعَۃِ غَيْرُكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہین جو اوپر گذرے لیکن اسمین ہر نماز
مین اذان بھی ہی اور اسناد مین اوسکی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ائمہ حدیث نے مثل ترمذی وغیرہ کے
اور روایت کیا اس مضمون کو صحیحین مین اور ابن حبان نے اور سوا اون کے بہت لوگون نے ۵ اور جسکو یاد ہی کہ اوسنے رات کے
وتر نہین پڑھی فجر کی نماز اوسکی جائز ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم
ہوا کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو باوضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ
کرے اور وتر کا اعادہ نکرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہی وقت کی تنگی تو
مثلاً عشا اور وتر فوت ہوگئے اور فجر کا وقت اتنا باقی ہی کہ پانچ رکعتین پڑھ سکتا ہی صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہوئین اور وقت مغرب کا اتنا باقی ہی کہ سات رکعتین پڑھ سکتا ہی
ظہر اور مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہی مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یاد نرہی اور پانچ
نمازون سے زیادہ اگر فوت ہو جاوین تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہی اگرچہ اگلی ہون یعنی چھ سے زیادہ ہون یا حادث
ہون یعنی چھ سے کم ہون یا چھ ہون اور اگر کسیکی ایک مہینے کی نمازین قضا ہوئین اور اوسنے نادم ہو کے وقتی نمازین
پڑھنا شروع کین پھر اوسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہی تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اوسکی قضا کے درست ہی
اور اسیطرح اگر سارے مہینے کی قضا نمازونکو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہین کیونکہ ترتیب
جب ہی جب پانچ یا کم قضا ہوئی ہون ہان جب سب ادا کریگا ترتیب آجاویگی اور بعض مشایخ کے نزدیک جب پانچ یا کم باقی
رہین تو پھر ترتیب فرض ہو جاتی ہی اور پہلا مذہب امام سرخسی کا ہی اور صاحب محیط نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور اگر
کسیکی ایک نماز قضا ہو گئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کیے پانچ نمازین پڑھین سب فاسد موقوف ہونگی تو اگر
ایک نماز اور پڑھ لی سب صحیح ہو جاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازون کے پڑھ لی تو فرض نمازین سب نفل ہو جاوینگی نزدیک امام
ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے اور انکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہونگی بلکہ سب باطل ہو جاوینگی

باب سجدہ سہو کے بیان مین

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا تاخیر کیا یا ایک کو دو بار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھولے سے چھوڑ دیا
جیسے رکوع قبل قرات کے کر لیا یا چپکے تشہد مین جب تشہد کے پھر بیٹھا رہا اور امام صاحب سے مروی ہی کہ اگر ایک حرف تشہد پر
زیادہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اللّٰھم صلّ علٰی محمّد اتنا زیادہ کیا تو واجب ہوگا مگر جب ایک رکن
کے موافق زیادہ ہو وے جیسے قیام یا قعود یا دو بار رکوع کرے یا جہری نماز مین آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی مین پکار
پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دیوے غرض ترک واجب کا کرے تو ان سب صورتون مین واجب ہی بعد ایک سلام کے دو سجدے
کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر اسمین اختلاف ہی کہ بعد
دونون سلام کے سجدہ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہی کہ بعد
دونون سلام کے کرے اور یہی مروی ہی احادیث مین اور ایک سلام کی روایت مینے نہین پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہی
کہ روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے عبداللہ بن بحینہ سے انھونے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نماز ظہر کی سو کھڑے ہوگئے بعد دو رکعتون کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ آپکے یہانتک کہ جب تمام کرلی
نماز آپنے اور انتظار کیا لوگون نے سلام کا تکبیر کہی اور وہ بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیرین اور سجدہ
بعد سلام کے بھی مروی ہی صحاح ستہ مین حدیث ذوالیدین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین پھر دو رکعتین پچھلی اور
سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت مین مسلم اور ابو داود اور نسائی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی
عصر اور سلام پھیر دیا آپنے بعد تین رکعتون کے یہانتک کہ کہا راوی نے کہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام
پھیرا اور لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لِکُلِّ سَہْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ یعنی ہر سہو کے واسطے دو سجدے ہین

بعد سلام کے ... روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ... حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکل سہو سجدتان بعد ما یسلم ... اسمعیل بن عیاش اور وہ ... قوی نہین اور ہمارے نزدیک ... کیونکہ اسمعیل بن عیاش ثقہ ہی توثیق کی اوسکی ... الدین شیخ یحیی بن معین نے ... اوسکی ابو اسحق فزاری نے مقبول نہین اور دیکھو کہ ابو زرعہ جو امام ہین ... کہا انھون نے نہین تھا شام مین بعد اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز کے حافظ زیادہ اسمعیل بن عیاش سے اور عبید اللہ بن عبید کلاعی اوسکی اسناد مین ثقہ ہی اور کہا ابن معین نے نہین حرج ہی ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحق عنسی ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر کہا ابو زرعہ اور نسائی نے ثقہ ہی اور کہا ابو حاتم نے صالح الحدیث اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور جنھون نے منکر گنا اس حدیث کو نہین التفات کیا گیا طرف کلام اونکے علاوہ اسکے کہ سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے اور بفرض تسلیم ایک حدیث قولی اور موجود ہی روایت کی ابو داؤد نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شک کرے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام کے اور فعلی حدیثین تو بہت ہین کہ بیان مین اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد سجدہ سہو کرنیکے جب شک کرے کوئی تم مین سے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی امالی محاملی مین حسین بن اسمعیل نے ایک حدیث ابن مسعود سے بسند صحیح کہا اونے حدثنا السری ثنا محمد یعنی ابن جعفر ثنا شعبۃ عن الحکم عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی الظہر خمسا فسجد سجدتین بعد ما سلم قال شعبۃ وسمعت حمادا وسلیمان یحدثان ان ابراہیم کان لا یدری ثلثا صلی او خمسا حاصل اس حدیث کا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے دو سجدے کیے اور اسیطرح بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہی اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث اول مین ہی امالی محاملی کے **ص** مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے اور مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوسکے باقی نماز پڑھلیوے اور جو قعدہ اولی کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہی بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز مین سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیرہ بھول کے کھڑا ہو گیا جب تک اوس رکعت کا سجدہ نہین کیا اگر یاد آوے تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے تو اوسکے ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لیوے **ف** اور یہ اوسکی مشیت پر اسواسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر قصدا ہوا ہو تو واجب نہین ہوتا تمام کرنا اوسکا جیسا کہ گذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہی کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے کہ جسکی تخریج کیا اوسکو ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے **ص** اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچوین رکعت کا سجدہ نہین کیا ہو بیٹھ جاوے اور سلام پھیر اور سجدے سہو کے ... ایک رکعت اور ملا لیوے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے تو ... ہو جاوینگی اور دو نفل

ادا ہو جاوینگی اور اگر توڑدیگا تو قضا لازم نہ آویگی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قائم مقام ہونگی اور جو شخص ان دو رکعتون مین
امام کی اقتدا کریگا وہ اسکو پڑھیگا ان دو رکعت کا لازم آویگا اور توڑدیگا تو قضا لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک چھ
رکعتیں اسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑدے تو قضا لازم نہ آویگی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل مین سہو ہوا
سجدہ کیا اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دو رکعت نفل اوسکے ساتھ ملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہوجاویگا اور اگر کسیکو
نماز مین سہو ہوا اور اخیر نماز مین سجدہ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ نکیا تو گویا نماز سے وہ فارغ
ہوچکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز مین ہے تو اگر اوسنے سلام کیا اور کسینے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدہ سہو کیا اقتدا
اوسکی صحیح ہوجاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی باطل ہوجاویگی اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدہ سہو کیا وضو اوسکا
باطل ہوجاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی کی پھر سجدہ سہو
کیا تو اب چار رکعتیں اوسپر فرض ہوجاوینگی اور اگر سجدہ نکیا تو فرض نہونگی اور اگر نماز مین سہو ہوا اور اوسنے تمام کرنیکی
نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہوگی اور سجدہ سہو کرنا اوسکو لازم ہوگا اور اگر نماز مین شک ہوا کہ کتنی رکعتیں
پڑھی ہین اگر پہلی مرتبہ شک ہوا ہے اور کبھی نہیں ہوا تھا تو نماز شروع سے پڑھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے سو نہ جانے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو چاہیے کہ دُہراوے نماز کو اور یہ
حدیث ہدایہ مین ہے اور مجکو نہیں ملی کہا شیخ ابن الہمام نے وَهُوَ غَرِيبٌ ص اور اگر شک ہوتا ہے تو سوچے جو ذہن
پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابوداؤد اور بخاری و مسلم اور نسائی نے بھی ابن مسعود
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین سو چاہیے کہ تلاش کرے
صواب کو اور بنا کرے اوسپر پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی سوا بخاری کے ابوداود و ترمذی و مالک و غیرہم نے
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین اور
نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر دو سجدے کرے قبل سلام کے
تو اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتیں شفاعت کریگی اوسکی نماز اور اگر پوری چار پڑھیں تو ذلت ہوگی واسطے شیطان مردود کے
اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی ص اور اگر سوچنے مین کچھ نہ معلوم ہووے کم کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا
خیال کرے اوسی جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھی ہین اور کچھ اوسکے ذہن مین نہ
معلوم ہووے تو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے ف تا کہ قعدہ اخیرہ ترک نہو جاوے اور مروی
ہے عبدالرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم مین نماز مین سو نہ جانے کہ ایک پڑھی
یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار
پڑھیں تو بنا کرے تین پر اور سجدے کرے دو سجدے قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

ص باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کسی مرض کے زیادہ ہونے سے ڈر کر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے

اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدے اور رکوع پر بھی قادر نہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے
زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے
اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر منہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہی اور اگر اشارہ
بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھ اور پلک اور دل سے اشارہ نہ کرے **ف** روایت کی جماعت نے سوا مسلم عمران
بن حصین سے کہا کہ تھی مجھکو بواسیر اور پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہو کے اور اگر نہ قدرت
ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر نہ قدرت رکھے تو چت لیٹ کے نہیں تکلیف دیتا
ہی اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہیں ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھے گا تو بالضرور اشارے ہی
سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ ہدایہ میں حدیث ہی اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے
زمین پر تو سجدہ کر اور نہیں تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کی بزار نے
مسند میں اور بیہقی نے معرفت میں جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو
کہ سجدہ کرتا ہی تکیے پر سو پھینک دیا آپ نے تب لی اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوسپر سو حضرت نے اوسکو
بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہی تو زمین پر پڑھ اور نہیں تو اشارے سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے
رکوع سے کہا بزار نے نہیں جانتے ہیں ہم کسی نے روایت کیا ہو ثوری سے مگر ابو بکر حنفی نے اور ثقہ ہی متصل اسکی
عبد الوہاب بن عطا نے ثوری سے اور بیہقی ابو بکر ثقہ ہی کہا شیخ ابن امام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں
آثار صحیحہ مروی ہوئے ہیں روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی اونھوں نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرتے
ہیں تکیے پر [illegible] اشارے سے پڑھو اور روایت کی مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبداللہ اپنے بھائی پر
تو دیکھا اونکو [illegible] لکڑی [illegible] اور دور کیا اوسکو اور کہا اشارہ کر جہانتک تیرا سر
پہونچے اور روایت کی [illegible] نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا نہیں حکم کرتا ہوں [illegible]
اونکو ساتھ عبادت خود کی بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ پر لیٹ کے اور روایت کی
عروہ سے کہا اونھوں نے کہ مریض اشارہ کرے اور نماز وقت مرنے کے پانو کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس
باب میں روایت ہی ابو سعید اور مسلم کے طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن مسیب حسن شریح اور ابن سیرین
اور عامر اور عطا اور طاؤس اور مسروق اور روایت کی دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے
بیمار کھڑا ہو کے تو اگر قدرت نہ رکھے پڑھے چت اور دونوں پیر اسکے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہی ساتھ
حسن بن حسن بصری کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے اور بیٹھ سکتا اور کھڑا ہو سکتا تو بیٹھ کے اشارے سے پڑھے
اور یہ کھڑے ہو کے اشارہ کرنے سے بہتر ہی اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہی اور وہ شخص نماز کے اندر اچھا ہو گیا
نماز پھر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا کہ رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز میں پھر کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے
[illegible] لوٹا دے اور جو کشتی جاری ہی اوس میں بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہی اور جو بندھی ہی

تو درست نہین ہی اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش رہا واجب ہی کہ نمازون کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون رہا تو قضا نکرے امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتون تک یہ حالت رہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی **ف** اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس ہی کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی مین تو وہ نماز اوس سے ساقط ہوتی ہی اور پانچ نمازون تک قضا کرنا استحسان ہی اور یہی مذہب ہی مالک اور شافعی کا اور دلیل وہ ہی جو روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہین ہی اون نمازونکی قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور اوسمین ہوشیار ہوا ہو اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہی اسناد مین اوسکی حکم بن عبداللہ بن سعد ایلی ہی کہا احمد نے کہ حدیثین اوسکی موضوع ہین اور کہا ابن معین نے نہین ہی ثقہ اور نہین ہی مامون اور کذاب کہا اوسکو ابو حاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کردی گئی ہی حدیث اونکی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی محمد بن حسن نے عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ فِي الَّذِي يُغْمَى عَلَيْهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ يَقْضِي یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایک دن رات قضا کرے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمرؓ ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابراہیم بن حربی نے آخر کتاب غریب الحدیث کے **ثنا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ **ثنا** زائدۃ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَأَفَاقَ وَلَمْ يَقْضِ مَا فَاتَهُ یعنی بیہوش رہے ابن عمرؓ ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ص باب سجدہ تلاوت کے بیان مین

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطون سے دو تکبیرون کے بیچ مین بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدہ تلاوت مین جو نماز کے سجدے مین پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتون مین سے جو ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہی پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ رعد کی تیسری سورہ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچوین مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا مین بھی سجدہ کرے **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے سجدہ اوس جگہ نکرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی ذکر کیا ہی اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام نے اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہین حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا مین نے ای رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب سے کہ اوسمین دو سجدے ہین فرمایا کہ ہان اور جو اون دونون سجدون کو نکرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکی قوی اور یہ اس سبب سے کہ اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے تفضیل دی گئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہی اور صحیح نہین ہی اور اخراج کیا حاکم نے اس حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبداللہ بن لہیعہ اماموں مین سے ہی لیکن اخیر عمر مین اوسکو اختلاط ہوگیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ قول مسلم بھی

ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہوگی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبداللہ سے سنا ہو ورنہ
حدیث ضعیف بہر صورت ہی اور اس باب مین ایک اور حدیث ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
ابن منین سے انھون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ پڑھلائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن مین
اونمین سے تین مفصل مین ہین اور سورۂ حج مین دو سجدے ہین اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی کہا عبدالحق نے ابن منین نہین
حجت ہی ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہی اور نہین پہچانا جاتا حال اوسکا ص ساتوین فرقان مین آٹھوین
نمل مین نوین سورۂ سجدہ مین دسوین ص مین ف اور امام شافعی کے نزدیک ص مین سجدہ نہین اور دلیل اونکی یہ
جو روایت کی ابو داؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورۂ ص اور جب آیا سجدہ اوترے
اور سجدہ کیا اور کیا ہمنے بھی ساتھ آپکے اور پھر ایک اور بار آپنے پڑھا ص کو تو جب پہنچے سجدہ پر تیار ہوئے ہم واسطے سجدے کے
اور دیکھا آپنے ہمکو فرمایا کہ یہ تو بہ ایک نبی کی ہی اور لیکن مین نے تمکو مستعد دیکھا سجدہ کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ اور سجدہ کیا
تو اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہین ورنہ دو سجدے کرتے اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے
ابن عباس سے کہ کہا اونھون نے نہین سجدہ ص کا واجبات سجدہ مین سے اور دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
سجدہ کرتے تھے ص مین اور فرماتے تھے سجدہ کیا اوسکا داؤد علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہین واسطے
شکر کے اور جواب ہمارا یہ ہی کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہین ہوتا اور ہونا سجدہ کا شکر کے لیے منافی وجوب
نہین غایۃ الامر یہ ہی کہ آپنے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام کے توبہ کا بیان فرمایا اور ہمارے واسطے شکر ارشاد فرمایا جیسا کہ
عاقل پر پوشیدہ نہین ہوگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب حارثی نے تخریج کرنے مین واسطے مسند ابو حنیفہ کے یہ
سند ہے عن ابی حنیفۃ عن سماک بن حرب عن عیاض الاشعری عن ابی موسی ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم سجد فی ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص مین اور یہ دلیل ہماری ہی اور روایت کی امام احمد نے
بکر بن عبداللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ
کرتے تھے ص مین نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھوین حم سجدہ مین بارھوین والنجم مین تیرھوین اذا السماء انشقت
مین چودھوین اقرأ مین اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہین مگر ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور حج
مین دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حم سجدہ مین شافعی کے نزدیک جب اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے تب
سجدہ کرے اور ہمارے نزدیک جب وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے اور جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدہ کی
جائز نہین اور تاخیر جائز ہی تو احتیاط اسی مین ہی کہ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پر سجدہ کرے ف کہا جاتا ہے مین کہ دلیل
ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی اور وہ قول ہمکو نہین ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاِنَّ ذٰلِكَ قَوْلُ عُمَرَ
فَغَرِیْبٌ یعنی یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غریب ہی لیکن اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ
وہ سجدہ کرتے تھے حم سجدہ مین نزدیک قول اللہ تعالی لَا یَسْئَمُوْنَ کے اور زیادہ کیا ایک روایت مین کہ
انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہی نزدیک اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپنے جلدی کی تونے ص

اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ قصد اوسکا سننے کا نہو **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اوسپر ہے جو سنے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیث
السجدۃ علی من سمعہا رفعہ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایہ نے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہے اور اخراج کیا
ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوسپر ہے جسنے سنا اوسکو اور بخاری مین ہے تعلیقاً کہا عثمانؓ نے کہ سجدہ
اوسپر ہے جو سنے اوسکو اور اس حدیث کو اخراج کیا عبد الرزاق نے **اخبرنا** معمر عن الزہری عن ابن المسیب ان
عثمان مر بقاص فقرأ سجدۃ لیسجد معہ عثمان فقال عثمان انما السجود علی من استمع ثم مضی ولم یسجد
یعنی گذرے حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کرین حضرت عثمانؓ ساتھ اوسکے سو
فرمایا حضرت عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہے جو قصد اسنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم **ص** اور اگر امام آیت سجدے کی پڑھے
مقتدی بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوسنے نہ سنا ہو اور اگر مقتدی نے پڑھی امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور
نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ نکرین اور جو کوئی نماز مین تھا اوسنے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلی نے آیت سجدے کی اوس سے
سنی جو اوسکے ساتھ نماز مین شریک نہین سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے
اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسی نے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سُنی اور اوسنے اقتدا نکی یا اور رکعت مین امام کے
ساتھ ملا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر اوسی رکعت مین قبل سجدے کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے
اور اگر بعد سجدے کے ملا سجدہ نکرے اور جو سجدہ کہ نماز مین واجب ہوا ہے اور محل اوسکا نماز ہے باہر نماز کے اوسکو قضا
نکرینگے اور اگر کسی نے آیت سجدہ باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنیکے نماز پڑھنے مین مشغول ہوا اور نماز مین پھر اوسی آیت
کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہے اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز مین اوسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے
اور اگر ایک مجلس مین آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہے خواہ سب بار پڑھکے اخیر مین سجدہ کیا یا ایکبار پڑھکے
سجدہ کیا اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت مین کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہے خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے
یا ایک بار پڑھکے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت مین بھی
اوسی آیت کو پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آویگا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت
سجدہ کو بدل دیا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہوگا مثلاً ایک مجلس مین دو آیتین سجدے کی پڑھین یا دو مجلس مین
ایک آیت اور جولاہا جو تانا تنتا ہے تو آنے جانے مین مجلس اوسکی بدل جاتی ہے اور درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر
چلا جاوے تو بھی مجلس بدل جاویگی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس مین کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسین
بدل گئین تو سننے والے پر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر پڑھنے والے کی مجلسین بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس
رہی تو اوسپر ایک سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے مین مجلس بدل جاویگی اور اسیطرح
ایک مکان سے دوسرے مکان مین اور کونے گھر اور مسجد کے حکم مین ایک مکان کے ہین اور ایک درخت کی شاخین کئی مکان
ہین ظاہر روایت مین اور نوادر کی روایت مین ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس نہ بدلے گی اور اگر کسی عورت کو

طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہوگئی اوس جگہ سے مجلس میں اجاوے گی اور اگر کسی نے ساری سورت پڑھی اور آیت سجدے کی نہ پڑھی تو مکروہ ہی اور اگر آیت سجدہ کو پڑھے اور باقی سورت چھوڑ دے تو مکروہ نہین اور دو تین یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہی اور آہستہ سے بھی پڑھنا مستحب ہی تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ لازم آوے اور شاید وہ اوسوقت بے وضو ہووے

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

جو شخص کہ تین دن اور تین رات کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھرون سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہی اور اوسط چال خشکی مین اونٹ کی اور پاپیادہ کی ہی اور دریا مین جب ہوا موافق ہو اور پہاڑ مین جو کچھ کہ پہاڑ کے لائق ہووے **ف** اور تین دن تین رات ہمارے نزدیک مدت قصر کی ہی کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی رخصتون مین سے ہی جیسے مسح موزے کا تین دن تین رات مسافر کے واسطے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہی اور امام شافعی کے نزدیک مدت قصر کی ایک دن اور ایک رات ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے عطا بن ابی رباح سے کہ کہا مین نے ابن عباس سے کیا قصر کرون مین عرفات تک کہا کہ نہین اور قصر نکر مزدلفہ تک کہا کہ قصر کرون مین طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ہان اور یہ اڑتالیس میل تھا اور اشارہ کیا انھون نے ہاتھ سے اور دوسری روایت مین ہی عمرو سے کہ خبر دی مجھکو عطا نے ابن عباس سے کہا کہ قصر کر عرفہ سے بطن نخلہ تک اور قصر کر طرف عسفان اور طائف اور جدے کے آخر حدیث تک آتے۔ دلیل امام شافعی کی کوئی مجھکو نہین ملی اور روایت ہی انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکو گناہ کا قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر مین داخل ہووے یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت نکرے کسی شہر مین یا گانون مین تب تک اوسکے واسطے رخصت ہی یعنی اجازت ہی کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت مدت اقامت کی یعنی آدھے مہینے کے رہنے کی دو جگہ مین یا کسی شہر مین داخل ہوا مگر اوس ارادے پر کہ وہان سے کل یا پرسون چلا جاونگا اور اسیطرح اوسکو دیر ہوگئی تو ان صورتون مین قصر کرے **ف** اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسیطرح سے گذر جاوے کہ آج جاؤنگا یا کل جاؤنگا اور نیت پندرہ دن رہنے کی نکرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہین اور قیاس کیا اوسکو فقہانے طہر پر کہ اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہین اور یہی ماثور ہی ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونون سے طحاوی نے کہا انھون نے اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَاَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِیْ نَفْسِكَ اَنْ تُقِیْمَ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا وَلَیْلَةً فَاَکْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی تَظْعَنُ فَاقْصُرْهَا یعنی جب آئے تو کسی شہر مین اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر نہین جانتا ہی تو کہ کب جاویگا وہان سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ ابن عمر رض جب اجماع کرتے اوپر اقامت پندرہ دن کے تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب الآثار مین ثنا ابو حنیفۃ ثنا موسی بن مسلم عن مجاہد عن عبد اللہ بن عمر قال اذا کنت مسافرا فوطنت نفسك علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما فاتم الصلوۃ وان کنت لا تدری متی تظعن فاقصر اور معنی اسکے

وہی ہین جو اوپر گذرے تمام ہوا مضمون فتح القدیر کا مترجم کہتا ہے کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید ابن المسیب سے کہا کہ جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کرے نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص کسی مقام پر پندرہ دن رہنے کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب نجانے کہ کب نکلیگا پڑھے دو رکعتین اگرچہ گذر جاوے ایک سال اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے **مسئلہ** اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہووے یا دار الحرب کے قلعے کو گھیر لیوے یا باغیون کے تئین دار الاسلام مین شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب صورتون مین اگرچہ وہ سب اقامت کی مدت کی نیت کرینگے مگر مقیم نہوینگے نماز کو قصر کرینگے اسواسطے کہ وہ مقیم نہین ہوتے ہین اقامت کی نیت کرنے سے مگر بنجارے لوگ اپنے خیمون مین اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرینگے تو وہ مقیم ہو جاوینگے اسواسطے کہ نیت اقامت اونکی باہر شہر کے درست ہے اور جو بنجارے وغیرہ نہین اونکی نیت اقامت کی جنگل مین صحیح نہین اور اگر مسافر نے چار رکعتین پوری پڑھین اور پہلے قعدے مین بیٹھا تو فرض اوسکا تمام ہوا مگر گنہگار رہا سلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالی کا صدقہ قبول کرنے سے اور دو رکعتین جو زیادہ اوسنے پڑھی ہین وہ نفل ہو جاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہین کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم نے امامت کی مسافر کی نماز چہار گانہ کے وقت مین تو مسافر چار رکعت ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نکرے کیونکہ وقت مین امام مقیم کی تابعداری سے مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتی ہین اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہین بدلتا ہے اور اگر مسافر امام ہووے اور مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری کرے اور مستحب ہے کہ مسافر کہدیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور مین تو مسافر ہون **ف** ایکبار حضرت امام ابی یوسف حج کو ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی آپنے رشید کے ساتھ دو رکعتین یعنی قصر کیا اور سلام پھیر کے کہا کہ تمام کرلو نمازین اپنی اے اہل مکہ کہ ہم مسافر ہین تو کہا ایک شخص نے اونمین سے کہ ہم زیادہ ہون تجسے فقہ مین اور ہم زیادہ ہون تجسے کہا امام صاحب نے کہ اگر تو فقیہ ہوتا نہ کلام کرتا تو نماز مین ایسا ہی ہے سراجیہ مین **مسئلہ** اور اگر ایک شخص نے اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاویگا اور دونون وطن کے درمیان مین مدت سفر کی ہووے خواہ نہووے یہانتک کہ اگر وہ اوس پہلے وطن اصلی مین داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہین باطل ہوتا ہے یہانتک کہ اگر مسافر وطن اصلی مین داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام مین پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلا ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اوسنے دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونون کے درمیان مدت سفر کی نہین ہے تو اس صورت مین پہلی جگہ وطن اقامت نرہیگی یہانتک کہ اگر وطن اقامت مین پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسیطرح سے اگر وطن اقامت سے سفر کرے یا اپنے وطن اصلی کی طرف جاوے تو وطن اقامت باقی نرہیگا اور وطن اصلی اوسکو کہتے ہین جو اوسکا اصل مسکن ہووے اور سفر اور حضر دونون قضا نماز ونکو نہین بدلتے

اور وطن اقامت وہ ہے جہان پندرہ روز یا زیادہ رہنے کی نیت ہو اور اوسکو مسکن نہ بناوے ۱۲

میں تو اگر سفر کی قضا نمازونکو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازونکو سفر میں پڑھے تو قصر نکرے اور حنفیہ کہتے ہیں اداے وقت کو

باب جمعے کی نماز کے بیان میں

جمعے کے فرض ہونے کے واسطے چند امور شرط ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے تندرست ہونا بیمار
پر جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا لڑکے
پر واجب نہیں چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساتویں آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آٹھویں پاؤں کا
سلامت ہونا لنگڑے پر جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص جسپر جمعہ واجب نہیں حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہو ظہر کا فرض
اوسکا ادا ہو جاویگا اور جمعے کے ادا کے واسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یہ کہ شہر ہووے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے
کہ جمعہ فرض ہے منکر اوسکا کافر ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالی اسنے اذا نودی للصلوة من
یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی جسوقت پکارا جاوے نماز کے واسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر خدا تعالی
کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک
او امرأة او صبی او مریض یعنی جمعہ حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص پر [illegible] اور لڑکے
اور بیمار پر روایت کیا اوسکو [illegible] فقط آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور روایت نہیں کی اور یہ قول اسکی صحت کا قادح نہیں کیونکہ صحابی ہونے میں فقط دیکھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہے [illegible] حدیث مرسل ہوگی اور مرسل صحابی کی
تو حجت ہے [illegible] اور اسکا اخراج کیا بیہقی نے طریق بخاری سے [illegible] فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible] فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جسنے چھوڑے تین جمعے سستی سے مہر کر دیگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور
ترمذی اور نسائی اسنے اور صحیح کیا اوسکو [illegible] اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible]
اور [illegible] ضعیف جابر [illegible] غسل دن جمعے کے سنت ہے
اور گذرا بیان اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل [illegible] سے کہا کہ
غسل دن جمعے اور عیدین اور دن [illegible] کے سنت ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے [illegible] فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پہلے دن پر تو اوسپر نماز جمعہ ہے دن جمعے کے مگر عورت
اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں جمعہ ہے اور نہ تشریق اور عید فطر اور
اضحی مگر شہر جامع میں اور مثل اسکے مروی ہے حذیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا
اسکو ابن حزم نے اور اسناد اوسکی یہ ہے حدثنا جریر عن منصور عن طلحة بن سعد عن عبید [illegible]

عبد الرحمن انتہی اور یہ اسناد صحیح ہے اور جو روایت کیا ہے ابن عباس نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں تھا ایک قریے میں یعنی گانو میں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے
ارشاد ہے کلام اللہ تعالی کا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ اور اس جگہ قریتین سے مراد مکہ اور
طائف ہے اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ مکہ شہر ہے اور بدائع میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مرفوع نہیں پائی گئی واللہ
اعلم ص اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس جگہ امیر اور قاضی ہووے کہ شرع کا حکم جاری
کرے اور حدوں کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس وقت وہاں کے لوگ جمع ہووین تو وہاں کی
بڑی مسجد میں نہ سماوین اور صاحب ہدایہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہووے اور
شہر کے فائدے کے واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑ دوڑ کے واسطے یا لشکر اترنے کے واسطے یا مردے دفن کرنے کے لیے یا نماز
جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے موسم میں منی میں خلیفہ کے
واسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہے اور امیر موسم کے واسطے اور عرفات میں درست نہیں [illegible]
کہ بادشاہ ہو یا اسکا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہووے یعنی قبل وقت ظہر اور بعد زوال آفتاب کے جمعہ درست
نہیں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ لوگوں کے جمعہ [illegible]
[illegible] یہ حدیث مروی ہوئی ہے مصعب بن عمیر سے کہ جب بھیجا انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] امام
ہے کہ جب زائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے
جمعہ کو جب زائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہ کہتے تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے جب زائل ہوتا تھا آفتاب اور لیکن روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن سیدان سے کہا حاضر ہوا میں ساتھ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعے میں سو تھا خطبہ ان کا قبل زوال کے اور ذکر کیا گیا ایسا ہی عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہیں
دیکھا میں نے کسی کو کہ عیب جانتا ہو اسکو اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خطبہ قبل زوال کے تھا لیکن [illegible]
[illegible] ص چوتھی شرط یہ ہے نماز کے پہلے خطبہ ہو ایک
تسبیح وقت ظہر میں ہووے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک مقدار ذکر طویل یعنی ایک خطبہ دراز
پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں کہ ہر خطبے میں حمد اور درود اور حکم تقوی کا ہو اور پہلے خطبے میں قرأت کے
طور پر ہو اور دوسرے میں دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت ہووے اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر
امام کے سجدہ کرنے کے پہلے مقتدی بھاگ جاوین تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی چلے جاوین اور تین مرد
رہ جاوین یا امام کے سجدہ کرنے کے بعد سب بھاگ جاوین تو ان دونوں صورتوں میں امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہے کہ
اذن عام ہووے یعنی تمام لوگوں کو مسجد میں جانے کا حکم ہووے اور جو شخص کہ سب نمازوں میں امامت کے لائق ہے وہ جمعے میں بھی امامت کے لائق ہے تو اگر
مسافر یا بیمار یا غلام جمعے میں امام ہووے تو درست ہو جاوے گا اور امام زفر کے نزدیک درست نہ ہوگا اور معذوروں اور قیدی کی ظہر جماعت کے ساتھ دن جمعے کے
شہر میں مکروہ ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر میں جمعہ درست نہیں مگر جب شہر بڑا ہو کہ دو جانب ہوں تو ہر جانب کا حکم [illegible] جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ

یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر مین جائز ہی برابر ہی کہ شہر کے دو جانب ہون یا نہون اور اسی پر فتویٰ ہی اور جسکو عذر نہین اوسکی
بھی نماز الاکے ظہر کی شہر مین قبل جمعہ ہوجانیکے مکروہ ہوگی اور جس شخص کو عذر نہین اوسنے ظہر پڑھی اور جمعے کے واسطے دوڑا
جس وقت کہ امام جمعے کا نماز مین مشغول ہو تو ظہر اوسکی باطل ہوجاویگی جمعے کی نماز پاوے یا نہ پاوے یہ امام صاحب کا
مذہب ہی اور صاحبین کے نزدیک ظہر نہ باطل ہوگی مگر جب کہ نماز جمعے کی پالیوے اور جو شخص کہ جمعے کی نماز مین تشہد مین
یا سجدۂ سہو مین ملے تو وہ شخص جمعے کی نماز پوری کرے اور ظہر نہ پڑھے اور اوسنے جمعہ پایا **ف** یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور
امام ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر مقتدی امام کے ساتھ دوسری رکعت کے اکثر کو پالیوے جمعے کو اوسی پر بنا کرے
اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہووے تو اوسپر ظہر پڑھنا لازم ہی اور جمعے کو اوسنے نہین پایا کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا یعنی جو پاؤ تم پڑھو اور جو جاتا رہے تو اوسکو ادا
کر لو اور پوری حدیث یون ہی کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑتے ہوے بلکہ آؤ چال سے اور لازم ہی تم پر اطمینان
اور سکون سو جو پاؤ اوسکو پڑھو اور جو فوت ہوجاوے تمام کر لو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے اور اسمین بجاے فاقضوا کے
فاتموا ہی اور بھی اخراج کیا اس حدیث کو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور ایک روایت مین
صحیح ابن حبان کی یہ لفظ بھی واقع ہی یعنی فاقضوا اور اسیطرح سے بیان کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے کہا مسلم نے خطا کی سفیان
بن عیینہ نے اس لفظ مین اور نہین جانتا ہون کسکو کہ روایت کیا ہو اس لفظ کو زہری سے سوے سفیان کے کہا ابوداؤد نے نہین کہا سوے سفیان کے یہ لفظ اور جواز
اسکا یہ ہی کہ روایت کی امام احمد نے مسند مین عبدالرزاق سے انہون نے معمر سے انہون نے زہری سے اور اسمین فاقضوا کا لفظ ہی اور روایت کی بخاری نے ادب مفرد مین لیث
سے اور زہری کے اور فاقضوا اور سلیمان کی روایت زہری سے مانند اوسکے اور کہا بیہقی نے حدیث بیان کی ہم سے یونس نے زہری سے ابی سلمۃ و سعید سے انہون نے
ابوہریرہ سے مانند اسکے اور بھی روایت کی ابن ابی خیثمہ نے مسند مین ابوداؤد طیالسی سے انہون نے ابن ابی ذئب سے انہون نے زہری سے
مانند اسکے تو باطل ہوگیا اس صورت مین قول ابوداؤد کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ن** اور جب پہلی اذان ہووے
تب لوگ خرید نا بیچنا چھوڑ دین **ف** اور جمعے کی طرف متوجہ ہون اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسعوا الی ذکر اللہ
وذروا البیع یعنی دوڑو طرف یاد کے اللہ کے اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور
بات حرام ہوجاتی ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہی نہ کلام ورفع اسکا غریب
ہی اور معروف یہ ہی کہ یہ کلام زہری کا ہی روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اوسکا
منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عطا سے کہ عبداللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے
نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے **ثنا** عباد بن العوام عن یحیی بن سعید عن یزید بن
عبد اللہ عن ثعلبۃ بن ابی مالک القرظی قال ادرکت عمر وعثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعۃ
ترکنا الصلوۃ والکلام یعنی پایا مین نے عمر اور عثمان کو کہ جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو
اور مروی ہی حضرت علی سے مانند اسکے اور بھی روایت کی عروہ سے کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہین ہی نماز اور کہا
زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اور اخراج کیا علماے ستہ نے

ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تونے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سو لغو کیا تونے اور جو معارضہ کیا اسکا بعض لوگون سے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تونے نماز اے فلانے کہا نہین کہا کہ پڑھ دو رکعتین لغو ہی کیونکہ دوسری روایت مین ہو انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتین اور باز رہے آپ خطبے سے یہانتک کہ فارغ ہوا وہ شخص نماز سے اخراج کیا اسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کی اوسکی عبید بن محمد عبدی سے اور وہم کیا اوسمین پھر نکالی دارقطنی نے احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور یہین ہی کہ انتظار کیا آپنے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل ثواب ہی اور ہم کہتے ہین کہ مرسل حجت ہی تو اوسکے مقتضی پر عمل ضرور رہے پھر اسناد اوسکی زیادت ہی جب یا قبل سے معارض ہو کیونکہ اور حدیث مین اسکا ذکر نہین ہی یہ کہ اسکا مخالف مذکور ہی اور زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور فقط زیادت اوسکی موجب خطا نہین ورنہ نہ مقبول ہوجاوے زیادت مسلم کی اس حدیث مین واللہ اعلم **ص**

جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کہی جاوے دوسری بار امام کے آگے **ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فقط یہی اذان تھی [illegible] کی جماعت کے سوا [illegible] سائب بن یزید سے کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اسکی جب بیٹھتا تھا امام [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ابوبکر اور عمر کے سو جب خلافت ہوئی عثمان غنی کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور [illegible] یہ کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر مین کہ نام اوسکا زوراء تھا [illegible] اور بعض روایتون مین ہی کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اسوجہ سے ہی کہ اقامت کو بھی اذان مین شمار کیا اور جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] یعنی درمیان دونون اذانون کے نماز ہی یعنی ایک اذان اور اقامت کے اور تب ہو گیا اسپے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگون نے کہ اذان تب ہوتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتین کسوقت ہوتین کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت مین نہ تھی اور وہ جو جواب دیا اسکا بعض لوگون نے کہ سنتین پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہی کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہی خطبے کے بلا فصل اور جائز ہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلتے ہون اور سنتین پڑھتے ہون اور پھر اذان ہو کے خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اوپر ہم باب النوافل مین بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو رکعتین اور کہتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہی کہ کھولے جاتے ہین اوسمین دروازے آسمان کے تو مین چاہتا ہون کہ چڑھے میری جانب سے اوسوقت مین کوئی عمل نیک **ص** اور لوگ امام کی طرف منہ کرکے خطبہ سنین اور امام باطہارت کھڑا ہوکے دو خطبے پڑھے اور اون دونون بیچ مین ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ثنا المحاربی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائما ثم یقعد ثم یقوم فیخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعے کے کھڑے ہوکے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہوکے خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جاوے تب اقامت کہی جاوے اور امام لوگون کے ساتھ دو رکعتین پڑھاوے **ف** جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا

نہایت مکروہ ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر
کرتے اور کہا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہ قصر خطبے کا اور طول نماز کا علامت ہی فقاہت اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہی کہ منع
کیا کہ لوگ طول کریں خطبے کو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں
کی جو طول کرتے ہیں خطبے کا اور نماز میں کمی کرتے ہیں اور یہ علامت قیامت میں آپنے ارشاد فرمائی اور اسیطرح یہ جو لوگوں کی عادت
ہو گئی ہے دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا ہی تو دعا مانگتے ہیں بدعت ہی اور نہایت مکروہ ہی اور اسیطرح قبل نماز عید کے جو لوگ الصلوۃ الصلوۃ کہکے
پکارتے ہیں بدعت ہی اور ہرگز جائز نہیں اور جمعے کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہی حدیث میں جمعے کو عید فرمایا ہی فقط

ص باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہی کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے ف
لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصا جبکہ کھانا میٹھا ہووے مستحب ہی کیونکہ صحیح بخاری میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں نکلتے تھے واسطے نماز عید کے یہانتک کہ کھا لیتے تھے کچھ خرمے اور کھاتے تھے اونکو طاق اور لیکن مسواک کرنا سو اسواسطے کہ ہر
وضو اور نماز کے وقت سنت ہی اور لیکن غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ یہ دن خوشی کا
ہی اور مجمع کا اور جب جمعے میں خوشبو لگانا مستحب ہی تو عیدین میں بطریق اولی مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہنے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف کا یا کسی اور کپڑے کا اور یہ حدیث ہی امّ میں ہی اور روایت کی
بیہقی نے مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جوڑا
سرخ اور [illegible] حلہ احمر سے عبارت ہی کہ یمن میں ایک کپڑا ہوتا ہی اوسمیں خطوط سرخ ہوتی ہیں اور [illegible] ص اور صدقہ فطر کا ادا کرے
[illegible] اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آویگا ص اور عید کی طرف آہستہ آہستہ کہتا ہوا جاوے ف خلاف جہر تکبیر میں
عید فطر میں [illegible] تو صاحبین کے نزدیک جہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب
کے نزدیک [illegible] اور کہا امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہی
اور مخالف ہی اللہ تعالی کے قول کے وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یعنی یاد کر اللہ کو
دل میں [illegible] اور حدیث میں آیا ہی انکم لا تدعون اصم ولا غائبا یعنی نہیں پکارتے ہو تم بہرے اور نہ غائب کو یعنی اللہ
تعالی سنتا جانتا سب جگہ موجود ہی اور روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے فطر میں
جب نکلتے تھے اپنے گھر سے یہانتک کہ آتے عیدگاہ اور روایت کی انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر اور دن عید
قربان کے جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہانتک کہ آتے امام کہا بیہقی نے صحیح ہی موقوف اوسکا [illegible] پھر فعل صحابی کا ساتھ
آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے ف اور اکثر مشائخ نے اسکو مکروہ جانا
ہی [illegible] صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اسکے اور نہ بعد اسکے اور روایت کی ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نماز پڑھی قبل
اسکے اور نہ بعد اسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی اس بات پر کہ عیدگاہ

مین پڑھا عید سے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
سو جب پھرتے اپنے گھر مین پڑھتے تھے دو رکعتین ف اور جو شرطین کہ جمعے کے واسطے ہین وہی شرطین عید کیواسطے بھی ہین واجب
ہونے اور ادا کے حق مین مگر خطبہ عیدین مین سنت ہے اور نماز عید کی واجب ہے اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے اور یہی صحیح
ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ عید کی نماز سنت ہے ہمارے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہے کہ جب دو عیدین ایک دن مین جمع ہوئین
تو اول سنت ہے اور ثانی فرض ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ سنت سے مراد یہ ہے کہ وجوب اسکا سنت سے ثابت ہوا ہے ف اور وجہ
وجوب کی یہ ہے کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور وجہ سنت ہونے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی مین فرمایا جسوقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھ پر لازم ہے سوا ان پانچ نمازون کے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا صاحب
ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر مشایخ کا لیکن پوشیدہ نہ ہو کہ البتہ نماز عید سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اسیطرح
وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہے بہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور سنیت خطبہ عید کے ترجیح بلا مرجح ہے ف
اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ زوال ہو
آفتاب کا ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا موافق ایک
نیزے یا دو نیزے کے اور حسن ابو داود اور ابن ماجہ مین ہے یزید بن خمیر سے کہا کہ نکلے عبداللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ آدمیون کے دن عید فطر یا عید اضحی کے سو برا کہا انھون نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم اس وقت
تک ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داود و نسائی نے روایت کی کہ آئے کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی
دیتے تھے کہ انھون نے دیکھا چاند کو کل تو آپ نے حکم کیا لوگون کو کہ افطار کرین اور جب صبح ہو تو جاوین طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا گیا
روایت ابن ماجہ مین اور دارقطنی مین کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن مین اور صحیح کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی اور صحیح کیا اوسکو نووی نے
خلاصہ مین اور روایت کی طحاوی نے حدثنا عثمان بن صالح ثنا ہشیم بن بشیر عن ابی بشر جعفر بن ایاس عن ابی
عمیر بن انس بن مالک اخبرنی عمومتی من الانصار ان الہلال خفی علی الناس فی آخر لیلۃ من شہر رمضان
فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصبحوا صیاما فشہدوا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد
زوال الشمس انہم راوا الہلال اللیلۃ الماضیۃ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس بالفطر فافطروا
تلک الساعۃ وخرج بہم من الغد فصلی بہم صلوۃ العید یعنی کہ چاند پوشیدہ ہوا لوگون پر آخر رات مین
رمضان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تو صبح کو انھون نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پیچھے زوال کے گواہی دی انھون نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ مین پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فطر کا اور کھولا
انھون نے روزہ اوسیوقت اور نکلے آپ ساتھ انکے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ انکے عید کی نماز ف اور امام مقتدیون
کے ساتھ دو رکعت پڑھے اسطرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیرین کہے تب فاتحہ اور سورت پڑھے
ہاتھ باندھے ۱۲ ہاتھ نہ باندھے ۱۲
پھر رکوع کے واسطے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت مین پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قراءت کے تین تکبیرین کہے اور پھر ایک تکبیر
کہکے رکوع مین جاوے اور چھ تکبیرین جو زیادہ ہین اونمین ہاتھ اوٹھاوے اور بعد نماز کے دو خطبے پڑھے اونمین احکام صدقہ
اور ہاتھون کو لٹکا رکھے ۱۲

فطر کے بتاوے ف جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور حدیثیں مختلف اسمیں وارد ہوئی ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ ہے کہ روایت کی ابوداؤد اور
ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین میں سات اول رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ
قبل قراءت کے سوا دو تکبیر دن رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد
کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ نے اور بیہقی کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طرق اون کے فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن
العاص کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر عید فطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قراءت
دونوں رکعتوں میں بعد اون کے ہے زیادہ کیا دارقطنی نے اور پانچ دوسری رکعت میں سوا تکبیر نماز کے کہا نووی نے کہا ترمذی
نے علل میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے اور صحیح کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ سے انہوں
نے اپنے باپ عبد اللہ سے انہوں نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہی عیدین میں اول رکعت میں سات
قبل قراءت کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قراءت کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سب سے اچھی ہے سب حدیثوں سے جو
مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے علل کبری میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ نہیں صحیح ہے اس
باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور یہی مذہب ہے احمد کا اور یہ لوگ جو مروی ہوئی ہیں چند حدیثیں سوا انکے کہ موافق ہیں ان
حدیثوں کی اور سنن ابوداؤد میں ہے جو معارض ہے اسکی کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابو موسی اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے
کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحیٰ اور عید فطر میں سو کہا ابو موسی نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر جنازے
سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا ابو موسی نے ایسا ہی میں کہا تھا ابن کثیر میں اس حدیث کے سکوت کیا اوس سے ابوداؤد نے
پھر منذری نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت برابر دو حدیثوں کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انہوں نے بھی روایت کیا اور
اور سکوت ابوداؤد اور منذری کا تصحیح ہے واسطے اس حدیث کے اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبد الرحمن
بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن معین سے اور امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب میں کہ توثیق کی
اوسکی بہت لوگوں نے کہا ابن معین نے نہیں حسن سچ ہے ساتھ اوسکے لیکن استاد ہے اوسکی ابو عائشہ ہے کہا ابن القطان نے
نہیں جانتا ہوں میں حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے اور اگر مسلم ہو تو بھی حدیث ابن لہیعہ کی ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہوا
اضطراب اس حدیث کا تو کبھی تو اوسمیں ہے عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اور کبھی ہے عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ اور بعض میں ہے عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اور بعض میں ہے عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہے اوسمیں بوجہ ابن لہیعہ کے اور جو اور دو حدیثیں بیان کیں منع کیا اونکی تصحیح کو ابن القطان
نے اپنی کتاب میں اور کہا اوس نے کہ کثیر بیٹا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور
نہیں روایت کی اوس سے اپنی مسند میں اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابو زرعہ
نے واہی ہے حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے تکبیر عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث

صحیح لیکن سند بگڑی ہی اوسمین ساتھ قول ابوہریرہ کے اور لیکن جو مروی ہی صحابہ سے سو کہا عبد الرزاق نے ثنا سفیان الثوری عن ابی اسحاق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے عیدین مین تو تکبیرین چار قبل قراءت کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت مین قراءت کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے قراءت سے تکبیر کہتے تھے چار یا اور اول رکعت مین تین تکبیرین عید کی ہین اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری مین بھی تین عید کی اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوسنے باسناد صحیح دوسری اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک اون کے ابو موسی اشعری تھے اور حذیفہ سو پوچھا اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید مین کہا حذیفہ نے پوچھ ابو موسی سے کہا ابو موسی نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے کیونکہ وہ ہم مین قدیم ہین اور سب سے زیادہ جانے والے ہین پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعودؓ نے تکبیر کہے چار پھر قراءت کرے اور تکبیر کہے اور رکوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت مین اور قراءت کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قراءت کے اور ایک دوسرا طریقہ ہی کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہمکو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین مین تو تکبیرین پانچ پہلی رکعت مین اور چار دوسری رکعت مین اور اس سے مراد یہ ہی کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت مین اور دوسری مین ایک رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہی اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود وکان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حذیفۃ بن الیمان وابو موسی الاشعری فخرج علیہم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط وہو امیر الکوفۃ یومئذ فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقالا اخبرہ یا ابا عبد الرحمن فامرہ عبد اللہ بن مسعود ان یصلی بغیر اذان ولا اقامۃ وان یکبر فی الاولی خمسا وفی الثانیۃ اربعا وان یوالی بین القراءتین وان یخطب بعد الصلوۃ علی راحلتہ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ مین اور تھے اون کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسی اشعری تو نکلے اونکے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفے کے تھے اوس زمانے مین اور کہا کہ کل عید ہی تمہاری تو کیا کرونمین یعنی کسطرح نماز پڑھاؤن مین کہا ابو موسی اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو اے ابن مسعودؓ تو حکم کیا انھون نے اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور تکبیر کہے پہلی رکعت مین پانچ اور دوسری مین چار اور موالات کرے درمیان دونون قراءتون کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہی اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود اور گواہ تھے ساتھ اوسکے حذیفہ اور ابو موسی تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہی ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے جو مخالف ہی اوسکے جواب اوسکا یہ ہی کہ معارض ہون باثر عبد اللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہین ہین زیادہ عبد اللہ بن مسعود سے اور بدری نہین ہین وہ بخلاف ابن مسعودؓ کے اور ابن عباسؓ سے جو مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ تکبیرین کہین انھون نے عید مین تیرہ ۱۳ تکبیرین سات پہلی رکعت مین اور چھ دوسری رکعت مین اور ایک روایت مین ہی کہ بارہ ۱۲ تکبیرین سات اول رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین معارض ہی اوسکے وہ جو روایت کی اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھون نے دن عید کے اور تکبیرین کہین تو تکبیرین پانچ اول رکعت مین اور چار دوسری مین اور

موالات کی درمیان دونون قراءتون کے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا اوسمین کہ کیا مغیرہ نے مانند
اسکے تو باقی رہا اثر ابن مسعودؓ کا سالم معارضے سے اور اوسی سے حجت پکڑی ہمارے عالمون نے واللہ اعلم اور دو خطبے
بعد نماز عید کے پڑھے روایت کی ابن ماجہ نے جابرؓ سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحی کے سو خطبہ
پڑھا آپنے کھڑے ہوکے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوکے پڑھا اور کہا نووی نے خلاصے مین اور جو مروی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ سنت یہی بات کہ خطبے پڑھے دو عید مین اور فاصل کرے اونمین ایک جلسے کو ضعیف ہی متصل نہین اور نہین ثابت ہوا دو خطبے
پڑھنے مین کچھ اوسمین قیاس پر جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ نکرے خطبے کا **ص**
اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی قضا نکرےؔ اور اگر عید فطر کی نماز کسی عذر سے پہلے روز نہ پڑھی گئی
دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور عید اضحی کے احکام عید فطر کے
موافق ہین مگر عید قربان مین مستحب ہی کہ جب تک نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہین اور اسی پر فتوی ہی
ف روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن بریدہ سے
انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے دن عید فطر کے یہانتک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہین کھاتے تھے
دن اضحی کے یہانتک کہ لوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو یحیی بن القطان نے اپنی
کتاب مین اور دارقطنی کی زیادت کو بھی صحیح کیا **ص** اور عید اضحی مین تکبیر کہے رستے مین **ف** اور بیان اسکا اوپر گذرا
ص اور خطبے مین تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو دو روز تک بعد عید کے
نماز درست ہی اور بعد اوسکے نہین درست اور عرفے کے روز واقفون کی مشابہت واسطے یعنی ان لوگون کی جو حج مین عرفے
جاتے ہین اور وقوف کرتے ہین جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہین ہی کہ اوس سے ثواب ہووے اسواسطے کہ ایک مکان خاص کہ جسکو عرفات کہتے ہین
یعنی عرفات مین ۱۲
اوسمین حاضر ہونا حج کے موسم مین فرض اور موجب ثواب ہی اور عرفات کے سوا دوسرے مکان مین نہین اور واجب ہی کہنا تکبیرات تشریق کا یعنی
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردون کی
جماعت کے ساتھ پڑھا جاوے شہر کے مقیم پر **ف** جاننا چاہیے کہ اسمین اختلاف ہی کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہین یا سنت بعضون نے
کہا ہی کہ واجب ہین اور بعضون نے سنت اور اکثر کا مذہب ہی کہ واجب ہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضہ سے کہ
وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک دن تشریق سے اور روایت کی محمد بن حسن نے **نا** ابو حنیفة
عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اسی اسناد سے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہی کہ
فجر عرفے سے شروع کرے اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کی ابن
ابی شیبہ نے **ثنا** ابو الاحوص عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُكَبِّرُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ
اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اخیر تک اسکو روایت کی حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دونون نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے بیچ نمازون فرض کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے اور ختم کرتے تھے اسکو نماز عصر تک آخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ یہ حدیث واہی ہے گویا موضوع ہے کیونکہ عبد الرحمن اسناد میں ہے اوسکی حدیثیں اوسکی منکر ہیں اور سعید اوسکی اسناد میں اگر سعید کریزی ہے تو وہ ضعیف ہے اور اگر بے اسناد ہے تو مجہول ہے اور روایت کیا اوسکا بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور واجب ہے عورت پر جسنے مرد کے ساتھ اقتدا کی اور مسافر پر جو مقتدی ہو عصر روز عید تک اور کہا صاحبین نے ایام تشریق کے آخر دن کے عصر تک اور اسی پر ہے فتویٰ اور مقتدی تکبیر تشریق کی ترک نکرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی ضرور نماز کے واجبات اور باہر نماز کے واجبات میں

ص باب خوف کی نماز کے بیان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کیطرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہو اور دو رکعتیں اگر مقیم ہو تب یہ گروہ دشمن کیطرف چلا جاوے اور دوسرا گروہ جو دشمن کیطرف تھا آوے اور اوسے پڑھاوے ساتھ امام جو باقی ہے نماز اور سلام پھیر دیوے امام اکیلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قرات کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھ قرات کے نماز تمام کرے اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے ف اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے اور اوسمیں یہی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے بسبب ابو عبیدہ کے کہ نہیں سنا انہوں نے اپنے باپ ابن مسعود سے اور خصیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ص اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور اگر زیادہ ہووے خوف کہ گھوڑے سے اوتر نہ سکیں تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کریں اور اگر قبلے کی طرف مونہ نکر سکیں تو جس طرف چاہیں مونہ کریں اور باطل کرتا ہے نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق میں قضا ہوئی تھیں اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیوں قضا کرتے آپ

ص باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہے کہ مونہ اوسکا قبلے کیطرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھایا جاوے اور چت لٹانا اسطرح کہ مونہ اور پانوں اوسکے قبلے کی جانب ہوں مختار ہے ف اور اول موافق سنت کے ہے اور چت لیٹنے میں آسانی ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے میں تو پوچھا حال براء بن معرور کا سو کہا اصحاب نے وفات کی اور تین وصیتیں کیں ایک یہ کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو کردینا مونہ میرا طرف قبلے کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہنچا وہ صواب کو آخر حدیث تک اور لیکن یہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہے استدلال اوسپر جو صحیحین میں ہے براء بن عازب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب آتو خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ آخر تک یہانتک کہ کہا اگر مر جائیگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور مونہ قبلے کی طرف بھی کرنا سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت

موہنہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہی اور ترمذی
نہین ذکر کیا اوسکو ابن شاہین نے مختصر کے باب مین کتاب الجنائز سے سوا ایک اثر کے ابراہیم نخعی سے کہ موتہہ کرے میت کا طرف
قبلے کے اور عطاء سے بھی ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ اوپر داہنی کروٹ کے اور مین نہین جانتا ہون کسیکو کہ ترک کیا ہو اوسکو مرد سے
اور کلمہ شہادت سکھایا جاوے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مُردونکو شہادت اس بات کی کہ نہین ہی کوئی
معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا البخاری کے اور ایسا ہی مروی ہی حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کی مسلم نے مانند اوسکے
ص اور جب مرجاوے تو اوسکے دونون جبڑے باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو آگ پر رکھے اوسکا تخت اور کفن بسانے اور بسانے کا
شمار طاق ہووے ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی اللہ وتر ہی یعنی طاق ہی اور دوست رکھتا ہی طاق کو ص اور تخت پر رکھا جاوے اور
ننگا کیا جاوے اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور اوس مرد کے اوپر پانی جاری
(عورت سے مراد شرمگاہ ہی)
کرے جسکو بیری کی پتی یا اشنان گھانس ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھووے ف اور وارد ہوئی ہی اس مضمون
مین حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ایک روایت مین ہی کہ اغسلوہ بماءٍ وسدرٍ یعنی غسل دو اوسکو
ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے ص اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھووے بعد اوسکے مردے کو بائین کروٹ
لٹا کے غسل دیوے اسقدر کہ جو بدن تخت سے ملا ہووے اوسکو پانی پونہچے پھر داہنی کروٹ لٹا دے اور اسیطرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہی ص اور پہلے بائین کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمین داہنی طرف سے غسل
شروع ہووے پھر اوسکو ٹیکن دیکے بٹھلائے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دُہرا دے تب
بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ ترشے اور بال مین کنگھی نکرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ رضی نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچے جاتے ہین بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہی کہ کیون
کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہی اور مردے کو حاجت زینت کی نہین اسطرح کیا اسکا عبد الرزاق نے
سفیان ثوری سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے حضرت عائشہ رض سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے
انھون نے ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث مین ثنا ہُشیم ثنا المغیرۃ عن ابراھیم عن
عائشۃ انھا سُئلت عن المیت یسرح رأسہ فقالت یعنی پوچھی گئین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے کے کنگھی
کیا جاوے تب کہا اونھون نے وہ قول ص اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی اور ناک
اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور دونون قدم پر ف اور کافور لگانا مسائید پر حدیث سے ثابت ہی ص سنت کفن کی مرد کے
واسطے ازار اور کرتا اور لفافہ ہی اور لفافہ کہتے ہین اوس چادر کو جو سب بدن کے اوپر لپیٹی جاتی ہی اور مستحسن کیا متاخرین نے عمامہ بھی
باندھنا سنت رکھا ہی اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہی ف اور کفن سنت کی حجت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کفن دیے گئے تین کپڑے نہین سفید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہی ملک یمن سے کہ کپڑے وہان اوس جگہ کے بہت اچھے
ہوتے ہین اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح سے نے حضرت عائشہ رض سے لیکن اوس حدیث مین یہ بھی مذکور ہی کہ نہ تھا اون کپڑون مین
کرتا اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس سے خارج ہی اور وہ بھی کفن مین لازم ہی جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار کپڑونمین کفن ہووا لگا

اور وہ غلط ہی کیونکہ بخاری مین ہو عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِعَائِشَۃَ فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ قَمِیْصٍ وَّاِزَارٍ وَّلِفَافَۃٍ یعنی پوچھا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کتنے کپڑون مین
کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑون مین کرتا اور ازار اور لفافہ اور یہ ضعیف ہی بسبب ناصح بن عبد اللہ
کوفی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگون مین سے جنکی حدیث لکھی جاویگی تو بھی حدیث حضرت عائشہؓ کی
معارض ہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابو حنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ حُلَّۃٍ یَمَانِیَّۃٍ وَّقَمِیْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی مین
اور کرتے مین مرسل ہی اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہی لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عائشہؓ پر کسطرح سے ہوگی
ہان اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہی چند طریقون سے تو معارض ہوویگی حدیث حضرت عائشہ کے اور اون
طریقون مین سے دو طریقے بیان کیے اور تیسرا طریقہ وہ ہی جو روایت کی عبد الرزاق نے حسن بصری سے مرسل اور چوتھا طریقہ وہ ہی جو
روایت کی ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون مین اوس کرتے مین جسمین انتقال کیا اور
ایک جوڑے نجرانی مین اور نجران ایک شہر کا نام ہی اور ضعیف ہی بسبب یزید بن ابی زیاد راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطور پر ہووے
کہ کفن کو مرد عورت سے زیادہ جانتے ہین ورنہ اس مقام مین شک ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوسی
قمیص مین جسمین انتقال کیا پھر اوسپر کسطرح سے کفن پہنایا جاویگا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور حُلّہ یعنی جوڑا عرب کے عرف مین دو کپڑے ونکا نام ہی ازار
اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہین لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگون نے کیونکہ مروی ہی ابن عمرؓ سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے مردے کا
اور مستحب کفن مین یہ ہی کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہی عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ حالت
حیات مین اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے اور اسیطرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ مین ہی اور دو کپڑے
کفایت ہین کیونکہ کہا حضرت ابوبکرؓ نے کہ نظر کرو میرے دو کپڑون مین سو دھوا اونکو اور کفن دو مجکو اونمین کیونکہ زندے کو زیادہ
احتیاج ہی نئے کپڑے کی طرف مردے سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہین اسمین کفایت ہی کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی
تا بہ حیات ہی اور جب اوسنے قصد انفکاک کیا تو اوسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کہ کہا ابوبکرؓ نے اپنے دونون کپڑون مین جنمین بیمار ہوئے تھے کہ دھوا اونکو اور کفن دو مجکو اونمین تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کیا نہ خرید کرین ہم تمھارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہین زندہ زیادہ محتاج ہی طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری مین جو مروی ہی
ابوبکرؓ سے خلاف اوسکے معارض ہی اوسکے جو ذکر کیا ہمنے مصنف عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ کم نہین سند بخاری سے بلکہ
اوس سے بھی زیادہ صحیح ہی اور سند اونکی یہ ہی اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ الخ ص اور عورت کے
واسطے پیراہن اور ازار اور دامنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاوین سنت ہی اور اوسکے واسطے ازار اور
لفافہ اور دامنی بھی کفایت ہی ف اور کفن سنت کی دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتونکو جنھون نے ام کلثوم
اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا پانچ کپڑے عطا فرمائے تھے ایسا ہی ہدایہ مین بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور بعضون نے کہا ہی کہ صواب
بجاے ام عطیہ کے لیلی بنت قانف ہی کہا اوسنے کہ تھی مین اون عورتون مین جنھون نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اوسکو ازار تھی پھر پیراہن پھر دامنی پھر چادر پھر ایک اور کپڑا دیا گیا روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے اور کہا منذری نے کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے یعنی اوس جگہ نتھے اور معارض ہی اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ مین کہ انتقال کیا ام کلثوم نے سنہ نو مین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر اور کہا کہ وہ ہی جسکو غسل دیا تھا ام عطیہ نے اور ایک سند قوی موجود ہی جو دلالت کرتی ہی ضعف پر قول منذری کے وہ جو روایت کی ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہا کہ داخل ہوئے ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے رہے تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے کہ غسل دین اوسکو تین بار یا پانچ بار ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے اور اخیر بار مین کافور کرین سو جب فارغ ہو جاوین خبر دین مجکو تو جب فارغ ہوئے ہم خبر دی ہمنے آپکو تو پھینکی طرف ہمارے ایک ازار اور کہا کہ پہنا دو یہ اوسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** پہلے لفافہ بچھاوے تب اوسکے اوپر ازار تب مرد کو پیراہن پہنا کے ازار پر رکھے اور ازار کو پہلے بائین طرف سے لپیٹے تب داہنی طرف سے لپیٹے تب بعد اوسکے لفافہ بھی اسیطرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیراہن پہناوے اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کرکے اوسکی چھاتی پر پیراہن کے اوپر رکھدیوے تب اوسکے اوپر دامنی اوڑھاوے پھر ازار تب اوسکے اوپر لفافہ لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جانے کا ڈر ہووے تو اوسکو باندھ دیوے **ف** اور کفن کفایت سے بھی کم کرنا مکروہ ہی مگر وقت ضرورت کے جیساکہ روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے خباب بن الارت سے کہا کہ ہجرت کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر تو بعضے اونمین سے ایسے ہوئے جنھون نے کچھ اجر لیا اور گذر گئے اونمین سے تھے مصعب بن عمیر رض کہ قتل کیے گئے دن اُحد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب ڈھانپتے تھے سر اونکا کھل جاتے تھے پیر اونکے اور جب پیر کو بند کرتے تھے کھل جاتا تھا سر اونکا تو حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھپاؤ سر اونکا اور کردو پیرون پر گھانس اِذخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاوے طاق بار کیونکہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت مین بیہقی کی ہی جَمِّرُوا کَفَنَ الْمَیِّتِ ثَلٰثًا یعنی خوشبو دو کفن کو مردے کے تین بار اور کہا گیا ہی کہ سند اوسکی صحیح ہی اور بعد اوسکے اوسپر نماز پڑھین کیونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازے کی فرض کفایہ ہی یعنی اگر بعض پڑھ لین سب کے ذمے سے ساقط ہوگی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے **ف** تو اس جگہ پر دو باتین ثابت کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ نماز فرض ہی دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہی تو دلیل فرضیت کی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ یعنی پڑھ نماز اونپر کیونکہ نماز تمھاری ای محمد آرام ہی اونکے واسطے اور دلیل دوسری کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کے پر خود نماز نہین پڑھی اور کہا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض عین ہوتی نہ ترک کرتے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہی کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہووے تو نماز غائب پر درست نہین اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اوسکا آپکے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیون کو نہ معلوم ہوا اور دلالت کرتی ہی اوسپر جو روایت کی ابن حبان نے صحیح مین عمران بن حصین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھائی تمھارا نجاشی انتقال کیا اوسنے سو کھڑے ہو اور نماز پڑھو اوسپر تب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ نے پیچھے آپکے اور تکبیرین کہین چار تکبیرین اور وہ نہین جانتے تھے کہ جنازہ اونکے سامنے ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ گمان اونکا اسی طرف تھا کہ

(حاشیہ) ۱ اذخر ایک گھاس ہی ... ۲ ... صلی اللہ علیہ وسلم ...

جنازے پر بغیر ہونے جنازے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر خصوصیات نجاشی میں سے ہو واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض
کرے کہ سوا نجاشی کے آپ نے معاویہ بن معاویہ مزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر نہ تھے بیان کیا اوسے حضرت جبرئیل علیہ السلام تبوک میں اور کہا
اے رسول اللہ معاویہ نے وفات کی مدینے میں تو اگر چاہو تم لپیٹ دوں میں تمہارے واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہاں وہ دفن
ہوئے ہیں حاضر کر دوں اور تم نماز پڑھو اوس پر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو اوٹھا آپ کے واسطے تخت
اونکا اور نماز پڑھی آپ نے اوس پر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ کس سبب سے یہ درجہ پایا اونے کہا کہ اچھی لگتی تھی اونکو سورت قل ہو اللہ احد کی
اور پڑھتے تھے اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے اور بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی امامہ سے اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث
انس سے اور نماز پڑھی آپ نے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسے کہ روایت کی واقدی نے مغازی میں حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ
صَالِحٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ قَالَ لَمَّا الْتَقَى النَّاسُ
بِمُوْتَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى
مُعْتَرَكِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ
وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَسْعَى ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ
فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ يَطِيْرُ فِيْهَا بِجَنَاحَيْنِ حَيْثُ شَاءَ یعنی بیٹھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اونکو شام تک دیکھتے تھے اونکی لڑائی کی جگہ کو پھر فرمایا آپ نے لیا نشان کو
زید بن حارثہ نے اور گذر گئے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی اونکے واسطے اور کہا
کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہوا جنت میں اور وہ دوڑتا ہے جنت میں پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گذر گئے اور
شہید ہوئے پھر نماز پڑھی اوپر اور دعا کی اونکے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے اور داخل ہوا وہ جنت کو اور
اوڑتا ہے جنت میں ساتھ دونوں بازو کے جہاں چاہتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ خصوصیت نجاشی کا جنہے دعوی اوس تقدیر پر کیا ہے کہ نجاشی
مرے کا نہ ظاہر ہوا ہو آپ کے واسطے اور نہ دیکھیں آپ نے اسکو اور جو مذکور ہوا اوسکے خلاف ہے باوجود ضعف روایات کے سو جو مغازی سے
مروی ہے مرسل ہے دونوں طریقوں سے اور جو ابن سعد سے ہے طبقات میں ضعیف ہے ساتھ علاء کے اور وہ بیٹا زید کا ہے اور کہا ہے کہ بیٹا زید کا اتفاق
کیا محدثین نے اوسکے ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بقیہ بیٹا ولید کا ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ
جتنے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکوں میں مرے ہوں نماز پڑھی ہو آپ نے اون سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا

فائدہ

اصل نماز جنازے کی یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہے دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھائے اور شافعی کے نزدیک ہر تکبیر میں اوٹھاوے اور ثنا پڑھے پھر
تکبیر کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا
وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ
تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا

شافعی … اور پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور قرأت آمین نہین ہی اور شافعی رح کے نزدیک قرأت بھی ہی رف اور ہمارے نزدیک چار تکبیرین ہین اور پہلے جو آپ پانچ یا زیادہ تکبیرین کہتے تھے منسوخ ہو ساتھ اوسکے جو روایت کی امام محمد نے ابو حنیفہ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے جنازے پر پانچ یا چھ یا چار یہانتک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابو بکر صدیق مین پھر جب والی ہوئے حضرت عمر تو کہا انھون نے واسطے اونکے کہ تم گروہ ہو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اختلاف کروگے اختلاف کرینگے لوگ بعد تمھارے اور ابھی لوگون کو تھوڑا زمانہ گذرا ہی جاہلیت سے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کرین وے لوگ بعد تمھارے تو سب لوگون کی راے متفق ہوئی اس بات پر کہ اخیر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیرین کہی تھین اوتنی ہی کہین اور اوسکے ساتھ تمسک کرین اور چھوڑ دین اوسکے ماسوا کو تو ڈھونڈھا انھون نے اور پایا اخیر جنازے کو کہ تکبیرین کہی تھین اوسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین اور یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہین پایا ابراہیم نے حضرت عمر رض کو لیکن انقطاع ارسال مین داخل ہی اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہی اور باوجود اسکے کہ وصل کیا اوسکو امام احمد نے روایت حامر بن شقیق سے انھون نے ابو وائل سے اور روایت کی حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیرین تھین اور تکبیرین کہین حضرت عمر رض نے چار اور ابن عمر نے عمر پر چار اور حسن بن علی نے علی رض پر چار اور حسین بن علی نے حسن رض پر چار راضی ہو اللہ ان سب بزرگوارون سے اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدم پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے فرات بن سائب کے کہا متروک ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور طبرانی نے نضر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ مروی ہی بہت وجہون سے اور سب ضعیف ہین مگر یہ کہ اجتماع صحابہ کا چار پر دلیل ہی اوس بات پر کہ حدیث ثابت ہی اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان مین حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ عِمْرَانَ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ هُرْمُزَ ثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُکَبِّرُ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ سَبْعَ تَکْبِیْرَاتٍ وَعَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ خَمْسَ تَکْبِیْرَاتٍ ثُمَّ کَانَ اٰخِرُ صَلٰوتِهٖ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ اِلٰی اَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی تکبیرین کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بدر پر سات اور بنی ہاشم پر پانچ پھر تھین اخیر نماز مین چار تکبیرین یہانتک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اخیر نماز مین تکبیرین کہی تھین آپ نے چار تکبیرین عمر سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابو عمر نے استذکار مین سلیمان بن ابی حثمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور پانچ اور سات اور آٹھ یہانتک کہ آئی خبر مرنے نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگون نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہی چار بار پھر ثابت رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہانتک کہ اوٹھا لیا اونکو اللہ تعالی نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے مسند مین ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیرین اور بنی ہاشم پر پانچ اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپنے تکبیرین کہی تھین اوسمین چار یہانتک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیرین ہین اور ایسا ہی

بیان کیا اوسکو مشایخ عظام نے واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنا کے سنت دعا کی ہی روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات مین فضالہ بن عبید سے کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہین درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالی پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم مین سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائین بھی حدیث مین وارد ہوئی ہین **ص** اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مردے کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اسواسطے کہ یہ مقام قلب ہی اور اوسمین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہی طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کھڑا ہو سامنے اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت انس سے اور کہا کہ یہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد مین کلام ہی **ص** اور بہتر ہی امامت کے واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مردے کی اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا درست ہی اور اگر ولی کے سوا دوسرے لوگ نماز پڑھ لین تو ولی کو اختیار ہی کہ نماز کو دوہراوے یا نہین اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دوہراوین اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جبتک شبہہ سڑنے کا نہووے یعنی تین روز تک **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا بیہقی نے اور اخراج کیا مالک نے موطا مین یہی مضمون **ص** اور سواری پر نماز جنازہ درست نہین **ف** اور قیاس اوسکو مقتضی ہی کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہین بوجہ نہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہین جائز ہی کیونکہ ایک وجہ سے وہ نماز ہی کہ اوسمین تحریمہ ہی [illegible] **ص** اور جس مسجد مین جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہی اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو اوس مین اختلاف ہی بعض کے نزدیک مکروہ نہین اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی **ف** روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد مین تو نہین اجر ہی واسطے اوسکے اور ایک روایت مین [illegible] اور صالح مولی توامہ کا اوسکی اسناد مین ثقہ ہی لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر مین نقل کیا نسائی نے [illegible] کہ وہ ثقہ ہی اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہی اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے قبل اختلاط کے اور تفصیل اسکی شیخ ابن الہمام نے لکھی ہی اور وہ جو مسلم مین ہی کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین جنازے کی ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا اور جائز ہی کہ بعذر ہو اور وہ جو بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر پر پڑھی گئی نماز مسجد مین اوسکی اسناد مین اسمعیل عنزی متروک ہی واللہ اعلم **ص** اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہی تو نام اوسکا رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب روئے لڑکا نماز پڑھی جاوے اوسپر اور وارث ہوگا کہا نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم حدیث منکر ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان سے اونہون نے ابو الزبیر سے اسی اسناد سے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہی مرفوعاً کہ لڑکا نہین نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہانتک کہ روئے اخراج کیا اسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہی اور وہ جو معارضہ کیا ہی ساتھ اوسکے جو روایت کی

ـــه اور نماز پڑھے واسطے اوسکے مسجد مین اور جو جنازہ اور بعض مصلی خارج مسجد ہون اور باقی مصلی مسجد مین ہون تو مکروہ نہین اتفاقاً کذا فی النہایہ ۱۲

ـــه آواز کی یا حرکت کی جس سے معلوم ہو کہ زندہ پیدا ہوا تھا ۱۲ علم

ـــه ذکر رونے کا [illegible] کہ اگر لڑکا وقت ولادت کے [illegible] پہلے روتا ہی ورنہ مقصود اثبات حیات [illegible] معلوم ہو [illegible]

ترمذی سنے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط پر نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور دعا کی جاویگی واسطے
والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے سا قط ہو کیونکہ صحیح استہلال میں مقدم ہو اثبات پر ف اگر ایک لڑکا قید ہو دار الاسلام میں آیا اور مرگیا اگر اپنے ماں یا باپ
کے ساتھ قید ہوا ہو اور کوئی اون میں سے مسلمان نہیں اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر نہ پڑھی جاویگی اور اگر کوئی اون میں سے
مسلمان ہوا تو نماز اوسپر پڑھی جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو اوسپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل تھی
یا مسلمان نہوا اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان نہوا تو بھی نماز نہ پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا
ولی غسل دیوے ... جسطرح نجس چیز دھوئی جاتی ہے ... اور ایک کپڑے میں
اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوسمین ڈالدیوے ف روایت کی ابن سعد نے طبقات میں **اَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ
عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ **ثنی** مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا
اَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِ اَبِي طَالِبٍ بَكٰى ثُمَّ قَالَ لِي اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهٖ قَالَ
فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ قَالَ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ
اَيَّامًا وَّلَا يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا
لِلْمُشْرِكِيْنَ یعنی فرمایا حضرت علی رض نے کہ جب خبر کی مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے رو دئے پھر کہا
واسطے میرے جا اور غسل دے اوسکو اور کفن دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی رض نے کہ کیا مین نے ایسا ہی اور آیا مین پھر فرمایا
کہ جا اور غسل کر اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اوسکے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہانتک کہ اوترے
جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہیں جائز ہے واسطے نبی کے اور اون لوگون کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین مشرکون کے
واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہو وے نہیں جائز اور روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسی ہی روایت کی
ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعے کے اور
غسل میت سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کی اوسنے اور ترمذی نے مرفوعاً کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو
اوٹھاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کیا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو جمہور نے اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح
وارد نہیں ہوئی ہان محمول استحباب پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل میت کے غسل مستحب ہے اور اسیطرح وضو بعد اوٹھانے
جنازے کے ف اور سنت ہے جنازے کے اوٹھانے میں چار آدمیونکا ہونا اسطرح پر کہ پہلے اوسکے آگے کے پایے کو پھر پیچھے
کے پایے کو اپنے داہنے کاندھے پر رکھیں تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پایے اور پیچھے کے پایے کو اپنے بائین کاندھے پر
رکھیں اور جلدی جلدی چلیں اور دوڑین نہیں ف اور یہ تدبیر اوٹھانے کی وارد ہوئی ہے بہت صحابہ و تابعین سے روایت کی
ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے مصنف میں علی ازدی سے کہا کہ دیکھا مین نے ابن عمر رض کو ایک جنازے میں کہ وہ اوٹھایا
جاتا تھا چارون کونون سے تخت کے اور روایت کی اونہین دونون نے عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے
تو پکڑے چارون کونے تخت کے کیونکہ یہی سنت ہے اور روایت کی امام محمد نے اونہین سے کہ کہا اونہون نے سنت سے ہے یہ بات

کہ اوٹھادے جنازے کو چارون کونون سے تخت کے اور اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چارون کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک آگے کا شخص گردن کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایساہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد نے طبقات مین اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہی یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسوقت ہجوم تھا ملائکہ کا اسواسطے جنازہ اسطرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہی حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر ہوے تھے یا اور کوئی سبب ہوگا اور جلدی چلنا حدیث مین وارد ہی روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسطرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم خبب سے اور خبب ایک قسم ہی دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہی اور لکا الاصحاح سند الون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہی تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو طرف نیکی کے اور اگر بد ہی تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھون سے اپنے **ص** قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہی **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے اعراض اور تغافل ہی اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا ہووے اور بعضون نے کہا ہی کہ کھڑا ہووے اور صحیح اول ہی کیونکہ روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازے کے پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہی **ف** اور اس باب مین دونون طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہی اور حق یہ ہی کہ جسطرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار چلے پیچھے جنازے کے اور پیدل جسطرف چاہے اور لڑکا کی نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کی ترمذی ابوداود اور ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ آگے جنازے کے **ص** قبر کھودے اور لحد بناوے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہی اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی عبدالاعلی بن عامر ہی کہا اونے کہ اسمین گفتگو ہی اور ابن ماجہ مین ہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا تھا تو کہا ہمنے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنوائین گے تو پہلے آیا بنانیوالا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لحد کی وصیت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین **ص** اور مردے کو لحد مین جو قبر کے قبلے کی طرف قریب ہو رکھے **ف** اور ایساہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابوداؤد نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچے کر یعنی سل نہین کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سل چاہیے اور وہ یہ ہی کہ رکھا جاوے جنازہ پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونون قدمونکے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین اور اندر کیا جاوے اور ہوین پیر اوسکے مقام سر کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اندر کیے جاوین اسیطرح اور یہ بھی مروی ہی چند صحابہ سے کہ اسیطرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین اخراج کیا اوسکا امام شافعی نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی

ف/ قبر شق یعنی صندوقی قبر کو اور لحد بغلی قبر کو کہتے ہیں ۱۲

مین سے ہین اور مرسلات انکی مانند مرفوع کے ہین اور اگر مسلم ہو تو جب قوت دیکے اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو حجت ہوگی اور وہ یہ ہے
جو روایت کی حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نعش نہین ملتی تھی کہ بسبب تشتت شہدا کے
پھر کھڑے ہوئے لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا مین نے اونکو فلانے درخت کے نیچے تب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس
درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکارکے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار مین سے اور ڈالا اوپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ
رضی اللہ عنہ اور نماز پڑھی آپنے اوپر پھر باقی شہید پڑھے جاتے تھے اوپر نماز پہلو مین حضرت حمزہ کے اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ
عنہ وہین رکھے گئے یہانتک کہ پڑھی نماز سب شہیدون پر اور فرمایا آپنے کہ حمزہ سردار شہیدون کے ہین اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا
کہ صحیح ہی اسناد اوسکی اور نہین نکالا اوسکو شیخین نے لیکن اسناد مین اوسکی مفضل بن صدقہ ہے اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا یحیی اور نسائی
نے لیکن کہا اہوازی نے کہ عطاء بن مسلم توثیق کرتے تھے اونکی اور احمد بن شعیب نسائی اوپر نوری تھا اور کہا ابن عدی نے نہین
دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ جرح تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے اور وہ حجت ہے اور شک نہین ہے کہ قوت دیگی حدیث ابوداؤد
کو اور کہا احمد نے ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمۃ ثنا عطاء بن السائب عن الشعبی عن ابن مسعود قال کان
النساء یوم احد خلف المسلمین ... حمزۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... الانصار ... الی جنبہ
علیہ فرفع الانصاری وترک حمزۃ ... فصلی علیہ ... وترک حمزۃ فصلی علیہ یومئذ
سبعین صلوۃ یعنی عورتین تھین دن احد کے پیچھے مسلمانون کے یہانتک کہا اوس نے کہ رکھے گئے حمزہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور لایا گیا ایک مرد انصار مین سے اور رکھا گیا اونکے پہلو مین سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر پھر اوٹھایا گیا
وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص پس رکھا گیا پہلو مین حمزہ کے اور نماز پڑھی آپنے اوسپر پھر اوٹھایا
گیا وہ شخص اور چھوڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہانتک کہ پڑھی اوسپر اوسدن نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین ہے اور عطاء بن السائب
اگرچہ آخر عمر مین حفظ اونکا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگون نے اون سے اول عمر مین روایت کی تو وہ صحیح ہے اور مین جانتا ہون کہ حماد بن سلمہ نے اون سے
قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے تو ثابت ہوا ہے کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی حفظ کے بگڑنے کے ... ہوئی اور حماد بن
سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور ... حسن سے کم نہوگی اور روایت کی
دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدون احد سے یہانتک کہا پھر آگے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو
اور تکبیر کہی اوپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتون کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین تو درصورتیکہ ضعیف ہوتین تب بھی حاصل
اون حدیثون کا حسن ہو جاتا کہ ہر حدیث حسن ہو علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی مین حدثنی عبد ربہ بن
عبد اللہ عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو رفع ہو گیا دسکا اور روایت کی علی ابن زبیر بن قیس یشکری سے کہا
کہ تھا مین اوس لشکر مین کہ بھیجا تھا اوسکو ابوبکر صدیق رض نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایلہ اور فلسطین کی طرف اور ذکر کیا حدیث کو اور کہا
کہ قتل کیے گئے اونمین مسلمانون مین سے ایک سو تیس آدمی اور نماز پڑھی اوپر عمرو بن العاص اور اون لوگون نے جو اونکے ساتھ تھے اور تھے اوسوقت
ساتھ عمرو کے نو ہزار مسلمان اور دوسرے یہ کہ نماز واسطے ظاہر کرنے کرامت کے ہے اور وہ شہید مین ضرور ہے ص اور لڑکے اور حائض اور
جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے ف اور دلیل اسکی اوپر گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دیتے ہین حنظلہ کو ملائکہ اور لڑکے کو

اسواسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوئی شہدائے احد کے حق مین غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم نتھے بخلاف لڑکے کہ اوسکا گناہ
نہین ہی تو اونکے حکم مین نہوگا ص اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین برابر ہی کہ قتل اوسکا لوہے یا بڑی لاٹھی
یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہی غسل اوسکو دیوینگے اگر ایسے موضع مین ہی جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ اور گھر وغیرہ مین
پڑا ہووے اور اگر سڑک یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ تیز چیز سے قتل ہوا ہی غسل نہ دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر تیز
چیز سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے ہی لائق ہی کہ امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاوے اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا
اور اگر چھوٹی لاٹھی سے قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی
شخص معرکے مین زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا خیمے تک زندہ گیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وصیت کی
غسل دیا جاویگا اور نماز پڑھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکے والا مارا گیا
اوسکو غسل نہ دینگے اور نماز نہین پڑھینگے ف کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر ایسا ہی ہی ہدایہ مین

ص باب کعبے مین نماز پڑھنے کے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک ہدایہ مین کہا ہی کہ درست نہین اور اونکی کتابون مین لکھا ہی درست ہی
جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یا تنگ اگر مونہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر اونٹ کے پالان کی
لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ اللہ مثلا کعبہ گرایا جاوے تو نماز اوسکے باہر اوس طرف مونہ کر کے درست
ہی اور اوسکے اندر جائز نہین مگر جب اوسکے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اوسپر صاحب شرح وقایہ نے ف اور ہمارے
نزدیک اسواسطے درست ہی کہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوے کعبے مین اور اسامہ اور
بلال و عثمان بن طلحہ اور بند کر لیا اوسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر رض نے کہ پوچھا مین نے بلال سے جسوقت نکلے کہ کیا
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ کیے دو ستون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی تو تھا خانہ کعبہ
کا اوس دن چھ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھون نے ساتھ اوسکے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تو یہ حدیث
اور جو اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوے
کعبے مین اور اوسمین چھ ستون تھے سو کھڑے ہوے نزدیک ایک ستون کے اور دعا کی اور نماز نہ پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر رض کو کیونکہ اثبات
مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوۃ سے اوس جگہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری مین ہی ابن عمر رض سے
کہ پوچھا مین نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آخر تک لیکن معارض ہی اوسکے
جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر رض سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اون سے کہ کتنی رکعتین پڑھی تھین تو اس صورت مین جمع اس طور پر ہوگا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوے کعبے مین دن فتح کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوے پھر دوسرے روز سو نماز پڑھی
اور یہ حج وداع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر رض سے ساتھ اسناد حسن کے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے تو ہم محمول کرتے ہین حدیث
ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم ص کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہی اگرچہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو مگر جسکی
پیٹھ امام کے مونہ کی طرف ہوگی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہی تعظیم کے

واسطے اور ہر ایک مین ہو کر شافعی کے نزدیک جائز نہین **ف** اسواسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک عمارت کا نام ہی اور ہمارے نزدیک کعبہ ایک احاطہ ہوا اور ہوا ہو آسمان تک بنا کیونکہ نقل اوسکا ہو سکتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہو کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کعبے سے اونچا ہی تو اس صورت مین جب عمارت کا نام ہوئی تو نماز نہ جائز ہوئی اور مکروہ ہی اسواسطے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور وارد ہوئی ہی اوسمین نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ ہین کہ نہین جائز ہی نماز اونمین پیٹھ خانہ کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابو صالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہی کہ مکروہ ہی اور نماز کامل نہین ہوتی **ص** اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ جب کعبے کی سترہ آگے کھڑا کر لیوے تو درست ہی اور بغیر اوسکے جائز نہین اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگون نے اقتدا کی کعبے کے گرد حلقہ باندھکے تو درست ہی مگر کوئی انمین سے اگر اپنے امام سے زیادہ کعبے کیطرف نزدیک ہی مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہی اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر وہ شخص اوسطرف ہی جسطرف امام ہی تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اور طرف مین ہی تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہین چار دیوار حساب سے تو پھر جو شخص کہ اوسطرف کھڑا ہو کہ جسطرف امام ہی تو وہ شخص جو حقیقت کعبے کیطرف امام سے زیادہ نزدیک ہی تو امام پر آگے ہو جاویگا بخلاف دوسری طرف کھڑے ہونے والون کے کیونکہ وہ شخص کہ نہین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک گروہ امام کے آگے نہین ہی فقط

کتاب الزکوٰة

زکوٰة چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور تصرف مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہوین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہو **ف** زکوٰة فرض ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَآتُوا الزَّكٰوةَ یعنی ادا کرو زکوٰة مالون اپنے کی اور اوسپر اجماع امت کا اور واجب ہونے سے مراد اسمقام مین فرض ہونا ہی اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہی کہ کمال ملک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہی اور غلام کی کچھ ملک نہین ہی اور بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہی اسواسطے کہ زکوٰة عبادت ہی اور عبادت کافر سے صحیح نہین ہوتی اور نصاب بھی ضرور ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کی بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی کم مین پانچ وسق سے کھجور کے زکوٰة اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع چار مُد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل ہوتا ہی اور فرمایا کہ نہین ہی کم مین پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰة اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہوئے اور اوسکے ستاون روپے تین ماشے بحساب فی روپیہ گیارہ ماشے کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہی پانچ اونٹون سے کم مین زکوٰة اور ایک سال گذرنے کی اسواسطے قید ہی کہ روایت کی مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہی زکوٰة اوسپر یہانتک کہ گذر جاوے اوسپر ایک سال اور روایت کی ابو داود نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے اور حارث اعور سے انھون نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہون تیرے واسطے دو سو درم اور اونپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر جابجا بیان کیا کہ نہین ہی کسی مال مین زکوٰة یہانتک کہ گذر جاوے ایک سال اور حارث اگرچہ ضعیف ہی لیکن عاصم ثقہ ہی اور روایت کی مالک نے کہ کہا قاسم نے نہین لیتے تھے حضرت ابو بکر کسی مال سے زکوٰة یہانتک کہ گذرے اوسپر ایک سال **ص** اور جو مال نصاب یا زائد حاجت اصلی سے ہووے جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غلہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے اور ہتھیار کہ اونکو استعمال

کرتا ہو اور مزدور کی ہتھیار اور کتابین پڑھنے کی تو زکوٰۃ واجب نہین **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی مسلمان
پر صدقہ اوسکے غلام مین اور اوسکے گھوڑے مین اور ایک روایت مین ہی کہ نہین ہی اوسکے غلام مین صدقہ مگر صدقۂ فطر روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے **ص** اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہی مثلاً غلام اوسکی خدمت سے زیادہ ہون یا گھر
اوسکے رہنے کے سوا اور ہون تو اگر نیت تجارت کی نہو گی زکوٰۃ واجب نہو گی اور مکاتب پر زکوٰۃ واجب نہین **ف** اور مکاتب
اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوس سے مالک کہدے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دیدے تو تو آزاد ہی اور زکوٰۃ اسواسطے اوسپر واجب نہین کہ حریت صرف
اوسمین نہین ہی بلکہ ایکطرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہی جب تک اپنی قیمت نہ ادا کر لیوے **ص** اور جو شخص کہ قرضدار ہی بقدر
قرض اوسکے کے زکوٰۃ اوسپر واجب نہو گی یہ جب ہی کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر قرض خدا کا ہو جسکو بندہ طلب نکرے جیسے نذر یا کفارہ
تو زکوٰۃ واجب ہو گی اور مال ضمار یعنی اوس مال مین جو ملک سے غائب ہی اور امید اوسکے ملنے کی نہین ہی جیسے مال گم ہوا یا دریا مین
ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہین یا جنگل مین مثلاً گاڑا اور پھر جگہ اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار
کیا برسون پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جو ظالم نے مال لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون مین زکوٰۃ
اون برسون کی جو گذرے ہوون کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے نزدیک لازم آویگی اور جو قرض کہ مفلس کے یا غنی کے ہو اور وہ اقرار کرتا ہو یا منکر ہو لیکن گواہ اوسکے
لینے پر موجود ہون یا قاضی اوس سے واقف ہو تو ایسا مال اگر اوسکو ملجاویگا زکوٰۃ اون گذرے دنون کی واجب ہو گی اور اگر کسی چیز کو
تجارت کی نیت سے خریدا بعد اوسکے نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اوسمین واجب نہو گی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے
بیچ نڈالے اور جس چیز کو تجارت کے لیے خریدا وہ تجارت کے واسطے ہو گی اور زکوٰۃ اوسپر واجب ہو گی اور جو چیز ورثے مین ملی اور نیت تجارت اوسمین کی
وہ تجارت کے واسطے نہو گی جب تک کہ اوسکو نہ بیچے اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوائم کے ہبہ یا وصیت یا نکاح
یا خلع یا دیت سے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہو گا اور
زکوٰۃ واجب ہو گی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہو گی اور بعضون نے کہا ہی کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہو گی اور محمد کے نزدیک
واجب ہو گی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو زکوٰۃ واجب نہو گی اگرچہ نیت تجارت کے
وقت تک کی ہووے یہ جب ہی کہ سبب ملک کا اختیاری ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورثہ وغیرہ تو اوسمین فقط نیت تجارت
کرنے سے زکوٰۃ واجب نہو گی اور زکوٰۃ مین دینے کے وقت نیت زکوٰۃ کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں کا
مال بانٹتا ہی بغیر نیت زکوٰۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنیکے تو وہ مال زکوٰۃ سے محسوب نہو گا اور اگر سب مال کوئی شخص اللہ کی راہ مین دیدے
تو زکوٰۃ اوسکی ساقط ہو گی اور اگر تھوڑا مال دیوے تو جتنا مال دیا ہی اوسکی زکوٰۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہو گی اور ابو یوسف کے نزدیک
نہین ہو گی مثلاً اگر اوسکے پاس دو سو درہم تھے اوسنے سو اونمین سے اللہ دیدیے امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ اونکی ادا ہو جاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہو گی فقط

باب مالون کی زکوٰۃ کے بیان مین

نصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریان چالیس سے کم ہون
زکوٰۃ واجب نہو گی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہی اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا یعنی
فرض نہین ہی زکوٰۃ اوسمین اور جب ہوجاوین پانچ تو اوسمین ایک بکری ہی اور فرمایا کہ جب ہوون کم چالیس بکریون سے آدمی کے پاس

تو نہین ہی اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا اور فرمایا وَفِی الْبَقَرِ فِی کُلِّ ثَلٰثِیْنَ تَبِیْعٌ یعنی گاے مین ہر تیس مین ایک بچہ گاے کا ہر ایک تیس کا اور دوسرے برس مین لگا ہو ص ہر تیجے مین اونٹ کے بختی ہون یا عربی ف بختی اونٹ اوسکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے ملکے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے مان باپ دونون عربی ہون ص ایک بکری واجب ہی تو دس مین دو بکریان اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہوجاوین ایک بنت مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو اور جب ہوجاوین چھتیس ۳۶ تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیسرے برس مین لگی ہو اور جب چھیالیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب ۶۱ اکسٹھ ہون تو ایک جذعہ کہ چار برس کی کہ پانچوین مین لگی ہو اور جب چھہتر ہون تو دو بنت لبون اور جب اکانوے ہون تو ایک سو بیس تک دو حقے پھر اسطرح ہر پچیس مین ایک بکری پھر ایک سو پینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقے اور ڈیڑھ سو مین تین حقے واجب ہون گے پھر ہر پانچ مین ایک بکری پھر ہر پچیس مین ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس ۳۶ مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے مین دو سو تک چار حقے واجب ہونگے پھر بعد دو سو کے ہمیشہ اسیطرح ہر پانچ سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا ف اور ایسا ہی وارد ہوا ہی حدیث مین اور اسمین خلاف امام شافعی کا ہی رحمہ اللہ علیہ ص اور جب تیس گائین ہون یا بھینس تو ایک تبیعہ یعنی بچہ ایک سال کا دیوے نر یا مادہ اور جب چالیس ہون تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا پڑا یا پڑوا دے پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے اور جب ساٹھ ہون دو تبیعے اور ستر تک پھر جب ستر ہون ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دے پھر جب اسی ہون تو دو مسنے اور جب نوے ہون تو تین تبیعے اور جب سو ہون تو دو تبیعے اور ایک مسنہ اور جب ایک سو دس ہون تو ایک تبیعہ اور دو مسنے پھر جب ایک سو بیس ہون چار تبیعے یا تین مسنے دیوے اسیطور سے ہر ایک تیس مین تبیعہ اور ہر چالیس مین مسنہ دیا کرینگا اور چالیس بکریان یا بھیڑین ہون تو ایک بکری ہی پھر ایک سو اکیس مین دو بکریان پھر جب دو سو ایک بکری ہو تو تین بکریان دے پھر جب چار سو ہون تو چار بکریان دے پھر اسیطرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے ف اور ایسا ہی حدیث مین آیا ہی روایت کیا اوسکو ابوداود نے حضرت علی رضی سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور مروی ہی کتاب حضرت ابوبکر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی ذکر کیا ہی اوسکو بخاری نے ص اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہین ہین اونمین زکوٰۃ واجب نہین مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجھپر اوسمین کچھ اور جب تجارت کے لیے ہون تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حال اونکا مثل حال اور مال کے ہی ص اور اونٹ گاے بکری اگر گھر مین اونکو کھلایا جاتا ہو گھاس اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونمین زکوٰۃ واجب نہین اور یہ جو زکاتین گذرین جب ہین کہ وہ جانور سوائم یعنی جنگل سے پیٹ بھرتے ہون اکثر مدت مین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمین بھی زکوٰۃ واجب نہین بکری کے اور اونٹ کے اور گاے کے بچون مین جتنے چاہیے ہون زکوٰۃ نہین ہی مگر بڑے کے ساتھ مین مثلاً چالیس بچون مین بکری کے اور پانچ بچے مین اونٹون کے اور تیس بچے مین گاے کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور نر ہے اگر نر گھوڑے ہون تو زکوٰۃ واجب نہین اور نر یا مادہ ہون تو بھی ایک روایت مین واجب نہین اور اگر نر مادہ ملے جلے ہون ہر گھوڑے مین ایک دینار لازم ہی یا اونکی قیمت لگا کے اگر نصاب ہو تو چالیسون حصہ لازم آویگا ف اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی اور قول امام محمد کا ہی اور کہا صاحبین نے نہین زکوٰۃ ہی گھوڑے مین کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ نہین ہی صدقہ مسلمان پر اوسکے غلام اور گھوڑے مین روایت کیا

اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہو کہ مراد اسے وہ گھوڑا ہو جو واسطے جہاد ہی کے ہو اور ایسا ہی منقول ہو زید بن ثابت سے
یا وہ جو گھر مین کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے مین ایک دینار ہے یا
دس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام مین دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعضوں نے کہا ہو کہ پہلے واجب تھی
زکوٰۃ گھوڑون مین پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ
مین نے معاف کی تمسے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ دراہم مین یہ صحیح نہین کیونکہ جائز ہو کہ عفو اس جگہ سابق سے ہو اور حدیث
دارقطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتی ہو اسپر جو روایت کی دارقطنی نے زہری سے کہ سائب بن یزید نے خبر دی انکو کہا کہ دیکھا مین نے
باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑون کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے
اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن جریج سے انھون نے ابن شہاب سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ صدقہ لیتے تھے گھوڑون کا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو
کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑون کا کہا زہری نے نہین جانتا ہون مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑون کا اور روایت
کی امام محمد نے آثار مین ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم النخعی انه قال فی الخیل السائمة التی یطلب نسلها
ان شئت فی کل فرس دینارا او عشرة دراهم وان شئت فالقیمة فیکون فی کل مائتی درهم خمسة دراهم
فی کل فرس ذکرا وانثی انتہی یعنی جو گھوڑے چرنیوالے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے مین ایک دینار یا دس درم
اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دوسو درہم مین پانچ درہم ہر گھوڑے مین مذکر ہو یا مؤنث اور روایت کی دارقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوین **ص** زکوٰۃ اور کفارے اور نذر اور عشر مین قیمت کا بھی دینا درست ہے
اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کی طرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے تو اگر اوس کا جانور جو واجب ہوا ہے اوسکے بدلے دوسرا لیوے
اور اوسکی قیمت ادنی لیوے یا اعلی لیوے اور قیمت جو بڑھے دیوے **ف** اور اوسط مال سو لیوے کیونکہ فرمایا حضرت نے واسطے معاذ کے نہ لے تو اچھے مال
اونکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابو داؤد اور نسائی مین **ص** اور جو مال کہ بیچ سال مین بڑھ جاوے وہ اصل نصاب سے اوسی قسم مین مل جاویگا
مثلا اوسکے پاس دس سال مین دوسو درم تھے اور بیچ سال مین سو اور بڑھ گئے تو یہ سو بھی اون دوسو کے ساتھ ملائے جاوینگے تین سو کی زکوٰۃ
لازم آویگی اگرچہ اس سو پر پورا سال نہین گذرا ہے اور زکوٰۃ نصاب سے متعلق ہوتی ہے اور جو کچھ عفو ہے اوسکا حساب نہین مثلا جو کوئی پینتیس
اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض ہے پچیس مین اور جو زیادہ ہین وہ معاف ہین یہانتک کہ اگر ایک سال مین دس ہلاک ہو جاوین
زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک ہو جاوے زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہوا ہے
اوسکی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور پہلے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہووے اوسکو عفو مین صرف کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب مین جو عفو سے متصل ہے بعد
اوسکے اوس نصاب مین کہ اوس سے متصل ہے مثلا اگر ساٹھ بکریون مین سے بیس بکریان ہلاک ہو جاوین یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو
چالیس بکریون پر اور پانچ اونٹ پر ایک بکری باقی رہیگی اسیطرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوین چار کو عفو مین صرف کرین اور
گیارہ کو نصاب چھتیس مین کہ اوس سے متصل ہے تو پچیس اونٹ رہ جاوینگے اور اونمین ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے
بیس ہلاک ہوئے تو چار عفو مین صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب مین جو عفو سے قریب ہے اور پانچ اوس نصاب مین جو اوس نصاب سے قریب ہے یہانتک
کہ بیس اونٹ مین چار بکریان باقی رہ جاوینگی اور جو پچیس ہلاک ہون پندرہ رہجاوینگے تو تین بکریان لازم آوینگی اور جو تیس ہلاک ہون دس

ف اور دو کی زکوٰۃ بھی درجان نصاب ... ۱۲

ف بھی دربارہ ... ۱۲

رہجاوینگے تو دو بکریان لازم آوینگی اور جو بینتیس ہلاک ہوجاوین پانچ رہجاوینگے تو ایک بکری لازم آویگی یہانتک کہ نصاب ہو تو رہیگا
اور چرنا جانورونکا اکثر سال مین کافی ہی یعنی چھ مہینے سے زیادہ جنگل مین چرین اور جاننا چاہیے کہ زمین خراج کا امام کو پہنچتا ہی اور اسیطرح
دسوان حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مالون تجارت کی سب امام لیویگا تو اگر باغیون نے خراج لے لیا تو مالکون سے دوسری بار نہ لیا جاویگا
کیونکہ خراج حق لڑنے والون کا ہی اور وہ کافرون سے لڑتے ہین اور اگر زکوۃ مال تجارت کی باغیون نے لی اور زکوۃ کے مصارف مین صرف کیا تو
مالکونکو دوبارہ دینا نہوگا اور اگر انھون نے اوسکے مصرفون مین صرف نہین کیا تو اون لوگونکو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوۃ دیوین اور اسی پر
فتوی ہی اور بعضون کے نزدیک انکو پھیر دینا لازم نہین اور بعضون کے نزدیک اگر زکوۃ دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اونسے
ساقط ہوجاویگی اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہین کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی اصل مین لکھی ہی ہمنے اس جگہ بنظر
اس بات کے کہ عوام فہم نہ ہو ترک کیا **ص** اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ لیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال سے مثل اون کے
مردون کے لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہی طرف تغلب کے اور بنو تغلب کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمرؓ نے اونسے
جزیہ طلب کیا اونھون نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہی تم جو تم
چاہو اپنے یہان نام رکھلو اوسکا تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہوگئی اونکے لڑکون سے نہین لیا جاویگا اور عورتون سے لیا جاویگا
اور جو صاحب نصاب کا ہی اوسکو ایکسال کے پہلے یا زیادہ ایکسال سے زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابون کی زکوۃ کا دیدینا درست
ہی مثلاً اوسکے پاس دو سو درم تھے اور اوسنے کئی نصابون کی زکوۃ اوسمین سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصابین اوسکو ملین پہلی زکوۃ اونسے
بھی کافی ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہین اور وہ پیشتر کئی نصابون کی زکوۃ دے تو درست نہین **ف** پہلے سال سے زکوۃ دینا
اسواسطے درست ہی کہ روایت کی ابوداود اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زکوۃ جلدی دینے مین قبل گذرنے سال کے واسطے سارعت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو **ص** نصاب سونے کا
بیس مثقال ہی اور چاندی کا دو سو درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے برابر ہون اور اوس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہین تو ایک
درم آدھا اور پانچوان حصہ مثقال کا ہوویگا تو دس درم سات مثقال کے ہونگے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہی اور درم چودہ
قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا ہوتا ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہین کم پانچ اوقیے سے چاندی مین زکوۃ اور ذکر کیا ہمنے اوسی
حدیث کو اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیے کے دو سو درم ہوئے اور روایت کی ابوداود اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے
اور اوسمین ہی کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم مین سے ایک درہم اور نہین ہی ایک سو نوّے مین کچھ اور جب دو سو ہوں تو
اوسمین پانچ درہم ہین اور روایت کی دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبلؓ کو جب بھیجا اونکو یمن
کیطرف یہ کہ لیوے ہر چالیس دینار مین سے ایک دینار اور ہر دو سو درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہی ساتھ عبد اللہ بن
شبیب کے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر بیس دینار سے آدھا
دینار اور چالیس دینار سے ایک دینار اور یہ ضعیف ہی ساتھ ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہی اور
روایت کی ابو احمد بن زنجویہ نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے
نہین ہی دو سو درہم سے کم مین کچھ اور نہ بیس مثقال سے کم سونے مین کچھ اور دو سو مین پانچ درہم ہین اور بیس مثقال مین آدھا مثقال ہی

اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین اور نسائی نے دیات مین عمرو بن حزم سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا آپ نے
ہر چالیس دینار مین ایک دینار ہو اور یہ حدیث ثابت ہی اور کہا ابن الہمام نے وَھُوَ حَدِیْثٌ لَاشَکَّ فِیْ ثُبُوْتِہٖ عَلٰی مَا قَدَّمْنَا یعنی
یہ وہ حدیث ہی کہ نہین شک ہی اوسمین جیسا اوپر ہمنے اوسکو بیان کیا **ص** سونا یا چاندی مین سکہ دار اور معمول ہو یا ڈلا ہو چالیسوان
حصہ زکوٰۃ مین واجب ہوتا ہی **ف** تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہوگا زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک نہین
واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی اور اوسکے ہاتھ مین دو کنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی
بیٹی سے کیا ادا کرتی ہی تو زکوٰۃ اوسکی کہا نہین کہا کہ خوشی ہی تجکو کہ پہنادے اللہ تعالیٰ تجکو دو کنگن دن قیامت کے آگ کے کہا راوی نے
کہ اوتارا انکو اوسنے اور پھینک دیا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونون واسطے اللہ اور رسول کے ہین کہا ابوالحسن قطان نے
اسناد اوسکی صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر مین کہ نہین ہی گفتگو اوسکی اسناد مین اور سنن ترمذی مین ہی ابن لہیعہ سے کہا کہ آئین دو
عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کرو
زکوٰۃ اوسکی اور وہ جو ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین صحیح ہی اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مراد یہ ہی
کہ اس طریقے سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی ورنہ خطا ہی کہا منذری نے کہ شاید قصد کیا اوسنے ان دو طریقون کو جو ذکر کیا اوسکو
اور طریقہ ابوداود کا نہین گفتگو ہی اوسمین اور کہا ابن القطان نے بعد تصحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو
اسواسطے کہ نزدیک اوسکے اوسمین دو ضعیف ہین ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح اور روایت کی ابوداؤد نے عبداللہ بن شداد سے کہا کہ داخل
ہوئے ہم حضرت عائشہ پر کہا کہ داخل ہوئے مجھپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھین میرے ہاتھ مین بڑی بڑی انگوٹھیان چاندی کی
فرمایا کہ کیا ہی یہ ای عائشہ سو کہا مین نے بنایا مین نے اونکو کہ زینت کرون مین واسطے تمہارے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرمایا کیا ادا
کرتی ہو زکوٰۃ اونکی کہا مین نے نہین فرمایا کہ وہ کافی ہی تجکو آگ کے لیے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ضعیف کیا
اوسکو دارقطنی نے اسطرح پر کہ محمد بن عطا مجہول ہی اور پیچھا کیا اونکا بیہقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ لوگون مین سے ہین
اور لیکن وجہ اوسکی یہ کہ اسناد مین اپنے دادا کی طرف منسوب ہوا اسواسطے دارقطنی نے اوسکو مجہول جانا اور متابعت کی اوسکی
عبدالحق نے اور بیان کیا وہ سنن ابوداود مین اور بیان کیا اوسکو شیخ نے اوسکے محمد بن ادریس رازی سے اور وہ ابو حاتم رازی ہین
امام جرح اور تعدیل کے اور روایت کی ابوداؤد نے ام سلمہ رضی سے کہا کہ مین پہنتی تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم
زیور کی ہی سو کہا مین نے کیا اے رسول اللہ کیا کنز ہی فرمایا کہ جو پہونچے بیانتک کہ ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی اور زکوٰۃ اوسکی
دیجاوے تو وہ کنز نہین ہی اور کنز سے مراد یہ ہی کہ رکھنا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ نہ دینا اوسکی گناہ ہی اور تخریج کیا اوسکا
حاکم نے مستدرک مین محمد بن مہاجر سے انھون نے ثابت سے اوسی اسناد سے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ
جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی تو وہ کنز نہین ہی لیکن کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح
نے یہ کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ ثابت بن عجلان سے روایت کی اوس سے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبدالحق
نے کہ نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے قول ہی ضعیف نہین کہا یہ کسی نے اور انکار کیا اوسپر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے

اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن مہاجر اوسکی اسناد مین ہی کہا ابن حبان نے کہ بناتا ہی احادیث کو اور نسبت کرتا ہی اونکی طرف ثقات
کے کہا صاحب تنقیح نے یہ وہم ابن الجوزی کا قبیح ہی اسواسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب وہ اور ہی اور یہ جو روایت کرتا ہی ثابت بن عجلان سے
ثقہ ہی شامی ہی روایت کی اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داود وغیرہم نے اور عتاب بن
بشیر روایت ابو داود مین توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کی اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہی جابر سے
انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین ہی زیور مین زکوۃ کہا بیہقی نے باطل ہی نہین ہی اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات
مین اور یہ مروی ہی جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہین ابن عمر رض اور حضرت عائشہ رض اور اسماء سے سو وہ موقوف ہین اور معارض ہین
اون کے اور آثار روایت ہی حضرت عمر رض سے کہ انھون نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود رض سے کہ زیور مین زکوۃ ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمرو نے طرف بیوی
سالم کے کہ نکالے زکوۃ اپنی بیٹیون کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطاء اور ابراہیم
اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد سے کہ کہا انھون نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكوٰةٌ یعنی زیور مین زکوۃ ہی اور بھی روایت کی
عطاء اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت کہ زیور مین زکوۃ ہی اور بہت سے آئے اس باب مین
آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے حضرت ابن عمر رض اور حضرت عائشہ رض سے کہ نہین ادا کی انھون نے زیور مین زکوۃ معارض ہی اوسکے جو اوپر
گذرا تو صحیح مذہب امام صاحب کا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ **ص** اور ایسا ہی اسباب تجارت مین بھی چالیسوان حصہ
دیا جاویگا اگر قیمت اوسکی بقدر نصاب سونے یا چاندی کے ہو اور تقویم نصاب اور چالیسوان حصہ درہمون سے کرینگے
اگر اوسمین فقیرون کو نفع ہووے یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع ہو اور جب نصاب پر پانچوان حصہ
بڑھ جاویگا تو اوسمین بھی اسی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی جیسے دو سو درہم مین چالیس بڑھ جاوین تو ایک درہم
اور زکوۃ مین دینا پڑیگا اور جو اسی بڑھین دو درہم بڑھ جاوینگے اور اگر پانچوین حصہ نصاب سے کم بڑھین تو کچھ لازم نہین آتا
ف اور صاحبین کے نزدیک جو دو سو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے واجب ہوگی چاہے پانچوان حصہ نصاب کا
درہم پورے ہون یا نہون اور یہی قول ہی امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جو زیادہ ہو دو سو
پر تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے ہی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ کے ان
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ لَّا يَاْخُذَ مِنَ الْكُسُوْرِ شَيْئًا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوین
کسور سے کچھ یعنی چالیس تک جو بیچ مین کسرات واقع ہین اوسمین زکوۃ نہ دی جاویگی مثلا دو سو پر بیس بڑھین تو پانچ درہم اور آدھا
درہم آوے اور دس بڑھین تو ربع درہم اور تیس بڑھین تو تین حصہ درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی
نے معاذ سے اور وہ ضعیف ہی ساتھ منہال بن جراح کے اور کہا عبد الحق نے احکام مین کہ روایت کی ابو ادریس نے عبد اللہ
اور محمد سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب واسطے عمرو بن
حزم کے کہ نہین ہی چاندی مین صدقہ یہانتک کہ پہونچے دو سو درہم کو تو اوسمین پانچ ہین اور ہر چالیس مین ایک ہی اور نہین
ہی چالیس سے کم مین صدقہ اور روایت ہی کتاب ابن حزم مین بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ مین

چاندی ہے سو پانچ درہم مین اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس سے ایک درہم اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا عبد الله ابن سفیان عن عاصم عن الحسن قال کتب عمر الی ابی موسیٰ الاشعری فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درهما درهم یعنی لکھا حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسیٰ اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دو سو پر تو ہر چالیس درہم مین ایک درہم ہی اور ایک روایت مین ہی کہ لاؤ چوتھا حصہ دسوین حصہ کا یعنی چالیسوان حصہ ہر چالیس درہم سے ایک **ص** اور اگر درم مین کچھ میل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو تو اسی کا اعتبار ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہو تو اوسکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال مین نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال مین پورا ہو جاوے زکوة واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس اول سال مین نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان مین کم ہو گیا اور پھر اخیر سال مین بیس دینار ہو گئے زکوة ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونون کی طرف ملایا جاویگا بحساب قیمت کے مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہین زکوة امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہین واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے سب کے نزدیک زکوة واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان مین

عاشر اوس شخص کو کہتے ہین جسکو بادشاہ نے راہگذر پر مقرر کیا ہو تاکہ صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال نہین گذرا یا قرض ہے مین فارغ نہین ہون یا سوا سوائم کے اور مال مین کہا کہ شہر مین فقیر کو دیچکا ہون تو عاشر اوسکے قول کو قسم سے قبول کرے اور اگر کہے سوائم مین فقیر کو دیچکا ہون تو اوسکا قول نہ مانے کیونکہ سوائم مین فقیر کو دینا درست نہین بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوسکو مصرف مین اوسکے صرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوة اس سال کی دوسرے عاشر کو دیچکا ہون اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مانینگے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول نکالنا ضرور نہوگا اور جسمین قول مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے ذمی کا بھی ثابت کیا جاویگا سوا حربی کا کہ حربی اگر یہ کہے کہ یہ لونڈی میری ام ولد ہے تو اوسکا قول نہ مانا جاویگا اور اوسکے کچھ نہ لیا جاویگا اور مسلمان سے عاشر چالیسوان حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوان اور حربی سے دسوان حصہ اگر مال اونکا نصاب کو پہنچ جاوے **ف** اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمرؓ سے کہ بھیجا اونہون نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ لے مسلمانون کے مال سے جب تجارت کے لیے ہون چوتھا حصہ دسوین حصون مین سے اور ذمیون کے مال سے آدھا حصہ دسوین حصون مین سے اور حربی کے مال سے دسوان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لوگون نے والله اعلم **ص** اور جبتک کہ معلوم ہو کہ حربی ہمارے تاجرون سے کتنا لیتے ہین معلوم نہو وے اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوتنا ہی ہم بھی اون سے لیوینگے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہون تو اگر اہل حرب ہمارے کل مال لیوین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نہ لیویگا اور اگر نصاب سے کم ہو تو اوسسے نہ لیا جاویگا اگرچہ اوسنے اقرار کیا باقی نصاب کا کہ گھر مین ہے اور اگر اہل حرب ہم لوگون سے کچھ نہین لیتے تو ہم بھی اون سے کچھ نہ لینگے اور اگر حربی سے عشر لے لیا اور پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشر پر سے گذرا اگر دار الحرب سے آیا ہے تو اوس سے دوبارا دسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر لوٹ کے اپنے وطن جاتا ہے تو نہ لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور مین کچھ نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کو یا دونون کو لیجاوے یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شافعی کے

نزدیک کسیکا بیسوان حصہ نہ لیا جاویگا اور نزدیک امام زفرؒ کے دونون کا لیا جاوے گا اور ابو یوسفؒ کے نزدیک
اگر دونون کو لیکے گذرے تو دونون کا بیسوان حصہ لیا جاوے گا اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو شراب کا بیسوان
حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور لاوے تو کچھ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت لیکے گذرے جاتا نہین ہی کہ اوس مال سے
عاشر کچھ لیوے اسواسطے کہ دہ مال اوسکے پاس امانت ہی مگر یہ کہ مال مضاربت مین اگر اوسکا حصہ نصاب کو پونہچے تو اوسکے حصے کے موافق اوس سے لیا جاوے
اور اگر کوئی غلام ماذون گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہو تو اگر مولی اوسکا اوسکے ساتھ ہی تو لیوے اور اگر ساتھ نہین تو نہ لیوے

باب رکاز کے بیان مین

رکاز اوس مال کو کہتے ہین کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہی اور خزانہ رکھا جاتا ہی کان سونے کی اور مثل اوسکے
زمین خراجی یا عشری مین ہو پانچوان حصہ واجب ہوتا ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز مین پانچوان حصہ ہی اخراج
کیا اوسکا اصحاب ستہ والون نے **ص** اور باقی سب پانے والون کا ہی اگر اوس زمین کا کوئی مالک نہین ہی اور اگر وہ زمین کسیکی ملک ہی
تو باقی مالک کو ہی اور اگر کسیکے گھر مین کچھ نکلا تو اوسمین کچھ واجب نہین ہوتا اور اگر اپنی زمین مین پایا تو اوسمین ایک روایت مین
کچھ لازم نہین آتا اور ایک مین لازم آتا ہی اور موتیون اور عنبر وغیرہ مین اگر پہاڑ پر ملین تو پانچوان حصہ اونمین واجب نہین
ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا خُمُسَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہین ہی پانچوان حصہ پتھر مین اور یہ حدیث ہدایہ مین
ہی اور اس لفظ سے نہین ملی ہان روایت کی ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لَا زَکوٰۃَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہین ہی زکوٰۃ پتھر مین
دو طریقون سے اور دونون ضعیف ہین پہلا عثمان بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھ محمد ابن عبید اللہ عرزمی کے اور روایت کی
ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہین ہی موتی اور نہ زمرد مین زکوٰۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون اور ایسا ہی ہی عنبر مین اور یہ مذہب
امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کے قسم سے دریا سے نکالی جاوے اوسمین پانچوان حصہ ہی اسواسطے
کہ حضرت عمرؓ نے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین
لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہی علاوہ اسکے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے اَنَّ ثُبُوْتَهٗ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَصِحَّ
اَصْلًا انتہی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہین صحیح ہوا ہرگز لیکن روایت کی عبد الرزاق نے ثنا معمر عن
سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ الْعَنْبَرِ الْخُمُسَ یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچوان حصہ
اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری سے کہ کہا انھون نے عنبر اور موتی مین پانچوان حصہ ہی اور روایت کی شافعی نے ابن عباسؓ سے
اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ عَامِلًا لِعَدَنٍ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَنْبَرِ فَقَالَ لَوْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ فَالْخُمُسُ یعنی
پوچھا ابن عباسؓ سے عنبر سے کہا کہ اگر ہو اوسمین کچھ تو پانچوان حصہ ہی اور اس سے شک معلوم ہوتا ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو
روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور شافعی نے بھی ثنا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارِ
سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ فِي الْعَنْبَرِ خُمُسٌ کہا ابن عباسؓ نے کہ
نہین ہی عنبر مین پانچوان حصہ اور کہا حدثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهٗ اور جابر سے بھی ایسا ہی مروی ہی **ص** جو خزانہ کہ نشان اوسکا اسلام کا ہی اگر پاوے تو اوسکو لوگون سے

پہچنوائے جیسے لقطہ یعنی پڑی چیز کا حکم ہی اور اگر سکہ کفر کا ہی تو پانچوان حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین اوسکی ملک نہین اور نہین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہی اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب مین گیا اور وہان کا ریاں سب اوسکی ہی اور اگر کسی حربی کے گھر مین پائی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین دار الحرب کے جو کسی کی ملک نہین ہی پائی پانچوان حصہ اوسکا نہلین اور باقی سب اوسکا ہی

باب زکوۃ خارج کے بیان مین

زمین عشری کے شہدمین اور پہاڑ کے شہد مین اور میوہ مین اور زمین مین نکلنے والی چیزون مین اگر اوسکو پانی جاری یا مینہ سے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق نہون یا برس بھر باقی نرہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع آٹھ رطل یعنی چار سیر شاہجہانی کا ہوتا ہی ۞ **ف** لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہووے سو اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو تر کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ ہی اور حدیث مین مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہین ہی تو محمول ہوگی اطلاق پر اور اس باب مین بہت آثار ہین نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اوگے کم یا بہت اوسمین دسوان حصہ ہی اور نکالا مانند اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث نخعی مین یہانتک کہ ہر چیز مین دسوان حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہین ہی پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کی عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھون نے لکھا طرف یمن کے یہ کہ لیا جاوے شہد والون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کی یہ ابن حبان نے اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے کہ آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا مین نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کر دو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے وہ اوسپر تو کیا اور عامل کیا مجکو ابو بکر نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا اے قوم ادا کرو زکوۃ شہد کی کیونکہ نہین بہتری ہی اوس مال مین کہ نہ دیجاوے زکوۃ اوسکی کہا انھون نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوۃ دیوین کہا کہ دسوان حصہ اور لیا مین نے اون سے دسوان حصہ اور لایا مین اوسکو حضرت عمر کے پاس سو بیچ ڈالا انھون نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانون کے صدقون مین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسی سے کہا انھون نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض سے انھون نے حارث بن ابی ذباب سے انھون نے منیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے سعد سے اور نہین پہچانا ابن المدینی نے والد منیر کو اور پوچھا اون ابو حاتم نے کہا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہان اور نکالا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے مین شہد سے دسوان حصہ ہر دس مشکون سے ایک مشک اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اونے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسوان حصہ اور یہ حدیث صحیح ہی اس باب مین اور اسی سے لازم ہی تمسک کرنا اور اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو سیارہ متعی سے کہ کہا مین نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس شہد ہی فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسوین حصے کو سو کہا مین نے ای رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپنے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد طیالسی نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنے مسندون مین کہا بیہقی نے کہ یہ صحیح ہی جو روایت کیا گیا واجب ہونے عشر مین اور وہ منقطع ہی کہا ترمذی نے پوچھا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ یہ منقطع ہی سلیمان بن موسی نے نہین پایا کسیکو اصحاب سے اور نہین ہی صحیح شہد کی زکوة مین کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم مین اور تفصیل اسکی شیخ ابن الہمام نے لکھی ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن حق یہ ہی کہ ان سب حدیثون سے زکوة شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک ایک حدیث سے ثابت نہوا اور دوسرے یہ کہ حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہی اسناد اوسکی اور نہین پائی گئی اوسمین کوئی قدح ص اور سبزون وغیرہ مین یا جو چیزین کہ برس بھر نہین رہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہین اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہی کہ مالک سبزون وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیدے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا ہی لکھا ہی اسرار مین قاضی امام ابو زید دبوسی کے ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو اوپر گذر چکی جو اگائے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور اطلاق حدیث کا اونکے نزدیک حجت ہی اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو جامع ترمذی مین ہی حدیث معاذ کہ نہین ہی سبزون مین صدقہ اور کہا کہ نہین ہی اسناد اوسکی صحیح اور نہین صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب مین اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اونے اسناد مین اوسکی اسحق بن یحیی متروک ہی ترک کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہما نے اور اچھی اس باب مین ایک حدیث ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے موسی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ لیا جاوے سبزون مین صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی ص اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل یا گھانس مین صدقہ واجب نہین اور جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دولاب سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ دیا جاویگا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اوسکے کاٹنے وغیرہ کی مزدوری نکالین ف اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی ص اور جو زمین عشری تغلبی کی ہی اوسمین سے جو نکلے تو پانچوان حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد اور عورت سب اونکے برابر ہین اگرچہ وہ مسلمان ہوے یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیوے کیونکہ دونا حصہ لازم آتا ہی ہمارے لڑکون پر تو اونکے لڑکون پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہو جاوین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اگر مسلمان ہو جاوین تو دسوان حصہ لازم آویگا اور عشری زمین کو ذمی خرید لے تو وہ خراجی ہو جاویگی اور اگر پھر اوسکو مسلمان نے لیا تو پھر عشری ہو جاویگی ف زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاوین اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے ساتھ غلبے کے لشکر مین تقسیم کیا عشری ہی اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونھین کفار پر رہنے دیا اور وہ زمین کہ اونکے ساکنون سے صلح کی ہی خراجی ہی ص اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے پانی سے سینچا ہی تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی اون نہرون کا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور اسیطرح سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات کا

پانی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خراجی ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک عشری ہے اور قیر اور نفط کے چشمے مین اگر زمین عشری مین ہو تو کچھ نہین اور اگر زمین خراجی مین ہو گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خراج اوسمین لازم ہو گا نہ چشمے مین ۱۲

باب مصارف زکوٰۃ کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالیٰ کا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ اخیر آیت تک اور ساقط ہو گئے انمین سے وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرون کے الفت دلانے کی نہین اور اون لوگونکو اللہ تعالیٰ نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرائے گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اونکے پاس عیینہ بن حصین کہ یہ دین سچ ہے اللہ کی طرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اوسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھ کافرون کو واسطے ملانے کے مال نہ دینگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابو بکرؓ قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہے اور ایک روایت مین حضرت عمرؓ سے ہے کہ کہا انھون نے یہ چیز ہے کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملا دین دل تمہارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام تو اچھا اور نہ ہمارے تمہارے درمیان مین تلوار ہے اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسی نے صحابہ مین سے تو ثابت ہوا اتفاق **ص** مصارف زکوٰۃ کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہین تیسرے عامل صدقہ کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب تا اوسکی آزادگی مین مال زکوٰۃ سے مدد کیجاویگی پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہونے خرچ کے رک گیا ہو امام ابی یوسفؒ کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمدؒ کے نزدیک **ف** اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چڑھاوے اوسپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داؤدؒ نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام معقل تھی **ص** ساتوین مسافر کہ اوسکے پاس مال ہے لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہے کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیوے یا بعض کو اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر مصرف مین تین شخصونکو دیوے **ف** اور دلیل ہے موافق ہمارے مذہب کے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے اور روایت کی طبری نے اس آیت کے تحت مین اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ **انا** عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ الْآيَةَ قَالَ فِي أَيِّ صِنْفٍ وَضَعْتَهُ أَجْزَأَكَ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ جس قسم مین انمین سے زکوٰۃ کو رکھیگا کافی ہو جاویگی تجھے اور کہا اوسنے **اخبرنا** جَرِيرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ الْآيَةَ قَالَ أَيُّمَا صِنْفٍ أَعْطَيْتَ مِنْ هٰذَا أَجْزَأَ عَنْكَ **ثنا** حَفْصٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْعَرْضَ فِي الصَّدَقَةِ فَيَجْعَلُهُ فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ وَرَوَى أَيْضًا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وَضَعْتَهَا فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ

اجزأ الخ واخرج نحو ذلك عن سعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وابراهيم النخعي وابي العالية وميمون بن مهران
باسانيد صحيحة واستدل ابن الجوزي في التحقيق بحديث معاذ فاعلمهم ان الله قد افترض عليهم صدقة تؤخذ
من اغنيائهم وترد على فقرائهم والفقراء صنف واحد وفيه نظر تمعه قريبا قال ابو عبيد في كتاب
الاموال ومما يدل على صحة ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم اتاه بعد ذلك مال فجعله في صنف
واحد وهم المؤلفة قلوبهم الى آخره ذكره الشيخ بن الهمام یعنی کہا حضرت عمرؓ نے اوس آیت مین کہ جس
قسم مین عطا کریگا تو اوسکو اونمین سے کافی ہو جاویگا تجھے اور حضرت عمر لیتے تھے مال صدقے سے اور کرتے تھے اوسکو ایک ہی
قسم مین اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور نکالا مانند اسکے سعید اور عطا اور ابراہیم اور ابو العالیہ اور میمون بن مہران نے
کبار تابعین سے ساتھ سندون حسن کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہ بتا تو اونکو کہ اللہ نے فرض کیا صدقہ اونپر لیا جاے
اونکے امیرون سے اور دیدیا جاوے اونکے فقیرون کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال مین کہ دلالت کرتا ہی اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ادا کیا مال بعد اس آیت کے اوترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم مین **ص** اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے
کفن مین دینا یا قرض میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہین **ف** اور جو فرمایا اللہ تعالی نے اور صرف کرو
صدقے کو گردنون مین اوس سے مراد یہ ہی کہ مکاتب کو قیمت مین اوسکی مدد کرکے آزاد کرادیوے ایسا ہی مروی ہی ابو موسی سے اخراج کیا
اوسکا طبری نے اور لفظ اوسکا یہ ہی عن الحسن البصري ان مكاتبا قام الى ابي موسى الاشعري وهو يخطب فقال له
يا ايها الامير حث الناس على فحث عليه ابو موسى فالقى الناس عليه هذا يلقي عمامة وهذا يلقي
ملاءة وهذا يلقي خاتما حتى القى الناس عليه سوادا كثيرا فلما راى ابو موسى ما القي عليه قال
اجمعوه ثم امر به فبيع فاعطى المكاتب مكاتبته ثم اعطى الفضل في الرقاب ولم يرده على الناس
وقال ان هذا الذي اعطوه في الرقاب اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے
کہ کہا انھون نے وفي الرقاب مین وہ مکاتب لوگ ہین واللہ اعلم **ص** اور درست نہین مال زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا یا
نانی نانا اصول سے یا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی فروع سے اور خاوند جورو کو اور جورو خاوند کو دیکے اور نہی مولیٰ کا دینا اپنے غلام کو
اگرچہ کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ
روایت کی بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی عبد اللہ بن مسعود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کافی ہی
مجکو صدقے مین کہ دون مین اپنے خاوند کو اور یتیمون کو کہ میری گود مین ہین تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکو دو اجر ہین ایک اجر
صدقے کا اور ایک اجر قرابت کا اور روایت کیا اوسکو بزار نے مسند مین اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے **ص** اور درست نہین کہ زکوٰۃ
مالدار کو یا مالدار کے غلام کو یا لڑکے کو دیوے اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرتؐ نے کہ نہین حلال ہی
صدقہ واسطے مالدار کے اور نہ جوان تندرست کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ
سے اور ضعیف کیا بعضون نے اس حدیث کو کہ اسناد مین اوسکی زید بن ریحان ہی اور اوسمین کلام ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے
اور کہا ابن حبان نے کہ وہ صدوق ہی اور اس حدیث کے بہت طریقے ہین سب طریقون مین یہ مرفوع ہی اور روایت کیا ابو داؤد اور

نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انہوں نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپ نے وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ یعنی نہیں ہے حصہ اوس میں واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمائی کرنیوالے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہے اور کہا امام احمد نے یہ حدیث احسن ہے بسند اوسکی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث ساتھ حدیث معاذ کے کہ لے صدقہ مسلمانوں کے امیروں سے اور دیا اونہی کے فقیروں کو حجت ہے امام شافعی پر کہ تجویز کیا انہوں نے صدقے کو واسطے مالدار جہاد کرنیوالے کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں حلال ہے صدقہ واسطے غنی کے مگر پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور وہ شخص کہ جسنے خریدا اوسکو اپنے مال اور قرضدار اور جہاد کرنیوالا اللہ کی راہ میں اور مرد مسکین کہ جسنے اوسکو صدقہ دیا اور اوسنے جا کے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہے جیسا کہ حضرت نے بریرہ لونڈی سے ارشاد فرمایا اوس گوشت کے حق میں جو اوسکو صدقے میں ملا تھا لَكِ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قِيلَ لَمْ يَثْبُتْ وَلَوْ ثَبَتَ فَإِنَّهُ لَمْ يَقْوَ قُوَّةَ حَدِيثِ مُعَاذٍ فَإِنَّهُ رَوَاهُ أَصْحَابُ الْكُتُبِ السِّتَّةِ مَعَ قَرِينَةٍ مِنَ الْحَدِيثِ الْآخَرِ وَلَوْ قَوِيَ قُوَّتَهُ لَتَرَجَّحَ حَدِيثُ مُعَاذٍ بِأَنَّهُ مَانِعٌ وَمَا رَوَاهُ مُبِيحٌ یعنی یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی ہی اسواسطے کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر کی اوسکے معین ہے آخر تک ص زکوۃ بنی ہاشم کو یعنی حضرت علی اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اون کے غلاموں آزاد کو دینا درست نہیں ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے اہل بیت صدقات سے کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہے آدمیوں کے ہاتھوں کا اور تمہارے واسطے پانچویں حصے میں پانچواں حصہ ہے جو تمکو غنی کر دیگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے ہم اہل بیت ہیں نہیں حلال ہے ہمارے لیے میل آدمیوں کا اور روایت کیا مسلم نے ایک مضمون طویل اس باب میں اور اون کے موالی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسکو بھی درست نہیں اور روایت کی ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے اوپر صدقے کے سو کہا اوسنے واسطے ابو رافع کے کہ ساتھ رہو میرے کیونکہ تمکو بھی ملیگا اوس میں سے مانگا کہا ابو رافع نے کہ آیا میں حضرت کے پاس اور پوچھا میں نے اون سے فرمایا کہ مولی قوم کا اونہیں سے ہے اور ہمارے واسطے نہیں حلال ہے صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ابو رافع نام اونکا اسلم ہے اور باپ کا نام عبید اللہ ہے اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ص ذمی کو زکوۃ کے سوا اور چیزیں دینا صدقہ وغیرہ درست ہے ف اور زکوۃ درست نہیں کیونکہ حدیث معاذ میں ہے کہ صرف کر زکوۃ کو مسلمانوں کے فقیروں میں اور ذمی کافر ہے ص اور اگر مالک نصاب نے کسیکو زکوۃ دیدی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں ہے اگر وہ غلام یا مکاتب اوسکا نکلا پھر ادا کرے زکوۃ کو اور اگر معلوم ہوا کہ اوسکا باپ یا لڑکا ہے یا غنی یا ذمی یا ہاشمی نکلا تو پھر نہ ادا کرے زکوۃ کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک پھر ادا کرے اور مستحب ہے زکوۃ دینی ایک فقیر کو اتنی کہ ایک دن کو اوسکے سوال سے بے پروا کرے اور بقدر نصاب دینا ایک فقیر کو مثلاً دو سو درہم جبکہ وہ قرضدار نہیں مکروہ ہے اور زکوۃ کا دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے مگر اپنے عزیزوں کو یا اونکو جو اوس شہر سے زیادہ محتاج ہیں

باب صدقہ فطر کے بیان میں

صدقہ فطر کا گیہون یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا سوکھے انگور سے آدھا صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع حسین
آٹھ رطل ہے یا سو رسما ف صدقہ فطر واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوة عید فطر کی ایسی صدقہ اوسکا
پاکی ہو واسطے مسلمانون کے لغو اور رفث سے اور کھانا ہے واسطے مسکین کے سو جسنے ادا کیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوة مقبول
ہے اور جسنے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہے صدقون سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابوداود اور ابن ماجہ نے
اور کہا دارقطنی نے کہ نہین ہے اوسمین کوئی مجروح ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے مین کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے
روایت کیا اوسکو ثعلبہ بن صعیر عدوی نے یا صعیر عذری نے یعنی اختلاف ہے کہ عدوی دال سے ہے یا عذری ذال اور رے سے ہے تو وہ حدیث مروی ہے
سنن ابوداود اور دارقطنی اور مسند عبد الرزاق مین اور اختلاف ہے اوسکی نسبت اور نام اور متن حدیث مین لیکن اختلاف
نسبت مین سو یہ ہے کہ عدوی ہے یا عذری ہے ذال کے پیش اور رے سے تو بعضون نے کہا ہے کہ عدوی ہے نسبت ہے ساتھ اوسکے
بڑے دادا کے اور کہا ہے کہ عذری اور یہی صحیح ہے اور ذکر کیا اوسکو مغرب وغیرہ مین اور صحیح کیا ابو علی غسانی نے عذری کو
اور کنیت اوسکی ابو محمد ہے اور اختلاف نام مین سو یہ ہے کہ وہ ثعلبہ بن ابی صعیر ہے یعنی ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر یا ثعلبہ بن عبد اللہ
بن صعیر اور اختلاف متن مین سو ایک روایت مین ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا
ایک صاع ہے کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک مین ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ یعنی
صدقہ فطر کا ایک صاع ہے گیہون سے دو آدمیون مین کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہے تحریف اس کی طرف اثنین کے اسی لیکن یہ
احتمال بعید ہے کیونکہ اکثر طریقون صحیحہ مین لفظ اثنین کا وارد ہے کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ
فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ کہ
خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون پر قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا کہ ادا کرو ایک صاع گیہون سے درمیان
دو آدمیون کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد و غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کی بخاری مسلم
ابن ماجہ وغیرہم نے ابن عمر رض سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوة فطر کو رمضان سے لوگون پر ایک صاع کھجور سے
یا جو سے ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانون مین سے اور ایک روایت مین ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوة فطر کا
اور لازم ہے کہ حجت پکڑی جاوے اوس حدیث سے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ
صَارِخًا بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ الحديث
یعنی صدقہ فطر کا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک سب
چیزون مین سے ایک ہی صاع ہے اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابو سعید خدری کے کہ ہم نکالتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زکوة فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقط سے یا ایک صاع جو سے یا کھجور سے یا انگور
خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہانتک کہ آئے معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگون سے منبر پر تو اونکا یہ کلام تھا کہ

جانتا ہوں کہ دو مد گیہوں شام سے برابر ہو گئے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی نکالتا تھا جیسا کہ نکالتا تھا
(یعنی اوسی مقدار کو کہ جو زمانہ حضرت میں تھی ۱۲)
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث ثعلبہ کی جو اوپر گذری اور دوسری حدیث
ابو داود اور نسائی نے حسن سے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا انہوں نے اخیر رمضان میں بصرہ میں سو کہا کہ فرض کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے سب
ثقہ ہیں مگر حسن نے نہیں سنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے اور روایت کی ابو داود نے مراسیل میں
سعید بن المسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو مد گیہوں سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا تنقیح
میں اسناد اوسکی صحیح ہے مانند آفتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہیں ضرر کرتا ہے اور مرسل سعید کے حجت ہیں اور نہایت طول کیا اس
مقام میں شیخ ابن الہمام نے (فتح القدیر میں ۱۲) اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلوں کو اس باب میں جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور ہم نے بوجہ خوف
تطویل کے ترک کیا ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس استار کا ہوتا ہے اور
استار ساڑھے چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے ف اور
دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعوں سے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہے ان روایت کی ابن حبان نے اپنی
سند سے حضرت ابو ہریرہ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے سب صاعوں سے اور مد ہمارا
بڑا ہے اور مدوں سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے قلیل میں اور
کثیر میں اور کر ہمارے ساتھ ایک برکت کے دو برکتیں اور امام ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ہے
اور دلیل اونکی یہ ہے کہ وہ آئے مدینے میں اور دیکھا قریب پچاس آدمیوں کو انصار اور مہاجرین کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ رطل کا
تھا اور تہائی رطل کا اور کہا انہوں نے کہ یہی صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انہوں نے ترک کیا میں نے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ مناظرہ کیا اون امام مالک سے اور حجت پکڑی اون صاعوں کو لائے تھے اوسکو وہ لوگ سو رجوع
کی ابو یوسف نے طرف اون کے قول کے اور ہماری دلیل ہے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے
برابر دو رطلوں کے اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلوں کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ [illegible]
میں روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کی اوسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
عمر بن موسیٰ کے اور یہ حدیث صحیحین میں ہے اور وزن اوسمیں صاع اور مد کا مذکور نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ
ایسا ہی تھا صاع عمر رضی اللہ عنہ کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن آدم سے کہا کہ سنا میں نے حسن بن صالح سے یقول صاع
عمر ثمانیۃ ارطال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا ساٹھ سے اور کم تھا آٹھ رطل سے اور
روایت کی مانند اسکے موسیٰ بن طلحہ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہے ص اور اگر
صدقہ فطر میں دو من گیہوں دیدے بغیر اسکے کہ گیہوں کو کیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد کے نزدیک بغیر کیل کے درست
نہیں اور گیہوں دینا مستحب ہے جہاں کہ اور چیزوں کو گیہوں سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک درہموں کا دینا
ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہے اوس شخص پر جو حر یعنی آزاد ہووے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب زکوٰۃ کا

ف مراد من سے وہی ہے جو چالیس استار کا ہوتا ہے اور استار ساڑھے چار مثقال کا اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا [illegible]

درست نہیں اور قدوری میں ہو کہ زوال تک درست ہو اور اصح اول ہو **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہو اور دنکو جائز نہیں اور دلیل لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے کہ روایت کیا جسکو اصحاب سنن اربعہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہو اوس شخص کا جسنے نیت کی روزے کی رات سے اور اختلاف کیا ہو انھون نے فقط لفظ حدیث مین روایت ابن ماجہ مین ہو کہ نہین صیام ہو اوسکا جسنے نہ فرض کیا اوسکو رات سے اور معنی ایک ہین اور اختلاف ہو اوسکے رفع اور وقف مین اور نہین روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین مگر کلام ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہین اور تحقیق رفع کیا اوسکو

عبداللہ بن ابی بکر نے زہری سے پہونچاتے ہین اوسکو حفصہؓ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزے کو قبل فجر تو نہین روزہ ہو واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری سے حفصہؓ پر معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی نے اور عبداللہ بن ابی بکر ثقہ ہو اور رفع زیادت ہو اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہو اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے اور اسمین لفظ یبیت کا ہو

مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ یعنی جو شخص کہ رات سے نہ رکھے روزہ قبل فجر کے تو نہین روزہ ہو واسطے اوسکے کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباد نے مفضل سے ساتھ اسناد کے اور سب ثقہ ہین اور کہا بیہقی نے کہ اسنادمین

اوسکی عبداللہ بن عباد غیر مشہور ہو اور یحییٰ بن ایوب قوی نہین اور وہ اوسکے رجال مین سے ہو اور کہا ابن حبان نے عبداللہ بن عباد بصری بدل دیتا ہو حدیثون کو اور اولٹ دیتا ہو اونکو اور روایت کیا اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری یہ ہو کہ روایت کی صحیحین مین سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کر لوگون کو تو جسنے کھا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہین کھایا تو روزہ رکھے اوس واسطے کہ یہ دن عاشورے کا ہو اور عاشورا فرض تھا رمضان کے فرض ہونے کے پہلے اور رد ہو جو منع کیا اوسکو ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض نہ تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہو صحیحین مین معاویہؓ سے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہو نہین فرض کیا گیا ہم پر روزہ اوسکا سو جسکا جی چاہے روزہ رکھے اور مین روزے سے ہون تو روزہ رکھا لوگون نے ساتھ آپکے اور ایک اور دلیل سنت ہونے پر اوسکے یہ ہو کہ نہین حکم کیا حضرت نے قضا کا اوسکو جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہو کہ معاویہؓ اسلام لائے ہین فتح مکہ مین تو اگر سنی انھون نے یہ حدیث بعد اسلام کے تو سنا اونکا نوین برس ہجری یا دسوین ہجری مین ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورے کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو یہ قبل وجوب عاشورے کے ہوگا اور روزہ عاشورے کا فرض تھا اور پھر بوجہ رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہو صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے کہ قریش جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے عاشورے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اوس دن تو جب آئے مدینے مین روزہ رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگون کو روزے کا اوس دن اور جب فرض ہوا رمضان کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے روزہ اوس روز یا نہ رکھے تو اب حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہو گی اور وہ قوی ہو اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ ذکر کیا ہمنے اختلاف کو اوس حدیث مین اور وہ جو صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا اونکے پاس اعرابی اور کہا اوسنے کہ دیکھا مین نے چاند کو کہ جس شخص نے نہین کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا تو نہ کھاوے باقی دن تو یہ حدیث کہین پائی نہین گئی اور مشہور روایت یون ہو کہ آیا اعرابی اونکے پاس اور کہا کہ دیکھا مین نے چاند کو سو حکم کیا آپنے ہمین کہ روزہ رکھین کل کے روز روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہو سنن اربعہ مین ابن عباسؓ سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہا کہ دیکھا مین نے چاند کو

حسن نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا اے بلال پکار دے لوگون کو کہ روزہ رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہم نے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہے روزے کا بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ اور لَا صَلٰوۃَ لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوۃَ فِی الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَۃِ اور لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہٗ اور سوا اسکے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا رکھونگا اور معین نہ کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاویگا اور اگر مریض یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو دوسرا روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہے نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت سے اور نیت تیار دوپہر کرے اور دوپہر کے بعد نہین **ف** اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہے اوسکا جسنے نہین نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزے کو اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین آکے کچھ کھانے کو ہے اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون اور اگر کھانا آتا تھا کھا لیتے تھے اور نیت کر چکتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہے رات سے نیت کرنا اور تعیین کرنا اگر کی بات رہ گئے ہون ۲۹ رات مین شعبان کی تو دیکھے دن کو روزہ نہ رکھین **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھ کے اور افطار کرو چاند دیکھ کے تو اگر ابر ہو تمہارے اوپر تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث مین ہے کہ نہین روزہ ہے دن شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہے ہدایہ مین اور یہ حدیث مجھکو نہین ملی اور بعضون کے نزدیک جائز نہین اور دلیل اونکی یہ حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرے مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے **ص** اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوس دن رکھا تو مکروہ ہے اور ادا ہو جاویگا واجب صحیح مذہب مین اگر معلوم ہوا کہ یہ شعبان کا دن تھا اور اگر معلوم ہوا کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے روزہ رکھنے کا ہو اور نہین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھین اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کرین اور اگر رات مین شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ نفل روزہ

نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اوسکا درست ہوگا اور اگر وہ یون نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہیں تو دوسرے نفل کا لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور نہیں تو دونوں صورتون مین نفل ہو جاویگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونون صورتون مین اگرچہ اوسکا قول قبول نکرے قاضی اور اگر افطار کرے تو قضا کا روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہین اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ قاضی کے نزدیک قبول نہوے اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے نزدیک اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑگیا اور حدود اور کفارہ دفع ہو جاتے ہیں ساتھ اوس شبہے کے کذا فی الہدایۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسمین اختلاف ہے مشایخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کر لیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف نکرے اسواسطے کہ وجوب اوسپر واسطے احتیاط کے تھا ہے اور احتیاط بعد اسکے تاخیر فطر مین ہے اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اوسپر کفارہ نہین **ص** اگر آسمان مین بدلی یا غبار ہووے تو رمضان کے لیے ایک شخص عادل کی خبر کفایت کرے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا کی تہمت جسکو لگائی ہووے اور اوسکے بدلے مین حد لگایا گیا ہو اور پھر اوسنے توبہ کی ہو اور دعوی اور شہادت کا لفظ کہنا اوسکو ضرور نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہیں اور دلیل اونپر یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا ہے مین نے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا اوسنے ہان پھر پوچھا آپ نے کہ گواہی دیتا ہے تو کہ محمد رسول اللہ ہین کہا اوسنے کہ ہان فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگونکو کہ روزہ رکھین اور بیان کیا اوپر معنے اس حدیث کو **ص** اور شوال اور ذیحجہ مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین خبر دین کہ ہمنے چاند دیکھا یعنی گواہی دین اور دعوی ضرور نہین **ف** اور بعضی روایتون مین ہے کہ ایک شخص کی گواہی ذیحجہ مین بھی قبول ہوگی اور ایسا ہی ہے تحفے مین اور کہا اوسمین کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں مین کہ اسکو موافقت کرتی ہین احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہدایہ نے اسکو اختیار نہین کیا **ص** اور جب کوئی علت آسمان مین نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہے کہ تینون چاندون کے واسطے بہت سے آدمی ہون تو اونکا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ اونکے جھوٹے ہونے پر عقل گواہی نہ دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور آسمان مین کچھ علت تھی پس سب آدمیون نے تیس دن روزے رکھے اور چاند نہ دیکھا گیا تو افطار نکرینگے اسلیے کہ افطار ایک کے قول سے جائز نہین اور روزہ جائز ہے اور جو دو شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی ہو تو بعد گذرنے تیس روزے کے افطار جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی مذکورہ سے بھی افطار درست ہو جاویگا اسلیے کہ افطار اونکے نزدیک ثبوت صوم کے ثابت ہو جانا ہے اور اکثر شیا ضمناً ثابت ہو جاتی ہین اگرچہ قصداً ثابت نہون **ف** اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کیونکہ مہینا تو معلوم ہے کہ تیس دن سے زیادہ نہین ہوتا اور اوس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے مین مقبول ہوئی تھی اور اوس حساب سے اب تیس دن ہوگئے اور چاند نظر نہ آیا تو گویا یہ ایک گواہ ہوئی اور ایک اوس شخص کی ملکے دو گواہ ہوگئے تو لازم ہوگیا افطار واللہ اعلم

ص باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان مین اور اوسکی قضا و کفارے کے حال مین

جو شخص کہ قصداً جماع کرے یا جماع کیا جاوے قُبل یا دُبر مین یا کچھ کھاوے یا پیوے غذا یا دوا کی قسم سے یا پچھنے ... گمان کرے کہ میرا روزہ افطار ہوگیا اور پھر قصداً کھالیوے تو ان صورتوں مین قضا روزے کی کرے اور کفارہ دیوے جیسے ظہار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ ادا قصداً توڑنے مین ہے اور دوسرے روزے کے واسطے نہین **ف** ظہار او سے کہتے ہین کہ اپنی بیوی کو یا اوسکے جزو شائع یا اوس عضو کو جس سے تعبیر ساتھ کل کے کرتے ہین مثل رقبہ وغیرہ کے تشبیہ دیوے اپنے محارم اوس عضو سے جسکی طرف نظر کرنا اوسکو حرام ہے اور اس کہنے سے جماع اور دواعی اوسکے حرام ہو جاتے ہین جب تک کفارہ ادا نکرے اور کفارہ یہ ہے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہو سکے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہو سکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے لیکن قصداً کھانے یا پینے مین سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان مین سو اوسپر ہے جو ظہار کرنیوالے پر ہے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث نہین ملی لیکن صحیحین مین مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسنے رمضان مین یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روزے کو افطار کرتا ہے وہ بھی اسی مین داخل ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ مین ابو ہریرہ سے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا مین فرمایا کیا ہوا تجکو کہا اوسنے کہ جماع کیا مین نے اپنی عورت سے روزہ رمضان مین سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہین فرمایا کہ طاقت رکھتا ہے تو دو مہینے روزے رکھنے کی کہا نہین فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینون کو کھلاوے کہا نہین پھر بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا کہ اوسمین کھجورین تھین سو فرمایا کہ تصدق کر اونکو فقیرون پر کہا اوسنے اے رسول اللہ قسم خدا کی نہین ہے شہر کے کنارون تک اور دونون سنگستانون کے بیچ مین کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو ہمارے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ آگے کے دانت آپکے ظاہر ہو گئے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا زہری نے کہ یہ اوسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی شخص اب ایسا کرے تو نہین جائز ہے اوسکو کفارے سے اور واقع ہو روایت ہدایہ مین كُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ يُجْزِئُكَ وَلَا يُجْزِيُ اَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاویگا تجھے اور نکافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے مین اس حدیث کے نہین ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ دارقطنی کی روایت مین ہے فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے تجسے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ص اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اوسکے حلق مین بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اوسکو زبردستی افطار کرا دیا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان مین دوائی ڈالی یا اسکے زخم مین دوا لگائی اور دماغ مین گئی یا پیٹ کے زخم مین لگائی اور اوسکے پیٹ مین دوا گئی یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا بھر منہ اپنی خواہش سے قے کی یا سحری کھائی یا افطار کیا اس شبہے سے کہ رات ہے اور وہ دن تھا یا بھولے سے کچھ کھالیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہوگیا تب پھر قصداً کھایا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے مین نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتون مین قضا کا روزہ رکھے **ف** روایت کی ابو یعلی موصلی نے مسند مین حدیث حضرت عائشہ سے اور اوسمین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اوس چیز سے ہے کہ داخل ہووے اور نہین ہے اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لَا شَكَّ فِي ثُبُوتِهٖ مَوْقُوفًا عَلٰى اِجْمَاعِهِمْ یعنی نہین شک کہ

اوسکے ثبوت مین موقوف ہی جماعت پر اور صحیح بخاری مین ہی تعلیقاً کہ کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر اوس سے ہی جو داخل ہو
اور نہین ہی اوس سے جو خارج ہو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن
عباس قال الفطر مما دخل ولیس مما خرج اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا اونہون نے وضو اوس سے
ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو اور فطر روزہ کی ہی اوس سے جو داخل ہو اور نہین ہی اوس سے جو خارج ہو اور حضرت علی سے
سے بھی یہی قول مروی ہی کہا اوسکو بیہقی نے **صل** اور اگر کھلایا پلایا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا یا
کسیکی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سر منڈایا یا کسیکی غیبت کی یا اوسپر قے غالب ہوئی اور اوسنے قے کی یا جنب تھا اور صبح
ہوگئی یا اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ڈالا یا کان مین پانی ٹپکایا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق مین داخل ہوئی تو ان سب
صورتون مین روزہ نگیا **ف** روایت ہی صحیحین وغیرہما مین حضرت ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
بھول جاوے اور وہ روزہ سے ہو سو کھایا یا پیا تو تمام کرے اپنے روزہ کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور
مسلم مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا تجکو
(بھولکے سے ۱۲)
اور پلایا اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہی صحیح ابن حبان اور دارقطنی مین کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا
کہ مین روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مین نے بھولے سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا
تجکو اللہ نے اور ایک لفظ مین ہی لا قضاء علیک اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا اوسمین فلا
تفطروا نہ افطار کرو اور روایت کی ابن حبان نے ابو ہریرہ سے انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال من افطر فی رمضان
ناسیا فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ یعنی جسنے افطار کیا رمضان مین بھولے سے تو نہین قضا ہی اوسپر اور نہ کفارہ اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت مین تفرد بہ الانصاری عن محمد بن عمرو و
کلہم ثقات یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین
نہین افطار کرتی ہین روزہ دار کو حجامت اور قے اور احتلام اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرتا ہی
(پچھنے لگوانا ۱۲)
اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہی اور ذکر کیا اسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے
اور ابن معین نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہین ہی قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے اور طریقے سے اور اوسمین ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا
اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہین حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی اوس سے مسلم نے اور
استشہاد کیا اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لا یفطرن الصائم
القیء والحجامۃ والاحتلام قال وھذا من احسنھا اسنادا واصحھا یعنی نہین افطار کرتی ہی صائم کو
قے اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ اسی طرح یہ حدیث ثوبان سے اس باب مین اسناد کی رو سے اور اصح ہی اوسمین انتہی اور اسناد مین
اوسکی سلیمان بن حبان ہی کہا ابن معین نے سچا ہی اور نہین ہی حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ثوبان سے
اور کہا کہ نہین روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن وہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا او دلیل اوسکی یہی حدیث ہی اور امام
احمد کے نزدیک حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ
یعنی افطار کیا پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قے اور احتلام اور دوسری یہ کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگاتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے
اور کہا گیا واسطے انس کے کیا تم مکروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو کہا انھوں نے
کہ نہیں مگر بسبب ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس رض نے أَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ أَنَّ
جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفْطَرَ هٰذَانِ ثُمَّ رَخَّصَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ أَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي
رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا أَعْلَمُ لَهُ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ رکھا گیا حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر
بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اونھنے
پھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس رض حجامت کرتے اور وہ
روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں او نہیں جانتا ہوں میں اوسمیں کسی طرح کی
علت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہی جو داخل ہووے اور نہیں ہی
اوس سے جو خارج ہووے اور قے اگر آپ آجاوے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قے
اور وہ روزہ دار ہو تو نہیں ہی اوسپر قضا اور جو قے کرے قصدا تو قضا کرے روزے کی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی نہیں
پہچانتے ہیں ہم اوسکو حدیث ہشام بن حسان کے انھوں نے ابن سیرین سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسی
بن یونس سے کہا بخاری نے نہیں دیکھتا ہوں میں اوسکو محفوظ بسبب اسکے او صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن
حبان نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہی اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسی بن
یونس کی ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اوسکو
کیا اوسپر اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپر ابن عمر رض کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اوزاعی سے
موقوف اوپر ابوہریرہ کے اور وقف کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوہریرہ رض سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے
ایکدن کہ تھے آپ روزہ رکھتے اوسدن منگایا ایک برتن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے ای رسول اللہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے
فرمایا کہ ہاں لیکن قے کی تھی پس یہ محمول ہی اوپر قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے واللہ اعلم اور سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا
اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابوعاتکہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیماری بیان کی اپنی
آنکھوں کی کہا سرمہ لگاؤں میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہا ترمذی نے نہیں اسناد
اوسکی قوی اور نہیں صحیح ہی اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور راوی ابوعاتکہ پر اجماع ہی اوسکے ضعف پر روایت کیا ابن

تقریب سے حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اكْتَحَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار تھے اور گمان کیا بعض علما نے کہ زبیدی مستد ابن ماجہ مین وہ محمد بن ولید ہی اور وہ ثقہ ہی اور یہ وہم ہی کیونکہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید زبیدی حمصی ہی جیسا کہ تصریح کی اکی بیہقی نے اپنی سند مین اور لیکن چھپایا اس مقام پر اسکو راوی نے کہا تنقیح مین کہ وہ مجہول نہین ہی جیسا کہ کہا اسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بیٹا عبد الجبار کا ہی کہا ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بن عبد الجبار حمصی ہی اور وہ مشہور ہی لیکن اتفاق ہی اوسکے ضعف مین اور ابن عدی نے اپنی کتاب مین فرق کیا درمیان سعید ابن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہین اور صحیح یہ ہی کہ وہ ایک ہی شخص ہی اوسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہی اور نام عبد الجبار ہی اور اخراج کیا اوسکو بیہقی نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہین اونسے اپنے باپ سے اونسے اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسنادُ اسکی قریب ہی طرف صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہی تو یہ چند طریقے ہین اگر ایک طریقے سے حجت ہوگی تو سب طریقون سے ملکے حجت ہوگی اور وہ جو سنن ابو داؤد مین ہی عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے سرمہ لگانے اثمد خوشبودار کا وقت سوتے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود اوس حدیث مین ابو داؤد نے کہا قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ مُنْكَرٌ يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ یعنی کہا واسطے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہی یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب تنقیح نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونون مجہول ہین اور اسکے سوا اور کوئی حدیث اونکی نہین پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہی اور کہا ابو حاتم نے سچا ہی اور اونکے کلام مین منافات نہین کیونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو نہین کرتا اور روایت کی ابو داؤد نے باسناد صحیح اعمش سے کہا کہ نہین دیکھا مینے کسیکو اپنے اصحاب مین سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمے کو واسطے صائم کے اور ابراہیم نخعی رخصت دیتے تھے سرمے کی واسطے صائم کے واللہ اعلم ص اور اگر نہ دہ میں سنا ہی یا برف پڑتی ہی اور اوسکے موہنہ مین جاوے تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب مین اور اگر وطی کی مرد نے یا جماع کیا سے یا فرج کے سوا اور مقامون مین جس طرح ران ہی یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتون مین اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہو تو قضا نکرے ف اور بوسہ لینا مرد کیواسطے جب انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہین ہی اور مباشرت بھی مثل بوسے کے جائز ہی روایت ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ رض سے مروی ہی کہ بوسہ لیتے تھے اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور اچھا یہ ہی کہ اگر جوان ہو تو احتراز ایسے امر سے اچھا ہی اور بڈھے وغیرہ کو مضایقہ نہین اور یہ تفصیل حدیث مین وارد ہی روایت کی ابو داؤد نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی آپنے اوسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم ص ایک شخص نے وہ گوشت کھایا جو اوسکے دانت مین چنے کے برابر رہا تھا تو قضا کرے فقط

اور اگر چنے سے کم ہی تو قضا لازم نہین ہی مگر جسوقت کہ اوس گوشت کو مونہ سے نکالے اور ہاتھہ مین لیوے اور پھر کھالے تو اگر چنے سے کم بھی ہو تو قضا کرے اور اگر کسینے ایک تل نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا مگر اوسکو جب چبا ویگا تو روزہ نہین جاویگا اور پھر مونہ (اسلیے کہ حلق مین نہ جاویگا) قی لگے پھر پیٹ مین چلی جاوے یا وہ خود آپسے پیٹ مین نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی ہی قی سے دونون حالت مین فاسد نہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپسے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جاوے مین اگرچہ بہت ہی ہو روزہ فاسد نہین ہوتا پس ابو یوسف رح کے نزدیک فساد روزہ مین اعتبار کثرت قی یعنی بھر مونہ کا ہی اور امام محمد کے نزدیک فعل صائم کا ہی تو بہت سی قی کے آپ پھیرنے مین سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قی پھر جانے مین کسیکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قی کے پھیرنے مین ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی قی اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہین فاسد ہوگا

باب روزے کے مکروہات کے بیان مین

مکروہ ہی روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہی بوسہ لینا اگر امن جماع سے نہو اور سرمہ لگانا اور مونچھہ مین تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہو مکروہ نہین اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی **ف** دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو تو شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہین دونون ہونٹھ اوسکے نو ہوگا واسطے اوسکے نور دن قیامت کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علی رض پر اور دونون طریقون مین کیسان ابو عمر قصاب ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا مینے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر وسے سو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہی ذکر کیا اسکو میزان مین اور ایک دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بو مونہ روزہ دار کی اللہ کے نزدیک پاک زیادہ ہی مشک سے تو مسواک سے وہ بو زائل ہو جاویگی اور دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عایشہ رض سے اور دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی مجالد ہی ضعیف کیا اوسکو بہت لوگون نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ حکم کرتا مین اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہی روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہی ستر نماز سے جو بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہی اور روایت کی طبرانی نے

ثنا ابراهيم بن هاشم البغوي حدثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني ثنا بكر بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سألت معاذ بن جبل اتسوك وانا صائم قال نعم قلت اي النهار اتسوك قال اي النهار شئت غدوة وعشية الحديث

یعنی کہا عبد الرحمن بن غنم نے کہ پوچھا مینے معاذ رض سے کہ مسواک کرون مین اور مین روزہ دار ہون کہا انھون نے ہان کہا مینے کس وقت دنکو کرون مین کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے اور روایت کی بیہقی نے اسحق سے کہ پوچھا مینے عاصم احول سے کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھہ مسواک تر کے کہا کہ ہان کیا دیکھتا ہی تو تر زیادہ اوسکو پانی سے کہا مینے اول روز مین اور آخر دن مین کہا کہ ہان کہا مینے کس سے پوچھا یہ تمکو رحم کرے تم پر اللہ کہا انس رضی اللہ عنہ سے انھون نے

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھہ اوسکے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثین بیان
کین انھون نے عاصم سے منکر حدیثین کہ نہین ہی حجت ساتھہ اونکے اور روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ابن عمرؓ سے قال
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ اٰخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک
کرتے آخر روز مین اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب ابو میسرہ کے کہا نہین ہی حجت ساتھہ اوسکے اور رفع
کرنا اوسکا باطل ہی اور صحیح ابن عمر کا فعل ہی اور روایت ہی حضرت انسؓ سے کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا
مسواک کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہان کہا میں نے کہ ساتھہ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا کہ ہان کہا میں نے
اول روز مین اور آخر روز مین فرمایا کہ ہان تو کہا گیا واسطے انسؓ کے کس سے سنا تمنے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا
اوسکو تمام نے انسؓ سے مرفوعاً کہا ابن حبان نے لَا اَصْلَ لَهٗ نہین ہی اصل اوسکی اور اسناد مین اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی ہی
روایت کرتا ہی عاصم احول سے مناکیر کو کہا صاحب لآلی نے اخراج کیا اوسکو نسائی نے کنٰی مین اور بیہقی نے سنن مین اور کہا
کہ منفرد ہوا ساتھہ اوسکے ابراہیم اور منکر ہی حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اوسکے ایک شاہد ہی حدیث معاذ سے
جو اوپر گذری **ص** شیخ فانی اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نرکھے اور ہر روزے کے بدلے ہر مسکین کو کھانا دیوے
جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہی اور جب بڈھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے **ف** وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قول اللہ تعالیٰ کا اس باب مین حجت ہی **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جسوقت
کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا جو مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو یہ سب
افطار کرین اور پھر جب عذر انکا جاے تو قضا ادا کرین بغیر صدقے کے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت انسؓ سے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے
(یعنی معاف کیا رمضان مین اور حکم کیا قضا کا ۱۲)
روزے کو روایت کیا اوسکو ابوداؤد وغیرہ نے اور مریض بھی اسواسطے نرکھے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَانَ
مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرلے اور دنون سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا
ہوگئے اور دنون مین رکھے اور اسی طرح بڈھا بھی روزہ نرکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت ہی جو گذری لیکن وہ منسوخ ہی جب معنی اوسکے
لَا يُطِيْقُوْنَهٗ کے نہونگے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہین ہی اور وہ بڈھے مرد اور عورت کیواسطے ہی (شیخ فانی ۱۲)
جو طاقت روزے کی نہین رکھتے تو کھلاوین بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہی
حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوا انکے صحابہ سے اور کسی سے خلاف اسکا مروی نہین تو اجماع ہوجاویگا اور جس
اور جس مسافر کو کچھہ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اوسکو سفر مین روزہ رکھنا مستحب ہی تو اگر وہ سفر مین یا مرض مین مرگیا
تو اوسکے روزے کے بدلے مین صدقہ دینا واجب نہین اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مرا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مرا تو اوسکے
روزے کے بدلے مین اوسکا ولی صدقہ دیوے اس طرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوسکے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اوتنے
روز جی کے مرا ہووے تو اوسکے سب روزونکے بدلے صدقہ دیوے اور اگر اوتنے روز نہین جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنونکا صدقہ
دیوے مثلاً اوسکے دس روزے فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرا تو پانچ دن کا اوسکا

ولی صدقہ دیوے اور وجوب صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہی کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کرگیا ہو یعنی کہ گیا ہو
کہ میرے بعد میرے روزے کی طرف سے صدقہ دینا تو اوسنے جتنا مال چھوڑا ہی اوسکے تیسرے حصے مین ادا کیا جاویگا اور امام شافعی
نزدیک سفر مین روزہ رکھنا افضل ہی اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو مروی ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر مین
تو ایک جگہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہین اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہی یہ
کہا انھون نے کہ وہ روزہ دار ہی تب فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہین ہی کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور
دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکے کے رمضان مین
یہان تک کہ پہونچے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپنے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپسے
کہ بعض لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپنے أُولَئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب یہ ہی کہ اول حدیث مین
تو آپنے صورت ضرر اور نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہی کیونکہ جب خوف ضرر کا ہووے تو روزہ رکھنا
افضل ہی اور اسیطرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہی کہ آدمیون کے اوپر شاق ہوے روزے اور روایت کیا اوسکو
واقدی نے مغازی مین اور اوسمین یہ ہی کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور انھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپنے ارشاد فرمایا اور
اس توجیہ مین موافقت ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہی صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا اے رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم پاتا ہون مین قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہی روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ وہ رخصت ہی اللہ کی طرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہی اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہی کچھ گناہ
اوسپر اور صحیحین مین ہی کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض
نہین تو کوئی عیب نہین کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہی سنن ابوداؤد وغیرہ مین ابو الدرداء سے کہ نکلے ہم ساتھ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہادون مین نہایت گرمی مین یہان تک کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھ اپنے سرون پر
بسبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت
کرتی ہین اوپر مستحب و افضل ہونے روزے کے سفر مین اور یہی ہی حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین
مسند عبد الرزاق مین ہی کعب بن عاصم اشعری سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ
امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ یعنی نہین ہی نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت مین ہی کہ روزہ رکھنے والا سفر مین
مانند افطار کرنے والے کے ہی اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہی جو اوپر بیان کی
ہمنے فقط اور ولی اوسکے روزون کے بدلے اگر مرگیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے روزہ نرکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے دلیل اون
لوگون کی یہ ہی کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ مان میری مرگئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے
کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری مان پر کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے
ہان ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض اللہ کا ہو روایت کیا بخاری مسلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت مین
ہی کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ تحقیق کہ مان میری مرگئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا ہی کیا روزہ رکھون مین

اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھے تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مرجاوے اور اوسکے اوپر روزے رہین
روزے رکھے اوسکی طرف سے ولی اوسکا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہ رض سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کی
نسائی نے سنن کبری مین ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہین کہ نہ نماز پڑھے کوئی بدلے کسیکے اور نہ روزہ رکھے بدلے کسیکے اور
فتوی راوی کا بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکر ناسخ کے ہے اور ایسا ہی کہا حضرت عمر رض نے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو
مالک نے موطا مین اور کہا مالک نے کہ نہین سنا مین نے کسی سے صحابہ اور تابعین سے مدینے مین کہ کوئی اونمین روزہ رکھتا ہو کسیکے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسیکے
بدلے اور یہ موید ہے نسخ کو اوس حدیث کے واللہ اعلم ص صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزے کے صدقے کے برابر ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضون کے نزدیک
فدیہ پانچ نمازون کا یعنی ایک دن کی نمازون کا مانند فدیے ایک دن کے روزے کے ہے اور رمضان کی قضا لگاتار چاہے ادا کرے اور چاہے
تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجاوے تو قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے پھر وہی
قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے نہ دیوے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا ف اور دلیل لاتے
ہین ساتھ اوس حدیث کے کہ بیمار ہوئے ایک رمضان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کیا یہان تک کہ تندرست ہوئے پھر
نہ روزے رکھے یہان تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوس رمضان کے پھر روزے رکھے اوسکے جو قضا کیے تھے اور کھانا
دیتے تھے ایک مسکین کو ہر روز اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی شمار ہے اور تنا دوسرے
دنون مین سے اور یہ عام ہے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ثابت نہین ہے کیونکہ سند مین اوسکی ابراہیم بن نافع ہے کہا ابو حاتم
رازی نے جھوٹ بولتا تھا حدیث مین اور اوسی مین ایک اور شخص ہے جسکو تہمت ہے وضع حدیث کی ص مردے کا ولی مردے کے
روزے کے بدلے روزہ نہ رکھے اور اوسکی نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسے تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو
اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا اوسکی ادا کرے ف کیونکہ حضرت علیہ السلام نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گذری
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا روزے کو سفر مین بعد اسکے کہ روزہ رکھ چکے تھے اور اسی لیے ضیافت کے واسطے روزہ
نفل توڑ دینا درست ہے اور قضا اوسکی لازم ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عایشہ اور حفصہ کو جب کھالیا تھا انھون نے
کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا
اوسکو ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور رفع کیا گیا ہے ضعف اوسکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو ابن
حبان نے صحیح مین سوا اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور بزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اوسط مین ان
سب طریقون کے اور طریقون سے پھر کہا شیخ ابن الہمام نے فَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيْثُ ثُبُوْتًا لَا مَرَدَّ لَهُ یعنی ثابت ہوگئی یہ حدیث اس طرح
کہ نہین ہے رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے کہ طیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب اصحاب کو تو جب لائے وہ کھانا کہنے لگا ایک شخص سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ کیا ہے تجھکو کہا اوسنے مین روزے سے ہون تو کہا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی نے اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا
ہے کہ مین روزہ دار ہون کھالے اور روزہ رکھ لے بدلے اوسکے اور بعضون نے کہا ہے کہ روزے کو نہ توڑے اور دلیل لاتے ہین اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم مین سے طرف کھانے کے تو قبول کرے اور اگر روزہ نہو تو کھاوے اور روزہ دار ہو تو دعا کرے واسطے اوسکے

روایت کیا اوسکو مسلم نے ابوہریرہ سے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** مگر جس ایام مین کہ روزہ رکھنا منع ہی اونمین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعید کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین ذیحجہ کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جائز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان مین دنکو ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھ نہ کھاوے اور بسبب رمضان کی بزرگی کے سبب سے اور اوس روزے کی قضا ادا نکرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونون نے کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہین کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھ نکھاوین اور نہ پیوین اور اوس دن کے روزے کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ مہینا رمضان کا تھا تو اوسپر اوس روزے کا پورا کرنا واجب ہوگیا یا مقیم نے اوس دن سفر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور اون دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جن دنون مین بیہوش رہا اونکی قضا ادا کرے مگر جسدن بیہوشی شروع ہوئی ہی اور وہ نیت روزے کی کرچکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اوسکی قضا نکرے غرض یہ ہی کہ اگر تمام ہوا نیت کرچکا ہی تو روزہ صحیح ہوجاویگا اور جو معلوم ہو کہ نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور جو کچھ حال نیت کا معلوم نہو تب بھی اول روز کی جسدن بیہوشی طاری ہوئی قضا نہین ہی اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نکرے اور اگر بعض دن رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ تھا اور حالت جنون مین بالغ ہوا یا بالغ عاقل تھا اور پھر جنون ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو روزے اوسپر واجب نہونگے باوجودیکہ سارے رمضان دیوانہ نرہا ہو **ف** اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اور اگر اون پانچ دن مین جنمین روزہ رکھنا حرام ہی روزے کی نذر کی یا پورے سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہی اور ان پانچ دنمین روزے نرکھے بلکہ ان دنونکی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھ نیت نکی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہین ہی تو ان صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نکیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو ان دونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اور اگر افطار کردیگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی شش عید یعنی چھ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو روز عید سے جدا رکھنا مستحب ہی متصل روز عید سے نرکھے تو کراہت اور مشابہت نصاریٰ سے دور ہو **ف** اولا استحباب ان چھ روزون کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کی مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابوایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے چھ روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کسینے سارے زمانے روزے رکھے اور وجہ تشبیہ ساتھ نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب عید کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روزے بعد فطر کے متصل

رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے روزہ
نہ رکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسنے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اوسنے اور مستحب ہین روزے ایام
بیض یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے مین روایت کی نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نہین افطار
کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض مین نہ سفر مین اور نہ اقامت مین فقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان دنون مین روزہ
رکھنے کا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین دن بقرعید کے بعد اور دن [illegible]
مین روزہ رکھنا حرام ہی روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چاہا روزہ دو دنون مین ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ [illegible]
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عرفہ کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید ہمارا اہل اسلام [illegible]
ہین اور مراد عرفہ کے دن سے یہ ہی کہ عرفہ کے دن حج مین تمام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہی اور تصحیح اسکی دوسری حدیث مین [illegible] روایت کی
ابو داؤد نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے بیچ عرفہ کے اور اگر مقام عرفہ مین نہو تو عرفہ کے دن
روزہ رکھنا مستحب ہی اور روایت ہی نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے
ہین اور اللہ کے ذکر کے اور ایام تشریق اونکو اسواسطے کہتے ہین کہ عرب لوگ گوشتون کو قربانی کے ان دنون مین آفتاب کے بیچ خشک
کرتے تھے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اَيَّامَ مِنًى صَائِحًا
يَصِيْحُ اَنْ لَّا تَصُوْمُوْا هٰذِهِ الْاَيَّامَ فَاِنَّهَا اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے کہ نہ روزہ رکھو ان دنون مین کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کے
ہین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد مین اوسکی سعید بن سلام ہی کذاب کہا اوسکو احمد نے
اور روایت کی دارقطنی نے عبد اللہ بن حذافہ سہمی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر ان منی کے ایام
مین ای لوگو یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہین اور ضعیف کیا اسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اوسکی بعض لوگون نے اور ذکر کیا
اوسکو (یعنی واقدی کو) شیخ ابن الہمام نے باب المیاہ مین کتاب الطہارت کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ نے مسندین
قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَهْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَلْدَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ بَعَثَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يُنَادِيْ اَيَّامَ مِنًى اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین دنون منا کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور سحری کھانا سنت ہی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ کیونکہ اوسمین برکت ہی روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ فرق
درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے اور دیر
ہی سحری کھانا یہان تک کہ صبح صادق نہو وے اور روزہ کھولنا جلدی افضل ہی تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے مکروہ ہی فرمایا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہینگے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا
اوسکو بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد سے اور جسوقت افطار کرے کہے اَللّٰهُمَّ

سعید بن سلام

واقدی

لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یعنی ای اللہ تیرے ہی واسطے مینے روزہ رکھا تھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کرتا ہون روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ہی کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور جو نپاوے تو پانی سے اور یہ وارد ہوا ہی حدیث مین اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نرکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کسی قوم پر جاے اوترے تو بغیر اذن اونکے کے روزہ نرکھے نکالا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہی واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت مؤکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ ٹھیرا رہنا روزہ دار کا مسجد جماعت مین بہ نیت اعتکاف **ف** لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ مین ہی جو ملا روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ مین رمضان سے یہان تک کہ اوٹھا لیا انکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد اونکے اونکے ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب ہی وہ یہ کہ سوا ان دس دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور اون دنون مین مواظبت ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا رکن ہی اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین سے یا سوید سے اور ضعیف کیا اونے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہا علی بن حجر نے کہ چاہیے بیہقی سے اون دونون کے احوال سے تو ثنا کی انھون نے اوپر اور روایت کی ابوداؤد نے عبدالرحمن بن اسحق سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا انھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عیادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے مین اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضروری ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابوداؤد نے سوا عبدالرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ السنۃ کا نہین ذکر کرتا اور عبدالرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اوسمین مگر اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ثنا کی اوسپر غیر اوسکے نے اور روایت کی ابوداؤد نے اور نسائی نے ابن عمرؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نذر کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین ایکدن اور ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے عبداللہ بن بدیل ابن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگون نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہین ذکر کیا روزے کا اونمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید او رسوا اونکے اور یہ حدیث صحیحین مین ہی نہین ہی ذکر اوسمین روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون مسجد حرام مین ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت مین ہی حضرت عمرؓ سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد یہ ہی کہ ایک دن

ساتھ رات کے یا ایک رات ساتھ ایک دن کے تاکہ مطابقت ہووے حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی
یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حدیث مین مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ ضابط کی مقبول ہی
اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا سو مسلم نہین کیونکہ کہا ابن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے
ثقات مین اور دوسرے یہ کہ مؤید ہی اسکی حدیث حضرت عایشہؓ کی جو نقل کی ہمنے اوپر ابوداود و نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے
انھون نے عطاء سے انھون نے ابن عباس اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونون نے اَلْمُعْتَكِفُ يَصُوْمُ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے
تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اوسکے ہی کیونکہ نقل کیا اونھون نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقف تھے اوس واقعے سے اور امام شافعی دلیل
لاتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی اعتکاف کرنے والے پر
روزہ مگر یہ کہ کرلے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہی کہ تصحیح اونکی تمام نہین سنا ہین اوسکی عبد اللہ بن محمد رملی ہی
اور وہ مجہول ہی اور باوجود جہالت اوسکی کے نہین رفع کیا اوسکو کسی نے سوا اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہین اوسکو ابن عباس تک
اور مؤید ہی اسکے وقف کے جو ذکر کیا اسکو بیہقی نے بعد ذکر اسبات کے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے رملی کہ روایت کیا اسکو
حمیدی نے عبد العزیز بن محمد سے انھون نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا مین اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبد العزیز کے
اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام مین سو کہا ابن شہاب نے کہ نہین ہوتا ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے سو کہا
عمر بن عبد العزیز نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہا انھون نے نہین سو کہا کہ ابو بکرؓ سے کہا انھون نے نہین کہا عثمانؓ سے
کہا کہ نہین کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھرا مین سو پایا مینے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا مینے اونسے یہ سو کہا طاؤس نے ابن عباس تھے
دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کرلے اور کہا عطا نے یہ رای صحیح ہی تو اگر ابن عباسؓ رفع کیا ہوتا اوسکو
نہ وقف کرتے طاؤس اوسکو ابن عباسؓ پر اور اسیواسطے اعتراض کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم ہی اور عجیب یہ ہی کہ وقف بھی
معارضے سے سالم نہین اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کرچکے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونون نے معتکف روزہ رکھے
اور کہا عبد الرزاق نے حدثنا الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوسپر روزہ ہی اور اسنادا اوسکی صحیح ہی اور نکالا عبد الرزاق نے حضرت
عایشہؓ سے موقوفا مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا اون دونون نے لَا اعْتِكَافَ اِلَّا
بِالصَّوْمِ اور موطا مین مالک کی ہی کہ پوچھا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی ابن عمرؓ کہ کہا اون دونون نے نہین ہی اعتکاف مگر ساتھ
روزے کے بسبب قول اللہ تعالی کے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ
فِي الْمَسَاجِدِ یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدون مین تو ذکر کیا
اللہ تعالی نے اعتکاف کو ساتھ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا اعْتِكَافَ اِلَّا
بِصِيَامٍ یعنی حکم نزدیک ہمارے اسپر ہی کہ نہین ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد
مین صحیح ہی جہان جماعت ہوتی ہو روایت کی طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے ابن مسعودؓ کے
کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اون لوگون سے کہ درمیان تمہارے گھر کے اور گھر ابو موسی کے ہین اور گمان کرتے ہین کہ

ہو اعتکاف سے جن سے کہا ابن مسعودؓ نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطا پر اور ان لوگوں کو یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا
حذیفہؓ نے لیکن میں سوچتا ہوں کہ نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور کہا الازرقی نے ابن عباسؓ سے کہ بدتر سب کاموں میں اللہ کے نزدیک بدعتیں
ہیں اور منجملہ بدعت میں سے ہے اعتکاف کرنا ان مسجدوں میں جو گھروں میں ہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق دونوں نے اپنے مصنف میں
ثنا سفیان الثوری اخبرنی جابر عن سعید بن عبیدۃ عن عبد الرحمن السلمی عن علی قال لا اعتکاف
الا فی مسجد جماعۃ اور اوپر گذر چکا مرفوعاً حدیث حضرت عائشہؓ میں اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہؒ سے یہ مروی
ہے کہ نہیں صحیح ہے اعتکاف مگر اوس مسجد میں جس میں پانچوں نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت
کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہا انھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہو اور مؤذن
سو اعتکاف اوس میں صحیح ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب ص اور کم مدت اوسکی ایک دن ہے جو اعتکاف شروع کرے اور ایک دن
یا کسی ساعت تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دیوے تو اوس پر قضا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہے اور وہ ہو گئی تو قضا نہیں اور
معتکف مسجد میں سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا پاخانہ کے واسطے ف کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ نہیں
داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی کے جب تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے ص
یا جمعے کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جسکا مکان جامع مسجد سے دور ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پا لیوے اور سنتیں پڑھے چار
جمعے کے پہلے اور ایک روایت میں چھ رکعتیں چار سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے نزدیک اور چھ صاحبین کے
نزدیک اور اس قدر سے زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے
تو فاسد ہو گا ف اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا مگر جب کہ برابر آدھا دن نکلا ہے ص معتکف کھاوے اور پیوے
اور سووے ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی جگہ اعتکاف میں مگر درمیان مسجد کے ص اور بیچے اور خریدے
مسجد میں بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا معتکف کے اور کوئی شخص مسجد میں یہ کام نہ کرے ف روایت کی اصحاب سنن نے عبد اللہ بن
عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اور خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجدوں کو
اپنے لڑکوں سے یہاں تک کہ فرمایا اور بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور پوری حدیث یوں مروی ہے مصنف
میں اوسکے حدثنا محمد بن مسلم عن عبد ربہ بن عبد اللہ عن مکحول عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع
اصواتکم واقامۃ حدودکم وسل سیوفکم واتخذوا علی ابوابها المطاهر وجمروها من الجمع
ص اور چپ نہ رہے ف یعنی ایسا نہ کرے کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے ص بلکہ بہتر اور نیک باتیں کرے
اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد
یعنی نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب کہ تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں ص اگرچہ رات کو ہووے یا بھولے سے اور اگر
سوا فرج کے اور جگہ وطی کرے یا بوسہ لیوے یا چھووے تو اگر انزال ہوا اعتکاف باطل ہو گا اور اگر انزال نہ ہوا تو باطل نہ ہو گا
اگرچہ یہ کام اعتکاف میں حرام ہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر کچھ دنوں کے اعتکاف کی نذر کی تو اون دنوں کی

رات مین بھی اوسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر اگر چہ اوسنے ایسی نیت نہ کی ہو [illegible]
روز کی نیت کی تو دونون روز کی رات بھی داخل ہوجاویگی اور صرف دن کی نیت صحیح ہوجاویگی [illegible]

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور منکر اوسکا کافر ہے **ف** اور فرضیت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل
شانہ نے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کے واسطے لوگون کے ذمے پر ہے حج خانہ کعبہ کا اور عمر بھر مین ایکبار فرض
ہے روایت کی احمدؒ نے مسند مین اور دارقطنی نے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج کو سو کھڑے
ہوئے اقرع بن حابس اور کہا کہ اے رسول اللہ کیا ہر سال مین سو فرمایا آپنے اگر مین کہتا ہان البتہ واجب ہوتا ہر سال مین اور تم
اوسکی قدرت نہ رکھتے حج ایکبار ہے اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کی مسلم نے [illegible] **ف** حر آزاد
مسلمان مکلف تندرست آنکھ والے پر ہے اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو جو افضل ہو [illegible] عیال کے نفقے سے لوٹنے

تک اور راہ کی بھی امن ہو **ف** آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے پھر بالغ
ہو تو اوسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو تو اوسپر دوسرا حج ہے [illegible] روایت کیا [illegible] ابن عباس
اور کہا صحیح ہے [illegible] محمد بن منہال کا ساتھ رفع اوسکے [illegible] لیکن [illegible] زیادت
ثقہ سے مقبول ہے اور [illegible] ایک مرسل حدیث روایت کیا [illegible] ابوداؤد [illegible] کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے [illegible] اوسکے [illegible] کافی ہوجاویگا اور جب [illegible]
حج کرے [illegible] اوسکے کافی ہوجاویگا [illegible] اور [illegible]
مین ہے [illegible] ابن عباسؓ [illegible] شرط ہے [illegible] اگرچہ [illegible] حج
نہین [illegible] اور سواری شرط ہے اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے [illegible]
قول مین وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا [illegible]
جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا اے رسول اللہ کیا چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور [illegible]
مسلم کے اور نہین نکالا اون دونون نے اوسکو [illegible] کی سعید [illegible] قتادہ [illegible]
اور کہا صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے [illegible] فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آیت مین کہ سبیل زاد اور راحلہ ہے اور [illegible] سے مروی [illegible] ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ اور جابرؓ
اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے [illegible] حاجت اصلی ضروری [illegible] مانند خادم اور اسباب خانگی اور
کپڑون وغیرہ اسواسطے کہ یہ چیزین ہونا ضرور ہین [illegible] شرط ہے کہ اہل و عیال کے نفقے سے فارغ ہو اسواسطے کہ نفقہ
فرض ہے اور حق بندہ کا مقدم ہے [illegible] حق پر [illegible] شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہین اونکو سواری شرط نہین
کیونکہ اونکو مشقت [illegible] نہین کہ سواری بھی ضرور ہو [illegible] اور راہ کی بھی امن شرط ہے اسواسطے کہ محافظت

جان و مال کی ضرور ہی **ص** عورت کو بغیر محرم یا خاوند کے حج درست نہین اگر اوس عورت سے مکے تک مدت سفر کی برابر راہ ہووے **ف** اور اگر اوس سے کم ہووے تو شرط نہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہی جب کہ ایک قافلہ ہووے اور اوسکے ساتھ معتبر عورتین ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہین اور دلیل امام شافعیؒ کی عموم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ آخر تک اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کو مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِيْ حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ اَيْضًا عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٖ وَلَفْظُهُ لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی نہ حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے اے نبی اللہ کے مین لکھا گیا ہون فلانے غزوے مین اور عورت میری حج کرنے والی ہی کہا آپ نے لوٹ جا اور حج کر ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور معنی اوسکے یہی ہین اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہی کہ دوسری حدیث مین صحیحین کی ہی ابو سعید سے اور مروی ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوٰۃ مین بیان کر چکے کہ تین دن رات سے کم نہین ہوتا اور احتیاط اسمین ہی کہ کسی جا کا ارادہ بغیر محرم کے نہ کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہو اسواسطے کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ اوسکا خاوند ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت مین ابو ہریرہؓ سے ہی کہ نہین حلال ہی جو ایمان لائی ہی واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت مین طبرانی کی ہی کہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر مین ایک بار فرض ہی بوقت قدرت ہوتے ہی فی الفور فرض ہوتا ہی یہ مذہب امام ابی یوسفؒ کا ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک فی الفور واجب نہین ہوتا تو اگر اوس سال مین حج نہ کیا اور دوسرے یا تیسرے سال مین ادا کیا اونکے نزدیک ادا ہوگا اور اگر ادا نہین کیا اور مر گیا تو اونکے نزدیک گنہگار ہوگا پس اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسفؒ کے نزدیک گنہگار ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک نہین ہوگا اور اگر لڑکے نے احرام باندھا اور بالغ ہوگیا یا غلام نے اور آزاد ہوگیا اور حج کیا فرض ادا نہوگا تو اگر لڑکے نے احرام پھر باندھا اوسی وقت کیا فرض وسی ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہوگا فرض حج کے تین ہین احرام باندھنا اور عرفات مین ٹھیرنا اور طواف زیارت کا اور واجب پانچ ہین مزدلفہ مین ٹھیرنا اور دوڑنا صفا مروہ کے بیچ مین اور کنکریان پھینکنا اور طواف صدر کا یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے آفاقی کے اور منڈوانا سر کا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہین **ف** اور ان سب چیزون کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا **ص** مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہین اور اونکے قبل احرام باندھنا مکروہ ہی **ف** فرمایا اللہ تعالی نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ یعنی حج کے کچھ مہینے ہین معلوم اور روایت کی بخاری نے تعلیقًا ابن عمرؓ سے کہ مہینے حج کے شوال و ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہین اور مروی ہی بخاری مین تعلیقًا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہی ابن عباسؓ سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن مسعودؓ سے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبد اللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہین تو یہ سب عبادلہ سے مروی ہی عبادلہ کہتے ہین عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ

ابن عمر عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمرہ
سنت ہی اور عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہیں اور وقوف یعنی ٹھہرنا اوسمین نہین ہی اور سارے
برس مین جب چاہے درست ہی اور مکروہ ہی دن عرفے کے اور چار دن مین بعد عرفے کے **ف** اور سنت ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہی
روایت کی ترمذی نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرو تو وہ
فضل ہی اور اوسکا بیان آگے آویگا **ص** میقات مدینے کے رہنے والے کا ذو الحلیفہ ہی اور عراق والون کا ذات عرق اور شام
والون کا جحفہ اور نجد والون کا قرن اور یمن والون کا یلملم **ف** میقات اوسکو کہتے ہین جہان سے احرام باندھتے ہین اور ذو الحلیفہ
اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقامون کے نام ہین اور یہ تعیین حدیث مین مروی ہی روایت ہی صحیحین مین حضرت
ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذو الحلیفہ اور واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے
اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابو داود وغیرہما نے اور آخر حدیث کا یہ ہی کہ یہ مقام ان
لوگون کے واسطے ہین جو ونکے پاس ہین اور اون لوگون کے جو آوین وہان سے جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو ونکے سوا ہو تو جہان
سے چاہے یہان تک کہ اہل مکہ احرام باندھین مکے مین اور نہین ذکر کیا اسمین میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابر نے
روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کیا راوی نے اوسکے رفع مین اور ابن ماجہ نے روایت کیا اوسکو اور اوسمین شک نہین اور
اوسی مین ہی کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق ہی مگر اسناد مین اوسکے ابراہیم بن یزید جوزی ہی اوسمین شک ہی اوسکی حدیث مین اور
روایت کی ابو داود نے حضرت عایشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور
اسناد مین اوسکی افلح بن حمید ہی اور تھے احمد بن حنبل انکار کرتے اسکا اور انکار عبد الرزاق نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن
عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقامون سے
آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہی جسکا قصد مکے مین داخل ہونے کا ہو **ف** برابر ہی کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا نکرے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات سے مگر احرام باندھ کے اور یہ عبارت ہدایہ مین ہی
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **حدثنا** عبد السلام بن حرب عن خصیف عن سعید بن جبیر
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تجاوز الوقت الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ
احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے اپنی مسند مین **حدثنا** ابن عیینۃ عن عمرو
عن ابی الشعثاء انہ رای ابن عباس یرد من جاوز المیقات بغیر احرام یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس اوسکو
جو آگے جاتا تھا میقات سے بغیر احرام کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے **ثنا** وکیع عن سفیان عن حبیب بن
ابی ثابت عن ابن عباس اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے مسند مین **حدثنا** فضیل بن عیاض
عن لیث بن ابی سلیم عن عطاء عن ابن عباس قال اذا جاوز الوقت فلم یحرم حتی دخل
مکۃ رجع الی الوقت فاحرم وان خشی ان رجع الی الوقت فانہ یحرم و یھریق لذلک دما یعنی کہا ابن
عباس نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور نہ احرام باندھے یہان تک کہ داخل ہو جاوے

سکتے ہین تو سئے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے تو وہ احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے **ص** اور قبل پہونچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھ لے تو درست ہی **ف** روایت کی حاکم نے باب التفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علیؓ قول اللہ تعالی سے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھون نے یہ کہ احرام باندھے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ یعنی صحیح ہی اور پر شرط بخاری و مسلم کے اور مروی ہی یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا اور اسمین ضعف ہی اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین پایا مینے اوس حدیث کو **ص** اور جو ان مقامون کے رہنے والے ہین اونکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہی تو اونکی میقات حل ہی اور جو مکے کا رہنے والا ہی وہ احرام حج کے لیے حرم سے باندھے اور عمرے کے لیے حل سے **ف** حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہین اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کہ احرام باندھین جوقت مکہ سے روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم حلال تھے یعنی احرام نہین باندھا تھا کہ احرام باندھین ہم جب توجہ کرین طرف منی کے کہا جابرؓ نے کہ اہلال کیا ہم نے ابطح سے اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بھائی کو کہ عمرہ کرا دین اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم مین نہین ہی اور دلیل تو یہی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ یعنی جو ان مقامون سے ادہر ہی تو وہ جہان سے چاہے احرام باندھے یہان تک کہ اہل مکے مکے سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہی **ف** اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذوالحلیفہ مین پڑھین دو رکعتین پھر سوار ہوئے اونٹ پر تو جب چڑھ چکے اوپر بیدا کے احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ یَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ وَصَحَّحَهُ عَلٰی شَرْطِهِمَا وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِیِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ سنت سے ہی یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری مسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اور قول صحابی کا من السنۃ بمنزلہ رفع کے ہی **ص** اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوے اور ایک دوگانہ نفل پڑھے **ف** اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے اور لیکن خوشبو لگانا سو اسواسطے کہ کہا حضرت عائشہؓ نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون ہاتھون سے جسوقت احرام باندھا آپنے اور لگائی مینے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپنے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو مین مشک تھی اور لیکن دو رکعتین نفل پڑھنا سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتین ذوالحلیفہ مین وقت احرام کے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو داؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباسؓ

ص تو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہی تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون حج کا پس آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر لبیک کہے بعد نماز کے اور نیت حج کی کرے اور وہ یہ ہی لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اور اس سے کم نکرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہی ف لیکن لبیک کہنا بعد نماز کے سو حدیث سے ثابت ہی روایت کی ترمذی اور نسائی نے ابن عباس رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ثابت کیا اوسکو اور اگر سواری پر چڑھ کے لبیک کہے تو بھی درست ہی اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہی روایت کیا انکو بخاری مسلم نے اور زیادہ کرنا اس کے جائز ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک جائز نہین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رض نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِی یَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ مروی ہی صحاح مین اور زیادہ کیا ابو داود نے ایک روایت مین کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہین کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعود رض نے اسپر مروی ہی بسند اسحٰق بن راھویہ مین اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات پر روایت کیا اسکو ابن سعد رض نے طبقات مین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور جب لبیک نیت کرکے کہہ لی احرام اوسکا بندھ چکا تو جماع اور فحش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جماع سے عورتون کے سامنے روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے جب یہ شعر پڑھا شعر وَھُنَّ یَمْشِیْنَ بِنَا ھَمِیْسًا ✦ اِنْ یَّصْدُقِ الطَّیْرُ نَنِکْ لَمِیْسًا ✦ کہ معنی اردو اسکے یہ ہین کہ اونٹ چلتے ہین ہمارے ساتھہ دراننحالیکہ اونکے موزون کے نعل سے آواز آتی ہی ✦ اگر فال سچ ہو تو ہم لمیس کہ ایک عورت ہی اوس سے جو ہمارا جی چاہیگا کرینگے تو لوگون نے کہا کہ رفث کرتے ہین احرام مین تو فرمایا کہ رفث اوسکو کہتے ہین جسمین عورتین مخاطب ہون اور بچے فسوق یعنی گناہون سے اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے لڑے یا مشرکون سے حج کی تقدیم اور تاخیر مین ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ یعنی نہین ہی رفث اور فسوق اور جدال حج مین ص اور نہ شکار کرے خشکی کا احرام مین اور دریا کا شکار منع نہین اور شکار کے جانور کو کسیکو نہ بتلاوے اور نہ اوسکی طرف اشارہ کرے ف اسواسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ بےاحرام سے تھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے کھانے کو سو فرمایا آپنے کیا تمنے اوسکے شکار مین کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تمنے کہا اونھون نے نہین تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھاؤ جو اوسکا گوشت باقی ہی روایت کیا اوسکو اصحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے یہ کہ دلالت کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہی اور یہی حکم نیک کامون کے باب مین بھی ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنی تبلانے والا بہتری کا مانند اوسکے کرنے والے کے ہی اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم

ص اور پربیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے ف اور یہ منع حدیث مین وارد ہی ص اور منہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی واسطے مرد کے چھپانا منہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا یعنی احرام مرد کا اوسکے سر مین ہی اور احرام عورت کا اوسکے منہ مین ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفًا ابن عمر پر اور ذکر کیا اوسکو مرفوع صاحب ہدایہ نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جب وہ مرگیا تھا احرام مین کہ چھپاؤ منہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا روایت کیا اسکو امام شافعیؒ نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جب وہ مرگیا تھا احرام مین کہ نہ چھپاؤ منہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیگا دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا اور دوسرے یہ کہ جب عورت نے باوجود اس بات کے کہ اوسکے منہ کھولنے مین خوف فتنے کا ہی منہ نہ چھپایا تو مرد کو ضرور منہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعیؒ کی وہ بھی ہی جو روایت کی امام مالک نے حضرت عثمان سے کہ وہ چھپاتے تھے منہ اپنا اور وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے مرفوعًا اور کہا کہ صواب موقوف ہونا اس حدیث کا ہی ص اور سر دھونے اور داڑھی دھونے سے ساتھ خطمی کے ف اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چیز ہی اور سر کے کیڑون کو قتل کرتی ہی اور غسل کرنا احرام مین درست ہی اسواسطے کہ حضرت ابن عمرؓ غسل کرتے تھے احرام مین روایت کیا اسکو مالکؒ وغیرہ نے ص اور داڑھی کترنے سے اور سر منڈانے سے اور بال بدن کے مونڈنے سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط اور نہ مونڈو سر اپنا یہانتک کہ پہونچ جاوے قربانی اپنی جگہ مین اور کترنا بھی مونڈنے کے حکم مین ہی ص اور کرتا پہننے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزون کے پہننے سے ف اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان چیزون کے پہننے سے احرام مین روایت کیا اسکو صحاح ستہ والون نے اور اگر موزہ پہنے تو اوسکو کاٹ کے ٹخنے سے نیچا کرلے اور اسی طرح اگر تہمت نہو تو اوسکے بدلے سراویل پہن لیوے اور بعضون کے نزدیک کاٹے اور پہن لیوے جب نعل نہووے جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہین دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپنے اور نہ پہنے موزہ مگر جب نہ پاوے نعلین تو کاٹ لے اونکو اور نیچا کرلے ٹخنون سے اور جو کہتے ہین نہ کاٹے دلیل لاتے ہین حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نپاوے تہمت پہنے سراویل اور جو نپاوے موزہ پہن لیوے نعلین روایت کیا اوسکو بخاریؒ و مسلم و ابو داود وغیرہم نے ص اور اوس کپڑے سے جو خوشبودار رنگ مین رنگا ہووے مگر بعد زائل ہوجانے خوشبو کے ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنو اوس کپڑے کو جسمین زعفران اور ورس ہو احرام مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اوسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمرؓ سے ص اور حمام مین جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محمل سے یعنی کجاوے سے جائز ہی ف اور کپڑا تان دینا واسطے سایے کے سر پر ہمارے نزدیک جائز ہی اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہی اور حضرت عثمان سے یہ منقول ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیع ثنا الصَّلْتُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بِالْاَبْطَحِ وَاِنَّ فُسْطَاطَهٗ مَضْرُوْبٌ وَسَيْفُهٗ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ یعنی کہا عقبہ نے کہ دیکھا مینے عثمان کو ابطح مین کہ فسطاط اونکا تنا ہوا تھا اور تلوار اونکی لٹکتی تھی درخت مین اور سایہ کیا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج مین روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین مین اور حضرت عمرؓ ڈال دیتے تھے کھال کو درخت پر اور اوسکے سایے مین بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام مین جانا درست ہی اسواسطے

کہ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعیؒ نے اور روایت کیا اسکو مالکؒ نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابوایوبؓ نے سر دھونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یہ صحیحین میں واللہ اعلم **ص** اور ہمیانی کا باندھنا جائز ہے

ف یہ اسواسطے بیان کیا کہ احرام میں سیا ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہمیانی سی ہوئی ہے تو اوسکا باندھنا ضرورت کے سبب سے جائز ہے **ص** اور زیادہ کہے لبیک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ میں اترے یا سواروں سے ملاقات ہو اور صبح کا وقت ہو **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تھے اور صحابہ آپکے ان وقتوں میں روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا معاویۃ عن الاعمش عن خیثمۃ قال کانوا یستحبون التلبیۃ عند ست دبر الصلوۃ واذا استقبلت بالرجل راحلتہ واذا صعد شرفا او ھبط وادیا واذا لقی بعضھم بعضا وبالاسحار یعنی تھے صحابہ کہ مستحب جانتے لبیک کہنے کو چھ جگہ پر پیچھے نماز کے اور جب سامنے آوے مرد کے سواری اوسکی اور جب چڑھے چڑھائی پر اور جب اترے اوتار میں اور جب ملاقات کریں بعض بعض سے اور صبح کے وقت اور روایت کی ابن ناجیہ نے فوائد میں جابرؓ سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبی اذا لقی راکبا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب مقاموں کو سوا اسکے کہ سامنے آوے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہو مکہ میں پہلے جاوے مسجد حرام میں **ف** اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر شروع کرتے تھے مسجد کو پہلے ... اور نہیں ... اسواسطے کہ ... کچھ مضایقہ نہیں کہ جاوے مسجد میں رات کو یا دن کو روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں رات کو اور دن کو داخل ہوئے تھے حج وداع میں رات کو اور دن کو عمرہ میں **ص** اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کہے **ف** تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا اور روایت ہے عطا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اعوذ برب البیت من الکفر والفقر وضیق الصدر وعذاب القبر اور اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اوس مقام پر اللہ تعالی سے جنت میں داخل ہونا بغیر حساب کا مانگے کہ اوسوقت دعا قبول ہوتی ہے **ص** پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ نماز کی طرح اور چوم لیوے اوسکو منہ لگا کے اگر قدرت رکھے اسپر بدون ایذا کسی مسلمان کے اور اگر چوم نہ سکے تو چھوئے اوسکو ہاتھ سے پھر ہاتھ چوم لیوے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سامنے اوسکے جاوے اور تکبیر و تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالی کی اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سامنے جانا حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا اس حدیث سے ثابت ہے جو روایت کی امام احمدؒ نے مسند میں کہ روایت ہے انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے تم ایک مرد قوی ہو سو نہ مزاحمت کرو لوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چوم لے اور اسکو نہیں تو سامنے جاؤ اوسکے اور تکبیر اور تہلیل کہو اور ہاتھ اوٹھانا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاویں مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انمیں سے وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں ہے یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں حدیث گذری اور چومنا سو اسطرح چاہیے کہ اوسپر دونوں ہاتھ رکھے اور منہ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمرؓ آئے حجر اسود پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجکو نہ چومتا مین تجکو اور مروی ہے حضرت ابن عباس رضی سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھدیتے تھے اور کہا اونھون نے کہ دیکھا مینے عمر رضی کو کہ چومتے تھے اوسکو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کی حاکم نے ابن عباس رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس رضی اور کہا کہ دیکھا مینے عمر رضی کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور جب ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تا کہ کسی کو اذیت نہو وسے اسواسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا دینے سے باز رہنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ یعنی مسلمان وہ شخص ہے کہ بچے رہین مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ برا کہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اذیت دیوے فصل اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہے یہ طواف واسطے آفاقی کے پھر اضطباع کیے ہوئے اپنی داہنی طرف کو چلے اور طواف کے حجر اسود سے شروع کرے اور طواف مین حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہین کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے دونون کنارے اوسکے بائین کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسی طرح کرے فائدہ حطیم ایک مقام کعبے کا ہے کہ اوسمین میزاب ہے قریش نے جب کعبے بنایا اور عبادت مال حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہ کو بھی کعبے مین داخل کرین تو اوسکو باہر رکھا تھا اور اسی واسطے اوسکو حطیم کہتے ہین یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن امیہ سے کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کر کے ساتھ ایک چادر سبز کے اور مروی ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی تھی انھون نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھینگی اوسمین دو رکعتین پھر جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ کا ہاتھ پکڑا اور کر دیا اونکو حطیم مین اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ اسواسطے کہ حطیم خانہ کعبہ ہے اور تیری قوم نے جب ڈالی اوسکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے اور اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ مین توڑتا کعبے کی بنا کو اور بناتا مین اوسکو جیسا حضرت ابراہیم نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا مین حطیم کو کعبے مین اور جو کھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا مین اوسکے دو دروازے ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر مین جیونگا اگلے سال تک تو ضرور کرونگا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفای راشدین کو اس امر کی یہان تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی کا اور سنی تھی انھون نے یہ حدیث حضرت عایشہ رضی سے تو کیا انھون نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھون نے بہت لوگون کے سامنے اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ مین پھر جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو برا جانا اوسنے کعبے کو کھینا اس طرح پر کہ بنایا تھا اوسکو عبد اللہ بن زبیر نے اور کر دیا اوسکو جیسا تھا جاہلیت مین تو جب حطیم خانہ کعبہ ٹھہرا تو اس صورت مین طواف حطیم کو اندر کر کے کیا جاویگا یہان تک کہ اگر خالی جگہ مین داخل ہو کر طواف مین حطیم کو چھوڑ دیا نہین جائز ہوگا لیکن اگر کوئی مصلی منہ کر کے حطیم کی طرف نماز پڑھیگا جائز نہوگی اسواسطے کہ منہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہے تو نہین ادا ہوگی نماز ساتھ خبر واحد کے اور طواف مین احتیاط کیواسطے داخل کیا اسکو یہ مضمون شرح وقایہ کا ہے فصل اور پہلے تین پھیرون مین رمل کرے اور ایک پھیرا تمام ہوتا ہے حجر اسود سے حجر اسود تک اور رمل اوسکو کہتے ہین کہ دونون کندھون کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے مین کرتے ہین اور سبب اسکا شجاعت کا اعلان تھا مشرکین کو

مسئلہ جنکی نیت صرف حج کی ہو یا حج اور عمرہ کی ہو اور مقیم مکہ والے اور متمتع سب کے واسطے طواف قدوم سنت نہین ہے

مسئلہ منہ کرنا حطیم کی طرف نماز مین جائز نہین

مسئلہ اور داخل کرنا حطیم کا طواف مین واجب ہے

کیونکہ کہا تھا انھون نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو یثرب یعنی مدینے کی گرمی نے پھر باقی رہا یہ حکم اپنے حال پر بعد زائل ہونے سبب کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اور آئی ہین اس باب مین
بہت حدیثین **ص** اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ دے اسی طرح ہر پھیرے مین اور بوسہ دیوے رکن یمانی کو اور وہ مستحب ہے پھر ختم کرے طواف کو ساتھ بوسہ لینے
حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتین پڑھنا واجب ہین ہر طواف مین سات پھیرون کے بعد مقام ابراہیم مین یا جس جگہ میسر ہو جاوے مسجد مین
ف کیونکہ حدیث جابر مین ہے کہ جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام
ابراہیم کا مصلی تو اس سے وجوب اس نماز کا ثابت ہوتا ہے اور وہ جو صاحب ہدایہ نے دلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ
أُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیرون کے دو رکعتین بیان کیا ہے نہین پایا گیا ہان فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت
ہے صحیحین مین ہے حدیث ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرے مین تو آپ جلدی چلتے تھے پہلے تین
پھیرون مین اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھیرون مین پھر پڑھتے تھے دو رکعتین اور روایت کی عبد الرزاق نے مرسلا ابن جریج سے
انھون نے عطا سے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ أُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد طواف کے
دو رکعتین **ص** پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو **ف** حدیث جابر مین ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتین لوٹ آئے طرف حجر اسود
کے **ص** اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور منہ کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھاوے
دونون ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے **ف** اس واسطے کہ حدیث جابر مین ہے سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہانتک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو
سو توحید بیان کی اللہ تعالی کی اور منہ کیا قبلے کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ پھر دعا کی درمیان
اسکے اور کہا مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ ہے کہ کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ
اور اوٹھاوے دونون ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا مانگے اور حسب آثار کے اور یہ کہے اللَّهُمَّ اسْتَعْمِلْنِي
بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِي عَلَى مِلَّتِهِ وَأَعِذْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ **ص** پھر چلے طرف
مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلون سبز اور سرخ کے اور چڑھ جاوے اوس پر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع
کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر **ف** میل نشان ہین بطن وادی مین درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہونچے بطن وادی مین درمیان ان دونو
میلون کے کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ یہ مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر سے اور کہے مروہ
پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف جس دروازے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے روایت کی طبرانی نے
ابن عمر سے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ وَأَسْنَدَ أَيْضًا
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ مِنْ بَابِ الصَّفَا وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ
مُرْسَلًا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ یعنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے
اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ نکلے صفا کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے
ثابت ہے صحیحین مین ہے ابن عمر سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین سو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھین پیچھے مقام ابراہیم کے

دو رکعتین اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات بار اور دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے ہمارے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ یعنی دوڑو اسواسطے کہ فرض کیا اللہ نے تمپر دوڑنا یعنی درمیان صفا اور مروہ کے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا یعنی نہیں گناہ ہے اوسپر کہ طواف کرے درمیان ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور پوری حدیث یون ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَاءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہے اور صفا سے اسواسطے شروع کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیون مین سے ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے اور شروع کیا اللہ تعالی نے صفا سے اپنے کلام مین روایت کیا اس حدیث کو اوس لفظ سے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور مالک نے غیر اوسکے **ص** اور ایک پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتوین بار مین مروہ پر اور روایت طحاوی مین ہے کہ سعی صفا سے مروہ تک اور پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہے یا مجموع ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک پھیرا ہے تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے پھر مقیم رہے مکے مین اور احرام باندھے رہے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اسواسطے کہ طواف مثل نماز ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت مقدار معین نہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقْ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی مگر حلال کیا اللہ تعالی نے اوسمین کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نکرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونون طرح مروی ہے لیکن مرفوع جو روایت سفیان نے اونسے عطا ابن سائب نے اونسے طاوس نے اونسے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور روایت موسی بن اعین سے اونسے لیث بن ابی سلیم اونسے عطا سے اونسے طاوس سے مرفوعا ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو ثقات نے موقوفا لیکن عطاء بن السائب ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اوسکا اخیر مین متغیر ہو گیا تھا اور جسنے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہے اور سفیان نے اونسے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاوس سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہی سو کم کرو اوسمین کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام مکے مین ساتوین تاریخ اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلا نکلنا طرف منی کے اور نماز اور ٹھہرنا عرفات مین اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہ سے ان سبکے طریقے بتلا دے اور دوسرا خطبہ نوین تاریخ عرفات مین اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منی مین تو ہر خطبے مین ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکرؓ نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھوین تاریخ سے دسوین تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کے منا کی طرف اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے ہین

اور عرب لوگ آج کے دن مین اونٹون کو سیراب کرتے ہین اور ٹھہرے وہان روز عرفے کے فجر تک پھر وہان سے عرفات کو جاوے
ف ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر مین ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا (یعنی نوین تاریخ ۱۲) تو توجہ کی انھون نے طرف منا کے
اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھین اونکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور
فجر پھر ٹھہرے تھوڑی دیر یہان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ مین مکے مین پڑھے
اور جب عرفات کو جاوے کہے اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ أَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِي
مَغْفُورًا وَحَجِّي مَبْرُورًا وَارْحَمْنِي وَلَا تُخَيِّبْنِي وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِي إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اور لبیک کہے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے یہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا اوسکو ابوذر نے ص اور عرفات مین جہان
جاہے ٹھہرے مگر بطن عرنہ مین کہ ایک مقام ہے اوس جگہ نہ ٹھہرے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہے
اور نہ ٹھہرو بطن عرنہ مین اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور نہ ٹھہرو بطن محسر مین روایت کیا اوسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عباسؓ سے
اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عمر سے اور ابوہریرہؓ سے مانند حدیث ابن عباس
کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے ص اور جب زوال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند
جمعے کے اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلا کھڑا ہونا عرفے مین اور مزدلفہ مین اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابوداود اور امام احمد وغیرہ نے ص اور پڑھے اونکے ساتھ
ظہر اور عصر کو وقت ظہر مین ساتھ ایک اذان اور دو اقامتون کے ف اور جمع کرنا اس مقام مین صحیح حدیثون سے ثابت ہے
ذکر کیا ہمنے اونکو کتاب الصلوۃ مین ص اور شرط ہے اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو دونون نمازون مین تو نہین جائز
(یعنی جمع کرنی نماز ظہر اور عصر کی ۱۲)
ہوگی عصر اوسکی ساتھ امام کے جسنے نہین پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہین باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز جماعت
سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہین جائز ہے عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر مین ف اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر تو اپنے وقت مین
ہے اور عصر نہین جائز ہے وقت ظہر مین مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر مین اور احرام کے دونون نمازون کے وقت مین ص پھر جاوے
طرف موقف کے اور غسل کرنا اوس وقت سنت ہے ف تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوۃ
مین گذری ص اور کھڑا ہووے امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے منہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز و زاری
سے اور سکھائے طریقے حج کے اور کھڑے ہوویں لوگ پیچھے امام کے نزدیک اوسکے منہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو سنین
ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جابر نے اور منہ کرنا قبلے کیطرف
سو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر
موقف وہ ہین کہ منہ ہووے اونمین طرف قبلے کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابونعیم نے تاریخ
اصبہان مین محمد بن صلت سے انھون نے ابن شہاب سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ
الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر مجلسین وہ ہین کہ منہ ہو اونمین طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم نے اوسکو بیچ
ایک حدیث طویل کو اور اول اوسکا یہ ہے إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا وَإِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ

اور ضعیف کیا گیا یہ ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہے ابن عمرؓ سے أَكْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ اور اسناد مین
اوسکی حمزہ نصیبی ہے منسوب ہے طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سو اسواسطے کہ روایت کی بزار نے ابن عباسؓ سے انھون نے فضل سے کہ دیکھا
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفے مین دعا کرتے تھے دونون ہاتھ پھیلا کے جیسے کوئی کھانا طلب کرتا ہے اور اسناد مین اوسکی حسین بن
عبداللہ ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث
منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ عرفہ کے يَدَاهُ إِلٰى
صَدْرِهٖ كَالْمُسْتَطْعِمِ الْمِسْكِيْنِ دعا مانگتے تھے عرفے مین اور دونون ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے
دعا مین اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ دعا مانگی آپنے کوشش سے اس موقف مین اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے آخر حدیث تک اور لبیک اس مقام پر دمبدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام مین لبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری یہ ہے جو مروی ہے
صحاح ستہ مین فضل بن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہان تک کہ رمی کرتے جمرۂ عقبہ کی اور زیادہ کیا ابن ماجہ نے
کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرۂ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرۂ عقبہ کا بیان آگے آویگا **ص** جب غروب ہو جاوے آفتاب دن عرفے
کے آوے مزدلفہ مین اور جہان چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر مین **ف** نہ ٹھہرے اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اوترے
نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت مین عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام مین جمع کر
ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے کہ وقوف کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ ڈوب گیا آفتاب اور جب ڈوب چکا چلے وہان سے یہان تک کہ آئے مزدلفہ مین اور پڑھین لوگون کے ساتھ
دونون نمازین مغرب اور عشا کی اور جب صبح ہوئی آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوسپر صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہان
سے چلنا اسمین مخالفت مشرکین کی ہے جیسا روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات مین اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَهْلَ الشِّرْكِ وَالْأَوْثَانِ كَانُوْا
يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُسِ الْجِبَالِ كَأَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُؤُسِهَا وَإِنَّا نَدْفَعُ
بَعْدَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہین اور ہم بعد آفتاب کے ڈوبنے کے جاتے ہین اور اگر
خوف ہو ازدحام کا تو ٹھہر جانے مین کچھ حرج نہین اور جب ہجوم موقوف ہوجاوے وہان سے روانہ ہو روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہؓ
منگاتی تھین پانی اور افطار کرتی تھین پھر وہان سے جاتی تھین **ص** اور جسنے مغرب کی نماز راستے مین پڑھ لی یا عرفات مین پڑھ لی اعادہ
کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا کے نہین جائز ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے تو واجب ہے اعادہ
اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہووے اور بعد طلوع فجر کے اعادہ نکرے اسلیے کہ حکم عدم جواز کا واسطے پانے فضیلت جمع دونون نمازون کے ہے اور یہ طلوع فجر
تک ممکن ہے پس جب فوت ہو گیا وقت جمع ساقط ہوئی قضا مغرب کی اسواسطے کہ قضا اگر واسطے ادراک فضیلت جمع کے ہو تو وہ
ممکن نہین کہ اوسکا مثل نہین اور اگر واسطے قضا نفس نماز کے ہو تو اوسکو اپنے وقت پر ادا کیا ہے پھر کیونکر واجب ہو قضا اوسکی اور پڑھے
صبح کی نماز تاریکی مین **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعودؓ نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت
معمول کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے صحیحین مین **ص** پھر وقوف کرے اور دعا مانگے **ف** اسواسطے کہ حدیث جابر

مین ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے قصواء پر یہان تک کہ آئے مشعر حرام مین اور منہ کیا طرف قبلے کے اور دعا مانگی اور تکبیر اور تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی تو آپ وقوف کرتے رہے یہان تک کہ خوب روشنی ہوگئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک **ص** اور یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہے اور رکن حج کا نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہے کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکھا ہے اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہے اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کی اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بھیجتے تھے اپنے گھر کے ضعیفون کو پاس تاریکی مین یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرہ کی یہان تک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر رکن ہوتا نہ حکم کرتے آپ اونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہان تک کہ لوٹے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے مین رات یا دن کو سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ كَافَّةِ الْحَدِيْثِ یعنی صحیح ہے اور پر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہوجاوے آوے منی مین اور رمی کرے جمرہ عقبہ کی بطن وادی سے سات کنکریان اونگلیون سے اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے **ف** یعنی سات کنکریان چھوٹی چھوٹی ایک پھینکے اور خذف ایک بستی ہے اطراف مکہ مین اور چھوٹی کنکریان اسواسطے پھینکے کہ دلالت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگون کو اذیت نہو اور جس مقام سے چاہے کنکریان اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود ہین اور یہ حدیث مین وارد ہے اور جمرہ کے معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تنگ گھاٹی کو جو پہاڑ مین ہوتی ہے کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیرؓ نے کہا قال ہے سنگریزونکا کہ پھینکتے ہین لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہین ہوتے اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا سو کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ نہین جانا تو نے جسکا حج قبول ہو جاتا ہے تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہ پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے کہ جب سنا مینے یہ اوس سے تو مینے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کردی پھر پایا مین پاس جمرہ کے اور ڈھونڈھا مینے اونکو سو نہ پایا مینے اور جائز ہے رمی جو قسم سے زمین کے ہوئے مثلاً کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور پیسا اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ یعنی لازم ہے تم پر پھینکنا کنکریون کا اونگلیون سے اور مروی ہے یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہے واسطے کہ بڑے بڑے پتھر نہ پھینکنے لگے کہ لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبے کے اوپر سے درست ہے لیکن مستحب ہے کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک یہان تک کہ زحام ہوا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کرین بعض تم مین سے بعض سے اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان اونگلیون سے اور مروی ہے یہ بہت احادیث مین اور اگر بدلے تکبیر کے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا تو جائز ہے اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈال دیوے کافی ہو جاویگا لیکن مخالفت ہوگی

ف ۱ قصواء بفتح قاف و الف ممدودہ نام ناقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نیز بضم قاف و الف مقصورہ نیز آمدہ از غیاث ۱۲ منہ

ف ۲ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری جدا جدا پھینکے اور جو ساتون ایکبار پھینکے تو ایک دفعہ پھینکنا شمار ہوگا ۱۲

سنت کی اور اسقدر پھینکے کہ کنکری پانچ گز تک جاوے ایسے ہی روایت کی حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر کنکری کو پھینکا اور وہ
گر پڑی قریب جمرہ کے کافی ہی اور اگر وہان سے دور جا پڑی نہین جائز ہی **ص** اور موقوف کرے لبیک کو جب اول کنکری رمی کرے
ف اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** پھر ذبح کرے اگر چاہے پھر قصر کرے اور حلق افضل ہی **ف** اور قربانی کرنا اس حج مین
لازم نہین لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے
منیٰ مین سو آئے جمرہ کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منیٰ مین اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے اور اشارہ کیا طرف داہنی
طرف کے پھر بائین طرف پھر شروع کیا آپنے دینا بالونکا لوگون کو اور اسی طرح یہ منڈانا سنت ہی **ص** اور اب حلال ہوئین
اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین **ف** اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہین اور ہمارے نزدیک حلال ہی
دلیل امام مالک کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زبیر رض سے کہ کہا انھون نے سنت سے حج کی یہ بات ہی کہ جب رمی
کر چکے جمرہ کی حلال ہو گئین اوسکو سب چیزین سوا عورات اور خوشبو کے یہان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر
شرط بخاری مسلم کے اور قول صحابی کا سنت سے حکم رفع مین ہی اور عمر رض سے ہی کہ کہا انھون نے اِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حَرُمَ
عَلَيْكُمْ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئین واسطے تمھارے جو چیزین حرام ہو گئی تھین سوا عورتون
اور خوشبو کے اور اسناد اوسکی منقطع ہی ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے امام مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان سے
انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حسن سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ کہا انھون نے جب رمی جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئین تمھارے لیے سب
چیزین مگر عورتین تو کہا ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہی سو فرمایا انھون نے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر اپنے کو مشک سے
تو کیا مشک خوشبو ہی یا نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب رمی کر چکا کوئی تم مین سے جمرہ عقبہ کی تو حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین اور نہین ذکر کیا خوشبو کو اور
روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور اوسمین بھی
حجاج ہی اور کہا انھون نے کہ نہین روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاۃ نے کہتا ہون مین کہ ایک دلیل قوی ہی اس باب مین وہ یہ کہ روایت کی
بخاری و مسلم نے حضرت عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا
اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوسمین مشک تھا **ص** پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن مین ایام نحر کے سات بار بغیر
رمل اور سعی کے اگر پیشتر رمل اور سعی کر چکا ہو ورنہ رمل اور سعی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہی دن نحر کے اور اوسی دن
یہ طواف کرنا افضل ہی اور حلال ہین اب اوسکے واسطے عورتین بھی تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہی اور دم واجب ہوتی ہی قربانی
پھر آئے منیٰ مین اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین جمرونکی شروع کرے اوس جمرے سے جو نزدیک ہی
مسجد خیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہی پھر جمرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے اور وقوف کرے بعد پہلی
رمی کے اور دوسری رمی کے نہ بعد تیسری رمی کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے پھر بعد
اوسکے ایسا ہی کرے اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہی اور درست ہی اوسکو وہان سے چلا جانا

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے نہ بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہوگیا اوسپر رمی کرنا **ف** اسواسطے کہ روایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حلق کیا انھون نے رجوع کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانۂ کعبہ کا سات پھیرے پھر لوٹ آئے منٰی مین اور نماز پڑھی ظہر کی منٰی مین اخراج کیا اوسکا مسلم نے ابن عمرؓ سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمرؓ لوٹتے دن نحر کے پھر رجوع کرتے تھے طرف منٰی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر مین ہی جو صحیح مسلم مین موجود ہی خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانۂ کعبہ مین اور نماز پڑھی ظہر کی مکے مین اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کوئی انمین سے وہم ہی اور ثابت ہی حضرت عائشہؓ سے مثل حدیث جابر کے اور اسناد اوسکی اسحق ہی اور وہ حجت ہی صحیح مذہب پر اور اسیواسطے کہا منذری نے مختصر مین یہ حدیث حسن ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جب تعارض ہوئین حدیثین اور ضرور ہی پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا مین تو مسجد حرام مین بہتر ہی بوجہ کثرت ثواب کے اوس جا مین اور باقی سب امر حدیث جابر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین **ص** اور جائز ہی رمی کرنا سوار ہوکے اور رمی جمرۂ اولٰی کی جو مسجد خیف کے پاس ہی اور جمرۃ الوسطٰی کی جو اوسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہی اور جمرۂ عقبہ کی سوار ہوکے افضل ہی **ف** اور مروی ہی یہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہی کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا مین ابو یوسف کے پاس اوس بیماری مین کہ انتقال کیا انھون نے اوسمین تو کھول دین آنکھین اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہوکے افضل ہی یا پیدل کرنا افضل ہی سو کہا مینے پیدل کہا خطا کی تو نے سو کہا مینے سوار ہوکے کہا خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کہ اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا لازم ہی وہ پیدل افضل ہی اور جو ایسی نہین اوسمین سوار ہوکے افضل ہی اور بیان کی وجہ اسکی تو مین چلا اونکے پاس سے یہانتک کہ نہ پونہچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اونکے انتقال کی سُنی سو تعجب کیا مینے اونکے حفظ و یاد سے کہ موت کے وقت بھی اسطرح مسائل کا حضور ہی **ص** اور اگر اسباب اپنا مکے مین بھیجدیا اور اقامت کی منٰی مین واسطے رمی کے مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ قَبْلَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ یعنی جو شخص بھیجدے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہین ہی حج اوسکا اور عمارہ سے کہا انھون نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ مِنْ مِنًى لَيْلَةَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ اور منٰی مین جب رہے تو چاہیے کہ رات کو بھی اوسی جا رہے اور مکروہ ہی کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر رہے اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى اَنْ يَّبِيْتَ اَحَدٌ مِّنْ وَّرَآءِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَاْمُرُهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْا مِنًى وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنًى بِمَكَّةَ اور معنی اسکے یہ ہین کہ مکروہ ہی ایام منی مین سوا منٰی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی (منا مین رہنا ۱۲) **ص** اور جب کوچ کرے مکے کو اوترے (منا سے ۱۲) مُحَصَّب مین **ف** اسواسطے کہ اوترے تھے اوسمین سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہی یہ صحاح ستہ مین **ص** پھر طواف کرے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل اور سعی کے اور یہ طواف واجب ہی مگر اہل مکہ پر **ف** اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانۂ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانۂ کعبہ کے یہ طواف ہووے مگر حائضہ عورتین اور رخصت دی اونکو اوسکے ترک مین کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیحین مین ہی ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہی اور جو لوگ مکے کے رہنے والے ہین اونپر یہ طواف واجب نہین

اسواسطے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ کعبے سے رخصت نہین ہوتے ہین ص پیوے پانی زمزم کا
ف روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا مین پانی زمزم کا ہی کہ اوسمین
کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیماری کی یعنی جو پانی زمزم کا بھوکا شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت سے سیر کرتا ہی
روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت
کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیماری کی اور
حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی مدد عیال و
اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر مین اور اسناد اوسکی
صحیح ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ کہا مَآءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ اِنْ شَرِبْتَهٗ لِتَشْفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ
شَرِبْتَهٗ لِتَشْبَعَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهٗ لِيَقْطَعَ ظَمَئَكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيْلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ
اِسْمٰعِيْلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کے واسطے ہوتا ہی اگر پیے تو اوسکو شفا کے لیے شفا دیگا تجکو اللہ تعالی
اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے سیر کریگا تجکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف کر دیگا پیاس کو تیری اللہ تعالی
اور وہ پانون مارنا حضرت جبرئیل کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس سے
باوجود کہ شیخ اونکا اوسمین محمد بن حسین اشنانی ہی طعن کیا او پر ذہبی نے بسبب سکوت کرنے اونکے کے اوس حدیث پر باوجود
اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی اونسے کہ کاذب کہا انھون نے اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن ہین اور
کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہی روایت عبداللہ سے
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا وَاِنْ شَرِبْتَهٗ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیے گا تو اوسکو
دران حالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجکو اور تھے حضرت عبداللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ
اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے
اور طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور آپنے اوسمین سے ایک ڈول نکال کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے تاریخ مکہ مین
اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپنے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا روایت
کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے ص پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور منہ اپنا ملتزم پر اور ملتزم درمیان
حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کعبے کا ہاتھ مین پکڑ کر روتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری سے اور وہان سے حسرت کرتا ہوا اور تاسف کرتا ہوا
کعبے کی مفارقت اور جدائی مین اولٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کرکے نہ لوٹے ف روایت کی ابو داود نے عمرو بن شعیب سے
کہا کہ طواف کیا مینے ساتھ عبداللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کعبے کے کہا مینے کیا نہین پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین دوزخ
سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور منہ اور دونون ہاتھ اور دونون
کف کو اور کشادہ کیا اونکو پھر کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

اور کہا منذری نے کہ شعیب نے اور محمد نے طواف کیا ساتھ عبد اللہ کے اور وہ ضعیف ہی ساتھ مثنی بن الصباح کے اور عبد اللہ سے
مراد اس جگہہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہین تصریح کی اونکے نام کی عبد الرزاق نے اپنی روایت مین ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم کو اسواسطے
مقرر کیا کہ درمیان رکن اور دروازے کے ملتزم ہی روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَابَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ یعنی درمیان رکن اور باب کے ملتزم ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن
عباسؓ سے مرفوعًا اور وقف کیا اوسکا عبد الرزاق نے کہا انھون نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ
عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَابَيْنَ الخ اور ایسا ہی ہی موطا مین اور ملتزم اون مکانون مین سے ہی جہان دعا قبول ہوتی
ہی مروی ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہین دعا کی مینے اوس جگہ کبھی مگر قبول کیا اوسکو اللہ نے
اور حسن بصری کے رسالے مین ہی کہ دعا وہان پندرہ جگہہ پر قبول ہوتی ہی وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ
کے اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی مین
اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضون نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم مین اور مستحب ہی کہ جاوے اندر خانہ کعبہ کے اور بیان ہو چکا
اوپر ان سب چیزون کا **ص** اور ساقط ہوگا طواف قدوم اوس شخص سے جس نے وقوف کیا عرفے مین قبل جانے مکے کے اور اوسکے
ترک کرنے سے کچھ اوسپر واجب نہین اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہی اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہین ہوتا اور جسنے وقوف کیا عرفات
مین ایک ساعت بھی بعد زوال آفتاب نوین تاریخ سے دسوین تاریخ کے طلوع فجر تک تو پایا اوسنے حج کو **ف** تو اول وقت وقوف
کا عرفات مین بعد زوال آفتاب نوین تاریخ کے ہی اور یہ گذرا حدیث جابر مین اور آخر وقت طلوع فجر دسوین تاریخ تک ہی اور روایت
کی دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات مین رات کو تو اوسنے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو
حلال ہو جاوے وہ عمرے سے اور لازم ہی اوسپر حج اگلے سال اور اسناد مین اوسکی رحمۃ بن مصعب ہی کہا دارقطنی نے اور نہین لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے
اور روایت کی کچھ اوسمین سے اصحاب سنن اربعہ نے **ص** اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور یا جلدی کیا اوسنے اور اوسکے رفیق نے
یا معلوم نہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہی تو صحیح ہوا حج اوسکا اور جسنے نہین وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی کرے
اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوس شخص کے لیے ہی کہ احرام باندھ چکا ہو حج کا اور عورت بھی سب کامو مین مثل مرد
کے ہی لیکن وہ نکھولے سر اپنا **ف** اور دلیل اسکی بیان کر چکے **ص** بلکہ کھولے منہ اپنا اور اگر منہ پر کوئی کپڑا ڈال لیوے اور
منہ سے جدا رہے تو درست ہی اور لبیک بھی جہر سے نکہے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلون کے اور نہ حلق کرے بلکہ قصر کرے اور
پہنے سیے ہوئے کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے اژدحام مین **ف** اور منہ پر کپڑا ڈال لینا اور منہ سے جدا رکھنا عورت
کے لیے حضرت عایشہؓ سے مروی ہی روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے **ص** اور اگر عورت حایضہ ہو تو سب کام حج کے
کرے سوا طواف کے **ف** اسواسطے کہ طواف مین مسجد مین جانا پڑتا ہی اور حائضہ کو مسجد مین جانا درست نہین جیسا کہ
کتاب الطہارۃ مین گذرا **ص** اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارۃ کے حیض ہوا تو ساقط ہو جاویگا
اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسے لبیک کہنے سے ہوتا ہی اسی طرح بدنہ بھیجنے سے بھی احرام ہو جاتا ہی
تو جس شخص نے تقلید کی بدنہ کی **ف** یعنی اوسکے گلے مین علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا توشہ دان یا دستہ اوسکا

یا دا ڑھی کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہدی ہی یعنی کعبے مین جاتی ہی اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہین **ص** نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام مین یا مانند اسکے مثل قربانیون کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال مین اوس سے واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اوس نے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا **ص** اور وہ ارادہ کرتا ہی حج کا یا قربانی بھیجے اسواسطے کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہو جاتا ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہدایے مین ہی اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیرؓ سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوس نے بدنہ کی سو کہا انھون نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعدؓ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک طرف سے اونٹ کی کوہان مین بائین طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہی یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم نہوگا **ف** اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی اور کچھ مضایقہ نہین اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہین ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیون وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے افعال سے نہیں اوسکا شمار نہین **ص** اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہوگا جبتک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اوسکو بھیجدیا محرم نہوگا اور جب ملجاویگا محرم ہو جاویگا **ف** کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کرتی تھی مین واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلائد اور بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال ہوتی تھی اور یہ بڑی ہی بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے **ص** اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گاے سے ہوتا ہی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ سے ہوتا ہی تو ہمارے نزدیک اونٹ اور بیل ہدی بھیجنا دونون درست ہین اور شافعیؒ کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین ملکو رہین

ص باب قران اور تمتع کے بیان مین

قران افضل ہی حج مفرد اور تمتع سے **ف** جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرنا حج کا اسطرح کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرنا حج کے مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی ساتھ لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہی اون چیزون مین جو احرام مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی **ص** اور قران اوسکو کہتے ہین کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک ہی بار مین میقات سے **ف** اور قران افضل ہی تمتع سے اور افراد سے ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہی افراد سے کیونکہ روایت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا آلَ مُحَمَّدٍ اَہِلُّوْا بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آوازین اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حج مفرد اور قران اور تمتع سب منقول ہین احادیث صحیحہ مین ذکر کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے **ص** اور کہے قران مین بعد نماز کے
یعنی بعد اوس دوگانے کے جو وقت ارادہ احرام کے پڑھتے ہین اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ
اے اللہ ارادہ کرتا ہون حج اور عمرے کا سو آسان کر تو اون دونون کو میرے واسطے اور قبول کر اونکو مجھسے اور طواف کرے واسطے
عمرے کے سات پھیرے رمل کرے اول کے تین پھیرون مین اور سعی کرے اور سر نہ منڈاوے پھر حج کرے جیسا کہ گذرا اسواگر اوسنے
دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مکروہ ہے یعنی چودہ پھیرے طواف کے کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم کے حج کے لیے
ف اسواسطے کہ طواف قدوم سنت حج مین ہے عمرے مین نہین **ص** پھر سعی کرے دونون کے واسطے اور یہ ہمارے نزدیک مکروہ ہے
اس لیے کہ اوسنے تاخیر کی سعی عمرہ مین اور تقدیم کی طواف قدوم مین **ف** اور عمرہ کر کے پھر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج
کیواسطے بدستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے داخل ہوا عمرہ حج مین الی یوم القیامت تک اور صحیحین مین ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھون نے قران کیا اور ایک طواف کیا دونون کیواسطے پھر کہا کہ ایسا ہی
کیا تھا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہمارے لیے دلیل ہے کہ روایت کی نسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھون نے طواف کیا مین نے
ساتھ اپنے باپ کے اور جمع کیا تھا انھون نے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اون دونون کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا حضرت
علیؓ نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کہا تھا بعض لوگون نے ایسا ہی سو کہا
اونکے واسطے حضرت عمرؓ نے هُدِیْتَ لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا ہی ہے
ہدایہ مین اور یہ حدیث نہین ملی اور نسائی کی روایت مین حماد بن عبدالرحمن اگرچہ ضعیف ہے کیا اوسکو ازدی نے لیکن درج کیا
اوسکو ابن حبان نے ثقات مین تو حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی امام محمد نے آثار مین **ثنا** ابو حنیفة **ثنا** منصور
ابن المعتمر عن ابراهیم النخعی عن ابی نصر السلمی عن علیٍّ قال اذا اهللت بالحج والعمرة فطف لهما طوافین
واسع لهما سعیین بالصفا والمروة قال منصور فلقیت مجاهدا وهو یفتی بطواف واحد لمن
قرن فحدثته بهذا الحدیث فقال لو کنت سمعته لم افت الا بطوافین واما بعد فلم افت الا
بهما یعنی کہا حضرت علیؓ نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونون کے تو دو بار طواف کر اور دو بار سعی کر صفا
اور مروہ پر کہا منصور نے ملاقات کی مین نے مجاہد سے اور وہ فتوی دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قران کرے تو یہ حدیث بیان
کی مین نے اونسے سو کہا اونھون نے اگر مین سنتا یہ حدیث نہ فتوی دیتا مگر ساتھ دو طوافون کے اور لیکن اب بعد اسکے سو نہ فتوی دونگا مگر
ساتھ دو طوافون کے اور نہین شبہ ہے اس سند کی صحت مین باوجود اسکے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے بہت طریقون سے اور ہمنے اونکو
ترک کیا اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اوسکو امام شافعیؒ نے اور اوسکی اسناد مین ایک راوی مجہول ہے اور تاویل کی
اوسکی امام شافعی نے اسطرح پر کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ کے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہے
کلام حضرت علیؓ کے اور رد ہے جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علیؓ سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسک کرنا ساتھ اوسکے
اولی ہے اور رد یہ ہے کہ فرمایا آپنے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اون دونون سے ایک طواف اور ایک سعی جواب اوسکا یہ ہے
کہ مانند قول حضرت علیؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے تو معارض ہوئے دونون قول تو یہ روایت باقی رہی سالم معارضے

حماد بن عبدالرحمن

پس تمسک ساتھ اسکے اولی ہی اور ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن علی ازدی سے انھون نے
عبد اللہ بن داؤد سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن ہلال سے انھون نے مطرف سے انھون نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو
طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحیی کہا دارقطنی نے ثقہ ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دارقطنی نے
اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرے کے
اور نہین ذکر ہی اوسمین سعی اور طواف کا اور حاصل یہ ہی کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی علاوہ اسکے مروی
ہی یہ ابن مسعود سے اور حضرت علی سے کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَالِكٍ
اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَا فِي الْقِرَانِ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ فَهٰؤُلَاءِ اَكَابِرُ الصَّحَابَةِ عُمَرُ وَ
عَلِيٌّ وَّابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاِنْ عَارَضَ مَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ رِوَايَةً وَّمَذْهَبًا رِوَايَةُ
غَيْرِهِمْ وَمَذْهَبُهُ كَانَ قَوْلُهُمْ وَرِوَايَتُهُمْ مُقَدَّمَةً مَعَ مَا يُسَاعِدُ قَوْلَهُمْ وَرِوَايَتَهُمْ مِمَّا اسْتَقَرَّ فِي الشَّرْعِ
مِنْ ضَمِّ عِبَادَةٍ اِلَى اُخْرٰى اَنَّهُ يَفْعَلُ اَرْكَانَ كُلٍّ مِّنْهُمَا هٰذَا مَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي حَاشِيَةِ الْهِدَايَةِ

ص اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ آخیر روزہ اون کا
عرفے کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جب چاہے یعنی بعد
ایام تشریق کے کہ اندنون مین روزہ رکھنا حرام ہی **ف** اور قربانی یا بکری ہو یا گای ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گای کا یا اونٹ
کا ہووے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم
ہی ہدی اور تمتع بھی مثل قران کے ہی اور روزے رکھنا بھی قرآن سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي
الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات
جب ہان سے لوٹے یہ دس روزے ہوے پورے **ص** تو اگر فوت ہوے یہ تین روزے مقرر ہوئی قربانی **ف** یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہی
اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھ لے اور قربانی واجب نہین اور امام مالک کے نزدیک انھی دنون مین روزے رکھلے
اور دلیل ہماری یہ ہی کہ جب عرفے کے دن تک روزے نرکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزے
رکھیگا تو حج مین نہونگے اور اللہ تعالی نے فرمایا فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہیے **ص** اور قارن
اگر مکے مین نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرے کے ترک سے اور
ساقط ہوئی قربانی قران کی اور واجب ہوئی قضا عمرے کی **ف** یعنی عمرے کو ترک کیا اوسنے کیونکہ طواف نکیا اور کھول ڈالا احرام بغیر
اوسکے تو واجب ہوگی اوسپر قربانی اور قربانی قران کی نہ واجب ہوئی کیونکہ قران اوس جگہہ پایا نہین گیا **ص** اور تمتع بہتر ہی حج مفرد سے **ف**
اسواسطے کہ تمتع مین جمع ہی درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے **ص** اور تمتع یہ ہی کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج
کے مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے
پھر احرام باندھے حج کا دن ترویے کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا **ف** اور ایسا ہی کیا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہین ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی معاویہ نے

کہ قصر کیا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے میں تھا واللہ اعلم ۔ اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسواسطے
کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود
کو اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ
کرنے والا بوسہ لینے حجر اسود تک اور یہ حدیثیں حجت ہیں امام مالک رح پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف
کرے **ص** مگر فرق یہ ہے کہ رمل کرے طواف زیارت میں اور سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ یہ اوسکے لیے اول طواف ہے حج کا بخلاف مفرد کے
کہ اوسنے سعی کی ہے ایکبار اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد احرام حج کے طواف کیا اور سعی کی تو اب طواف زیارت میں رمل نکرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے
اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اوسپر لازم ہے ذبح کرنا اور نہ کافی ہوویگی اسسے قربانی دن نحر کے اور اگر عاجز ہو اسسے روزہ رکھے مانند قران کے اور
تین روزے رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے [احرام عمرہ کے ۱۲] قبل احرام کے اور تاخیر انکی مستحب ہے یعنی تین روزے جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی نہیں ہے تو اوسکو بعد
احرام حج کے مہینوں میں رکھنا اونکا درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اسطرح پر کہ تین روزے پے در پے رکھے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن پڑے
اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہے احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہے اوسکو آگے سے
کھینچنے سے اور اوسکو قود کہتے ہیں **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذو الحلیفہ میں اور ہدایا آپکے ہانکے جاتے تھے آگے اونکے مگر جب سوق
سے ہدی نہ چلے تو قود کرے **ص** اور تقلید کرے بدنے کی اور یہ اولی ہے تجلیل سے **ف** تقلید کے معنی بیان کر چکا ہوں یعنی اونٹ کی گردن کے گلے میں جوتا
یا توشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تجلیل سے اسواسطے کہ حدیث میں تقلید وارد ہے
جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہے ولا الهدي ولا القلائد **ص** مراد نہیں کہ تجلیل سے محرم ہوتا ہے بلکہ پہلے معلوم ہوا کہ تجلیل سے محرم نہیں
ہوتا جب تک لبیک نکہے یا کوئی فعل قائم مقام اوسکے نہو اور وہ تقلید ہے اور مکروہ ہے اشعار یعنی چیرنا کوہان کا بائیں طرف سے اور اگر کرے
تو بائیں طرف سے اچھا ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائیں طرف میں قصداً اور داہنی طرف میں اتفاقاً اور امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ مشابہ ہے مثلہ کے **ف** اور مثلہ کے معنی ہیں تغیر خلق اللہ ہے اور منع کیا اس سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر منع کیا ہمکو مثلے سے اور مثلہ
حرام ہے مثل حرمت میں جسکا قتل واجب ہے تو کیونکر ہوگا قربانی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا
کہ مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ رکھا امام ابو حنیفہ نے
اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے کیونکہ وہ اوسمیں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا [اور ہلاکی ہدی کا ۱۲] اور بعضوں
نے کہا ہے کہ اختیار کرنا اوسکا تقلید پر مکروہ ہے [نہ مطلقا ۱۲] **ف** اور امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہے [یعنی اشعار ۱۲] اور صاحبین رح کے نزدیک مستحب ہے روایت ہے
جامع ترمذی میں کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپنے اور کہا کہ
ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے تو نہایت غصے ہوئے وکیع رحمۃ اللہ علیہ
اور کہا کہ میں تجھسے حدیث بیان کرتا ہوں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہے اوسکے مقابلے میں قول ابراہیم کا لائق ہے کہ قید کیا
جاوے تو پھر نکلا نہیں تیری جب تک کہ باز نہ آوے تو اس قول سے انتہی اور سبب غصے ہونے وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اوسکے مقابلے
میں کوئی کسی دوسرے کا قول مخالف اوسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ کے ہے اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہے وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابن عمرؓ

ہدایا جمع ہدی کی اور ہدی سے مراد وہ جانور ہیں جو مکہ کو بھیجے جاتے ہیں واسطے قربانی کے ۱۲

مثلہ ... ناک کان اعضا کاٹنا

حدیث بیان کی ... [illegible] ... کیونکہ ... بعد ... جاتے
تو اونکے بیٹے نے کہا اتم منع کرتے ہو اور عبداللہ ابن عباس فتوے دیتے ہیں اور بہت برا کہا اونکو اور ترک کیا کلام بعد مرتے دم تک اور اشعار ہو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائین دو جوتیان اور اشعار کیا بدی کا داہنی
طرف سے ذو الحلیفہ مین اور دور کیا اوس سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری نے بھی اور
نہین ذکر کیا داہنی اور بائین طرف کو اور ہمارے نزدیک بائین طرف کرے اگرچہ روایت ہے ابی حسان سے انہون نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب ایسر یعنی بائین طرف مین پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلون سے روایت کیا اسکو ابن عبد البر نے
اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور وہ ہے جو روایت کی اونسے مسلم نے اور بہت لوگون نے داہنی طرف مین اور صحیح کہا ابن
القطان نے کلام اوسکا لیکن روایت کی ابو یعلی نے ابن عباس سے کہ ... ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا بدنہ کا بائین جانب مین
پھر بہایا اوس سے اونگلی سے تو ... ہین ہم کہ حضرت ابن عمر جب مدینے سے تقلید کرتے تھے اوسکی دو نعلون سے اور اشعار کرتے
تھے اوسکا بائین جانب ... جو روایت کی مسلم نے ... ان حدیثون سے اشعار کرنا ثابت ہے تو عمل کرنا ... بہتر ہے
امام ابوحنیفہ نہین کیونکہ فرمایا آپنے ما صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو مذهبنا جو صحیح ہوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہے اور ... یہی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ ... کو نفسانیت تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا اور سبب منع
کرنے امام صاحب کا پہلے معلوم ہوا ہے جب سبب ہی نہو تو کراہیت بھی نہو گی اور امام محمد ... اس صورت مین کسی طرح مورد طعن نہین ہو سکتے
تو اشعار مین صحیح یہ ہے کہ سنت ہے لیکن چونکہ اب لوگ اوسمین نہایت مبالغہ کرنے لگے اور خوف ہلاک بدنہ ہوتا ہے ... اشعار سے جسطرح آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیا ... تقلید کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو احتیاط تقلید ہی مین ہے اشعار ... واللہ اعلم ص اور عمرہ کرے اور نکالے
احرام عمرے کا ... احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے اور احرام ... عمرہ ... ہے قربانی کیا ہو بدی کا اور اگر نہین ساتھ لایا
بدی کا تو حلال ہو جاوے احرام عمرے سے جسطرح گذرا ف اور اگر ساتھ ہے ... صاحب ہدی نے ص اور حلق کرے دن نحر کے اور
حلال ہو جاوے دونو احرام سے ف یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرے کا ص اور جو شخص مکے کا رہنے والا ہو وہ افراد کرے اور قران و
تمتع نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذلک لمن لم یکن اهله حاضری المسجد الحرام ... اہل اوسکا حاضر
مسجد حرام ہو اور امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرے اور ... تمتع اور قران نکرے
ص اور جسنے عمرہ کیا اور نہ ساتھ لیا بدی اور لوٹ آیا اپنے گھر مین تو اوسکو احرام کھولنا صحیح ہے اور الہام اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاویگا اور جسنے
ساتھ لیا بدی کا تو ... اوسکو جب تک حج کرے ... تو الہام اوسکا فاسد رہیگا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح رہیگا اور جسنے احرام باندھا
قبل حج کے مہینون کے اور طواف کیا اوسمین کم چار پھیرون سے اور پھر جب حج کے مہینے آئے اور تمام کرلیا اور طواف کو اور حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہے اور اگر چار پھیرے
کرلیے قبل حج کے مہینون کے تو متمتع نہو گا اور ایک شخص کوفے کا رہنے والا ہے اور حلال ہوا عمرے سے حج کے مہینون مین اور سکونت کی اوسنے مکے مین یا بصرہ مین اور حج
کیا تو وہ متمتع ہے اسلیے کہ سفر اول اوسکا تمام نہین ہوا بصرہ جانے سے پس میقات سے خارج نہین ہوا اور اگر آیا ... عمرہ کیا اور توڑ ڈالا اوسکو ... پھر کے لوٹ آیا اور
پھر عمرے کی قضا کی حج کے مہینون مین اور حج کیا اوسی سال مین تو متمتع نہو گا مگر جب کہ لوٹ آیا اپنے گھر مین پھر عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا
تو متمتع ہو گا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا تو جو اونمین فاسد کیا اوسکو کرتا چلا جاوے اور دم ساقط ہو گا دم تمتع کا

ص باب جنایات کے بیان مین

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سر کا ساتھ منہدی کے یا تیل ڈالا یعنی لگایا تیل کو کسی عضو مین پس اگر تیل خالص ہی زیتون کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور صاحبینؒ کے نزدیک صدقہ واجب ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تیل کو بالون مین استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگہ مین تو اوسپر کچھ نہین اور اگر تیل خوشبودار ہی جیسے تیل بنفشہ کا تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیے ہوے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا منڈایا چوتھائی سر کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے یا ایک بغل کے بال یا دونون کے یا بال زیر ناف کے یا گردن کے دور کیے یا ناخن دونون ہاتھون کے کاٹے یا دونون پیرون کے ایک مجلس مین یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جنب تھا یا فرض طواف بیوضو کیا یا لوٹا عرفات سے قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت مین ایک پھیرا یا دو پھیرے یا تین پھیرے کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہان تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صدر کا یا چار پھیرے اوسکے ترک کیے یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہی جمرۂ عقبہ کی دن نحر کے یا اکثر کو اوسکے ترک کیا مثلاً چار کنکریان پھینکنا ترک کین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین حل مین واسطے حج کے یا عمرے کے اسواسطے کہ حلق چاہیے منی مین اور وہ حرم مین داخل ہی اور جو عمرہ کرنے والا نکل گیا حرم سے قبل حلال ہونے کے اور پھر آیا حرم مین تو اوسپر کچھ نہین اور حج کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اوسپر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہو یا نہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی ایام نحر سے یا ایک فعل کو دوسرے پر مقدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتون مین اوسپر دم لازم ہی اور قارن پر دو دم لازم آوینگے اگر حلق کیا اوسنے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبینؒ کے ایک دم لازم آویگا (یعنی حلق قبل وقت کا ۱۲) **ف** اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے یا سیے ہوے کپڑے پہنے جبتک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہی اگرچہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو قمیص بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عمامہ بھی باندھے اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو دوہرا کفارہ لازم آویگا **ص** اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر اپنا یا سیا ہوا کپڑا پہنا ایک دن سے کم مین یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے ناخن کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بیوضو کیا یا سات پھیرون مین سے طواف صدر کے تین پھیرے ترک کیے یا تین جمرون مین سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر تو صدقہ دیوے نصف صاع گیہون سے اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے ذبح کرے یا صدقہ دیوے تین صاع طعام کے چھ مسکینون پر یا تین روزے رکھے اور اگر اوسنے وطی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو فرض ہی باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے حج کی اور یہ لازم نہین کہ عورت کو چھوڑ دے حج کی قضا مین اور نزدیک امام مالکؒ کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلین دونون اپنے گھرون سے اور امام زفرؒ کے نزدیک جب احرام باندھین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب اوس مقام کو پہونچے جہان جماع کیا تھا اوس سے چھوڑ دے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بدنہ اور وطی مین بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہی اور عمرے مین اگر اوسنے چار پھیرے طواف کے کر لیے اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہوگا اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا تو کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے **تو** اگر قتل کیا محرم نے صید کو یا بتایا اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار بھولے سے یا قصد سے تو اوسپر اوسکی جزا لازم ہی اگرچہ وہ جانور درندہ ہو

ف یا جو اوسکے مانند خوشبودار ہو جیسے تیل چنبیلی اور بیلا کا اور تیل گلاب کا وغیرہ ذلک ۱۲ منہ عفی عنہ

یا انس رکھتا ہو آدمی کے ساتھ یا کبوتر ہی ایسا کہ اوڑ نہین سکتا یا محرم ناچار ہی اوسکے کھانیکے لیے تو ان سب صورتون مین جزا لازم آویگی **ف** جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہی اور دریا کا شکار حلال ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ حلال ہی تمھارے واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہی کہ خشکی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور دریا کا جانور وہ ہی کہ اوس مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور نکال دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین سے کتے کاٹنے والے اور بھیڑیے اور چیل اور کوّے اور سانپ اور بچھو کو اور کتے سے مراد وہ ہی جو چیر پھاڑ کھاتا ہی (یعنی حکم منع شکار سے ۱۲) اور جزا اوسکی اوسواسطے لازم ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَہٗ مِنْکُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ آخر آیت تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو قتل کرے اوسکو تم مین سے قصدًا تو اوسپر جزا ہی اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے مین داخل ہی بسبب حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور کہا عطار نے کہ اجماع کیا لوگون نے اس بات پر کہ بتانے والے پر ہی جو کرنے والے پر ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہی تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے بدی کے ہی **ص** اور جزا اوسکی وہ ہی جو قیمت مقرر کردین اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہی یا اوسکے قریب مکان کے یعنی قیمت اوس جانور کی اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہان وہ جانور قتل ہوا ہی اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہین تو اوسکے قریب مکان کے قیمت اوسکی لگائی جاویگی لیکن اگر درندہ جانور ہی تو جزا اوسکی ایک بکری پر زائد نہوگی پھر جائز ہی واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے اوسکو مکے مین یا اوس قیمت مین طعام لیکے مسکینون پر تصدق کرے ہر مسکین پر نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے اور اس سے کم نہ دیو یا ہر مسکین کے طعام کے عوض ایک ایک روزہ رکھے اور اگر بچے مسکین کے طعام سے کمتر دیوے اوسکا یا ایک روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اون جانور کے مثال دوسرا جانور صورت مین ہو تو واجب ہی وہی جانور مثلاً ہرن مین اور ضبع مین بکری ہی اور خرگوش مین بکری کا چھوٹا بچہ اور یربوع مین جفرہ یعنی چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ مین بدنہ اور حمار وحشی مین گائے اور کبوتر مین بکری **ف** اور دلائل انکے اور تمسکات ہر ایک کے شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر مین بکری لازم آتی ہی امام محمد اور شافعی کے نزدیک حالانکہ مشابہت صورت مین متحقق نہین موطا مین امام مالک کی ہی کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضبع مین بکرا ہی اور ہرن مین بکری ہی اور خرگوش مین عناق اور یربوع مین جفرہ اور روایت کی امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہی اونٹ سے اور اسمین ضعف اور انقطاع ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے فِیْ حَمَامَۃِ الْحَرَمِ شَاۃٌ یعنی کہا ابن عباس نے کہ کبوتر مین حرم کے ایک بکری ہی وَفِیْ بَیْضَتَیْنِ دِرْھَمٌ وَّفِی النَّعَامَۃِ جَزُوْرٌ وَّفِی الْبَقَرَۃِ بَقَرَۃٌ وَّفِی الْحِمَارِ بَقَرَۃٌ یعنی دو انڈون مین ایک درہم ہی اور شتر مرغ مین اونٹ ہی اور گائے مین اور حمار وحشی مین گائے ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضبع صید ہی اور اوسمین ایک بکری ہی ایسا ہی ہدایہ مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہی فرمایا کہ ہان اور مقرر کیا اوسمین ایک بکرا جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہی تو جب بیچے اوسکو محرم تو اوسمین ایک بکرا ہی اور کہا کہ صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اوسکے اوکھاڑ لیے یا اوسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جو اوسمین نقصان ہوا ہو اوسقدر دینا پڑیگا اور اگر پر کسی طائر کے اوکھاڑ لیے یا اوسکے پیر کاٹ ڈالے یا بیضہ توڑ ڈالا یا اوسکو توڑا

نصف صاع ... صاع ... [illegible]
... مسند علاء [illegible]

اور اوسمین سے بچہ مردہ نکلا تو اس صورت میں قیمت اوسکی دینا پڑیگی اور پر کاٹنے مین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی واسطے کہ اوسکو بیکار کر دیا اور انڈے توڑنے مین اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوسمین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے اور جو شخص احرام سے نہین ہے وہ بھی اگر حرم کے جانور کو شکار کرے یا اوسکا دودھ دوہے یا وہانکی گھانس کاٹے اور درخت کو وہانکے جو کسی کی ملک نہین ہے اور نہ آدمی اوسکا بونے مین تو قیمت اوسکی لازم آویگی مگر جو گھانس خشک ہوگئی ہو یا درخت خشک ہوگیا ہو اور ان چارچیزون مین روزہ نہین ہے **ف** کہا عبد الرزاق نے **حدثنا** سفيان الثوري عن عبد الكريم الجزري عن عكرمة عن ابن عباس قال في بيض النعام يصيبه المحرم ثمنه وروى ابن ابي شيبة عنه قال في كل بيضتين درهم وفي كل بيضة نصف درهم وروى ابن ابي شيبة عن ابن مسعود قال حدثنا ابن فضيل عن خصيف عن ابي عبيدة عن عبد الله قال في بيض النعامة قيمته وقال عبد الرزاق حدثنا ابو حنيفة عن خصيف ... واخرج ابن ابي شيبة مثله عن عمر منقطعا واخرج نحوه عن مجاهد والشعبي والنخعي وطاؤس وفيه حديث مرفوع رواه عبد الرزاق والدارقطني وهو ضعيف هكذا قال الشيخ ابن الهمام في كتابه ... اور یہ کیا ابن مسعود اور عمر اور بہت سے تابعین نے **ص** اور نہ چراوے وہان کی گھانس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو اور جس شخص نے ٹڈی کو قتل کیا صدقہ دے جو چاہے اگرچہ کم ہو مثلاً ایک کف طعام اور اگر کوے اور چیل اور بچھو اور سانپ اور چوہا اور کتا کاٹنے والا ان چیزون کو قتل کیا تو کچھ نہین لازم ہے **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کیا جاوین حل اور حرم مین کوا اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ وارد ہوئی ہے حدیث مین اور ایک روایت مین ابو داود کی ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہے **ص** اور اسی طرح مچھر اور پسو اور چیچڑی اور کچھوا اور درندہ حملہ کرنے والا اگر قتل کرے انکو کچھ نہین لازم آتا اور جائز ہے واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گاے اور اونٹ اور مرغی اور بطخ جو پلی ہوئی ہے اور محرم کو کھانا اس جانور کا جسکو حلال نے یعنی جو شخص محرم نہین اوس نے شکار کیا ہے اور ذبح کیا ہے اوسکو درست ہے جبکہ محرم نے نہ بتایا ہو اوس جانور کو اور نہ حکم کیا ہو اوسکے شکار کا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے **ص** اور جو شخص داخل ہووے حرم مین اور اوسکے پاس صید ہو تو اوسکو چھوڑ دے جب اوسکے ہاتھ مین ہووے اور جو کسیکے ہاتھ بیچ چکا ہو تو اوسکو پھیر لے جب وہ جانور خریدنے والے کے ہاتھ مین ہووے اور اگر نہو تو اوسپر جزا لازم ہے اور اگر کسی محرم نے صید کو بیچا تو اوسکو پھیر لیوے اگر وہ جانور اوسکے ہاتھ مین یعنی خریدنے والے کے موجود ہو اور اگر نہو تو جزا دے اوسکی برابر ہے کہ جسکے ہاتھ بیچا ہو وہ احرام سے ہو یا نہو اور جس شخص نے احرام باندھا اور اوسکے گھر مین یا پنجرے مین جو اوسکے ساتھ ہے ایک صید ہے تو اوسپر چھوڑنا اوسکا لازم نہین بخلاف اوسکے جو حرم مین صید لیکے داخل ہو تو اوسپر چھوڑنا اوسکا واجب ہے اور جو کوئی شخص محرم نہ تھا اور اوس نے صید پکڑا پھر احرام باندھا اور اوسکے ہاتھ سے دوسرے نے لیکے اوسکو چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور اگر محرم نے کوئی صید پکڑا اور کسی نے اوسکے ہاتھ سے لیکے چھوڑ دیا پس اگر پکڑ لیا اوسکو غیر محرم نے تو اوسکو قیمت اوسکی دینی لازم آویگی اور نہین تو اوسکو قیمت دینا لازم نہین اور جو کسی محرم نے دوسرے محرم کا شکار کہ اوس نے احرام مین پکڑا تھا مار ڈالا تو دونون پر اوسکی جزا لازم ہے اور پکڑنے والا قاتل سے اوسکی قیمت لیوے اور جس جنایت سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہے تو قارن پر اوس سے دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا مگر جس صورت مین قارن نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہے کیونکہ جب وہ میقات پر پہونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہے اور ایک واجب کی تاخیر سے

ایک ہی دم لازم ہے اور جو دو شخص ہون کہ دونون محرم ہین ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہے اور اگر ایک صید کو حرم مین دو شخصون نے کہ دونون حلال ہین اور احرام سے نہین ہین مارا تھا ان دونون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہے اور اگر بیچا محرم نے کسی صید کو یا خریدا اوسکو تو بیع باطل ہے اور اگر ذبح کیا اوسکو تو کھانا اوسکا حرام ہے اور اگر اوسمین سے کچھ کھایا اوسکا موافق اوسکے جتنا کھایا قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہے کسی اور محرم نے کھایا اوسکو تو اوس محرم پر نہین لازم آویگی کچھ اور اگر ... لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہرنی کو حرم سے نکالدیا اور اوس نے ایک بچہ جنا اور وہ بچہ ... دونون کی جزا لازم ہے اور اگر اوسکی جزا ادا کی ... بچہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہے اوسپر جزا بچے کی

باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

ص ایک آفاقی نے کہ ارادہ رکھتا ہے حج کا یا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے دم بالاتفاق اگر وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا طرف میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہوگا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفرؒ کے نزدیک نہین ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہوگا اوس سے دم اجماعاً اور لبیک کی قید اسواسطے ہے کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک پکارا تو امام صاحبؒ کے نزدیک دم نہین ساقط ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک ساقط ہو جاویگا اور اسیطرح مکے کا رہنے والا جو ارادہ رکھتا ہے حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام باندھا انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر اسواسطے کہ میقات ان دونون کا حرم ہے اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستان مین داخل ہوا کسی حاجت کے واسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا مکے مین بغیر احرام کے جائز ہے اور میقات اوسکا بستان ہے مانند اوسکے جو بستان مین رہتا ہے اور بستان بنی عامر کا ایک مقام ہے داخل میقات کے اور خارج ہے حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہے یا اوسمین داخل ہوا تھا احرام باندھا انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے لازم ہے اوسپر حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب جیسے نذر کی تھی اوس نے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر سے جو واجب تھا اوسپر داخل ہونے مکے مین بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو یہ حج کافی ہو جاویگا وس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہوگا اور جسنے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہے دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات مین اور جو مکے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھیرا کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہے اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چار پھیرے کر لیے تو ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک تو اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس احرام کے لازم ہوگا اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہوگا اوسکو دوسرا ساتھ دم کے تو اب برابر ہے کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا لازم ہوے اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہو جاتا ہے ساتھ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل نہین ہوتا

تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ اور حج دونون کرتا چلا گیا ذبح کرے اور مستحب ہی ترک کرنا عمرے کا اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور اوسپر دم لازم ہی اور جسنے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنون مین جو دن نحر کے متصل ہین یعنی ایام تشریق مین تو بھی لازم ہوگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہی تو اگر حج اور عمرہ کرتا چلا گیا صحیح ہوا اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اونکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا ہو لازم ہی اوسپر کہ حلال ہو جاوے عمرے کے افعال کرکے اور قضا کرے اور ذبح کرے پھر قضا کرے اوسکی جسکا احرام باندھا ہی واسطے صحیح ہونے شروع کے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی اصل شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہی

ص باب احصار کے بیان مین

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کرے ایک دن ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہووے یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر عمرے سے روکا ہی تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رک گیا ہو تو نہین جائز ہی ذبح مگر دن نحر کے **ف** اور ہمارے نزدیک روکا جانا یعنی احصار مرض سے بھی ہوتا ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہین ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین **ثنا** فهد **ثنا** علي ابن معبد بن سداد العبدي صاحب محمد بن الحسن **ثنا** جرير بن عبد الحميد عن منصور عن ابراهيم عن علقمة قال لدغ صاحب لنا وهو محرم بعمرة فذكرناه لابن مسعود فقال يبعث الهدي ويواعد اصحابه موعدا فاذا اخر عنه حل وبه الى جرير عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن ابن يزيد قال قال عبد الله ثم عليه عمرة بعد ذلك يعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے یہ ابن مسعودؓ سے کہا انھون نے بھیج دیوے ہدی کو اور وعدہ کر دے اپنے لوگون سے تو جب قربانی کرین وہ لوگ حلال ہو جاوے اور پھر اوسپر لازم ہی عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب مین نازل ہوئی **ص** اور حل مین اوسکا ذبح کرنا جائز نہین اور جب ذبح ہوگئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہو جاویگا قبل حلق اور قصر کے اور اگر حلال ہوا حج سے تو اوسپر حج اور عمرہ لازم ہی اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہی اور قران سے تو ایک حج اور دو عمرے چاہیین **ف** اور مروی ہی قول عبد اللہ بن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے ذکر کیا اسکو رازی نے اور دوسرا بیان کیا ہمنے اوسکو ابن مسعودؓ سے اور قران مین دو عمرے اسواسطے ہین کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اوس عمرے کی قضا ہی جو قران مین تھا **ص** اور جب احصار اوسکا مٹ جاوے اور ممکن ہوا اوسکو ہدی اور حج کا پانا تو جاوے اور اگر دونون ملنا ممکن نہون مثلاً حج ملنا ممکن ہوا اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہوا اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہی اوسکو اسلیے کہ حلال ہو جاوے اوسی جگہ یا چلا جاوے اور جو شخص وقوف اور طواف سے مکہ مین دونون سے منع کیا گیا ہی تو احصار اوسکا ثابت ہی اور اگر ایک سے ان دونون مین سے روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہین اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور اوسکا حج ادا ہو جاویگا اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج مین اوسکی طرف سے **ف** اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے ای رسول اللہ تحقیق فرض کیا اللہ نے حج اپنے بندون پر پایا مینے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہین ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کرون مین اوس سے فرمایا آپنے ہان روایت کی بخاری و مسلم نے اور فرمایا آپنے ایک شخص کے واسطے حج عن ابيك واعتمر یعنی حج کر تو اپنے باپ سے اور عمرہ کر روایت کیا اوسکو ابو داود و نسائی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور وارد ہی بہت سی حدیثون مین **ص** اور اگر کسیکو دو شخصون نے حکم حج کا

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا ان دونوں نے اور حج کیا اوس نے دونوں کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا مال دینا پڑیگا اور
نہیں جائز ہے اوسکو کہ کرے اوس حج کو ان دونوں میں سے ایک کے لیے اور اگر حج نفل کیا ہے اپنے ماں باپ سے تو درست ہے اوسکو کہ کرے ثواب اوس حج
نفل کا ان دونوں کے لیے اور جو کسی نے ایک شخص کو حکم دیا حج کا اور اوسکو احصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہے اور دم قران اور
جنایت کا حج کرنے والے پر ہے اور اگر کسی نے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کرنا تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہے اور اگر حج
کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا اور دینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جس نے حکم کیا تھا اوسکو حج کا اور اگر بعد
وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دینا
اور لوگوں نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ رستے میں مر گیا پس دوسرا شخص واسطے حج کرنے کے روانہ کیا جاوے
مکان امر کرنے والے سے نہ اوس جگہ سے جہاں وہ مرا ہے تو جو خرچ دیکے مال باقی رہا ہے اوسکے ثلث میں سے پھر حج کرایا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے
ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے اگر اوس مال میں سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہے حج کرایا جاویگا اور جو کچھ باقی نہیں ہے باطل ہوگی
وصیت اوسکی اور ہدی چاہیے اونٹ کی ہو اور چاہے بکری ہو یا گاے کی اور ادنی درجہ یہ ہے کہ بکری ہو **ف** اور ہدایہ میں ہے کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے لیکن پایا نہیں گیا روایت کی شافعی نے عطا سے کہ کہا انھوں نے ادنی درجہ ہدی کا حج میں بکری ہے اور ویسا ہی کہا حضرت ابن عباس نے مروی ہے یہ صحیح بخاری
میں **ص** اور نہیں واجب ہے لیجانا اوسکا عرفات میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد تعریف سے اعلام ہے مثل تقلید کے اور ہدی میں اوسی قسم کا جانور جائز ہے
جیسا اون میں سے قربانی میں جائز ہوتا ہے اور جو اوس میں جائز نہیں اوس میں بھی جائز نہیں **ف** مثلاً اونٹ اور گاے میں جو قربانی کے لیے ہو سات آدمیوں کا شریک
ہونا درست ہے تو اوس میں بھی درست ہے اور اسیطرح نہایت دبلی جو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے یا اندھی یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہیں اور ذکر
اسکا خاتمے میں کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز ہے بکری ہر چیز میں مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطی کی بعد وقوف
کے تو ان دونوں صورتوں میں بدنہ یعنی اونٹ یا گاے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفل ہو اوس میں سے کھا لیوے اور تمتع اور قران کی بھی
ہدی سے کھاوے اور سوا انکے اور کسی میں نہ کھائے **ف** حدیث جابر میں ہے کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور
قران کی ہدی سے اور سوا انکے میں مثلاً احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی میں سے نہ کھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مروی ہے یہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں **ص** اور تمتع اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جس دن چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ حرم ہے **ف**
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عرفہ موقف ہے اور سارا منی قربانی کی جگہ ہے اور جتنے کوچے مکے کے ہیں سب قربانی کی جگہ ہیں روایت کیا
اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی میں سے حرم کے فقیروں کو اور جس کو چاہے فقیروں میں سے درست ہے اور صدقے میں
دیوے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت میں اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے اوسکا دودھ
اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوسکے سرد پانی سے دھووے **ف** اور یہ جب ہے کہ ذبح اوسکا قریب ہووے
تا قربانی کو ضرر نہ ہو ۱۲
اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہووے تو اوسکا دودھ نکال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہووے اور روایت کی جماعت نے سوا ترمذی
کے حضرت علی سے کہ حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیوں کی کھالوں کو اور اونکی جھولوں کو اور حکم کیا مجکو
کہ نہ دوں اوس میں سے اجر قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دینگے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ دو اوسکی کھالوں اور
جھولوں کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوسپر درست ہے صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴ ... ۵ ... منه مدظله

دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہے بدنے کو سو فرمایا آپنے سوار ہو جا او سپر سو کہا لوگون نے کہ یہ بدنہ ہے فرمایا کہ سوار ہو او سپر سو دیکھا مینے اوسکو کہ سوار تھا
او سپر **ص** اور جس نے ہانکا ہدی کو اور وہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہے تو اوسپر دوسری ہدی لینا ضرور نہین اور اگر واجب ہے تو اوسکی جگہ پر
دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہے مثلاً تہائی حصے سے زیادہ اوسکی دم یا کان یا آنکھ جاتی رہی تو اوسکو بھی بدلے اور عیب
والی ہدی مالک کی ہے جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے مین اور وہ نفل تھی تو نحر کر ڈالے اوسکو اور نعل کو جو اوسکے گلے مین ہے
اوسکے خون مین رنگ دیوے اور اوسکو لیکے اوسکے کوہان پر مار دیوے تاکہ اوسمین سے فقیر کھاوے اور غنی نہ کھاوے **ف** اور ایسا ہی حکم کیا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی رض کو **ص** اور اگر وقوف کیا لوگون نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن
گذر گیا تو نہین قبول کیجاویگی شہادت اونکی اور اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہے تو قبول کیجاویگی
اس لیے کہ تدارک اسکا ممکن نہین !!
شہادت اونکی اور اگر رمی کی جمرۂ وسطی اور تیسرے جمرے کی اور نہ رمی کی جمرۂ اولی کی تو اگر رمی کر لے پھر سبکی تو اچھا ہے اور اگر فقط جمرۂ اولی
کی رمی کی قضا کی تو جائز ہے اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کرونگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہے
اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہے خریدنے والے کو کہ حلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے
یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوس سے اور یہ اولی ہے اس سے کہ حلال کرے اوسکو ساتھ جماع کے اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو تو درست ہے اور جو بلا اذن مالک
کے اوس نے احرام باندھا ہے تو اوسکا کچھ اعتبار نہین **ف** خدا کا شکر ہے کہ کتاب الحج بھی تمام ہوئی خدائے تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے آمین یا رب العالمین

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان مین

فائدہ پہلا اوپر گذرا کہ عمرہ سنت ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے اور بعضون کے نزدیک فرض کفایہ ہے دلیل امام شافعی
کی یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ
فَرِیْضَتَانِ لَا یَضُرُّکَ بِاَیِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاکِمُ الصَّحِیْحُ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ قَوْلِهٖ یعنی حج اور عمرہ دونون
فرض ہین تو نہین ضرر کرتا ہے تجکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہے کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا علاوہ اسکے مین کہتا ہون کہ اسناد مین اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہے ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث
وَقَالَ حَذَفْنَا حَدِیْثَهٗ یعنی پھینک دیتے ہین ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے
انھون نے محمد بن سیرین سے موقوفاً اور یہی صحیح ہے اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ
قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی
پوچھا ایک شخص نے کہ اے رسول اللہ کیا ہے اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور قائم
کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب المخرج
علی صحیح مسلم مین کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور اوسمین ذکر عمرے کا نہین اور یہ زیادت شاذ ہے اور اس باب مین اور
حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہین ہے کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہے اوسپر حج اور عمرہ اور دونون
واجب ہین جو شخص طاقت رکھے وہان جانے کی او تعلیق کی اوسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس رض سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ فَرِیْضَتَانِ عَلَی النَّاسِ
کُلِّهِمْ اِلَّا اَهْلَ مَکَّةَ فَاِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْیَخْرُجُوْا اِلَی التَّنْعِیْمِ ثُمَّ لْیَدْخُلُوْا الْحَدِیْثَ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین۔

ف اور نحر مین فرق یہ ہے کہ ذبح اوسکو کہتے ہین کہ گلا کاٹے اور نحر اوسکو کہتے ہین کہ اونٹ کو کھڑا کر کے ... [illegible] ... منہ عفی عنہ

اسمعیل ابن مسلم مکی

آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہی ایسا ہی ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن صحیح وہ جو ذکر کیا بعضون نے کہ اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجہ حسن سے اور متفق ہوئین روایتین ترمذی سے اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دار قطنی نے اور طریقے سے اور اسناد مین اوسکی یحیی بن ایوب ہی اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے امام ابن حنیفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث مین سے ہی اور باقی اسناد مین سب راوی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور ضعف کرنا امام کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد مین اوسکی مجاہیل ہین اور روایت کی ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہر حال حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث ابو اسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی

فائدہ دوسرا اضحیے کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہووے یعنی بے سینگھ کا یا بدھیا ہووے تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دُبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاے تک نہ جا سکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا سُرین تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجکو تجھسے البتہ مین نرہتا مگر تجھ مین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکَ مَا خَرَجْتُ یعنی تو بہتر ہی اللہ کی زمین بھر مین اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھ مین سے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین

اور فرمایا آپنے دن فتح مکہ شریف کے اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ یعنی یہ شہر حرمت کی اوسکی اللہ تعالی نے جسدن سے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہین حلال ہوا اوس مین قتال کرنا کسیکو میرے پہلے سوا میرے اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن مین درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک نہ توڑے کانٹا اوسکا اور نہ بھگائے وہان کے صید کو اور نہ لے وہان کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہچنوائے اور نہ لے وہان کی گھانس سو کہا حضرت عباسؓ نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھانس ہی وہان کی اوسکو لیا کرین کیونکہ وہ سلگاتے ہین اوسکو اور اپنے گھرونمین صرف کرتے ہین سو فرمایا آپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور روایت ہی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہنگے اس امت کے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک عظمت اور حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق اوسکی تعظیم کا ہی تو جب ضائع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا خانہ کعبہ مین نہایت ثواب ہی حدیث شریف مین ہی کہ کعبے مین ایک نماز برابر ہی لاکھ نماز کے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی مین ایک نماز برابر ہی پچاس ہزار نماز کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان مین

نزدیک ہمارے مشایخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ یہ قریب ہی واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ یعنی جسنے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوسنے زیارت کی میری زندگی مین سبحان اللہ جبکہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کونسا مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جائے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے مطلب آپکا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدونکی طرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰى عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ تَجْرِيْدُ النِّيَّةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے نیت اوسواسطے زیارت قبر رسول اللہ

۵ اثبات عظمت زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسکا افضل و اولی ہونا بعبارت کمال ابن الہمام کے منقول ہے

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا آگے جاکے لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃَ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اسمین زیادتی تعظیم کی ہے واسطے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان مسجدون
کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح منافی ہے اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا
اس حدیث کو اور اوسمین ہے کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث
کا کہ اسنادمین اوسکی شہر بن حوشب ہے اور وہ راوی ضعیف ہے اور وہم کیا اوس نے اس روایت مین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جب توثیق ثابت کردیوین
ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہے اور کلام بلا دلیل ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہے لیکن
توثیق شہر بن حوشب کی سو معلوم کیا چاہیے کہ نہین تضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور
بہت لوگون نے قَالَ اَحْمَدُ مَا اَحْسَنَ حَدِیْثَہٗ وَوَثَّقَہٗ ھُوَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعِجْلِیُّ ھُوَ تَابِعِیٌّ ثِقَۃٌ وَقَالَ ابْنُ
اَبِیْ خَیْثَمَۃَ عَنْ یَحْیَی ابْنِ مَعِیْنٍ ھُوَ ثِقَۃٌ وَلَمْ یَذْکُرِ ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَۃَ غَیْرَ ھٰذَا وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَۃَ لَا بَأْسَ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ
قَالَ مُحَمَّدٌ یَعْنِی الْبُخَارِیَّ شَھْرٌ حَسَنُ الْحَدِیْثِ وَقَوِیٌّ اَمْرُہٗ وَقَالَ اِنَّمَا تَکَلَّمَ فِیْہِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰی عَنْ ھِلَالِ بْنِ
اَبِیْ زَیْنَبَ عَنْ شَھْرٍ وَقَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ شَھْرٌ ثِقَۃٌ اور کہا صالح بن محمد نے شَھْرٌ رَوٰی عَنْہُ النَّاسُ مِنْ
اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَالْبَصْرَۃِ وَاَھْلِ الشَّامِ وَلَمْ یُوْقَفْ مِنْہُ عَلَی الْکَذِبِ یعنی شہر کہ روایت کی اوس سے اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور
اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا کسیطرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہے شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سن لینا
لازم ہے کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین بَلْ وَثَّقَہٗ کَثِیْرُوْنَ مِنْ کِبَارِ اَئِمَّۃِ السَّلَفِ وَقَالَ اَیْضًا فَھٰذَا کَلَامُ ھٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّۃِ
عَلَی الثَّنَاءِ عَلَیْہِ اور کہا حافظ ابن حجر نے شَھْرٌ صَدُوْقٌ اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین وَالصَّحِیْحُ فِیْ
شَھْرٍ التَّوْثِیْقُ وَثَّقَہٗ اَبُوْ زُرْعَۃَ وَاَحْمَدُ وَیَحْیٰی وَالْعِجْلِیُّ وَیَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ وَسِنَانُ بْنُ رَبِیْعَۃَ تو جب شہر کو
امام احمد اور یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ اور ابن ابی خثیمہ اور ابو زرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن
ربیعہ اسقدر لوگ اجلۂ علمای محدثین سے توثیق کرین تو پھر ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع
کیا ہو اون دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کیا ہے لوگون نے کہ شہر نے ایک تھیلی
بیت المال سے چرالی تو کہا نووی نے قَدْ حَمَلَہُ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَحْمَلٍ صَحِیْحٍ یعنی حمل کیا اوسکو علما نے محمل صحیح پر اور وہ جو طعن کرتے ہین
کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی رستی چرائی غلط ہے اور کذب ہے کہا نووی نے غَیْرُ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ یعنی یہ طعن غیر مقبول ہے
نزدیک محققین کے اور بعد اوسکے جب علمای سلف سے توثیق اوسکی ثابت ہے اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی
قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلا شبہہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصریح حدیث
ضعیف مین مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہے جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے یہ کہ کلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لَا تُعْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ صریح دال ہے اس
بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہے اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پہونچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین اور چاہیے وضو کرے اور غسل افضل ہے اور اچھے کپڑے

اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہے اور وہ جو لوگ جب مدینے کے قریب پہونچتے ہین تو سواری سے اوتر کے پیدل مدینہ شریف مین جاتے ہین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ فعل اچھا ہے کہا انھون نے وَكُلُّ مَا كَانَ أَدْخَلَ فِي الْأَدَبِ وَالْإِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا یعنی جو فعل ادب کا ہووے تو وہ اچھا ہے اور جب مدینے مین داخل ہووے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ زِيَارَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ أَوْلِيَاءَكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي يَا خَيْرَ مَسْؤُولٍ اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل مین خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہے جس مین ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اوتری ہے اور یہ جگہ ہے ایمان اور احکام کی کہا حضرت عایشہ رضی نے کہ جتنے شہر ہین سب فتح ہوئے ہین تلوار سے مگر مدینہ کہ وہ فتح ہوا ہے رحم سے اللہ کے اور قرآن سے اور مستحب ہے کہ مدینہ شریف مین سوار ہو کے نہ چلے اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالک رح نے جب پوچھا ایک شخص نے کہ کیون نہین سوار ہوتے آپ مدینے مین کہا کہ مین شرم کرتا ہون اللہ تعالی سے کہ روندون ایک چارپائے کے کھر سے اوس مٹی کو جس مین سوئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جب مسجد نبوی مین داخل ہو داہنا پیر پہلے مسجد مین رکھے اور اندر جاوے اور کہے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد مین باب جبرئیل علیہ السلام سے داخل ہووے مگر باب جبرئیل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہئے پڑھے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ أَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ وَأَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ وَأَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغَى مَرْضَاتَكَ پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ستون منبر کا داہنے کندھے کے برابر پڑے سامنے محراب کے دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہے روضۃ الطہر مین اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمی کو پہونچا پھر آئے قبر شریف پاس اور منہ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور پیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہووے منہ کر کے طرف قبلہ کے صحیح نہین ہے کیونکہ روایت کی ابو حنیفہ رح نے مسند مین ابن عمر سے کہ کہا انھون نے سنت سے ہے یہ بات کہ آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلے کی طرف سے اور پیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ پھر کہے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَازَى الْأَنْبِيَاءَ عَنْ أُمَّتِهِ اللّٰهُمَّ أَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَأَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ إِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور مانگے اللہ تعالی سے اپنی حاجت کو بوسیلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس جگہ حسن خاتمہ اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللّٰهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا عَلَى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ اور جو دعائین طلب رحمت

اور محبت کی ہوون اونکو پڑھے اور دلمین خیال لاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہین اور میرے حاضر ہونے اور زیارت کو
جانتے ہین اور میرے کلام کو سنتے ہین اور نہایت لحاظ اور آداب اور تمیز اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو فدیک رحمۃ اللہ علیہ
روایت ہی کہ سنا مینے بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ پونہچا ہمکو یہ کہ جو شخص کھڑا ہووے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ ستر بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے اے فلانے ذکر کیا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے
اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا تو اوسکا سلام پونہچاوے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور فلان بن فلان کی جگہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے یا اس طرح پڑھے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ وصیت کرتے تھے لوگون کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پہونچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت نہو سکے ان سب باتون کی تو بقدر طاقت
کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ يَا اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا
پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ الْفَارُوْقُ
الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اپنے اور اپنے والدین کیواسطے اور جس نے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور
تمام مسلمانون کے لیے دعاے خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود اور سلام بھیجے اور بعضون نے کہا ہی کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے آوے صحابہ سے منقول نہین روایت کی ابو داود نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس اور کہا اے امان کھولو میرے لیے قبر شریف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سو کھولین انھون نے میرے لیے تینون قبرین سو دیکھا مینے کہ وہ قبرین
نہ بلند ہین اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہین آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو آگے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہ سر اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھون کے درمیان تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا برابر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرون تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آوے روضے مین اور بہت بھیجے درود اور سلام
اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح مین آیا ہی مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ یعنی درمیان
گھر اور منبر میرے کے ایک باغچہ ہی باغون جنت سے اور ایک روایت مین ہی مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ یعنی درمیان قبر میری اور منبر میرے کے
اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ منبر میرا ایک
سیڑھی پر ہی سیڑھیون جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہی کہ روز بعد زیارت حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بقیع مین جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان تشریف لیجاتے تھے اور اوس جگہ ہزارون صحابہ اور تابعین اور
اولیاے کبار مدفون ہین کہ نام اونکے بالتفصیل ہر ایک کے معلوم نہین اور جب بقیع کے پاس جاوے کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ

اور زیارت کرے مشہور قبرون کی مانند قبر حضرت عثمانؓ کے اور قبر حضرت عباسؓ کے اور ایک قبہ اہل بیت کا ہے کہ امام حسنؓ
اور امام زین العابدینؓ اور امام محمد باقرؓ اور امام جعفر صادقؓ اور حضرت فاطمہؓ صحیح روایت مین اوس مین مدفون ہین اور ایک قبہ
ہے حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ پہلو مین حضرت عثمان بن مظعونؓ کے مدفون ہین اور عبدالرحمن
ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہما کی بھی وہین قبرین ہین اسی طرح جتنے مقبرے ہین اور جو مقامات متبرکہ
اور مساجد کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمین مثل مسجد قبا وغیرہ کے جہان تک ہو سکے انکی زیارت کرے اور جب وطن کے
رجوع کا قصد کرے تو مستحب ہے اوسکے واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آئے قبر شریف پاس اور سلام بھیجے
اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستون کے واسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پونہچاوے سلامتی اور صحت اور تندرستی سے
ساتھ حفظ بلیات دنیوی اخروی کے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِہٖ
وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْوُقُوْفَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَارْزُقْنِی الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا
اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِنِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ وزاری
اور آنسو بہانے مین کہ یہ علامت مقبولیت دعا کی ہے اور پھر حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی
پر نہایت غم کرتا ہوا سیدھا پھرے یا اولٹے پانون اور تعظیم اسمین ہے کہ اولٹے پانون پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس
اور قریب رہتے ہون اونکو کچھ نذر کرے اور دعا صحت اور عافیت اور مغفرت گناہون کی ہر حال پر کرتا رہے اور مستحب ہے کہ مدینے سے
چھوارے اور خاک شفا اور پانی اون کنوؤن کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہے اور تبرکات مثل اسکے لیتا آوے اور اسیطرح
مکے سے پانی زمزم کا وغیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر مین آئے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ
وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ اور پھر باقی عمر درود شریف اور زیادہ تر باقی
سا امور خیر مین مصروف رہے کہ یہ علامت ہے حج مبرور کی فقط اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَزِیَارَۃَ
قَبْرِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سِرَاجِ السَّالِكِیْنَ قُدْوَۃِ الْعَابِدِیْنَ مَوْلَی الْعَالَمِیْنَ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَحْفَادِہٖ وَعُلَمَاۗءِ اُمَّتِہٖ وَفُقَھَاۗءِ اُمَّتِہٖ وَشُھَدَاۗءِ
اُمَّتِہٖ وَاَوْلِیَاۗءِ اُمَّتِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب ہدایت نصاب بار سوم بعد اصلاح عبارات و درستی اغلاط و تصحیح مسائل متن و شرح برطبق اصل نسخہ عربیہ
وتحشیہ حواشی جدیدہ و اضافہ فوائد مفید مطبع نظامی کانپور مین بماہ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ بصحت تمام چھاپی گئی فقط

وجہ مہر و دستخط کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی
واقع کانپور کی ہے مہر و دستخط مہتمم مطبع کے ثبت کیے گئے

محمد روشن خان حنفی ۱۳۰۲
محمد عبدالرحمن خان

ما شاء الله لا قوة الا بالله

جلد دوم نور الہدایہ

اردو شرح وقایہ

مطبع [illegible] واقع [illegible] ۱۳۰۲ [illegible] کانپور محلہ [illegible] مطبوع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا ہی[1] واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب وقبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے[2] سے ہون جیسے نکاح کر دیا مینے[3] اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کر دے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا مینے اگرچہ [illegible] دونون اسکے معنی سمجھتے نہین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پہر مشتری کہے خریدا مینے **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اگر عورت سے کہا کہ تجھے فلانے کو جورو ہونے مین اپنے تئین یا سونپا عورت نے کہ دیا پہر دوسرے سے کہا کہ قبول کیا تو نے اوسنے کہا کہ قبول کیا[4] نکاح جائز ہو جاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تو نے سو کہا اوسنے بیچا پہر مشتری سے کہا خریدا تو نے اوسنے کہا خریدا صحیح ہو جاویگا اور اگر مرد و عورت[5] کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح صحیح ہو جاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اوپر بیان ہو چکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے اپنے نفس[6] کو وغیرہما کو تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجپر اور بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خریدا مینے تجکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسیطرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسیوقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہما کے اونسے درست ہوگا اور اجارہ اور اعارہ اور وصیت سے درست نہوگا کیونکہ اجارہ اور عاریت واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

[1] اس قید سے عقد بیع و ہبہ خارج ہو گئے اسلیے کہ اونمین اگرچہ نفع مشتری اور موہوب لہ کو حلال ہو جاتا ہی لاکن وہ عقد اسواسطے موضوع یعنی بنائی نہین گئی اسیواسطے بیع وغیرہ صحیح ہی اوس محل مین کہ نفع حلال نہین ہوتا مثل خریدنے لونڈی ذو رحم محرم یعنی ماں بہن وغیرہما کے بخلاف نکاح کے [illegible]

[2] [illegible]

[3] یعنی [illegible]

[4] [illegible]

[5] [illegible]

[6] یعنی [illegible]

نکاح نہین جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے فقط اور بلفظ ہبہ نکاح صحیح ہونا خاص آنحضرت کے لیے تھا اور ہمارے نزدیک یہ حکم عام ہی کذا فی الاصل **ص** اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سنے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو عورتین آزاد حاضر ہووین **ف** کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہون کے جائز نہین کیونکہ روایت کی بیہقی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِالشُّہُوْدِ یعنی نہین ہی نکاح مگر گواہون سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباسؓ پر اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفًا اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علما نے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعیؒ کے اور امام مالکؒ کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین اور یہ حدیث اونپر حجت ہی **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر شہادت دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون **ف** اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی معتبر نہین **ص** مسلمان ہون **ف** اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاوے گی **ص** اور دونون نے معًا عاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اسطرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تو فساد لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہین **ص** اگرچہ وہ دونون فاسق ہون **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ گواہ فاسق معلن ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عائشہؓ سے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان اور اوسکا باپ ہی کہا دارقطنی نے دونون ضعیف ہین اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور تضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی دارقطنی نے عائشہؓ سے کہ ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن میسرہ ابو الخطیب مجہول ہی اور اس باب مین مروی ہی عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسناد سب روایتون کی واہی ہی یعنی ضعیف ہی ۱۲ **ص** یا اونپر حد قذف پڑی ہو **ف** یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت نہوا اور اونپر حد شرعی تہمت زنا کی لگی ہو اور اسکا بیان کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا **ص** یا وہ اندھے ہون **ف** کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کے لفظ کو سننا ہی اور یہ امر اندھون سے حاصل ہی **ص** یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے **ف** اول صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اسکے اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوئے اور پھر زید نے زینب کو طلاق دیا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی اور دوسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اب اونکی گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے زید سے درست ہو **ص** لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی یعنی اگر خاوند کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہو جاویگی

آور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو درصورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی مقبول نہوگی اور درصورت دعوی کرنے خاوند کے شہادت اونکی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہ چار صورتین ہوگئین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک نصرانیہ سے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین اور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہوجاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی **ف** اور اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہوجاوے گی اور وہ مقبول ہی **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کا کسی سے نکاح کردے سواوسنے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین گویا باپ عاقد رہے گا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہوجاوینگے کذافی الاصل **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسیطرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوجاوے گا **ف** کیونکہ اس صورت مین گویا وہ بالغہ عاقدہ ہوجاوے گی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہوجاوینگے کذافی الاصل اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت مین نکاح درست نہوگا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسصورت مین عاقد باپ ہوجاوے گا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین

فصل بیان مین اون عورتونکے جنسے نکاح حرام ہی

اور اونکو محرمات کہتے ہین **ص** حرام ہی مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی مان اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہانتک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ یعنی حرام کی گئین تمھارے اوپر مائین تمھاری اور بیٹیان تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہی اور اسی طرح نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی مان کی مان اور دادی بھی مان ہی اسواسطے کہ ام کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین پوتے اور نواسے کی یا یہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہی اور اجماع حجت قاطع ہی **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین بے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہی مرد پر بہن اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمھاری اور پھوپھیان تمھاری اور خالائین تمھاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گودون مین ہین تمھاری اون عورتون سے

جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اونسے تو نہین گناہ ہو تمپر اور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین
اپنی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے
اور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو
حرام ہی اوسپر مان اوس عورت کی برابر ہی کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اسناد اوسکی اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین
حدیث مین اور اس باب مین مروی ہوا ابن عباس رض سے بھی اور اوسپر اتفاق ہی ائمہ اربعہ کا **ص** اور اپنی
بیوی کی مان برابر ہی کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ
یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری بیویون کی اور اسمین قید صحبت کی نہین اور اوپر دلیل اسکی
حدیث بھی گذری **ص** اور اپنی اصل کی بیوی **ف** یعنی باپ دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہووین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے کہ نکاح کیا اون سے
باپون تمھارے نے **ص** اور اپنی فرع کی بیوی **ف** یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اترین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ اور حرام ہین تمپر بیویان تمھارے
بیٹون کی جو تمھارے نطفے سے ہین اور اس سے نکل گئین بیویان متبنی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنا لیا
ہو اور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین **ص** اور بھی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی[1] ہون **ف** کیونکہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر
مائین تمھاری جنھون نے دودھ پلایا تمکو اور بہنین تمھاری رضاعت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عائشہ رض سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے
جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی ان شاء اللہ تعالی **ص** اور اسمین بہت سی صورتین ہر ایک
مین نکلینگی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی
بیٹی کو **ف** اور اسیطرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی
کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا **ص** اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی
جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے
اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بہ شہوت اور اسیطرح حرام ہی اصل ان عورتون کی **ف** اور یہی مذہب ہی امام احمد رح کا
اور امام شافعی رح اور مالک رح کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ
تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے سو فرمایا آپ نے مین نہین

[1] یعنی دودھ کا ۲ سال تک ۱۲

تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور بھی روایت کی ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سو اوسکو دباوے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کرے تو نہ
نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل ہر منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے راوی ثقہ ہون اور
امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام نہین فاسد
کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عائشہؓ سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمن وقاصی ہی کہا یحییٰ بن معین
نے لَیْسَ بِشَیْءٍ کَانَ یَکْذِبُ یعنی کچھ نہین جھوٹ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی کہا بخاری
اور نسائی اور رازی اور ابو داؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا تھا ثقات سے
موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے
اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہوئی خطا اوسکی سو مستحق ہوا ترک کا اور بھی
اوسکی اسناد مین اسحق بن محمد عروی ہی کہا یحییٰ نے کچھ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے اوسکو **ص**
مس بشہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی ہوگا اور مردون مین
بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہو وے (یعنی سر عضو سے ۱۲) اور یہ قول صحیح ہی **ف** اور یہی صحیح ہی
کذا فی الہدایہ **ص** نو برس سے کم کی عورت مشتہات یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے
کہ کبھی عورت نو برس کی یا زیادہ کی مشتہات ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی **ف**
اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آوے گی **ص** اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے
اور درمیان اون دو عورتون کے کہ اگر اونمین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو **ف**
اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تمپر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو
چاہے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایمان
لاتا ہی ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی
اس لفظ سے **ص** خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہو اور اوسکی عدت مین دوسری سے
نکاح کرے **ف** اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آوے گا **ص** اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو اپنی لونڈیان
(تب بھی حرام ہی ۱۲)
ہون اور اسیطرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو اونکے
درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے
کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو نکاح اون دونون مین حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین اور صرف
(یعنی لونڈی اور زوجہ یا امہ ۱۲)
نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جب تک کہ ایک کو اون مین سے اپنے اوپر
حرام نکرے اسطرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکالدیوے کُل کو یا بعض کو یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کر دیوے

عثمان بن عبد الرحمن وقاصی

عبد اللہ بن عمر

اسحق بن محمد عروی

ف یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری سے اوسکا نکاح حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح حرام ہی تو جس عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی اور نکاح ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ جمع کیا جاوے گا درمیان عورت کے اور اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد و ترمذی و دارمی نے اور اوسی مین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کیجاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے مین بڑی ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابر سے مانند اسکے اور اس باب مین روایت ہی ابن عباس سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابو سعید سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور علی سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمر سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے صحابیون سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقہ رحم ہی اور یہ بسبب نکاح کے شاید منقطع ہوجاوے کیونکہ اکثر سوتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اوسی پر دلالت کرتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَهُنَّ یعنی جسوقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے اونکے ناتون کو روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین عیسی بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف قطع رحم کے

ص اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان خاوند اور اون دو بہنون کے جدائی کرائی جاویگی **ف** یعنی قاضی تفریق کرادیگا **ص** اور اون دونون کو آدھا مہر ملیگا **ف** اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی غیر موجب مہر اور پہلا نکاح صحیح ہی اور تفریق قبل وطی و خلوت مین نصف مہر واجب ہوتا ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو نصف اوس مہر کو دونون مین تقسیم کردینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسری کو اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوس کے خاوند کی دختر کے ساتھ درصورتیکہ وہ دختر اوس عورت سے نہو **ف** کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی ربیبہ ہوجاویگی اور ربیبہ سے نکاح حرام ہی اور دوسرے یہ کہ پھر جسکو ان دونون مین سے مرد فرض کرینگے اوسکو دوسری عورت حرام ہوگی

اسواسطے کہ اگر دختر کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اوسکی مان ہی اور اگر عورت کو مرد فرض کرین تو وہ اوس کی بیٹی ہی **ص**
اسواسطے کہ اگر اوس دختر کو مرد فرض کرو تو نکاح اوسکا عورت سے حرام ہی کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہی لیکن اگر اُسس عورت کو
مرد فرض کرین تو یہ دختر اوسپر حرام نہین اور جائز ہی نکاح کتابیہ سے **ف** یعنی یہودی اور نصرانی عورتون سے اسواسطے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور کچھ فرق نہین درمیان اس بات کے کہ لونڈی
ہو یا آزاد اور جن لوگون نے حنفیہ سے انکو مشرکین سمجھکے نکاح انسے حرام قرار دیا ہی وہ غافل ہین مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ حنفیون
کی کتابون مین تصریح ہی کہ گو کہ وہ نصاریٰ اور یہود قائل ہین کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین لیکن پھر بھی وہ
مشرکین سے جدا ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفایہ مین ہی کہ حذیفہؓ نے نکاح کیا
ایک یہودیہ سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی **ص** اور صابئیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا
اقرار کرتی ہو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ خلاف مبتنی ہی تفسیر صابئیہ پر تو
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ صابئی اہل کتاب سے ہی اسواسطے نکاح جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کی پرستش کرتے ہین
اور اونکی کوئی کتاب نہین اسواسطے اونکے نزدیک نکاح جائز نہین ہی **ف** اور ایسے ہی اختلاف کیا صابئین کی تفسیر مین
اصحاب نے کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ وہ اہل کتاب مین سے ہین تو عمرؓ نے کہا کہ حلال ہی ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباسؓ نے
کہ نہین درست ہی نکاح اونسے اور کھانا اونکے ذبیحے کا اور کہا مجاہدؒ نے کہ وہ ایک قوم ہی طرف شام کے درمیان یہود اور
مجوس کے اہل کتاب سے اور کہا کلبی نے کہ وہ درمیان یہود اور نصاریٰ کے ہین اور کہا قتادہؒ نے کہ وہ پڑھتے ہین زبور کو
اور عبادت کرتے ہین ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہین کعبے کیطرف اور ہر دین مین سے کچھ کچھ لے لیا ہی **ص** اور اگر ستارونکی
پرستش کرتی ہو اور اوسکی کوئی کتاب نہو تو اوس سے نکاح جائز نہین **ف** اسواسطے کہ وہ اوس صورت مین مانند او مشرکین
کے ہی جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور اونکی عورتون سے نکاح حرام ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ
حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتون سے یہان تک کہ ایمان لاوین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنُّوْا
بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ غَيْرَ نَاكِحِيْ نِسَائِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنی چلو تم اون سے یعنی مجوس سے طریقہ
اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو اونکے ذبائح کو اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی
کہا زیلعی نے تخریج مین اوسکی قلت غریب بهذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہی لیکن روایت کی عبد الرزاق اور ابن
ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے پیش کرتے تھے اونپر اسلام کو
کہ جو اسلام لاوے قبول کیا جاوے اوس سے اور جو نہ اسلام لاوے اوسپر جزیہ باندھا جاوے نہ نکاح کرنے والے ہو
اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحے اون کے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہی اور اوسکی اسناد مین
قیس بن مسلم بگڑ گیا حفظ اوسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین عبد اللہ بن عمرو سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے عرض کرتے تھے اون پر اسلام کو تو اگر انکار کرین پیش کیا جاوے اونپر جزیہ اس طرح پر
کہ نہ نکاح کی جاوین عورتین اونکی اور نہ کھائے جاوین ذبیحے اون کے اور اوسکی اسناد مین واقدی ہی کلام کیا گیا ہی اوسمین

اور موطا مین اتناہی مروی ہو سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ انتہی حاصل ما قال الزیلعی **ص** اور درست ہو
نکاح اوس شخص کا جو احرام باندھے ہو مرد ہو یا عورت **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا میمونہؓ
سے اور آپ محرم تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عباسؓ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز
نہین کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ اَخْرَجَهُ السِّتَّةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ
یعنی نہ نکاح کرے محرم اور نہ نکاح کیا جاوے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والون نے سوا بخاری کے اور جواب یہ ہو کہ نکاح
سے مراد اس جگہ وطی ہو اور وہ بالاجماع احرام مین ناجائز ہو جیسا کہ بیان اسکا کتاب الحج مین گذرا **ص** اور جائز ہو نکاح
لونڈی سے مسلمان ہو یا کتابی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک نکاح لونڈی کتابیہ سے واسطے آزاد مرد کے جائز نہین
کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ نسا مین وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ تو اللہ نے مقید کیا لونڈیون کو ساتھ مومنات کے پس کافرہ
سے جائز نہوگا اسلیے کہ تخصیص بالحکم موجب نفی حکم ماعدا کی ہوتی ہو اور ہم کہتے ہین کہ قید لگا دینا مومنات کی اس بات پر
دلالت نہین کرتا تاکہ کافرہ کتابیہ سے نکاح جائز نہو **ص** اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنی اوسکے مہر
اور نفقہ پر قادر ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب قدرت نہو حرہ کی تب نکاح لونڈی مسلمان سے جائز ہو ورنہ نہین **ف**
اور دلیل اونکی استدلال ہو اوسی آیت سے اور ہمارا وہی جواب ہو جو گذرا **ص** اور جائز ہو نکاح حرہ کا **ف** یعنی آزاد
عورت سے **ص** باوجود اسکے کہ اوسکے نکاح مین لونڈی ہو **ف** کیونکہ روایت کی سعید بن منصور نے سنن مین
ابن علیہ سے انھون نے سنا اوس شخص سے جسنے سنا حسن سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا
یہ کہ نکاح کی جاسے لونڈی اوپر حرہ کے اور کہا کہ نکاح کیا جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کیا اوسکو بیہقی اور طبری نے تفسیر مین
ساتھ سند متصل کے حسن سے اور غریب کہا اوسکو روایت عامر احول سے انھون نے حسن سے اور معروف روایت ہو عمرو بن عبید
کی حسن سے کہا حافظ نے یہی یعنی عمرو بن عبید متہم ہو روایت سعید بن منصور مین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
حسن سے مرسل اور اسیطرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اون سے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہو اور امام شافعیؒ کے
نزدیک بھی جب مؤید ہون اوسکے اقوال صحابہ اور اس جگہ مؤید ہوے روایت کی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے
موقوفا تحقیق کہ لونڈی نہین لائق ہو کہ نکاح کیجاوے اوپر حرہ کے اور ایک روایت مین ہو لَا تُنْكَحُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ
اور اسناد اوسکی حسن ہو اور ابن مسعودؓ سے مانند اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابی الزبیر سے کہ انھون نے سنا جابرؓ سے کہتے
تھے لَا تُنْكَحُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ وَتُنْكَحُ الْحُرَّةُ عَلَى الْاَمَةِ یعنی نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور نکاح کی جاوے
حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے اور زیادہ کیا مَنْ وَّجَدَ صَدَاقَ حُرَّةٍ فَلَا يَنْكِحُ اَمَةً اَبَدًا
یعنی جو شخص پاوے مہر کو حرہ کے تو نہ نکاح کرے لونڈی سے کبھی اور اسناد اوسکی صحیح ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق
نے بھی بغیر اس زیادتی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیبؒ سے کہا انھون نے نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی
کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے حدیث طویل مین مرفوعا دیکھو ج

اَلْحُرَّةُ عَلَی الْاَمَةِ وَلَا تُزَوَّجُ الْاَمَةُ عَلَی الْحُرَّةِ یعنی نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی ص اور جائز ہی نکاح چار عورتون سے فقط آزاد ہون یا لونڈیان اور زیادہ سے درست نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور یہی مذہب ہی ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہی حدیث صحیح سے روایت ہی حضرت ابن عمرؓ سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اور اون کی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اون کے ساتھ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعیؒ اور احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے اور روایت ہی نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا آپنے چھوڑ دے ایک کو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اون مین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبۃ تھی ساتھ میرے پانچ تھی ساٹھ برس کی روایت کیا اوسکو شافعیؒ نے اور بغوی نے شرح السنۃ مین ص اور غلام کو دو سے زیادہ درست نہین ف اور یہی مذہب ہی امام شافعیؒ اور احمدؒ کا اور کہا مالک نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابن الجوزی نے تحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسی ہی روایت کی بغوی نے معالم مین کہا ابن الجوزی نے کہ حاکم نے کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون سے انکار کیا اسکا ابن الہمام نے ص اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے ف اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نکاح فاسد ہی اور یہ اختلاف اوسمین ہی کہ نکاح کرے اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی ص اور وطی نہ کرے اوس سے جب تک وہ وضع حمل نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہی واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری سے ص اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے کہ وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اوسکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین ف استبرا کہتے ہین طلب برات رحم کو ولد سے اور اسکا بیان آگے آوے گا ص اگر دو عورتون سے نکاح کیا ساتھ ایک ہی عقد کے ف مثلاً کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور انھون نے کہا قبول کیا ہمنے ص اور ایک اون دو عورتون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہی تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نہین جائز ہی نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے ف یعنی وہ عورت جو مالک ہی غلام کی اسواسطے کہ نکاح موضوع ہی واسطے مالک ہونے فوائد کے جو مشترک ہون درمیان زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین احد العاقدین مملوک ہی دوسرے کا اور مملوکیت منافی ہی مالکیت کی تو اب دونون مین مشترک نہون گے ص اور نہین جائز ہی نکاح مجوسیہ سے

اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت سے اگرچہ چوتھی
عورت کی عدت مین ہو **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوس نے ایک کو اون مین سے طلاق دیا تو
جب تک وہ عدت مین ہو نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام کے
واسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے باوصف ہونے حرہ کے
نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا حرہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے
نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہو نکاح لونڈی سے جائز نہین
اور حرہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت حاملہ سے جو مقید ہوکے آئی ہی اور اوس حاملہ سے
کہ اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور
اوسی سے حاملہ ہوئی ہووے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اسطرح کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجھسے اتنی مدت پر اتنے مال کے
ف اتفاق کیا ایمۂ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی
وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝
فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ یعنی نجات پائی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے
حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین سو جو شخص تلاش کرے سوا اسکے پس
وہی لوگ ہین زیادتی کرنے والے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے
جو لوگ قائلین متعہ ہین اون کے نزدیک بھی ممنوعہ اور زوجہ ہین وراثت[1] نہین برخلاف زوجہ کے روایت کی مسلم نے ربیع بن
سبرہ بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اون کے باپ نے حدیث بیان کی اونسے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
سو فرمایا آپ نے اے لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعے کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اوسکو دن قیامت تک سو جس
شخص کی ایسی عورت ہو تو چھوڑدے اوسکو اور نہ لیوے اوسنے جو دیا ہی اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے دوسرے
طریق سے اور بھی روایت کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر رضی سے کہ انھون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن دیا متعے کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ رجم کرونگا
مین اوسکو پتھرون سے اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمر رضی نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا جو نکاح
کرتے ہین متعے کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی کہ نکاح
کیا ہوگا اوسنے متعے کا مگر رجم کرونگا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمر رضی متعے سے سو کہا حرام ہی سو کہا گیا اونکو
کہ ابن عباس رضی فتوے دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انھون نے کیون نہ بولے زمانہ[2] حضرت عمر رضی مین اور روایت کی مسلم نے
سلمہ بن اکوع سے کہا رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال اوطاس[3] کے تین بار پھر منع کیا ہمکو
متعے سے اور روایت کی مسلم نے سبرہ بن معبد سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال فتح مین متعے کا
جب داخل ہوے ہم مکے مین پھر نہ نکلے مکے سے یہان تک کہ منع کیا ہمکو متعے سے اور روایت کی خازنی نے اپنی سند سے

[1] اور ایسے ہی ممنوعہ کا حکم لونڈیوں کا نہین اوسکو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہین ۱۲ منہ
[2] یعنی جس وقت حضرت عمر رضی اوسکی حرمت کا اعلان بیان فرماتے تھے اوس وقت کیون نہ بولے تھے اور بحث نہ کی ۱۲ منہ
[3] اوطاس ایک مقام ہی طائف کے پاس اور قصہ غزوہ اوطاس کا کتب سیر مین مذکور ہی ۱۲ منہ مدظلہ

جابرؓ سے ایک حدیث مین کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک مین اور ثنا کی اللہ پر اور منع کیا متعے سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علیؓ سے تحقیق انھون نے سنا ابن عباسؓ سے کہ نرمی کرتے ہین متعے مین سو کہا چھوڑ دے اسکو ابن عباسؓ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اوس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین ہی حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے واسطے ابن عباسؓ کے تو مرد گمراہ ہی اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہوئے ہین اور روایت کیا عبد الرزاق نے ابن عباسؓ سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھ اوس کے بعض تابعین نے مثل ابن جریج اور طاؤس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاوے گا قول اہل حجاز سے متعہ نسا کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اوسکو حاکم نے علوم الحدیث مین اوسنے اور ہدایہ مین ہی کہ ابن عباسؓ نے رجوع کی اوس سے روایت کی بیہقی نے زہری سے کہا انھون نے کہا نہین مرے ابن عباسؓ یہان تک کہ رجوع کی انھون نے فتوے اپنے سے درباب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ نے صحیح مین اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ تھا متعہ اول اسلام مین کہ آتا تھا ایک شخص شہر مین اور اوسکو اوس شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جانتا تھا مین کہ مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سو اب ہر فرج سوا اونکے حرام ہی اور روایت کی ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کی بھی فتوے سے اور تفصیل اسکی تفسیر مظہری مین ہی **ص** اور نکاح موقت یعنی اس طرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے ساتھ اتنے مہر کے مہینا بھر تک یا دس دن تک **ف** اسواسطے کہ یہ بھی معنون مین متعے کے ہی اور زفرؒ کے نزدیک درست ہی

باب ولی اور کفو کے بیان مین

جائز ہی نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا **ف** بکر ہو یا ثیب **ص** اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے اور ولی کو درست ہی کہ قاضی سے کہکر فسخ کراوے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہؒ سے کہ نکاح ساتھ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوی ہی قاضی خان کا اور ایک روایت مین امام ابو یوسفؒ سے نکاح نہین منعقد ہوتا ہی [بدون حضور ولی کے] مگر ساتھ ولی کے اور نزدیک محمدؒ کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر **ف** یعنی اگر ولی چاہے روا رکھے اور چاہے فسخ کرے **ص** اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک نکاح نہین منعقد ہوتا ہی ساتھ عبارت عورتون کے **ف** برابر ہی کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعیؒ کی یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھ تو اوس عورت کے واسطے مہر ہی بدلہ حلال ہونے اوسکی فرج کا تو اگر اختلاف کیا انھون نے تو بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسیٰ سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہؓ

سے اور حسن کہا اُسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے **حدثنا** ابن ابی عمران قال اخبرنا یحیی بن معین عن ابن عیینة
عن ابن جریج انه قال لقیتُ الزهری فاخبرتُه عن هذا الحدیث فانکرہ یعنی کہا ابن جریج نے کہ ملاقات کی
مین نے زہری سے سو خبر کی مین نے اُنکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اِسکا اور روایت کی ترمذی اور ابن
داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا نکاح الا بولی
والسلطان ولی من لا ولی له یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین اور اسناد مین
اُسکی حجاج بن ارطات ضعیف ہی اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد مین اُسکی یزید بن سنان اور باپ اُسکے دونون
ضعیف ہین ضعیف کیا انکو نسائی اور احمد وغیرہما نے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین اُسکی نافع بن میسر ابو خطیب
مجہول ہی اور روایت کی احمد نے ابی موسیٰ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لا نکاح الا بولی نہین نکاح
بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ
ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اُسکو احمد رح نے طریق حجاج بن ارطات سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک اور طریقے سے
اور اُسمین عدی بن الفضل اور عبد اللہ بن عثمان دونون ضعیف ہین اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کر لیتی ہین اپنا آپ نہین جائز ہی نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے
تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین اُسکی نہاس ضعیف ہی ضعیف کیا اُسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے
لا نساوی شیئا اور روایت ہی ابن مسعود اور ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ
ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث ابن مسعود مین بکیر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبد اللہ بن محرز ہی کہا دارقطنی نے
متروک ہی اور حدیث ابن عمر مین ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لا یحتج به نہین
حجت پکڑی جاویگی ساتھ اُسکے اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا تزوج المرأة المرأة
ولا تزوج المرأة نفسها فان الزانية هي التي تزوج نفسها یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت
اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کر لے اپنا روایت کیا اُسکو دارقطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن الحسن
اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر رض سے مرفوعا نہین نکاح ہی
مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اُسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ عزرمی ہی
کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اُسکی اور اُسکی اسناد مین قطر بن بشیر ضعیف ہی اور روایت ہی معاذ
ابن جبل رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے سو وہ زانیہ ہی
اخراج کیا اُسکا دارقطنی نے اور اُسکی اسناد مین ابو عصمة اسم بن ابی مریم ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور کہا دارقطنی نے متروک ہی
یہ سب دلیلین شافعی مذہب کی تھین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حتی تنکح زوجا غیرہ کیونکہ نسبت نکاح

کی اسمین طرف عورت کے ہے اور حدیث ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہے وہ زیادہ حقدار ہے اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور بکر سے اذن لیا جاویگا اور اذن اُسکا سکوت ہے روایت کیا اُسکو مسلم اور مالک اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور حدیث ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور مین ناراض ہون سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے باپ کو نہین نکاح ہے واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن مرسل نزدیک ہمارے حجت ہے اور حدیث حضرت عائشہؓ سے تحقیق کہ فتاوہ داخل ہوئین اُنپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا اپنے بھتیجے سے تاکہ بڑھے حسب اُسکا اور مین مکروہ رکھتی ہون سو کہا حضرت عائشہؓ نے بیٹھ اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو خبر کی حضرت عائشہؓ نے آپکو سو آپ نے کہلا بھیجا طرف اُسکے باپ کے اور دیا اختیار فتاوہ کو سو کہا فتاوہ نے ای رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مین نے اُسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مین نے مگر یہ کہ آگاہ کرون مین عورتون کو کہ نہین ہے اُنپر اُنکے باپون کا اختیار روایت کیا اُسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت کیا فتاوہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تو یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عائشہ کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی پر تو ترجیح حدیث ابن عباسؓ کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اُسکو مسلم نے اور یہ واضح ہے اور اقوی ہے از روے سند کے برخلاف اُن احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب خالی نہین ضعف سے جیسا کہ بیان کیا ہمنے اُسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہے کہ نہین ہے نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے اور حدیث حضرت عائشہؓ کو محمول کرتے ہین اوپر اُس نکاح کے جو غیر کفو کے ہو وے واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش نہین **ص** جو عورت بکر ہو اور نابالغہ ہو تو اُسپر ولی جبر کر سکتا ہے واسطے نکاح کے اتفاقاً **ف** اور اسپر اجماع کیا مجتہدین نے **ص** اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا ہمارے نزدیک ہر ولی کے لیے ولایت اجبار ہے اور امام شافعی کے نزدیک فقط باپ اور دادا کو جبر پہونچتا ہے **ف** امام شافعیؒ دلیل لاتے ہین اس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہیے کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اُسکا ابن الجوزی نے اور یہ حدیث ساقط ہے از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینے اور جبر کے تناقض ہے کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین ہے اور لیکن از رو سند کے سو اسواسطے کہ اُسکی سند مین عبدالکریم ہے کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اُسکی طعن پر علاوہ اسکے یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل امام شافعی کے نزدیک مقبول نہین اور دلیل ہماری حدیث ابن عباسؓ کی ہے کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اُسکے باپ نے نکاح کر دیا اُسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روایت کیا اُسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اُسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل ہے کچھ ضرر نہین اسواسطے کہ وہ مرسل ہے بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہے اور بعض طریقون صحیحہ سے متصل ہے کہا ابن القطان نے حدیث ابن عباسؓ کی صحیح ہے اور نہین ہے یہ عورت خنسا بنت خدام کہ نکاح کر دیا تھا اُسکا

اُسکے باپ نے اور وہ ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا روایت کیا اُسکو بخاری نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت مین ہے کہ خنساء بھی بکر تھی اخراج کیا اُسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہے اور روایت کی دارقطنی نے حدیث ابن عباسؓ کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح کر دیا تھا اُن دونون کا اُنکے باپ نے اور وہ دونون ناراض تھین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا اور ایک روایت مین ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھین لیتے تھے عورتین اُنکے خاوندون سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ نکاح کر دیتے تھے اُنکا باپ اُنکے جبکہ وہ ناراض ہوتی تھین اُس سے اور روایت کی دارقطنی نے جابرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اُسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور جدائی کر دی آپ نے درمیان اُسکے اور اُسکے خاوند کے **ص** اور اسی طرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک اُسپر جبر نہین پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ہمارے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہے اور کچھ تعیین نہین کی اور زیلعی نے نہین پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے موقوفًا اور مرفوعًا اور ذکر کیا اُسکو سبط ابن الجوزی نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھین اور ولی کہتے ہین صغیر صغیرہ کو اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اگر ولی نے بکر بالغہ سے اذن لیا اور وہ چپ ہی یا ہنسی تو اذن ہوگیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہ مین ہے کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسطرح ہے اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اُسکا یہ ہے کہ چپ رہے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور ایک روایت مین مسلم کی یہ ہے اَلْبِکْرُ تُسْتَأْمَرُ وَإِذْنُهَا سُکُوْتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اُسکا سکوت ہے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی یہ ہے وَالْبِکْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا یعنی بکر رضا اُسکی چپ رہنا اُسکا ہے **ص** اور اسیطرح اگر روئے بغیر آواز کے اور اگر روئے آواز سے تو وہ رد ہوگا نکاح کا اور اگر اُسکو خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ ہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہے کہ خاوند کا نام لیا ہو وے دونون صورتون مین اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اُسکا رضا نہوگا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہین **ف** اسواسطے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اور اگر اذن لیا اُس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اُس سے زیادہ قریب موجود ہے **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العنایۃ **ص** تو نہوگی رضا اُسکی یہانتک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہے نہین ہوتی **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلثَّيِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ لیجاوے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غَرِیْبٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ اور مشاورہ دونون طرف سے ہوتا ہے اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہین کیا جاتا اور نسبت بکر کے اُسکو حیا بھی کم ہے **ص** جو عورت کہ اُسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے یا کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اُسکا حکم بکر کا ہے اس باب مین کہ سکوت اُسکا رضا ہے **ف** اور اسیطرح رونا

تو گویا رضامندی نکاح پر اور آواز سے رونا اور ویل کرنا دلالت کرتا ہے ... کذا فی ... الدر المختار والرد المحتار ۱۲ منہ

اسکا بغیر آواز کے اور ہنسنا بھی رضا ہے ص اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے نکاح کی خبر پہونچی تھی تو تو چپ ہی تھی اور اُس عورت نے اسکا انکار کیا اور کہا میں نے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت کا ہے مگر جب مرد اُسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نہ کیے تو اُس عورت کو حلف نہ دلاوینگے ف اور بیان اسکا کتاب الدعوی میں آویگا ص ہر ولی کو جائز ہے نکاح کر دینا اپنے غیر بالغ لڑکے اور غیر بالغہ لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو ف اور شافعی کے نزدیک ثیب کا جائز نہیں ص اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا ف یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہیں ص اور اگر سوا باپ دادا کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اُس لڑکے اور دختر کو جائز ہے کہ جب بالغ ہوں نکاح کو فسخ کریں اگر وہ نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی انکو خبر نہ تھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اُسوقت بھی جائز ہے کہ نکاح فسخ کریں اور امام شافعی کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہیں اور جب لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اُسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ ہی تو سکوت اُسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اُسکو خبر نہ تھی اور جب خبر پہونچی بعد بلوغ کے اور وہ چپ رہی تو سکوت اُسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا نام خیار البلوغ ہے ف اور اگر وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اُسکا رضا نہوگا ص اور اختیار بکر کا جب بالغ ہو گئی اُسکی آخر مجلس تک باقی نہ رہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اُسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو ف صورت مسئلے کی یہ ہے کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اُسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے خبر پہونچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگی اور جب تک یکسان بیٹھی رہی اختیار باقی نہ رہیگا بلکہ مجرد خبر اور بلوغ کے اختیار ہے قبول اور رد کا اور بعد اُسکے سکوت رضا ہے اور پھر اختیار باقی نہیں رہیگا ص اگرچہ وہ بکر اس بات کو نہ جانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ کے یا خبر پہونچنے کے اختیار ہے فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہردار کے کہ اُسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اُسکو معلوم نہ تھا کہ بوقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہے تو یہ عذر شمار کیا جاویگا ف یعنی پھر ہر وقت معلوم ہونے اس مسئلے کے اُسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہے اگرچہ وہ لونڈی وقت آزادی کے چپ ہی ہو بخلاف بکر حرہ کے کہ پھر وقت معلوم ہونے مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونیکے چپ ہی ہو اُسکو اختیار فسخ کا باقی نہیں ہے ص اور لونڈی کا جہل اسواسطے مقبول ہے کہ اُسکو خدمت مولی وغیرہ سے فراغت نہیں ہوتی کہ علم سیکھے برخلاف اُن عورتوں کے جو حرہ الاصل میں یا پہلے کسیکی لونڈی تھیں پھر آزاد ہو گئیں کیونکہ طلب علم فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر ف کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین میں ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض ہے ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت میں ہے کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا اس حدیث کا عقیلی نے اور ابن عدی نے انس سے مرفوعاً اور یہ حدیث مروی ہے سنن ابن ماجہ میں ساتھ اس لفظ کے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ یعنی طلب علم فرض ہے ہر مسلمان پر اور رکھنے والا علم کا اُس شخص کے پاس جو اُسکے لائق نہیں ہے مانند اُس شخص کے ہے کہ سوروں کو

جواہر اور موتی کا اور سونا پہناوے اُن کو روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم تک اور کہا کہ متن اس حدیث کا
مشہور ہی اور اسناد اسکی ضعیف ہی اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور وہ سب طریقے ضعیف ہین انتہی اور کہا
فیروزآبادی نے کہ روایت کیا اسکو احمد نے بھی اور شمار کیا اسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین انتہی اور کہا ابن حبان نے
باطلٌ لا اصلَ لہٗ اور اسناد مین اسکی ابو عاتکہ ہی اور حدیث اسکی منکر ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ اخراج کیا ہی اُس کو ترمذی نے
اور اور اہل علم نے الحاصل یہ حدیث ضعیف ہی موضوع نہین جیسا کہ گمان کیا اسکو ابن حبان اور ابن الجوزی نے اور
اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ مقدار اُس علم کی جو فرض ہی کیا ہی ملا علی قاریؒ نے لکھا ہی کہ فرض وہ علم ہی کہ جس بندے کو
چارہ نہین جیسے پہچاننا خداوند عالم کا اور علم اسکی وحدانیت کا اور اسکے رسول کی نبوت کا اور اسیطرح ضروری مسائل
نماز کے کہ سیکھنا انکا فرض عین ہی برخلاف تحصیل رتبہ اجتہاد اور درجہ افتا یعنی فتوی دینے کے کہ سیکھنا اسکا فرض
کفایہ ہی اور یہ مقام اس بحث کی تفصیل کا نہین جس شخص کو تحقیق اسکی منظور ہووے تو وہ احیاء علوم الدین تصنیف
امام غزالیؒ کی ملاحظہ کرے ص تو اگر آزاد عورت جاہل ہیگی تو جہل اُسکا عذر ہوگا اگر کوئی کہے کہ تحصیل علم فرض ہی جب
عورت بالغ ہو اور کلام ہمارا عورت نابالغہ مین ہی جب بالغ ہو اور وہ عورت قبل بلوغ کے مکلف نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ
عورت یا مرد جب مراہق یعنی قریب بلوغ کے ہون تو واجب ہی انپر سیکھنا ایمان کا اور احکام ایمان کا اور انکے ولی پر
واجب ہی تعلیم انکی اور یہ نہین چاہیئے کہ انکو بے صرف چھوڑ دے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کرو تم
اپنے لڑکون کو نماز کا جب پہونچ جاوین سات برس کو اور مارو انکو جب پہونچ جاوین دس برس کو ف اور نماز نہ پڑھین
روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اور بغوی نے شرح السنہ مین ص اور ثیبہ
عورت اور لڑکے کا خیار باطل نہین ہوتا وقت بلوغ کے جب تک وہ راضی نہو جاوین تصریح سے یعنی یہ کہین کہ راضی ہوا مین یا
اشارت سے یعنی ایسا فعل کرین کہ جس سے انکی رضا معلوم ہووے مثلاً بوسہ لے یا مس کرے کوئی کسیکا یا لڑکا مہر دیوے
اور عورت قبول کرے اور اسیطرح اختیار انکا باطل نہین ہوتا اگرچہ کھڑے ہو جاوین مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور
وہ نا راضی ہون تو نکاح کے فسخ کرنے کے واسطے قاضی شرط ہی ف یعنی انکو بغیر قاضی کے فسخ نہین پہونچتا اسواسطے کہ
اسمین ضرر ہوتا ہی مرد کا اور لازم کر دینا ضرر کا کسی پر بدون قضاے قاضی کے ممکن نہین ہی ص اور جو لونڈی آزاد ہو تو اسکو
نکاح فسخ کرنے کے لیے قاضی شرط نہین ف اسواسطے کہ وہ لونڈی اپنے تئین دوسرے کی زیادتی ملک سے بچاتی ہی اور
اسمین کچھ قضاے قاضی شرط نہین اور زیادتی ملک شوہر کو ہی کیونکہ جب وہ لونڈی آزاد نہین تھی تو خاوند اسکا مالک دو طلاق کا تھا
کیونکہ لونڈی کو دو طلاق سے زیادہ نہین ہوتے اور جب آزاد ہوئی تو خاوند اسکا مالک تین طلاق کا ہوتا ہی اور یہ زیادتی
ملک ہی خاوند کو لونڈی پر ص اور اگر لڑکا یا لڑکی کوئی انمین سے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے مرگیا تو دوسرا اسکا وارث
ہوگا برابر ہی کہ بالغ ہون یا نہون ف یعنی اگر قبل بلوغ کے کوئی مرگیا تو وارث ہونگے کیونکہ نکاح قائم ہی اور اسیطرح بعد بلوغ
کے قبل فسخ کرنے قاضی کے کیونکہ فسخ کی شرط نہین پائی گئی تو نکاح قائم رہیگا ص اور ولی وہ شخص ہی جو عصبہ بنفسہ ہو یعنی
وہ مرد جو متصل ہو میت کے ساتھ بغیر واسطہ عورت کے ف یعنی جب اسکو مردے کیطرف نسبت کرین تو بیچ مین عورت

واسطہ نہ پڑے جیسے باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا تو نانا ولی نہیں کیونکہ وہ مان کا باپ ہے تو مان واسطہ پڑ گئی اور وہ عورت ہے اور
اسیطرح نواسا کیونکہ وہ بیٹی کا بیٹا ہے تو بیچ مین بیٹی پڑ گئی اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالے آخر کتاب مین آویگا ص
اور عصبہ بالغیر ف اور وہ چار عورتین ہین ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بہن علاتی یعنی جو سوتیلی ماں سے ہو ان
ص جیسے بیٹی اسکو ولایت نہین اپنی مجنون ماں پر ف مجنون کی قید اسواسطے ہے کہ اگر وہ اچھی ہے ہوشیار ہے تو کسیکو
اسپر ولایت نہین ص اور عصبہ مع الغیر ف یعنی وہ عورت کہ دوسری عورت سے ملکے عصبہ ہو جاوے ص جیسے
بہن ساتھ بیٹی کے اسکو ولایت نہین اپنی بہن مجنونہ پر ف یہان بھی قید مجنونہ کی اسی واسطے ہے اگر بہن مجنونہ نہو تو اسپر
کسیکو ولایت نہین کیونکہ بہن ثیبہ ہے بالغہ ہے اسواسطے کہ اسکی بیٹی موجود ہے جسکے ساتھ بہن ملکے عصبہ ہوئی ہے ص اور
ولایت عصبات کی بشرطیکہ آزاد و مکلف و مسلمان ہون ف یعنی اگر کافر ہونگے تو انکی ولایت مسلمان پر نہین فرمایا
اللہ تعالی نے وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝ یعنی نہین کریگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر
راہ ص اور ترتیب وراثت اور حجب کے ہے ف یعنی حاجب مقدم ہے محجوب پر اور اسیطرح وارث غیر وارث پر یعنی
بیٹے کے ہوتے پوتے کو وراثت نہین تو ولایت نکاح بھی نہوگی اور باپ کے ہوتے دادا کو وراثت نہین تو دادا کو باپ کے
ہوتے ولایت نکاح بھی نہوگی اور حاجب اسکو کہتے ہین جو غیر کو میراث سے روک دے اور محجوب جو روکا گیا ہووے
جیسا کہ بیٹا حاجب ہے پوتے کا اور باپ دادا کا و قس علی ہذا ص پوتے ف یعنی جیسے بیٹے اور پوتے ص
اگرچہ نیچے نیچے چلے جاوین مقدم ہین ف یعنی بیٹے کا بیٹا اور پوتے کا بیٹا اور پوتے کا پوتا اور پوتے کا پروتا اور پروتے
کا پروتا و قس علی ہذا ص اور پھر اصل ف یعنی باپ دادا ص اگرچہ اوپر چلے جاوین ف یعنی باپ کا باپ اور دادا کا
باپ اور دادا کا دادا اور دادا کا پردادا اور پردادا کا پردادا و قس علی ہذا ص پھر اصل قریب کے جزو جیسے بھائی ف
کہ جزو ہے اپنے باپ کا اور وہ قریب ہے ص پھر بیٹے بھائی کے اگرچہ نیچے نیچے چلے جاوین ف یعنی بھتیجے کا بیٹا اور بھتیجے کا
پوتا اور بھتیجے کا پروتا اور بھتیجے کے بیٹے کا پروتا و قس علی ہذا ص پھر اصل بعید کے جزو جیسے چچا ف کہ جزو ہے دادا
کا اور وہ اصل بعید ہے ص پھر چچا کے بیٹے اگرچہ نیچے نیچے چلے جاوین ف جیسے چچا کا پوتا اور چچا کا پروتا اور چچا کے
بیٹے کا پروتا اور چچا کے پوتے کا پروتا و قس علی ہذا ص پھر باپ کا چچا پھر اسکے بیٹے اگرچہ نیچے نیچے چلے جاوین ف
یعنی باپ کے چچا کا پوتا اور باپ کے چچا کا پروتا اور باپ کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور باپ کے چچا کے پوتے کا پروتا اور
باپ کے چچا کے پروتے کا پروتا و قس علی ہذا ص پھر دادا کا چچا پھر اسکے بیٹے اگرچہ نیچے نیچے چلے جاوین ف یعنی دادا کے
چچا کا پوتا اور دادا کے چچا کا پروتا اور دادا کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور دادا کے چچا کے پوتے کا پروتا اور دادا کے
چچا کے پروتے کا پروتا و قس علی ہذا ص قریب بعد قریب کے ف یعنی جو قریب ہوگا انمین سے وہ مقدم ہوگا
مثلاً فروع مین بیٹا مقدم ہے پوتے پر اور پوتا پروتے پر اور پروتا پوتے کے پوتے پر اور اصول مین باپ مقدم ہے
دادا پر اور دادا پردادا پر اور بھائیون مین بھائی مقدم ہے بھتیجے پر اور بھتیجا اسکے بیٹے پر اور اسکا بیٹا اسکے پوتے پر اور
چچاؤن مین چچا مقدم ہے اسکے بیٹے پر اور بیٹا اسکے پوتے پر اسی طرح پر قیاس کر لینا چاہیئے ص پھر ترجیح ہوگی ساتھ

ف [illegible]

قوت قرابت کے یعنی عینی مقدم ہوگا علاتی پر ف تو بھائی حقیقی یعنی عینی مقدم ہوگا بھائی علاتی پر اور عینی کہتے
ہین حقیقی بھائی کو اور علاتی اس بھائی کو کہتے ہین کہ اپنے باپ کا بیٹا ہو مگر اپنی ماں سے نہو ص اور کافر کی ولایت
مسلمان کو نہین اور نہ مسلمان کی ولایت کافر کو اگرچہ کافر اسکا عصبہ ہو ف دلیل پہلے مسئلے کی اوپر گذری اور
دلیل اس بات کی کہ مسلمان کو ولایت کافر کی نہین یہ ہی کہ ولایت سبب ہی میراث کا اور مسلم کو میراث کافر کی نہ پہونچیگی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ وارث ہوگا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا روایت کیا اسکو بخاری و
مسلم اور اصحاب سنن نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اور یہی حدیث دلیل دونون مسئلون کی ہو سکتی ہی اور کافر کافر کی ولایت
کریگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ یعنی جو لوگ کافر ہوے بعض انکے ولی ہین
بعض کے اور اسمین فرق نہین کہ ایک نصرانی ہو اور دوسرا یہودی کیونکہ کفر ملت واحدہ ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی
لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى رواہ احمد والنسائی وابو داؤد وابن ماجہ والدارقطنی یعنی نہین وارث ہونگے
دو ملت والے متفرق کچھ ہمارے منافی نہین ہی اسواسطے کہ ملتین سے مراد اس جگہ کفر و اسلام ہی ص پھر ان سب کے
بعد ماں پھر صاحب حصہ ف صاحب حصہ وہ شخص ہی کہ اسکا کوئی حصہ کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع سے مقرر ہی اور نہ وہ
عصبہ ہی جیسے نواسے اور پوتیوں کے بیٹے اور نانا اور پرنانا اور بھانجا اور ماموں وغیرہم ص قریب بعد قریب کے
ف یعنی جو قریب ہوگا اسکو ترجیح ہوگی بعید پر مثلاً نواسا مقدم ہی نواسے کے بیٹے پر اور نانا نانا کے بیٹے پر اور اسی
طرح ص پھر مولی الموالات اور وہ وہ شخص ہی کہ جسکا وارث نہو اور دوسرے کے ساتھ عہد کیا ہو اگر مجھسے جنایت ہو تو
تو دیت دیگا اور اگر مین مرون تو تو وارث ہوگا ف صورت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص مجہول النسب نے کہا دوسرے سے
کہ جب مین مرونگا تو تو میرا وارث ہوگا اور تو میری دیت دیگا جب مین جنایت کرونگا اور دوسرے نے اس عقد کو قبول
کیا تو یہ قبول کرنے والا اسکا مولی الموالات ہوا تو اسکو اس شخص کا عقد پہونچتا ہی جب اسکا اور کوئی قریب نہوگا اور وجہ
اسکی یہ ہی کہ ولایت سبب ہی میراث کا اور مولی الموالات کو میراث پہونچتی ہی ص پھر وہ قاضی کہ اسکے مکتوب مین
یہ لکھا گیا ہی کہ اسکو ولایت تزویج کی ہی ف یعنی وہ مکتوب کہ اسکو بادشاہ سے ملا ہی وقت ملنے عہدۂ قضا
کے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ قاضی کو کچھ ولایت اصلی نہین بلکہ بسبب اسکے کہ وہ نائب بادشاہ
کا ہی تو جب نائب بادشاہ کو ولایت ہی تو بادشاہ کو بطریق اولی ہوگی اور ایسا ہی ہدایہ مین کہ وقت نہونے
اولیا کے ولایت امام کو ہی اور دلیل لائے ہین اسپر صاحب ہدایہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلسُّلْطَانُ
وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ یعنی بادشاہ ولی ہی اسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی
اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور دوسرے یہ کہ وقت مرنے کے
درصورت نہونے کسی وارث کے مال بیت المال مین جاتا ہی تو حالت حیات مین بھی درصورت نہونے کسی وارث
کے ولایت سلطان کو ہوگی ص اور جو ولی بعید ہی اسکو درست ہی کہ جب ولی قریب غائب ہو تو نکاح کر دیوے اور غائب
سے مراد یہ ہی کہ اسکی غیبت منقطعہ ہووے اور غیبت منقطعہ سے مراد اوتنی مدت ہی کہ کفو نکاح کرنے والا اسکی خبر کا

جب ان کا باپ دونون ایک ہون یعنی دونون کے ایک ماں باپ ہون ۱۲

یعنی دونون کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا ۱۲

یعنی سلطان کو ۱۲

انتظار نکرے ف یعنی جس شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی وہ اتنی مدت تک اُس ولی قریب کا انتظار نکرے مثلاً بھائی
ایک عورت کا ایسے ملک مین ہی کہ وہان سے آدمی ایک مہینے مین آتا ہی اور بھتیجا اس عورت کا موجود ہی تو جس
شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی اگر وہ ایک مہینے تک اسکے آنے کا انتظار کرتا ہی تو یہ غیبت منقطعہ نہین ہی اب بدون اسکے
بھائی کے آئے ہوے نکاح نکرینگے اور اگر وہ انتظار نہین کرتا تو غیبت منقطعہ ہی بھتیجے کو اسکا نکاح کر دینا درست ہی
ص اور بعضون کے نزدیک غیبت منقطعہ یہ ہی کہ مدت سفر کی راہ ہووے ف یعنی تین دن اور تین رات
کی جیسا کہ بیان اسکا کتاب الصلوٰة مین گذرا جامع الرموز مین ہی کہ یہی صحیح ہی ص اور یہی مختار ہی بعض متاخرین
کا اور اسی پر فتویٰ ہی اگر ایک عورت مجنونہ ہی اور اسکے باپ اور بیٹے دونون ہین تو ولی اُسکے نکاح مین بیٹا
ہوگا اسواسطے کہ اوپر گذرا کہ بیٹا مقدم ہی باپ پر ولایت مین ف اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رح
اور ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک باپ ہی کیونکہ باپ کو اپنی دختر پر زیادہ شفقت ہوگی

ص فصل کفو کے بیان مین

اور معتبر ہی کفاءت نکاح مین اہل عرب کی از روے نسب کے ف کفاءت کے معنی لغت مین برابری
کے ہین اور کفاءت شرعی کہتے ہین برابر ہونے کو مرد کے ساتھ عورت کے اُن باتون مین جنکا بیان آگے آتا ہی
ص سو قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا انکے عرب ہین وہ کفو ہین ایک دوسرے کے ف کفاءت
نکاح مین معتبر ہی کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن
الا من الاکفاء ولا مهر اقل من عشرة دراهم رواه الدارقطني والبيهقي عن جابر یعنی نہ نکاح کرین عورتون
کا مگر ولی اور نہ نکاح کیجا دین مگر ان مردون سے جو کفو ہین اور نہین مہر کم دس درم سے اور دوسرے یہ کہ عورت
فراش ہی مرد کی اور عمدہ فراش خسیس کو لائق نہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اختیار کرو تم
اپنے نطفون کے واسطے اور نکاح کرو تم اُن عورتون سے جو کفو ہین تمھاری اور نکاح کرو عورتون کا بھی اُن
لوگون سے جو اُنکے کفو ہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور قریش ایک دوسرے
کے کفو ہین اور اُنمین پھر اعتبار نقصان و فضل کا نہین کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قریش بعض بعض کے کفو ہین ہر بطن دوسرے بطن کا اور عرب بعض انکے کفو ہین بعض کے ہر قبیلہ دوسرے
قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ہر مرد دوسرے مرد کا اور موالی کہتے ہین اُنکو جو لوگ سوا عرب کے
ہین اور انکا نام موالی اسواسطے ہوا کہ وہ مددگار ہین عرب کے اور موالی کے معنی مددگار کے بھی آئے ہین
اور اسکا بیان آتا ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العرب
بعضهم اكفاء بعض قبيلة بقبيلة والموالي بعضهم اكفاء لبعض رجل برجل الا حائك او حجام
یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے
مرد کا مگر جولاہہ اور حجام اور اسکی اسناد مین ایک راوی ہی کہ اسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اسکو ابو حاتم نے

کہا شیخ ابن حجر نے اُسکا ایک شاہد ہی بزار نے روایت کیا اُسکو معاذ بن جبل سے اور سند اُسکی منقطع ہی اور ایسا ہی کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کفو ہین ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولی مولی کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اسکا ابن الجوزی نے علل متناہیہ مین اور اسناد مین اُسکی بقیہ مدلس ہی اور محمد بن الفضل بطعن کیا گیا ہی اُسمین اور اخراج کیا اسکا ابن عدی نے اور وہ بھی ضعیف ہی اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیٹیون کا حضرت عثمانؓ سے اور وہ اموی تھے اور حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے **ص** اور قریش وہ ہی جو نضر بن کنانہ کی اولاد مین ہی اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگون کی اولاد مین ہین وہ قریش نہین اور کفارت عرب مین اسواسطے خاص ہوئی کہ عجم کے لوگون نے اپنے نسب ضائع کر دیے **ف** یعنی اپنی غیر قبیلے مین شادیان کر کے **ص** اور اہل عجم مین کفارت باعتبار اسلام کے ہی تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اُس عورت کا جسکے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ بھی مسلمان تھے **ف** حاصل یہ ہی کہ اسلام مین نسب تمام ہوتا ہی ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اُس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے **ص** اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہو وہ کفو نہین اُسکا جسکا باپ مسلمان ہی اور جو شخص کہ اُسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہین اُسکا جسکے باپ اور دادا بھی مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہین اُس عورت کا جو اصل سے آزاد ہی اور اسیطرح جس شخص کا باپ غلام معتق **ف** یعنی آزاد **ص** تھا کفو نہین جسکے باپ اور دادا دونون آزاد تھے اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہین اُس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہو **ف** نیکبخت شخص کی قید اسواسطے لگائی کہ اکثر نیکبختون کی بیٹیان بھی نیکبخت ہوتی ہین اور اگر نیکبخت نہون فاسق ہون تو فاسق اُنکا کفو ہی **ص** اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہین کرتا ہو اور یہی مختار ہی شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ وہ فاسق فسق کے کامون کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز ہی مہر معجل سے **ف** مہر معجل اُس مہر کو کہتے ہین جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور مؤجل جو بعد نکاح کے ہووے **ص** اور نفقے سے تو وہ کفو نہین اُس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اُس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص کہ قادر ہی مہر معجل اور نفقے پر تو وہ کفو ہی اُس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہی کیونکہ مال فنا ہونے والا ہی تو جو مال قدر واجب سے زائد ہی اُسکا اعتبار نہین **ف** اور نفقے کا بیان آگے آویگا **ص** اور باعتبار پیشے کے تو جولاہہ اور حجام اور بھنگی اور چمار کفو نہین ہی عطار اور بزاز اور صراف کا **ف** اور یہی مذہب صاحبین کا ہی اور امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتین ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسمین ہتک ہی عزت اور شرافت کی **ص** اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم پر مہر مثل سے **ف** یعنی اُتنے مہر سے جسپر مانند اُسکے عورتین بیاہی جاتی ہین **ص** تو ولی کو تعرض پہونچتا ہی یہان تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہو جاوے

ف فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین

ص نکاح ایک فضولی یا دو فضولی کا موقوف ہے اوپر اجازت اُس شخص کے جسکیطرف سے وہ فضولی ہے یعنی اگر
کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا بے اذن اُسکے نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہے اور موقوف رہیگا اُنکی اجازت پر ف اگر اجازت
دیدیگے تو نکاح صحیح ہو جاویگا ورنہ نہ اور جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع میں اصیل کہلاتا ہے اور جو کسی
دوسرے کا نکاح کر دے پس اگر اُسکے اذن سے نکاح کرتا ہے تو وہ وکیل کہلاتا ہے اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہے پس
اگر اُن دونوں میں وہ قرابت ہے جو کہ ولایت نکاح میں معتبر ہے تو وہ ولی کہلاتا ہے ورنہ وہ فضولی ہے اور اسیطرح اگر مرد
اور عورت دونوں کا دو فضولیوں نے نکاح کر دیا بغیر اُنکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا اُنکے اذن پر تو اگر
دونوں نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہے اور اگر دونوں یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہے ص اور مالک ہو جاتا ہے ایک شخص
جو فضولی نہو کسی کی طرف سے دونوں جانب نکاح کا یعنی ایجاب قبول کا اور اُن دونوں کی زبان سے کہنے کی حاجت
نہیں رہتی ہے تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کیطرف سے اور کہا اُسنے کہ نکاح کر دیا میں نے اُس عورت کا
اُس مرد سے کافی ہے ف یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہیں کہ قبول کیا میں نے ص اور اسکی کئی صورتیں ہیں اول
یہ کہ اصیل اور ولی دونوں ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ ف تو چچا کا بیٹا
اصیل بھی ہے یعنی اپنا نکاح کرتا ہے اور ولی بھی ہے اپنے چچا کی بیٹی کا ص دوسری یہ کہ اصیل اور وکیل دونوں ہو
جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اُس عورت کا اپنے ساتھ نکاح کرے اور اُسنے اپنے ساتھ نکاح کیا
تیسری یہ کہ دونوں طرف سے ولی ہو وے ف جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے
ص چوتھی یہ کہ دونوں طرف سے وکیل ہو وے ف جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے
وکیل کرے اور کوئی مرد بھی اُس کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے ص پانچویں یہ کہ ایک طرف سے ولی اور
دوسری طرف سے وکیل ہو ف جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اُسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو
نابالغہ ہے اُس شخص سے نکاح کر دیا ص اور جائز نہیں کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونوں طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب
و قبول کو اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل اور فضولی ہو ف جیسا کہ کہے کہ نکاح کیا میں نے فلانی عورت سے گواہ
رہو تم اور وہاں اُس عورت کو خبر پہنچی اور اُسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہے ص یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو
دوسری طرف سے ف مثلاً یوں کہے کہ نکاح کیا میں نے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اُس فلانے کو خبر پہنچی
اور اُسنے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہے ص یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو ف
مثلاً زید نے وکیل کیا عمرو کو کہ میرا نکاح کر دے اور اُسنے گواہوں کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کر دیا میں نے زید کا
فلانی عورت سے اور جب اُس عورت کو خبر پہنچی تو اُسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہے ص یا دونوں طرف سے
فضولی ہو ف مثلاً یوں کہے کہ نکاح کر دیا میں نے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہوں کے سامنے اور وہ
دونوں شخص غائب ہیں اور پھر اُن دونوں نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہے ص اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا
کہ تو میرا نکاح کر دے کسی عورت سے اور اُسنے اُسکا نکاح کر دیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہے ف کیونکہ اُسنے مطلق

له یعنی کہ ان چار وکیلوں کی ۱۲

له

عورت کہا تھا اسنے کفو کی قید نہین لگائی تھی ص اور باپ کو اور دادا کو وقت نہونے باپ کے درست ہی نکاح کر دینا اپنے
ولی نابالغ کا لڑکی ہو یا لڑکا ساتھ غبن فاحش کے مہر مین ف یعنی اسکا مہر مثل مثلاً ہزار درہم ہو اور باپ اور دادا
نے نکاح کر دیا کم اسکا یا زیادہ مہر مین ص اور غیر کفو سے تو اب ان دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر
سوا ان باپ دادا کے اور کسی نے نکاح کیا ہی تو انکو پہونچتا ہی کہ بعد بلوغ کے فسخ کرین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کہ کسیکو میرے
واسطے ایک عورت سے نکاح کر دے اور اسنے نکاح کیا اسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح
جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہی اور دوسرا نادرست ہی

باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعی رح کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہی وہ صالح مہر کی ہی برابر ہی کہ
قیمت اسکی دس درہم ہو یا زیادہ یا کم ف کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
نہین ہی مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابر رض سے کہا ابن الجوزی نے
روایت کیا ہے اس حدیث کو کتنے طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہی کہا احمد بن حنبل رح نے
مبشر کی بعض احادیث اسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہی حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہی اور کہا ابن
حبان نے روایت کرتا ہی موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہی کہ قوی
کرتا ہی اسکو وہ جو روایت کی گئی ہی حضرت علی رض سے موقوفاً نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے اور نہوگا
مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمد رح نے موطا مین کہ پہونچا ہمکو
یہ حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو اپنی اسناد سے شرح
مین آثار کی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حدیث علی رض مین داؤد اودی ہی روایت کی اسنے شعبی سے
اسنے حضرت علی رض سے کہا یحیی ابن معین نے داؤد حدیث اسکی کچھ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہی حضرت علی رض سے اور
بعض طریقون مین اسکے غیاث بن ابراہیم ہی کہا احمد اور بخاری اور دارقطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہی
اور کہا یحیی نے کذاب ہی اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہی احادیث کو اور روایت کی بیہقی نے حضرت علی رض
سے کہ کہا انھون نے اقل درجہ اسکا کہ حلال ہو جاوے اس سے عورت دس درہم ہین روایت کیا اسکو ابن
عبد البر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہی کہ جب بہت
طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہی باوجود اسکے کہ مؤید ہون اسکے آثار صحابہ اور تابعین سے اور امام
مالک کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہی حضرت علی رض سے لیکن اسناد مین اسکی حسن بن عمارہ
متروک ہی اور کذاب کہا اسکو ابو حاتم نے اور امام شافعی رح کی دلیلین بہت ہین صحاح مین مذکور ہین انہین مین سے ہی قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کر تو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا انکا بدلے
تعلیم قرآن کے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے جیسا کہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کا اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہوگا پھر یہ مہر کسی کے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوطہ مین ہی **ص** اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے **ف** اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے کم مین لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہین **ص** اور اگر دس درہم معین کیے یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا آتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے یا خلوت صحیحہ ہونے سے خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے **ف** یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو مین سے مرگیا تو جتنا مہر معین ہی وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود نے اُس شخص مین کہ نکاح کیا اُسنے ایک عورت سے اور وہ مرگیا بغیر وطی کے اور اُسکا مہر نہین معین کیا کہ اُسکو مہر ہی کامل اور عورت پر عدت ہی اور اُسکو میراث بھی ہی کہا معقل بن سنان نے کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا بروع بیٹی واشق مین روایت کیا اُسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے مؤطا مین عبد اللہ بن عمر سے کہ نہین ہی مہر واسطے اُسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہی معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر معین نہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کے تو نصف مہر لازم آتا ہی اور خلوت صحیحہ کی تفسیر بعد اسکے بیان ہوگی **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

یعنی اگر طلاق دو تم عورتون کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اُنسے یعنی جماع کرو اور تم مقرر کر چکے تھے اُنکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہی تمپر نصف اُسکا جو مقرر کیا تھا تمنے **ص** اور صحیح ہی نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہی اور اثر ابن مسعود کا **ص** اور اگر نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہی یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سور کے یا ایک سرکے کے مٹکے سے اور اُس طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکلی یا ایک غلام سے اور اسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے یا ایک جانور کے بدلے اور اُسکی صفت بیان کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اُسکی ایک سال خدمت کرے یا کسی کی بیٹی یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اُس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح صحیح ہوا اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے **ف** لیکن اول صورت سو اسواسطے کہ نکاح نام ہی اُس عقد کا جس سے اتصال اور انضمام ہو تو وہ فقط جورو خاوند سے[یعنی ایجاب وقبول ۱۲] درست ہوجاویگا اور اسکی شرط ساقط ہوجاویگی اور دوسری اور تیسری صورت مین اسواسطے کہ شراب اور سور ہمارے نزدیک مال نہین ہی تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا بغیر ذکر مہر[یعنی نفی مہر ۱۲] کے اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلا اور شراب اور جو شخص آزاد ہو وے مال نہین ہی اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہی[جنس اصلی ۱۲] تو نزاع پڑیگی[تو واقع مین مال متقوم نہوا ۱۲] تب مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین سو اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہی کیونکہ اُسپر اجرت لینا جائز نہین جیسا کہ آگے آتا ہی اور آٹھوین صورت مین اسلیے کہ خاوند آزاد مالک ہی زوجہ کا اور خدمت مقتضی ہی مملوکیت کی اور ان دونون مین تناقض ہی تو مہر مثل لازم آویگا اور لیکن نوین صورت مین تو دونون عقد

جائز ہین لیکن اُسنے مہر کو وہ بنایا جو صلاحیت مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب یا سور کو مہر کر دیا
اور یہ نکاح شغار کہلاتا ہی اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کی عبداللہ بن عمرؓ نے کہ منع کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے اور شغار یہ ہی کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس شرط پر کہ وہ بھی
اُس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور کچھ مہر مقرر نہو اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے
نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہی اور یہ اختلاف مبنی ہی اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہی یا نہین تو جن
لوگون کے نزدیک جائز ہی اُنکے نزدیک اسکو مہر بھی مقرر کرنا درست ہی اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اُنکے
نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین اور امام شافعیؒ اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح
کر دیا تھا آپ نے اُنکا ایک سورت پر قرآن سے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہی ہی جو روایت کی سعید بن
منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور روایت کی ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اور اب کسی کے واسطے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین
جائز ہی یہ کسیکو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی احمد اور ابوداؤد نے عبادہ بن صامت
سے کہ فرمایا اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لی تھی انھون نے ایک کمان اصحاب صُفّہ سے اس بات پر کہ اُنکو قرآن
سکھایا تھا کہ اگر تو چاہتا ہے تجکو کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اُسکو اور اُسکی اسناد مین مُغیرہ ضعیف ہی اور روایت کی
ابن الجوزی نے ابی بن کعب سے کہ سکھایا مین نے ایک شخص کو قرآن اور اُسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مین نے یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے اگر لے گا تو اُسکو لیویگا ایک کمان آگ کی اور روایت کی طبرانی نے عبدالرحمن
بن شبل انصاری سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اسمین اور نہ
بازرہو اُس سے اور نہ کھاؤ اُسکے بدلے اور نہ غرور کرو اُس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے مؤذن کو جو نہ لیوے
اذان پر بدلا روایت کیا اسکو احمد نے مطرف بن عبداللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ
أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ الآیۃ یعنی حلال کی گئین سوا اُنکے تمھارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اُنکو اپنے مالون سے
یعنی نکاح کر لو یا خرید لو اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہی کہ حکم کیا عبداللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اُس عورت مین کہ
خاوند اُسکا مر گیا ہوا اور اُسکا مہر مقرر نہوا ہوا اور شہادت معقل بن سنان کی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بروع بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اُسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی اور ایک جماعت اہل
حدیث نے **ص** اور موت سے مراد یہ ہی کہ کوئی خاوند یا بیوی سے مر جاوے اور اگر ان سب صورتون مین طلاق دیدیا
قبل وطی اور خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آویگا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ
یعنی نہین گناہ ہی تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک نہ جماع کرو اُنسے یا نہ مقرر کرو کوئی حصہ اُنکے واسطے مہر کا اور متعہ دو

بمعنی خدمت حر کے اسکی منافع مال نہین ہو سکتے اور منافع کا مال ٹھہرانا بضرورت صحت عقد اجارہ ہی فقط اور خدمت غلام استغنا ہی مال ... کردہ تسلیم رقبہ منقضی ہی اور حرکا مال بات نہین ... فافہم ... بزیادۃ و نقصان ۱۲ ...

اُنکو غنی پر ہی اُسکی مقدار اور مفلس پر ہی اُسکے لائق ص اس مقدار کا کہ زائد نہو نصف مہر مثل پر اور کم نہو پانچ درہم سے
ف اور یہی قول ہی کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالکؒ کے نزدیک مستحب ہی اور آیت
کلام اللہ کی اُنپر حجت ہی ص اور وہ تین کپڑے ہین پیراہن اور خمار ف یعنی اوڑھنی جس سے وہ اپنا سر
چھپاوے ص اور چادر ف جس سے تمام بدن چھپاوے ص اور صحیح یہ ہی کہ اعتبار متعہ مین خاوند کے
حال کا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور نزدیک کرخی کے عورت کا
حال معتبر ہی ف یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اُسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا ہی کیونکہ دینے والا خاوند ہی تو
اُسکی استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقے کے باب مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ اندازہ مروی ہی حضرت
عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور سعید بن المسیب اور عطا اور شعبی سے ص اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ خدمت
کرے بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی
عوض مال کے ہوتی ہی ص اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اُس عورت سے جسنے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے
یا اس بات پر کہ اُسکو مہر نہین ف خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اُسنے اپنے تئین آپ خاوند کو تفویض کیا ہو یا مفوضہ
ہو یعنی ولی نے اُسکو خاوند کے سپرد کیا ہو ص اور پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہوگئے تو بعد وطی کے
یا موت کے یہی مقدار لازم آویگی اور اگر طلاق دے دیا اُسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسفؒ اور
شافعیؒ کے نزدیک نصف اس مقدار کا ف یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہوگئے ہین ص لازم آویگا ف
اور دلیل ہماری وہی آیت ہی ص اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھا دیا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر
طلاق دیدیا قبل وطی کے زیادتی ساقط ہوجاویگی ف اسواسطے کہ زیادتی اُسنے بسبب اشتیاق وطی کے کی تھی
تو جب مقصود فوت ہوا یہ زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اُسکے
دس درہم ٹھہرے اور پانچ درہم اُسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اُسکو قبل وطی کے طلاق دیدیا تو پانچ درہم لازم
آوینگے نہ ساڑھے سات ص عورت کو جائز ہی کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کر دے ف کیونکہ مہر
حق عورت کا ہی اور حقدار کو پہونچتا ہی کہ حق اپنا ساقط کر دے ص یا اُس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے
ساقط کر دے ف مثلاً اسی صورت مین پانچ درہم چھوڑ دے ص اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع
حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی
کے جیسے حیض اور نفاس کہ طبیعت مکروہ جانتی ہی جماع کرنے کو حالت حیض و نفاس مین اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود
ہی ف اور وہ قول اللہ تعالی کا ہی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ یعنی جدا ہو
عورتون سے حیض مین اور نہ قریب ہو اُنکے یہانتک کہ پاک ہوجاوین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شخص جماع
کرے حائض سے یا کسی عورت سے اُسکی دُبر مین یا کسی کاہن سے خبر پوچھ کے اُسکی تصدیق کی تو اُسنے انکار کیا اُس
چیز کا جو نازل ہوا محمدؐ پر اخراج کیا اُسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے ص اور نہین مضایقہ

اگر مانع شرعی مرد و عورت دونوں میں موجود ہو **ف** یعنی مانع شرعی مثل روزۂ رمضان و احرام اگرچہ حج کو بھی ہو تو خلوت صحیحہ کو ضرر نہیں ہوتا اور اسیطرح مانع حسی **ص** ثابت کردیتی ہی پورے مہر کو **ف** اور اسی کا نام خلوت صحیحہ ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہیں ہوتا ہی اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی اوپر اس بات کے کہ خلوت موجب ہی پورے مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمرؓ اور علی اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دارقطنی نے محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی اسکو تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد میں اُسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اُسکو محدثین نے لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کی اُس سے علما نے اور بھی روایت کی اُس سے اصحاب سنن نے اور بھی اخراج کیا اُسکا ابو داؤد نے مراسیل میں ابن ثوبان سے اور رجال اُسکے ثقہ ہیں اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور روایت کی بیہقی نے عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ اُن دونوں نے فرمایا کہ جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اُسپر عدت ہی اور اسناد اسکی منقطع ہی اور موطا میں ہی مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهُ إِذَا أُرْخِيَتِ السُّتُورُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاویں پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف میں ابو ہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے موطا میں أَنَا مَالِكٌ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِهِ وَأُرْخِيَتِ السُّتُورُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ قَالَ وَبِهَذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا یعنی کہا زید بن ثابتؓ نے کہ جب جاوے مرد عورت پاس اور چھوٹ جاویں پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور اسی قول پر ہمارا فتویٰ ہی اور یہی قول ہی امام ابو حنیفہؒ اور عامۂ فقہا کا اور روایت کی دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا آپ نے جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی ابو عبید نے کتاب النکاح میں زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا انھوں نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے کہ جسوقت بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق بھی روایت ہی ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہیں اور روایت کی بیہقی نے شعبی سے انھوں نے ابن مسعودؓ سے کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اُس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہیں سنا ابن مسعود سے اور روایت کی شافعی نے ابن عباسؓ سے مثل اُسکے اور اسناد اُسکی ضعیف ہی اور اخراج کیا اُسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اور طریق سے لیکن صحیح روایتیں صحابہ سے ہمارے مذہب پر ہیں **ص** اور مراد خلوت سے یہ ہی کہ خاوند اور عورت دونوں ایسے مکان میں جمع ہو جاویں کہ وہاں کوئی عاقل نہو اور بغیر اُنکے اذن کے اُنپر کوئی مطلع نہو سکے یا بسبب اندھیرے اور تاریکی کے کوئی اُنپر اطلاع نہ پاوے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ

خاوند مجبوب یا عنین یا خصی ہووے **ف** مجبوب اُس مرد کو کہتے ہین کہ جسکی آلت اور خصیتین کٹے ہون اور عنین وہ جو وطی عورت پر قدرت نرکھتا ہووے اور خصی وہ جسکے خصیے نکال لیے ہون **ص** یا روزہ دار ہو روزہ قضا کا صحیح مذہب مین اور ایک روایت مین نذر کا بھی اور اگر روزہ دار ہے رمضان کا یا احرام ہے یا عورت حائضہ ہے یا نفاس سے ہے یا بیمار ہے کوئی اُن دونون مین سے تو خلوت ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزے کے ہے تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہوجاویگی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہے **ف** دلیل اُسکی وہی ہے جو مروی ہوا حضرت عمرؓ اور علیؓ سے سابقًا اخرجہ البیہقی **ص** ان سب صورتون مین برابر ہے کہ مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ یا نہو احتیاطًا اور واجب ہے متعہ اُس عورت کو کہ اُسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اُسکا معین نہو **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور مستحب ہے سوا اُسکے اور عورتون کو مگر جس عورت کا مہر ٹھہر گیا ہو اور اُسکو طلاق دے قبل وطی کے جاننا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اُس سے وطی نہ کی ہو اور نہ اُسکا مہر معین ہو تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہے اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی نہ کی جاوے اور اُسکا مہر معین کردیا ہووے اس عورت کو متعہ مستحب نہین **ف** اور راجح یہ ہے کہ مستحب ہے **ص** تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اُسکا مہر معین نہین ہوا چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کیجاوے اور اُسکا مہر بھی معین ہوا ہووے تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہے تو حاصل یہ ہے کہ جسوقت عورت کے وطی کی تو متعہ اُسکو مستحب ہوگا برابر ہے کہ مہر اُسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین کی تو جس عورت کا مہر معین ہے نصف مہر دے اور متعہ مستحب ہے اور اگر معین نہین ہے تو متعہ واجب ہے اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اُسکو اپنے قبضے مین کیا اور پھر وہی ہزار روپیہ عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخشدیے اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دیدیا اُسکو قبل وطی کے تو وہ مرد پانسو روپیہ اُس سے اور لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض کر لیا تھا اور مرد پر واجب نصف ہی ہوا تھا تو نصف پھیر لیگا اور وہ جو عورت نے خاوند کو ہبہ کردیا تھا مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپیہ اور اشرفی عقود مین **ف** مثل بیع اور شرا اور نکاح کے **ص** متعین نہین ہوتے **ف** یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کردیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوئے تھے لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین **ص** اور اسیطرح فسوخ مین **ف** یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور بیان اسکا آگے آویگا **ص** اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اُن روپیون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا **ف** مثلًا پانچ سو روپے کا ہزار کی صورت مین **ص** اور پھر عورت نے ہبہ کردیا خاوند کو کل **ف** دونون صورت مین مگر اول صورت مین کل زر مہر بلا قبضہ ہبہ کردیا یعنی اسقاط مہر کردیا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہے اور دوسری صورت مین ہبہ کل مہر کا اسطور پر ہوگا کہ اُس نصف کو بھی جو لیا ہے پھیر دیا **ص** یا باقی کو **ف** دوسری صورت مین **ص** اور طلاق دیا اُسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسلیے کہ حکم طلاق قبل وطی کا یہ ہے کہ جو عورت نے پورا مہر پایا ہو تو نصف مہر پھیر دے اور یہان ہبہ کل مہر کا قبل قبض ہے تو مرد کو نصف مہر سے زیادہ وصول ہوا اور اسواسطے کہ اب عورت کے پاس

کچھ خاوند کا حق باقی نہین رہا اور اگر مہر کچھ اسباب ہے **ف** جیسے غلام گھوڑا وغیرہ **ص** اور عورت نے اُسکو قبض کیا یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کر دیا تو اب عورت پر دونون صورتون مین **ف** یعنی قبض کی صورت مین اور عدم قبض کی صورت مین **ص** کچھ لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ جب قبض نہین کیا ہے تو ظاہر ہے **ف** یعنی جیسا روپیون مین جب قبض نکرے تو کچھ لازم نہین آتا تھا اسیطرح اسباب مین ہوگا **ص** اور جب قبض کیا ہے تب بھی کچھ لازم نہین آویگا کیونکہ اسباب متعین ہے اور اُسی کو عورت نے خاوند کو بخشدیا **ف** یعنی جو مرد نے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخشدیا تو اب عورت پر کچھ نہین آتا اور روپیون مین یہ نہین کہہ سکتے کہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دیے تھے **ص** اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درم پر اس شرط سے کہ اُسکو شہر سے نہ لیجاویگا یا اُسپر دوسری عورت نکریگا یا شرط کی کہ اگر شہر سے نہ لیجاوے تو مہر ہزار درم ہین اور اگر لیجاوے تو دو ہزار درم اور پھر عہد اپنا پورا کیا یعنی اُسکو شہر سے نہ نکالا اور اُسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسیطرح تیسری صورت مین بھی اُسکو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درم آوینگے تو اگر اول صورت مین اُسکو شہر سے نکالا یا دوسری صورت مین کسی عورت سے نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقاً اور اگر تیسری صورت مین اُسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی اگر مہر مثل اُسکا ایک ہزار سے کم ہے تو ہزار دیے جاوینگے اور اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اُسکا دو ہزار سے زائد ہے تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہوگا **ف** اور اگر مہر مثل اُسکا ہزار سے زائد ہے لیکن دو ہزار سے کم یا دو ہزار ہے تو جتنا ہے اتنا دینا پڑیگا **ص** اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتین مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ کہ دونون غلامون مین سے اُسکو معین نہ کیا اور کہا کہ اس غلام پر یا اس غلام پر **ص** اور ان مین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا تو مہر مثل لازم ہوگا پس اگر مہر مثل اُسکا کم قیمت غلام سے بھی کم ہے تو اُسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اُسکا مہر مثل غلام بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہو تو اُسکو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اُسکا مہر مثل دونونکے درمیان ہے **ف** مثلاً کم قیمت غلام کی قیمت سو درم تھی اور بھاری قیمت کی دو سو اور اُسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہے **ص** تو مہر مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت مین ڈیڑھ سو درم دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اُسکو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دیدیا اُسکو قبل وطی کے تو سب صورتون مین اُسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعاً **ف** اور اس صورت مین پچاس درم اُسکو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا بدلے مین دو غلامونکے اور ایک اُنمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہے اگر قیمت اُسکی دس درم ہون **ف** یا زیادہ ہون اور اگر دس درم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس پورے کر دیوے **ص** اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہووے اور پھر اُسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح مین گھوڑا یا کپڑا ہرات کا **ف** ہرات نام شہر کا ہے اور یہ قید اسواسطے لگائی ہے کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** مہر مقرر کیا برابر ہے کہ اُسکے اور بھی وصف بیان کیے ہون یا نہ کیے ہون یا کسی مکیل کو **ف** مکیل اُسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین ناپ کے بکتی ہین جیسے گیہون ملک عرب مین **ص** یا موزون کو یعنی جو چیز وزن ہو کے فروخت ہوتی ہے مہر باندھا اور اُسکی جنس بیان کر دی **ف** یعنی یہ کہدیا کہ گیہون یا جو یا چنا یا جوار **ص** اور اُسکا وصف بیان نہین کیا **ف** کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے

دونون شرطین فاسد ہین ۱۲

ص تو ان سب صورتون مین جو چیز مقرر کی ہو وہی لازم آویگی میانہ درجے کی یا قیمت اُسکی ف مثلاً گھوڑے کو مہر مقرر کیا اور اُسکی صفت بیان نہین کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلی اور نہ بہت خسیس لیوے یا قیمت اُسکی دیدیوے اسیطرح مکیل و موزون اور ثوب مین ص اور اگر مکیل و موزون مین صفت بھی بیان کردی تو جو مقرر کیا ہو وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد مین بغیر وطی کے کچھ واجب نہین ہوتا اگرچہ خلوت کی ہو اُسکے ساتھ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہووے مہر معین سے اور اگر زیادہ ہی تو مہر معین لازم آویگا اور اُس عورت کے ولد کا نسب اُس مرد سے ثابت ہوجاویگا اور مدت اُسکی اگر وقت دخول سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہون امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور اگر اس سے کم گذرے ہون تو نسب ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین او اسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح مین ف تو اگر نکاح کے وقت سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہوجاویگا ورنہ نہین آور ہدایہ مین امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہو اور موافق قیاس کے ہی ص اور مہر مثل عورت کا اُسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا ف جیسے بہنین اور پھوپھیان اور بھتیجی کی بیٹیان اور چچا کی بیٹیان کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے واسطے عورت کے مہر مثل اُسکی عورتون کا ہی یعنی جو عورتین مثل اُسکے ہین اُنکا مہر دلایا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور بنسا اور اسی سے باپ کے اقارب مین کذا فی فتح القدیر

ص اور مہر مثل مین معتبر ہو کہ دونون عورتین وقت عقد نکاح کے سن مین اور حسن مین اور مال مین اور عقل مین اور دین مین اور شہر مین اور زمانے مین اور بکارت مین اور ثیابت مین برابر ہون تو اگر باپ کی قوم سے کوئی ان صفتون کے ساتھ نملا تو اور عورتین جو غیر ہین اُنسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل ماں کے اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اُسکے باپ کی قوم سے ہون جیسے اُسکے باپ کے چچا کی بیٹیان ہون آور اگر ولی ضامن ہوجاوے خاوند کیطرف سے مہر کا تو درست ہو اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہی کہ چاہے مہر اپنا ولی ضامن سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کردیا تو صحیح ہو اور ولی خاوند سے مجرا لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہین ہوا تھا تو خاوند سے مجرا نہین لے سکتا اور بیع مین حکم نہین یعنی اگر باپ نے اپنے نابالغ والد کا مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا ف اور وجہ فرق اسکی اصل کتاب مین ملیگی ص اور عورت کو پہونچتا ہی کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اُس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اُسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند اُسکو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل مہر یا بعض یا جو مہر معجل مین سے بالفعل دیا جاتا ہی اُس عورت کے مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لیوے اور دونون صورتون مین خاوند پر نفقہ دینا رہیگا ف کیونکہ عورت اپنا حق طلب کرتی ہو اور کچھ ظلم نہین کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اُس سے پیشتر وطی یا خلوت کرچکا ہی اُسکی رضامندی سے تو بعد اُسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہین رہیگا اور یہی درست ہے عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کرلینے اس مہر کے درست نہین ف کہ بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل اور مؤجل بیان نہین کیا گیا تو عورت کو منع وطی و سفر نہین پہونچتا ہی واسطے لینے کل مہر کے اور جب مؤجل مین بعض مہر کا

له مثلاً جیسے دو بہنون سے نکاح ہوا ہو یا دوسری بہن سے اور ایک بہن طلاق بائن کی عدت مین ہو دوسرے یا پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین ۱۲

سے مطلب یعنی اگر مہر مثل زیادہ ہو مہر معین سے ... کذا فی الاصل ۱۲

سے ... نکاح صحیح ... الوطی ...

دستور ہی تو عورت کو منع نہیں پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے ف یعنی جتنا دستور ہی بالفعل دینے کا اُتنے کیواسطے منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا ص اسیطرح اگر کل مہر مؤجل ہو تو عورت کو حق منع نہ کو نہیں پہونچتا اسلیے کہ اُسنے اپنے حق کو ساقط کر دیا اور اگر خاوند نے اسقدر مہر ف یعنی مہر معجل یا مؤجل مین سے جتنے دینے کا دستور ہی ادا کر دیا تو پھر خاوند کو پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے ظاہر روایت مین ف کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ یعنی رکھو اُنکو جہان تم رہو ص اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہیں پہونچتا اور اسی پر فتویٰ دیا ہی فقیہ ابو اللیث نے ف اور اسی طرف مائل ہوئے مین بہت سے مشائخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتویٰ دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر پہونچتا ہی ص اور درست ہی کہ اُسکو لیجاوے ایسی جگہ پر کہ اُسکے مسکن سے وہان تک مدت سفر سے کم ہووے ف یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے ص اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین سو ایک نے کہا کہ مہر معین نہیں ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اُسکا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہیں ہوا ہی اُسکو قسم دلاوینگے اگر وہ قسم نہ کھاوے تو دوسرے کا قول معتبر ہو جاویگا ف یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا ص اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ مذہب صاحبین کا ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دینگے اور مہر مثل واجب ہوگا ف جس صورت مین وہ گواہ قائم نکرے ص اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین ف مثلاً خاوند نے کہا سو درم تھے اور زوجہ نے کہا دو سو درم ص تو جو گواہ قائم کرے اُسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہیں قائم کیا تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت کے دعوے سے زائد ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل موافق خاوند کے ہی یا کم اُس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل موافق عورت کے ہی تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اُن امور کے جو خلاف ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے یہی اصل ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم اُس شخص پر ہی جو انکار کرے ف اخراج کیا اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اُسکو امام احمد نے سند مین اور معانی اس حدیث کے صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اُنکا مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور اصل نکاح مین یہ ہی کہ مہر مثل سے ہو تو جو شخص دعویٰ کریگا خلاف اسکے تو گواہ اُسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان مین خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو ف مثلاً عورت نے دو سو روپے کا دعویٰ کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے اور مہر مثل ڈیڑھ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہ ہی کہ مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اُس سے کم بھی نہو اور عورت کے دعوے کے برابر اور اُس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت مین ہی ص تو جو گواہ لاوے قول اُسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کھاوے تو اُسکا قول

معتبر ہوگا اور جو دونون نے قسم کھائی تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب تھیں کہ نکاح قائم ہو اور اختلاف واقع ہو
مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دیدی عورت کو قبل وطی کے ف اور اگر طلاق دیا بعد وطی کے تو اسکی صورت بعینہ
وہی ہے جو جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا ص بعد اسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو متعہ مثل لازم ہوگا یعنی متعہ مثل
اگر برابر نصف قدر دعوی مرد کے یا کم اس سے ہو پس قول مرد کا معتبر ہوگا اور اگر متعہ مثل برابر نصف قدر دعوی عورت
کے ہو یا زیادہ اس سے تو قول عورت کا معتبر ہوگا اور جو گواہ لاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاسکے اور متعہ
مثل ف یعنی جو اسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہے ص موافق مرد کے ہے تو عورت کے گواہون کا اعتبار ہوگا اور
اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہے تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور اگر
متعہ مثل درمیان مین دعوے زوج اور زوجہ کے ہے ف یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے
زیادہ ص تو جو شخص گواہ لاوے قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاسکے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون
گواہ نہ لاسکے تو جو قسم کھاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا ف اور
ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق قبل وطی کے ہے تو برابری اور کمی و زیادتی
نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی ص اگر زوج مر گیا یا زوجہ مر گئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا
تو حکم اسکا بعینہ ایسا ہی ہے جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مر گئے اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند
کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اصل بات مین کہ مہر مقرر ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب
کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہے ف کیونکہ مہر
مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہو گیا تھا اور دین ہو گیا تھا تو مرنے سے ساقط نہ ہوگا ص اگر خاوند نے عورت کو کوئی
چیز بھیجی بعد اسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ قسم کے معتبر ہوگا
ف اسواسطے کہ خاوند تملیک کرنیوالا ہے اس چیز کی زوجہ کو اور مالک کے قول کا اعتبار ہے کہ کس جہت سے تملیک ہوئی اور ظاہر ہے کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر
واجب ہے اور غالباً سعی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہے ص مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اسکو جمع کرکے نہ رکھتے ہون جیسے روٹی اور جو کھانے
کے واسطے طیار ہے ف مثل گوشت وغیرہ کے ص برخلاف گیہون کے ف اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر بادام معری وغیرہ

فصل نکاح ذمی کے بیان میں

ص اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین مردے مین مہر کے یا بغیر مہر کے اور یہ
اسکے دین مین جائز ہو وے اور جو جائز نہ ہو وے یہ انکے دین مین یا واجب ہے مہر انکے نزدیک پس حکم عدم وجوب مہر کا ہوگا
اور پھر جو رو سے وطی کی یا طلاق دیدیا اسکو قبل وطی کے یا مر گیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا ف
اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند نہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف
اعتقاد رکھتے ہین مثلاً سور اور شراب کا بیچنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ انکو ترک کردین اور انکے مسائل سے متعرض نہ ہون
برخلاف زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہے اور سود انکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اگر تجزیہ سود لیوے تو اسکے بارے درمیان ہمین عہد نہیں ہے آخر تک اور بیہقی نے اس لفظ سے تخریج کی ہے اور روایت ہے شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاری تھے کہ جسنے تم مین بیع کی سود سے تو نہیں ہے ذمہ اسکے لیے اور روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور اسمین ہے کہ جس شخص نے کیا یا اسمین سے سود تو ذمہ میرا بری ہے اس سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ تو اس سے معلوم ہوا کہ ربا انکے نزدیک بھی حرام ہے **ص** اور اگر نکاح کیا انھون نے شراب معین یا کسی سور معین پر اور پھر زوج اور زوجہ دونون اسلام لائے یا ایک انمین سے اسلام لایا تو عورت کو وہی معین ملیگا **ف** یعنی شراب اول صورت مین اور سور معین دوسری صورت مین **ص** اور اگر انھون نے شراب و سور کو معین کیا تو شراب کی قیمت لازم آویگی جب شراب ٹھہری ہو اور مہر مثل لازم آویگا سور کی صورت مین

ص باب غلام اور کافر کے نکاح مین

نہیں جائز ہے نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولی کے اذن سے اور جو بلا اذن سید کے نکاح کرین تو یہ نکاح موقوف ہوگا اگر سید اجازت دیوے تو جائز ہو جاویگا اور جو رد کرے تو باطل ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک کے نزدیک جائز ہے اور یہ حدیث اُن پر حجت ہے **ص** اور یہی حکم ہے مکاتب و مدبر اور ام ولد کا **ف** یعنی ان سب کا بھی نکاح بلا اجازت مولا جائز نہیں اور یہ نکاح موقوف ہے مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہو جاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہو جاویگا **ص** تو اگر انھون نے نکاح کر لیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا انپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے قرضے مین بیچا جاویگا اور مکاتب و مدبر نہ بیچے جاوینگے بلکہ سعی کر کے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولی نے کہا کہ اسکو طلاق رجعی دیدے تو اجازت ثابت ہو جاویگی اسواسطے کہ طلاق رجعی بغیر ہوا نکاح کے نہیں ہوتا ہے اور اگر مولی نے اتنا ہی کہا کہ طلاق دیدے یا چھوڑ دے تو اجازت نہوگی اور اگر مولی نے غلام کو اذن دیا نکاح کا تو یہ اذن شامل ہوگا نکاح صحیح اور فاسد کو پس اگر نکاح فاسد کیا اور وطی کی تو وہ غلام مہر مین بیچا جاویگا اور اگر وطی نہیں کی تو نکاح فاسد مین مہر لازم نہوگا **ف** اور نکاح صحیح مین لازم آویگا **ص** اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اسی سے دوسری بار نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے نکاح کرے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولی کی اول نکاح فاسد پر تمام ہو گئی تھی اور اگر مولی نے اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرضدار تھا نکاح صحیح ہے اور عورت اسکے مہر مثل مین برابر اور قرضخواہون کے ہوگی تو اگر اس عورت کا مہر برابر تھا مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام اگر بیچا جاویگا تو اسکی قیمت اُس عورت اور قرضداروں پر موافق حصے کے تقسیم کر دی جاویگی **ف** مثلاً قرض سو روپے تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام پچاس روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضداروں کو اور پچیس عورت کو ملجاوینگے **ص** اور اگر اسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت حصہ اس زائد مہر کے موافق نہ لیگی بلکہ اسکے حق زائد کے دینے مین تاخیر کرینگے یہان تک کہ قرضداروں کا قرض ادا ہو جاوے **ف** مثلاً مہر مثل اس عورت کا سو روپے تھے اور مہر معین اسکے دو سو روپے ہین اور قرضداروں کا قرض بھی بمقدار سو روپے کے ہے اور وہ غلام تین سو روپے کو فروخت

ہوا تو سو عورت کے وارث لے جاوینگے اور سو فرزندان کو بعد اسکے جو سو بچے میں دے چکی عورت کو ملینگے اور اگر دو سو کو دیگا اور کچھہ بچا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہے عورت کو نہ دلاوینگے **ص** اگر مولی نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تو وہ لونڈی اُس شخص کی ملک سے نہ نکلیگی اور وہ لونڈی اپنے مولی کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اُس سے وطی کر لیوے اور مولی پر واجب نہیں بتوئت اور بتوئت اسکو کہتے ہیں کہ مولی اُس لونڈی کے اور خاوند کے درمیان میں تخلیہ کر دیوے اور اُسکے واسطے کوئی جگہہ معین کر دیوے اپنے مکان سے کہ خاوند کو اُس جگہہ آنے سے کوئی ممانعت نکرے اور مولی اُس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے مگر خاوند پر نفقہ اُس لونڈی کا واجب ہوگا جب تک کہ مولی بتوئت نکرے تو اگر مولی نے بتوئت کی اور پھر اُس سے رجوع کر گیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اُسکی خدمت کرے اور بتوئت ہووے تو نفقہ خاوند سے ساقط ہوگا اور مولی کو پہونچتا ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبراً نکاح کر دیوے بغیر اُنکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل وطی کے اپنے تئین آپ قتل کیا تمام مہر خاوند پر لازم آویگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو قتل کیا قبل اسکے کہ خاوند اسکا اُس سے وطی کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھہ نہ لازم آویگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اُس سے عزل کرے **ف** عزل اسکو کہتے ہیں کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے باہر کر لیوے تا انزال منی باہر ہووے اور اپنی لونڈی میں عزل بغیر اذن کے جائز ہے ایسا ہی کہا ہے ابن عباسؓ نے اور یہی ماثور ہے عمرؓ سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمہ میں اور آزاد عورت سے بغیر اُسکے اذن کے جائز نہیں کیونکہ مروی ہے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ عزل کیا جاوے آزاد عورت سے مگر اُسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عزل میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہین بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے کراہت اور اولی ترک ہے تصریح کی اُسکی امام نووی نے اور کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بیٹے اُنکے رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے عزل کو اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے فحاصل الامر الکراھۃ الا لضرورۃ شدیدۃ **ص** اور جو لونڈی یا مکاتبہ لونڈی کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح میں ہووے اور آزاد ہو جاوے تو اُسکو اختیار ہے **ف** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کر لے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے اور روایت کیا اُسکو ابن سعد نے طبقات میں اور اسمین ہے کہ فرمایا آپ نے قد عتق بضعك معك فاختاري اور یہ مرسل ہے شعبی کا اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے علاوہ اسکے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہؓ سے اور اسمین ہے کہ اختیار دیا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو اختیار کر لیا اُسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی میں ہے اختاري یعنی اختیار کر لے تو **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر خاوند اُسکا آزاد ہے تو اُسکو اختیار نہوگا **ف** اور یہی مذہب ہے احمدؒ اور مالکؒ کا اور ذکر کیا کشف الغمہ میں ایک اثر ابن عمرؓ سے اس باب میں موافق امام شافعیؒ کے لیکن ترک کیا ہمنے اُس اثر کو اس سبب سے کہ روایت کی ابو داود نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جس وقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک

۱ اسلیے کہ مولی نے بسبب قتل کرنے لونڈی کے اسکا بدلہ ... مہر سے محروم ... اور پہلی صورت میں عورت قاتل اپنے نفس کی ... نہیں لیتی ... مہر کامل ... قبل وطی کے ... ہوگا تو دونوں صورت میں مہر کامل واجب ہوگا کذا فی الاصل ۱۲ عبد ...

۲ [illegible]

۳ [illegible]

اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی ہے روایت صفیہؓ میں اخراج کیا انکا اصحاب صحاح سنے
اور ترجیح حدیث حضرت عایشہؓ کو ہے کیونکہ وہ زیادہ واقف تھیں بریرہ کے حال سے بہ نسبت ابن عباسؓ کے علاوہ اسکے
بعض روایتوں میں انہیں سے آیا ہے کہ خاوند اسکا غلام تھا اور یہ کچھ اسکے منافی نہیں کہ وقت آزاد ہونے بریرہ کے بھی وہ آزاد ہو اور
وہ جو ایک روایت میں ہے کہ آزاد کی گئی تھی بریرہ اور خاوند اسکا غلام تھا محمول ہے اوپر نہ مطلع ہونے ابن عباسؓ کے اسکی آزادی
سے اور ہمارے مذہب [illegible] تحقیق ہے برخلاف مذہب امام شافعیؒ کے ص اور اگر لونڈی نے
نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جاویگا اور اسکو اختیار نہیں ہوگا اسواسطے کہ خود راضی
ہو گئی تھی ف برخلاف اس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا اسکا مالک نے کیونکہ اس صورت میں رضا اور عدم رضا اسکی دونوں
برابر ہیں ص اور مہر مقرر ہووے اسکے مالک کا ہے اگرچہ زیادہ ہو مہر مثل سے اگر وطی کے قبل آزاد ہوئی اور جو قبل وطی کے وہ
آزاد ہو گئی تو وہ لونڈی کا ہے اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے اور اسکے اولاد ہوئی اور دعویٰ کیا اسکا
اس شخص نے تو نسب اس لڑکے کا اس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اسکی ام ولد ہو جاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت
اسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو اور مال تیرا واسطے باپ کے ہے ف مروی ہے یہ حدیث عبد اللہ
بن عمرو بن العاصؓ سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو فرمایا
آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہے تحقیق کہ اولاد تمہاری اچھی کمائی ہے تمہاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے
اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ص غیر [illegible] ملک الد کو بیٹے کے مال میں وقت حاجت کے تو قبل وطی
کے وہ عورت ملک میں ہو گئی باپ کے تاکہ وطی حرام نہووے پس واجب ہوگی قیمت اسکی باپ پر اور مہر نہ لازم آویگا کیونکہ اسنے
اپنی لونڈی سے وطی کی ہے اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ وہ لڑکا باپ کی ملک میں پیدا ہوا ہے اور یہی حکم دادا کا ہے بعد موت
باپ کے نہ قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے نکاح کر لیا صحیح ہے اور وہ اسکی ام ولد نہوگی اور نہ اسپر
مہر ہوگا [illegible] قیمت اسکی اور لڑکا اسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ قرابت رکھتا ہے بیٹے سے اسلیے کہ لونڈی ملک بیٹے کی ہے پس
بہ سبب اسکے لڑکا بھی ملک بیٹے کا ہوگا اور جب ملک بھائی کا ہوگا تو آزاد ہو جاویگا ف کیونکہ اسکا بھائی ہے ص
کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مالک ہو کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا اسپر ف اخراج کیا
اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے سمرہؓ سے ساتھ اس لفظ کے مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ ص
اگر زوجہ غلام کی آزاد ہے اور غلام کے مالک سے کہے کہ تو میرے خاوند کو بدلے میں ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد
کر اور مالک ایسا ہی کرے تو غلام عورت کی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور نکاح فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی
ملک میں آکر آزاد ہوا ہے خلاف زفرؒ کے کہ انکے نزدیک آزادی عورت کی جانب سے نہوگا بسبب نہونے ملک کے اور اس صورت میں
ولاء غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اسی نے آزاد کیا ہے ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولاء اسکے
واسطے ہے جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث طویل میں ص اور اگر نیت
کفارے سے کہا ہو تو یہ آزادی اسکی کفارے سے ادا ہو جاویگی ف مثلاً عورت پر کفارہ قسم کا تھا اور اسنے

نیت یہ کی کہ یہ غلام اسی کے کفارے سے ادا کرتی ہوں تو کفارہ ادا ہو جاویگا ص اور اگر عورت یہ کہے کہ میری طرف
سے آزاد کر اور بدلے کا ذکر نہ کرے ف جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت میں ص اور مالک آزاد کر دیوے تو
طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور ولا اسکی مالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے اس جگہ بھی نکاح فاسد ہوگا
اور ولا عورت کو ہوگی ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے ص اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے
نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت میں تھی اور کسی کافر نے نکاح کیا اور یہ انکے دین میں جائز تھا اور پھر دونوں اسلام
لائے ساتھ ہی تو نکاح اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرمہ سے ف یعنی جس سے اسلام میں نکاح
حرام ہے جیسے ماں سے یا بہن سے یا بیٹی سے ص اور پھر اسلام لائے تو انکے درمیان میں تفریق کر دیجاویگی ف کیونکہ
اتفاق کیا اسپر علماے امت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جبکہ اسلام لائے
تھے اور انکے نکاح میں دو بہنیں تھیں جیسا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داود وغیرہ نے ص اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی ایک
ماں باپ سے مسلمان ہو اور اگر دونوں میں سے کوئی اسلام لایا اب بھی لڑکا اسی کے تابع ہو جاویگا ف اسواسطے
کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اسکے جو ماں باپ میں سے از روے دین کے بہتر ہو اما صاحب کشف الغمہ نے کہا ہے ابن عباس ساتھ تھے
اپنی ماں کے ضعفاے مسلمین سے اور نہ تھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر ص اور اگر لڑکا
مجوسی اور کتابی کے بیچ میں ہو تو تابع کتابی کا ہوگا ف اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے ص اگر مسلمان ہوئی عورت
کافر کی یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح بحال رہیگا
اور اگر اسلام نہ لاوے تو ان دونوں کے بیچ میں تفریق کر دی جاویگی تو اگر قاضی نے اسلام پیش کیا خاوند پر تو یہ تفریق طلاق
بائن کے شمار میں ہوگی اور اگر پیش کیا عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہوگی کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوتی ف
اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہو بعد اسلام عورت کے اسپر اسلام پیش کیا جاویگا اور اگر عورت مجوسی ہو تو
بھی یہی حکم ہے اور اگر کتابی ہو تو پیش کرنا اسلام کا اسپر ضرور نہیں کیونکہ نکاح اہل کتاب کی عورتوں سے جائز ہے ص اگر خاوند
مسلمان ہو گیا اور عورت نے پیش کرنے اسلام سے مسلمان نہوئی تو اگر وطی نہیں کی تو عورت کو کچھ مہر لازم نہ ہوگا ف
اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہیں ہوتا تو نصف مہر بھی لازم نہوگا ص اور اگر وطی کی ہو تو کل مہر لازم ہوویگا
یعنی تفریق ہوئی ۱۲
اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی نہیں کی تو نصف مہر لازم ہوگا ف کیونکہ یہ طلاق ہے قبل وطی
کے ص اور اگر وطی کی تو کل مہر لازم ہوویگا اور اگر دار الحرب میں زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض
نہو جاویں یعنی قبل اسلام دوسرے کے فرقت نہوگی ف اور یہی ماثور ہوا تابعین سے ص اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہوا
تو زوجہ کتابیہ ہی کی رہیگی اور بائنہ نہو جاویگی تباین دارین سے نہ قید سے اگر کوئی زوج یا زوجہ میں سے کہ دونوں کافر تھے مسلمان
ہو کے دار الحرب سے دار الاسلام میں آیا تو درمیان ان دونوں کے فرقت ہو جاویگی یا قید ہو کے آیا ہو اور جو دونوں قید ہو کے
آوینگے تو فرقت نہوگی اور جو عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آوے بائنہ ہو جاویگی بلا عدت مگر درصورتیکہ وہ عورت حاملہ ہو
تو اس سے وطی نہ کرینگے جب تک وضع حمل نہو ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں میں جو

۱ پس خاوند مجوسی کتابیہ کا اگر اسلام لاوے تو نکاح انکا باقی رہیگا ...

مفید ہوئی تھیں غزوۂ اوطاس میں کہ وطی کی جاوین جب تک کہ وضع کریں حمل اپنا اخراج کیا اسکا ابوداؤد نے
میں اور دارقطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی ان میں سے مرتد ہو گیا معاذ اللہ فوراً بے حکم قاضی کے نکاح فسخ ہو جاویگا تو اگر
عورت وطی کی گئی ہے تو اسکے لیے کل مہر ہے اور جو نہیں وطی کی تو جس صورت میں خاوند مرتد ہو گیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہے اور اگر
عورت مرتد ہو گئی تو خاوند پر کچھ لازم آویگا ف اور جو وطی کی ہے تو ہر صورت میں کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوج و
زوجہ دونوں ساتھ ہی مرتد ہو گئے اور پھر دونوں ساتھ ہی ایک ہی وقت میں اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

ص باب القسم

جب ایک مرد کی دو بیبیاں آزاد ہوں تو واجب ہے عدل انکے درمیان بیچ قسم میں ف قسم اسکو کہتے ہیں کہ نان و نفقہ کھانے
پینے پہننے میں اور رات کو رہنے میں اپنی عورتوں کے بیچ میں قسمت کر دیوے ص اس میں بکر اور ثیب برابر ہے ف اسواسطے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکی ہوں دو عورتیں اور جھکا وہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن کہ ایک جانب
اسکا جھکا ہوگا روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہا شیخ
ابن حجر نے اسناد اسکی صحیح ہے اور یہ حدیث عام ہے شامل ہے بکر اور ثیب کو اور روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم باری بانٹتے تھے واسطے اپنی عورتوں کے پھر عدل کرتے اور فرماتے اے اللہ یہ بانٹ میری ہے جسمیں مختار ہوں میں سو ملامت
نکر مجھے جسمیں تو مختار ہے میں نہیں یعنی اگر دل کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو تو ناچاری ہے مگر قسمت میں برابری کرتا ہوں اخراج کیا اسکا
چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے ص اور نئی اور پرانی اور اسی طرح مسلمہ اور کتابیہ برابر ہے ف اور دلیل ہمارے
اطلاق احادیث کا ہے جو مروی ہوئی اور ائمہ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہو تو سات راتیں برابر اسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہو
تو تین راتیں پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ روایت ہے انسؓ سے کہا سنت ہے کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اسکے
پاس سات راتیں پھر برابر بانٹے اور جب نکاح کرے ثیب کو تو ٹھہرے اسکے پاس تین راتیں پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
نے اور یہ لفظ بخاری کا ہے اور روایت ہے ام سلمہؓ سے کہ جب نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے انکے پاس تین راتیں اور فرمایا
نہیں تجھے تیرے اہل پر ذلت اگر چاہے تو تو سات دن رہوں تیرے پاس اور اگر سات دن رہوں تیرے پاس تو سات سات دن رہونگا
اور عورتوں پاس اخراج کیا اسکا مسلم نے ص اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ کو نصف حرہ کا ہے ف یعنی قسمت میں
برابری حرہ کی نہ ہوگی کیونکہ کشف الغمہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد عورت کے واسطے دو دن ہیں اور لونڈی
کے واسطے ایک دن اور روایت ہے حضرت علیؓ سے فرماتے تھے جب نکاح کی جاوے حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہیں اور
واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا
ہی حکم کیا حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی امام احمد نے حضرت علیؓ کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اسکو ضعیف کیا
بسبب منہال بن عمرو کے اور ابن ابی لیلی کے تو یہ کچھ نہیں اسواسطے کہ دونوں ثقہ ہیں حافظ ہیں اور زیلعی نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ روایت
کی بیہقی نے ایسی ہی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کی جاوے اور سوکن ہووے لونڈی کی تو اسکے واسطے دو دن ہیں
اور لونڈی کے واسطے ایک دن ص اور نہیں حق ہے عورتوں کا قسمت میں جب سفر کرے زوج تو جس عورت کو چاہے سفر میں لیجاوے

اور قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہی خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر اور عورتون کی رضا سے یا قرعے سے اور امام ابو حنیفہؒ یہ فرماتے ہین کہ عورتون کا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اُسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی مین سے لیجاوے **ص** اور قرعہ بہتر ہی **ف** یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عایشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا حصہ نکلتے اُسکو لیکر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہو کے دیدیوے تو درست ہی **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور کر دیجیے دن میرا [یعنی باری ۱۲] واسطے حضرت عایشہؓ کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیا ہو سودہؓ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عایشہؓ کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روک رکھیے مجکو شاید کہ مین تمھاری عورتون سے ہون جنت مین اور مرقات مین ہی کہ امام محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ پونہچا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو تو سودہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور ایسی ہی روایت کی بیہقیؒ نے عروہ سے مرسلا اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور اصح روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عایشہؓ سے بیشک سودہؓ بنت زمعہ نے بخشدیا دن اپنا یعنی باری اپنی عایشہؓ کو اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانٹتے حضرت عایشہؓ کے لیے دن انکا اور ایک دن سودہؓ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپکی تھین اور قسمت کرتے تھے آنکے بیچ مین آٹھ عورتون کے لیے اور عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہؓ تھین اور تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہؓ تھین اور یہ کلام عطا کا محمول ہی اوپر غلطی ابن جریج راوی کے **ص** اور پھر اگر اُس سے لوٹ جاوے تو درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ حق اُسکا ہی

کتاب الرضاع

ص تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار چوسے جب مدت رضاع مین ہووے رضاع ثابت کرتا ہی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہی ایک دفع چوسنا روایت کیا اُسکو مسلم نے حضرت عایشہؓ سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دو بار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ الآیۃ اور یہ عام ہی قلیل و کثیر کو اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے ابن عباسؓ سے اور یہی مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ فرماتے تھے جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمرؓ کو پونہچا کہ ابن الزبیر اثر بیان کرتے ہین حضرت

ف۱ والفاظ [illegible] ان سودۃ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلق سودۃ فلما خرج الی الصلوۃ امسکت بثوبہ فقالت واللہ [illegible]

ع۲ یعنی [illegible] اپنی باری عائشہ کے [illegible] ۱۲

عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ نہیں حرام کرتی ہی رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قول اللہ تعالی کا بہتر ہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور نہیں ذکر کیا ایک بار یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونوں اثرون کا عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں **ص** مدت رضاع کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور یہی قول ہی حضرت امام شافعی کا اور امام زفر کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول اللہ تعالی کا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسواسطے کہ کم مدت حمل کی چھ مہینے ہین تو فصال کے واسطے دو برس سے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہیں ہی رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام میں ہی کہ اخراج کیا اسکو دارقطنی اور ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تفسیر مظہری میں ہی کہ روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اسکا یہ ہی لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي حَوْلَيْنِ نہیں ہی رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ میں اور کہا دارقطنی نے کہ رجال اسکے صحیح ہیں مگر ہیثم بن جمیل اور وہ ثقہ ہی حافظ ہی توثیق کی اسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضون کے نزدیک رضاع ساری عمر میں باقی رہتا ہی اور یہی قول ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیکن رد کیا انکے اس قول کو اور ازواج مطہرات نے اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں حرام کرتا ہی رضاع مگر جو چیرے آنت کو اور ہووے قبل دودھ چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہیں رضاع ہی مگر جو ہو دو سال میں اور نہیں یتیمی ہی بعد احتلام کے ذکر کیا یہ کشف الغمہ میں **ص** اور بعد اس مدت کے رضاع نہیں ثابت ہوتا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں رضاع ہی مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر میں اور روایت کی طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہی بعد جوان مضبوط ہونے کے اور روایت کی بغوی نے شرح السنہ میں مثل اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً لَا رَضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہیں رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اور ابو داود طیالسی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَّلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ یعنی نہیں رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہی بعد احتلام کے اور جامع ترمذی میں ہی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں حرام کرتی ہی رضاعت مگر وہ رضاعت کہ چیرے آنت کو اور ہووے پہلے دودھ چھڑانے کے اور صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابو داود میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہی رضاعت مگر وہ کہ پھیلاوے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ میں ہی کہ فرماتے تھے زہری ہمیشہ فتوی دیتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات پر کہ نہیں حرام کرتا ہی رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہانتک کہ وفات ہوئی انکی **ص** اور جس عورت نے دودھ پلایا وہ اس لڑکے کی مان ہو جاتی ہی اور اسکا شوہر کہ جس سے اس عورت کا دودھ ہی باپ ہو جاتا ہی تو حرام ہوگا اس سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے **ف** کیونکہ صحیح بخاری میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام ہوتا ہی رضاعت سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اور ایک روایت میں ہی بخاری کی يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور ایک میں ہی اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ **ص** مگر بہن نسبی کی مادر رضاعی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مادر رضاعی کہ یہ سب حرام نہیں **ف** اور بہن نسبی کی مادر نسبی یا بھائی نسبی کی مادر نسبی حرام ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور اسیطرح حرام نہیں اپنے بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہی کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونوں

کذا فی الہدایۃ مع الزیادۃ ۱۲

حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور یہی نہین حرام ہو اپنے بیٹے کی جدہ رضاعی سے اور نسب سے حرام ہو کیونکہ وہ یا اپنی مان ہوگی یا اپنی
عورت موطوءہ کی مان اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور اسیطرح نہین حرام ہو مادر رضاعی اپنے چچا او پھوپھی کی اور
مادر رضاعی اپنے مامون اور خالہ کی مرد کے واسطے اسواسطے کہ مان نسبی چچا اور پھوپھی کی یا زوجہ یا موطوءہ دادا یا نانا کی ہوگی اور وہ
حرام ہین اور رضاعی ایسی نہین اور نہ بھول ان صورتون مذکورہ کو ان سب ہین اور یہ سب عورتین مذکورہ مرد پر حرام نہین جب
رضاع سے ہون اور عورت کیواسطے نہین حرام ہو اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا کیونکہ اوپر کہا کہ
مرد پر مان رضاعی بھائی کی درست ہو تو وہ مرد اس عورت کے رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا **ف** مثلاً زینب کا رضاعی بیٹا زید ہو اسکا
عمرو بھائی ہو تو عمرو کے بھائی کی مان زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہو چکا **ص** اور جاننا چاہیے کہ زوج یعنی شیرخوارہ پر مرضعہ یعنی جو
عورت کہ دودھ پلاتی ہو اور اسکا خاوند کہ جس سے اسکا دودھ ہو اور ان دونون کی قوم سب حرام ہوجاویگی مثل نسب کے **ف**
تو خاوند مرضعہ کا اس شیرخوارہ پر حرام ہو اور اسیطرح اسکا بھائی کیونکہ وہ شیرخوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے عائشہؓ کے البتہ داخل ہو تیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہو رضاعت سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور مرضعہ پر
شیرخوار کا خاوند اگر وہ عورت ہو اور اسیطرح مرضعہ کے خاوند پر شیرخوار کی بیوی اگر وہ مرد ہو اور شیرخوار کی فروع یعنی اسکی اولاد
ان دونون پر حرام ہوجاویگی اور قاعدہ اسکا اس بیت مین ہو بیت از جانب شیرده ہمہ خویش شوند + وز جانب شیرخوارہ زوجان
وفروع + **ف** یعنی دودھ پلانے والی اور اسکا خاوند مع اولاد او باپ دادا اور مان بہنون انکے کے شیرخوار کے خویش ہوجاوینگے
مثل نسب کے اور شیرخوار اور اسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہوجاوینگے دودھ پلانے والی اور اسکے خاوند کے
ص جائز ہو کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہو کہ نکاح کرے اپنے بھائی نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی
یہ ہو کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہو اور اسکی ایک بہن ہو اخیافی تو اس شخص کو درست ہو کہ اس سے نکاح کرے
ف اور اگر اسکی بہن حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی ہو تو اسکو درست نہین **ص** اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے مدت
رضاع مین ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہوجاوے گی اور وہ مانند بھائی بہن کے
ہون گے اور اگر دونون نے مل کے کسی بکری کا **ف** یا گاے یا اونٹنی کا **ص** دودھ پیا تو وہ بھائی بہن
نہون گے اگر دودھ عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری وغیرہ کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت
کا ہو تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ورنہ نہین اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ
غالب ہو اس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی **ف** اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہو حرمت ثابت نہوگی اور بعض
روایات مین ہو کہ اس سے بھی حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دودھ برابر ہین تو دونون سے حرمت ثابت ہوگی
اسواسطے کہ کوئی دوسرے پر غالب نہین **ص** اگر عورت کے شیر کو طعام مین ملایا تو اسکے کھانے سے حرمت رضاع ثابت
نہوگی **ف** اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع ثابت ہوگی کذا فی الہدایہ
ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اسکے پینے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ کسی شخص کو مدت رضاع مین
عورت کے دودھ سے حقنہ دیا **ف** تو حرمت رضاع ثابت نہوگی **ص** اور اگر کسی عورت بکر کی پستان سے دودھ

نکلا یا عورت مُردہ کی اور کسی شخص نے اسکو مدت رضاع میں پیا تو حرمت ثابت ہوگی **ف** لیکن خاوند اُس بکر کا جب
طلاق اسکو دیوے اور عدت گذر جاوے تو شیرخوار پہ حرام نہوگا پس درست ہے بکر کے خاوند کو جب اُسنے وطی نہ کی ہو اور طلاق
دیوے کہ اُس شیرخوار سے نکاح کرلے **ص** اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیرخوارہ سے نکاح کیا اور اُس بڑی
بیوی نے اپنی سوکن شیرخوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پہ حرام ہو جاوینگی **ف** اسواسطے کہ خاوند
جامع ہوویگا درمیان عورت اور اسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہیں اور عنایہ میں لکھا ہے کہ بڑی عورت
تو ساری عمر حرام ہے اور شیرخوارہ بھی اسیطرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہے اور اگر وطی نہیں کی تو درست ہے خاوند کو کہ پھر اُس شیرخوارہ
سے نکاح کرے **ص** تو اگر بڑی عورت سے وطی نہیں کی ہے تو اسکو کچھ مہر نہیں **ف** اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم ہوگا **ص**
اور شیرخوارہ کو آدھا مہر ملیگا اور خاوند آدھے مہر کو اُس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اُسنے قصداً واسطے فساد کے
دودھ پلایا تھا اور اگر واسطے فساد کے نہیں پلایا تھا **ف** بلکہ وہ شیرخوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا **ص** تو خاوند
اُس سے نہ پھیریگا اور رضاع ثابت نہیں ہوتا ہے مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے

ص کتاب الطلاق

ف فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون میں اللہ کے نزدیک طلاق ہے روایت
کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسلاً صحیح ہے اور طلاق تین قسم
ہے ایک سنی اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی تو **ص** طلاق احسن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے
اُس طہر میں جسمیں اُسنے جماع نہ کیا ہووے اور چھوڑ دیوے اُسکو یہانتک کہ گذر جاوے عدت اُسکی **ف**
اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مستحب جانتے تھے اس بات کو کہ زیادہ نہ کرین ایک طلاق پر یہانتک کہ گذر جاوے
عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا اُنکے نزدیک کہ طلاق دے مرد عورت کو تین بار ہر طہر میں ایک طلاق ذکر
کیا اسکو کشف الغمہ میں اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایکبار
پھر چھوڑ دیوے اُسکو یہانتک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور طلاق حسن یہ ہے کہ
غیر موطوءہ کو ایک طلاق دیوے برابر ہے کہ حیض میں دے یا طہر میں اور موطوءہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طہر میں جسمیں وطی
نہ کی ہو اگر اُس عورت کو حیض آتا ہو **ف** اور امام مالک کے نزدیک یہ بھی بدعت ہے بلکہ نہیں مباح ہے مگر ایک طلاق
اور دلیل ہماری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے تحقیق کہ طلاق دیا انھون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھیں پھر
ارادہ کیا کہ اور دو طلاق دیوین وقت دو حیضون کے سو پونہچا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو کہا کہ نہیں ایسا حکم کیا تجکو
اللہ تعالی نے بیشک تو نے خطا کی سنت سے اور سنت یہ ہے کہ استقبال کرے تو طہر کا تو طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے
سو حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو رجعت کی میں نے اپنی عورت سے اور فرمایا آپنے جسوقت کہ وہ پاک ہو جاوے تو
چاہے طلاق دے اسکو اور چاہے روک رکھ سو کہا میں نے اے رسول اللہ کیا دیکھتے ہیں آپ اگر تین طلاق دون میں اسکو تو پھر مجکو
رجعت حلال ہے فرمایا کہ نہیں بائنہ ہو جاویگی وہ تجسے اور ہوویگا گناہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابن ابی شیبہ نے

مصنف مین حسن سے انھون نے ابن عمرؓ سے اور تعلیل کی اسکی بیہقی نے ساتھ عطاء خراسانی کے اور کہا کہ لاتا ہے وہ
زیادہ تیان ایسی کہ نہین متابعت کیا جاتا اُنپر اور وہ ضعیف ہے نہین قبول کیجاویگی وہ حدیث کہ منفرد ہو وہ اُسکے ساتھ
کہا شیخ ابن الہمام نے کہ تعلیل بیہقی کی مردود ہے کیونکہ متابعت کی عطاء کی شعیب بن زریق نے سنداً و متناً روایت کیا
اُسکو طبرانی نے معجم مین **ص** اور اگر حیض نہ آتا ہو آئسہ ہو یا صغیرہ ہو یا حاملہ ہو تو ہر مہینے مین ایک طلاق دے
اور جائز ہے طلاق دینا ان تینون کو بعد وطی کے بھی اور طلاق بدعی یہ ہے کہ تین طلاق یا دو طلاق یکبار یا دو بار ایک
طہر مین دیوے اور رجعت نکرے درمیان اُنکے **ف** تو اگر ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جاویگا اور طلاق دینے والا
گنہگار ہوگا اور دلیل اُسکی وہ ہے حدیث ابن عمرؓ کی گذری اور مروی ہے سنن ابو داؤد مین کہا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے واسطے
ایک مرد کے کہ تین طلاق دیے تھے اُسنے اپنی عورت کو بائنہ ہوگئی وہ عورت تجھسے اور تو نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور
روایت کی طحاوی نے کہ ایک شخص نے سو طلاق دیے اپنی عورت کو کہا ابن عباسؓ نے نافرمانی کی تو نے اپنے رب کی اور بائنہ
ہوگئی عورت تیری تجھسے اور مروی ہے مانند اسکے موطاے مالک مین حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے اور روایت
کی عبدالرزاق نے علقمہ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعودؓ کے سو کہا کہ طلاق دیا مین نے اپنی عورت کو ننانوے طلاق سو کہا
ابن مسعودؓ نے کہ تین طلاق واقع ہین اور باقی زیادتی ہے اور مروی ہے مانند اسکے موطا مین اور سنن ابو داؤد مین حضرت ابو ہریرہؓ
اور ابن عباسؓ سے بھی اور ابن عمرؓ سے اور روایت کی وکیع نے اعمشؒ سے انھون نے حبیب بن ثابتؒ سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت
علیؓ کے پاس تو کہا کہ ہزار طلاق دیے مین نے اپنی عورت کو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور تقسیم کر دے تو
باقی طلاقون کو اپنی عورتون پر اور روایت کی وکیع نے معاویہ بن ابی یحییٰ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف عثمان بن عفانؓ کے
اور کہا کہ ہزار طلاق دیے مین نے اپنی عورت کو تو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور روایت کی عبدالرزاق
نے عبادہ بن صامتؓ سے کہ طلاق دیے اُنکے باپ نے اپنی عورت کو ہزار تو آئے عبادہ اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم سے فرمایا آپ نے وہ بائنہ ہوگئی تین طلاق سے ساتھ معصیت کے اور باقی رہے نوسو ستانوے زیادتی اور ظلم اگر چاہے
اللہ عذاب کرے اُسپر اور اگر چاہے بخش دے اور روایت کیے طحاوی نے اس باب مین اور آثار حضرت انسؓ اور حضرت
عمر بن الخطابؓ سے بھی اور امام شافعیؒ کے نزدیک تین طلاق ایکبار دیدینا جائز ہین اور بعضون کے نزدیک اگر تین
طلاق ایک بار دیگا تو ایک طلاق واقع ہوگا اور یہی آثار اُن سب پر حجت ہین **ص** یا ایک طلاق دے اُس
طہر مین جسمین وطی کی ہو **ف** اور حرام کہا اس طلاق کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین **ص**
یا ایک طلاق دے سو طوہ کو حیض مین **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث ابن عمرؓ کی ہے جو اوپر گذری اور اسکی حرمت
پر اجماع ہے لیکن طلاق واقع ہو جاویگا **ص** اور واجب ہے رجعت اسمین سو جب پاک ہو وے حیض سے تو طلاق دیوے اُسکو
اگر چاہے **ف** اسواسطے کہ حدیث ابن عمرؓ مین ہے سو رجوع کرے اُس عورت سے پھر طلاق دیوے اُسکو پاکی مین
یا حمل مین روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا ایک روایت مین اور مبسوط
مین ہے کہ فرمایا امام ابو حنیفہؒ نے جسوقت کہ پاک ہو جاوے اُس حیض سے جسمین طلاق دیا ہے پھر حائضہ ہووے پھر پاک ہووے

ف یعنی حاملہ اور صغیرہ اور آئسہ کو اسواسطے کہ انمین حمل کا شبہہ نہین ۱۲

تو اب اسکو طلاق دے اور یہ بھی مذکور ہو حدیث ابن عمرؓ مین اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور یہی قول ہو امام مالکؒ اور
احمدؒ کا اور مشہور ہو مذہب شافعیؒ کا ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت موطوءہ کو کہا کہ تجکو تین طلاق ہین سنت کے طریق پر بغیر
نیت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہو اور اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی پڑجاوین
ف یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین ص تو صحیح ہو یعنی تینون طلاق ف اول صورت مین ص ابھی پڑجاوینگے
ف اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگا ص اور امام زفرؒ کے نزدیک نیت نہین صحیح ہوگی
کیونکہ یہ طلاق بدعی ہو اور اسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے نزدیک اس صورت مین معنی مسنون کے یہ ہونگے
کہ تین طلاق کا ایک بار واقع ہونا مذہب اہل سنت کا ہو کیونکہ روافض کے نزدیک تین طلاق ایک بار نہین واقع ہوتے
ف اور وہ جو حدیثین اوپر ہمنے ذکر کین دلالت کرتی ہین انکے ابطال مذہب پر ص

فصل

اور واقع ہوتا ہو طلاق ہر خاوند عاقل بالغ کا غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشے مین مست ہو ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک
جو شخص مست ہو اسکا طلاق نہین واقع ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت عثمانؓ نے نہین ہو واسطے مجنون اور مست کے
طلاق اور تھے ابن عباسؓ فرماتے کہ طلاق مست کا اور مکرہ کا جائز نہین اور دلیل ہماری وہ ہو جو روایت کی
مالکؒ نے موطا مین تحقیق کہ سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے کہ مست کے طلاق سے سو کہا انھون نے جسوقت
کہ طلاق دے مست جائز ہوگا طلاق اسکا اور اگر قتل کریگا قتل کیا جاویگا کہا مالکؒ نے کہ یہی حکم ہو نزدیک ہمارے اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے تحقیق کہ عمرؓ نے جائز رکھا طلاق مست کا عورتون کی گواہی سے اور بھی نکالا ابن ابی شیبہ نے
عطاء اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین اور ابن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن یسار اور نخعی اور زہری اور شعبی
سے کہ ان سبنے جائز ہو طلاق مست کا اور بھی اخراج کیا حکم سے کہ کہا انھون نے جو اللہ کی طرف سے مست ہو سو اسکا
طلاق جائز نہین اور جسکو وسیلان نے مست کیا ہو سو طلاق اسکا جائز ہو اور کشف الغمہ مین ہو کہ حضرت علیؓ جائز
رکھتے تھے طلاق مست کا اور عتاق اسکا اور کافی مین ہو حضرت علیؓ واسطے تقلید کے اور ہمارے مذہب مین سے
بھی بعض علما اسطرف گئے ہین کہ طلاق نہین واقع ہوگا مست کا اور یہی مختار ہو کرخی اور طحاوی کا ص اور گونگے کا
طلاق اشارے سے واقع ہوگا ف یعنی اس اشارے سے جو طلاق کے واسطے مقرر ہو اور اسکا بیان انشاءاللہ
آخر کتاب مین آویگا ص اور نہین واقع ہوگا طلاق صبی کا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت
عبداللہ بن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے نہین جائز ہو طلاق لڑکے کا اور روایت کی عبدالرزاق نے حضرت علیؓ سے کہ
فرمایا انھون نے نہین جائز ہو طلاق واسطے لڑکے کے اور کشف الغمہ مین ہو کہ کہا شعبیؒ نے نہین جائز ہو طلاق لڑکے کا
یہانتک کہ بالغ ہووے ص اور مجنون کا ف اسواسطے کہ جامع ترمذی مین ہو حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہر طلاق جائز ہو مگر طلاق معتوہ کا یعنی جو مغلوب العقل ہو اور اسکی اسناد مین عطاء بن عجلان ہو کہا ترمذی نے کہ وہ
ذاہب الحدیث ہو یعنی بھول جاتا ہو حدیث کو اور کہا حضرت عثمانؓ نے کہ نہین طلاق ہو واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنون سے جب تک

ہوش مین آوے یا افاقہ پاوے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رض
اور صحیح کیا اسکو حاکم نے **ص** اور نائم یعنی اُس شخص کا جو سورہا ہی **ف** اسواسطے کہ سوتا شخص بھی غیر مختار ہی تو وہ بھی مثل مجنون
ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق
لڑکے اور مجنون کا روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین قلت حدیث غریب اور حدیث حضرت
عائشہ رض کی جو جامع ترمذی مین ہی اُسکے معنون مین ہی اور واقع ہی طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق پر
امام شافعی کے نزدیک واقع نہین ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اس باب مین حضرت ابن عباس رض اور ابن عمر
سے جنسے ثابت ہوتا ہی کہ طلاق مکرہ کا نہین واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہی
اُمت سے چوکنا اور بھولنا اور زبردستی سے کسیکی کام کرنا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس رض سے اور کہا ابو حاتم
نے کہ یہ ثابت نہین اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب مین صفوان بن
عمرو طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اُسکی اور لی ایک چھری اور بیٹھی اپنے مرد کے سینے پر
اور رکھدیا چھری کو اُسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے مجکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اُس مرد نے اللہ کی اُس عورت کو
اور انکار کیا اُسنے تب تین طلاق دیے اُسکو اُس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آپ نے
کہ نہین رجوع ہی طلاق مین یعنی طلاق واقع ہوگیا اب نہین پھریگا اور یہ حدیث مرسل ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے مسند
ایک شخص سے صحابہ مین سے کہا ابن القطان نے مرسل احسن ہی مسند سے کیونکہ مسند کی اسناد مین بقیہ اور نعیم بن حماد ہین
اور مرسل مین اسمعیل بن عیاش ہی اور وہ روایت کرتا ہی شامیین سے لیکن اسناد مین اُسکی غازی بن جبلہ ہی سو وہ منکر الحدیث ہی
کہا اُسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ مین اور تنقیح مین ہی کہا بخاری نے حدیث صفوان الخ
سے طلاق مکرہ کے باب مین منکر ہی نہین متابعت کی گئی اُسپر لیکن قطع نظر اسکے بہت سے اُن صحابہ سے جو ہمارے موافق
ہوے مین روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمر رض سے کہ جائز رکھا انھون نے طلاق مکرہ کا اور بھی روایت کی
اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ ان سبنے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے
سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ اہل اسلام مین طلاق مکرہ کا جائز ہی **ص** اور سید کا اپنے غلام کی بیوی پر
کیونکہ ملک نکاح حق غلام کا ہی تو اسقاط اُس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولی کے لیے اور کشف الغمہ مین ہی کہ فتوی دیا
عبد اللہ بن عمر رض نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ مین ہی اور نہین اُسکے غیر کے ہاتھ
مین اور بھی ذکر کی اس باب مین سوافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباس رض سے **ص** اور طلاق عورت آزاد کا
تک ہی اور لونڈی کا دو تک **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کا دو ہین
اور عدت اُسکی دو حیض مین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رض سے
اسناد مین اُسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی کہا زیلعی نے کہ روایت کیا حدیث عائشہ رض کو حاکم نے مستدرک مین اور
اسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حاتم

اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اُسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور بزار
اور طبرانی اور دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اُسکا اور ضعیف کیا اُسکے رفع کو بسبب عمرو بن شبیب مسلی کے
اور وہ ضعیف ہی نہین حجت پکڑی جاویگی اُس سے اور بھی روایت کیا اُسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباسؓ سے
اور کہا صحیح ولم یخرجاہ اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت کہ ہو
لونڈی نکاح مین ایک مرد کے اور وہ طلاق دے اسکو پھر خرید لیوے اُسکو تو نہین حلال ہو واسطے اُسکے یہانتک کہ نکاح
کرے دوسرے خاوند سے اور اسناد مین اسکی سلم بن سالم ہی تکذیب کی اُسکی ابن المبارک نے اور کہا یحییٰ بن معین نے
لیس حدیثہ بشیٔ اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعیؒ نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتون سے
اور دو طلاق دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض آتا ہو اُسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور
اخراج کیا اُسکا بیہقی نے معرفت مین طریق شافعیؒ سے اور دارقطنی نے سنن مین **ص** اگرچہ خاوند اُن دونون کے خلاف
اُنکے ہون یعنی اگر عورت لونڈی ہی اور خاوند اُسکا آزاد یا غلام ہی تو خاوند مالک دو طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہی
اور خاوند اُسکا غلام یا آزاد ہی تو مالک تین طلاق کا ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حرہ ہو تو مالک تین
طلاق کا ہی اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہی پس اعتبار طلاق مین عورت کا ہی یعنی اُسکے آزاد یا لونڈی ہونیکا
ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اعتبار مرد کا ہی یعنی اُسکے آزاد یا غلام ہونیکا **ف** اور دلیل ہماری قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اُسکی دو حیض مین تو معلوم ہوا کہ طلاق عورتون
کے اعتبار سے ہی اور بھی روایت کی امام محمدؒ نے **اَخْبَرَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ
اَبِيْ رَبَاحٍ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَلطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ یعنی طلاق عورتون کے اعتبار سے ہی
اور عدت بھی اُنھین کے اعتبار سے ہی اور یہی قول ہی عبداللہ بن مسعودؓ کا اور امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق مردون کے اعتبار
سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہی کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طلاق ساتھ
مردون کے ہی اور عدت ساتھ عورتون کے ہی اور یہ حدیث مرفوعاً غریب ہی لیکن روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے
موقوفاً ابن عباسؓ پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفاً ابن مسعودؓ پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباسؓ کا ہی اور بھی اخراج
کیا اُسکا عبدالرزاق نے موقوفاً اوپر عثمانؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عباسؓ کے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے
انھون نے ام سلمہؓ سے کہ اُنکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہوگئی اُسپر یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اُسکو
طبرانی نے طریق عبدالرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو مؤید ہین مذہب امام شافعیؒ کو مذکور ہین بعض
مؤطا مین امام مالکؒ کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

ص باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین

طلاق دو قسم پر ہی ایک صریح اور وہ اُس لفظ سے ہوتا ہی کہ سوا طلاق کے اور کسی مین استعمال نہین کیا جاتا جیسے

کہے تو طالق ہی یا تو مطلقہ ہی **ف** ساتھ تشدید اور فتح لام کے **ص** یا طلاق دیا مین نے تجکو اور ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرکچھ نیت نہ کی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہی یا تو طالق الطلاق ہی یا تو طالق طلاقًا ہی اور کچھ نیت نہین کی یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر وہ عورت حرہ ہی تین طلاق واقع ہوجاوینگے اور لونڈی مین دو طلاق بمنزلہ تین طلاق کے ہین حرہ مین **ف** تو اگر جورو لونڈی ہی اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہوجاوینگے کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہوجاتی ہی کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور اوپر ذکر اسکا گذرا **ص** اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلاً کہا کہ تو طالق ہی یا اسکے ایسے جز کی طرف کہ اس جز سے کل کی تعبیر کرتے ہین جیسے کہا سر تیرا یا گردن تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا منہ تیرا یا فرج تیری طالق ہی تو ان سب صورتون مین طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ یہ لیسے لفظ ہین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہی لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ مِّنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی پیچھے تو آدمی کو راس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ غلام یا لونڈی سے تعبیر کی ساتھ رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین هَلَكَ رُوحُهُ ہلاک ہوئی روح اسکی یعنی نفس اسکا اور بدن تو ظاہر ہی اور لیکن منہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ اپنی ذات کی تعبیر منہ سے فرمائی اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰهُ الْفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے ان فروج کو جو زین پر ہین عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہی اور اس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدًا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے مرفوعًا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہووین زینون پر اور اسکی سند مین علی بن ابی علی قرشی ہی کہا ابن عدی نے مجہول ہی اور بہرحال اس لفظ حدیث سے مطلب ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الزیلعی **ص** اور اگر نسبت کی طلاق کی اس جز کی طرف جو شائع ہی بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہی تب بھی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہی تو طلاق واقع ہوگا اور یہی ظاہر ہی **ف** کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین کرتی **ص** اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہی یا تہائی طلاق ہی یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا جو درمیان مین ایک طلاق سے تین طلاق تک ہی تو دو طلاق واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک تین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی دو طلاق مین تو ایک واقع ہوگا برابر ہی کہ نیت ضرب کی کرے یا نکرے **ف** ضرب فن حساب مین اسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے شمار پر بڑھالین

پہلے عدد کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ کہتے ہین اور جو حاصل ہوا اسے حاصل ضرب کہتے ہین مثلاً ۴ کو ۵ مین ضرب کرنا یہ ہے کہ ۴ کو پانچگونہ کریین کہ ۲۰ ہوتے ہین تو ۴ مضروب اور ۵ مضروب فیہ اور ۲۰ حاصل ضرب ہوے **ص** اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگے اور غیر موطوءہ مین ایک طلاق واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہوتا ہے ایک طلاق اگر کہا غیر موطوءہ کو تجکو ایک اور دو طلاق ہین اور اگر نیت کی ایک طلاق کی ساتھ دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے **ف** چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو **ص** اور اگر کہا کہ تجکو دو طلاق ہین دو طلاق مین اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہونگے **ف** اور چار واقع نہونگے جیسا کہ وہ حاصل ضرب ہے **ص** اگر کہا کہ تجکو اس جگہ سے طلاق ہے شام تک ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے مکے مین یا گھر مین تو ایک طلاق بالفعل واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تو مکے مین داخل ہو یا گھر مین داخل ہو تو جب تک مکے یا گھر مین داخل نہوگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے کل یا کل کے روز مین تو جسوقت کل کی فجر ہوگی طلاق واقع ہوجاویگا اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جب کہا کہ تجکو طلاق ہے کل کے روز مین **ص** اگر نیت عصر کی کریگا تو صحیح ہوجاویگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے آج کل مین یا کل آج مین تو اول صورت مین آج ہی اور دوسری صورت مین کل کے روز طلاق پڑیگا **ف** حاصل یہ ہے کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اُسی مین طلاق پڑیگا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے قبل اسکے کہ نکاح کرون مین تجسے یا تجکو طلاق ہے کل روز گذشتہ مین اور نکاح آج کیا طلاق واقع نہوگا اور کہنا اُسکا لغو ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہے قبل نکاح کے روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنہ مین حضرت علی سے اور دوسری حدیث مین ہے کہ نہین طلاق ہے اُسمین جسکا مالک نہین روایت کیا اُسکو ترمذی اور ابو داود نے **ص** اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اُس سے کہا کہ تجکو طلاق ہے روز گذشتہ مین طلاق ابھی واقع ہوجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تک کہ مین تجکو طلاق نہ دون اور پھر چپ رہا طلاق پڑجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے اگر مین تجکو طلاق نہ دون تو آخر عمر مین زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا **ف** کیونکہ شرط اُسی وقت پائی گئی اور طلاق نہ دینا اُسکا متحقق ہوا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جسوقت کہ مین تجکو طلاق نہ دون بعد اُسکے پھر کہا کہ تو طالق ہے تو اخیر کے قول سے طلاق پڑجاویگا تو اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین جسوقت کہ مین تجکو طلاق نہ دون تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ اگر عورت سے کہے کہ تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ يَوْمَ يَقْدَمُ زَيْدٌ **ف** یعنی جس دن کہ زید آوے تو تجکو اختیار ہے **ص** اور زید رات کو آیا طلاق واقع نہوگا **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اُسکو اس وجہ سے کہ عوام فہم نہین ترک کیا **ص** اور اگر کہا يَوْمَ اَتَزَوَّجُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ **ف** یعنی جس دن نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہے **ص** اور نکاح کیا رات کو طلاق واقع ہوجاویگا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہے **ص** اگر کسی مرد نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور اُس سے کہا کہ تجکو دو طلاق ہین جب تجکو تیرا مالک آزاد کرے اور مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز ہوگا اسواسطے کہ بعد آزاد ہونے اُسکے کے یہ دو طلاق واقع ہونگے اور بعد آزاد ہونیکے

خاوند مالک تین طلاق کا ہوجاتا ہے اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہے اور اسکے
خاوند نے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجھکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز
نہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک رجوع جائز ہے اور عدت اسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہو اور تین مہینے اگر
وہ آئسہ ہو جیسے عدت حرہ کی ہے اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجھسے جدا ہون یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون
جو نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھ واقع نہوگا اگرچہ
نیت طلاق کی بھی ہو اور اگر کہا کہ تجھکو ایک طلاق ہے یا نہین یا تجھکو طلاق ہے ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب
بھی کچھ واقع نہوگا اگر کوئی زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اسکے ایک حصے کا تو نکاح باطل ہوجاویگا اخیر طلاق کے **ف**
لیکن جب خاوند مالک ہوگیا عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملکیت مین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح لغو ہوجاویگی اور اگر عورت
مالک ہوئی خاوند کی تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہے اور عورت کو ملکیت مین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک اور مملوک ہوجاویگا اور وہ
باطل ہے **ص** اگر خاوند نے اپنی عورت کو کہا تجھکو طلاق ہے اسقدر اور کشادہ کرکے انگلیون کے باطن سے اشارہ کیا **ف**
یعنی ہتھیلی عورت کی طرف کی **ص** تو جتنی انگلیان کھڑی ہین اتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے انگلیون کے اشارہ کیا
ف یعنی ہتھیلی طلاق دینے والے کیطرف رہے **ص** تو جتنی انگلیان بند ہین اتنے طلاق پڑینگے **ف** کیونکہ اشارہ کرنا
انگلیون سے واسطے عدد کے اسیپر عادت جاری ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہینا یون ہے اور دسون انگلیون سے تین بار
اشارہ کیا اور اخیر بار مین ایک انگلی بند کرلی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے اور مروی ہے
یہ حدیث ابن عمرؓ سے صحیحین مین کتاب الصوم مین اور سعد بن ابی وقاص سے بھی **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ
تجھکو طلاق بائن دیا مین نے یا کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت دیا
مین نے یا دیا مین نے تجھکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا ملو گھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان سب
صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا بلا نیت کے یا نیت ایک طلاق یا دو طلاق کے لیکن جب کہ حرہ مین نیت تین
طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو اور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل خلوت کے تین
طلاق ایکبار دیے تو تینون واقع ہونگے لیکن اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن
ہوگی اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہے اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک اور واقع ہوگا طلاق ساتھ ذکر
عدد کے جب کہ عدد مذکور ہو نہ لفظ طلاق سے مثلاً اگر کسی شخص نے کہا کہ تجھکو طلاق ہے ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین
تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مرگئی قبل ذکر کرنے عدد کے تو
کلام لغو ہوجائیگا اور کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل ایک کے یا بعد اسکے ایک ہے تو ایک طلاق واقع ہوگا
غیر موطوءہ مین اور موطوءہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل اسکے ایک اور ہے یا بعد اسکے ایک ہے یا تو طالق ہے
ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اسکے ایک اور ہے تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا
کہ تو طالق ہے ایک اور ایک اگر داخل ہووے گھر مین اور پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑجاوینگے برابر ہے کہ موطوءہ

ہو یا غیر موطوءہ ف اور اگر شرط کو مقدم کیا جیسے کہا ص اگر داخل ہوئے تو گھر مین تو تجکو ایک طلاق ہے اور ایک طلاق ہے تو
غیر موطوءہ مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق ف اور موطوءہ مین سبکے نزدیک
دو طلاق واقع ہونگے اور جب طلاق صریح سے فارغ ہوئے تو طلاق کنایہ مین شروع کیا اور کہا ص اور دوسرا طلاق بالکنایات اور
وہ اُس لفظ سے ہوتا ہے کہ موضوع واسطے طلاق کے نہین اور احتمال طلاق اور غیر طلاق کا رکھتا ہے سوان لفظون سے طلاق واقع نہوگا مگر ساتھ
نیت کے یا دلالت حال کے ف جیسے ذکر طلاق کا ہو رہا ہو یا غصے کے وقت کہے ص الفاظ کنایے کے یہ ہین اِعْتَدِّیْ
یعنی عدت کر اِسْتَبْرِئِیْ رَحِمَکِ یعنی اپنے رحم کو پاک کر اَنْتِ وَاحِدَۃٌ تو اکیلی ہے اور ان تینون لفظون سے ایک طلاق
رجعی واقع ہوگا ف یعنی خاوند کو پہونچتا ہے کہ بدون نکاح جدید کے پھر اُس سے جماع کرے اور رجعت کر لیوے اور
فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے اُنسے ذکر کیا اس حدیث
کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم مین یہ حدیث گذر چکی ص اور اَنْتِ بَائِنٌ بَتَّۃٌ بَتْلَۃٌ یعنی تو جدا ہے
اَنْتِ حَرَامٌ تو حرام ہے اَنْتِ خَلِیَّۃٌ تو خالی ہے اَنْتِ بَرِیَّۃٌ تو بری ہے بیزار ہے حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ رسی
تیری تیری پشت پر ہے ف غارب کہتے ہین بالائی کوہان اور گردن شتر کے اور صراح مین ہے کہ عرب لوگ کہتے ہین حَبْلُکِ
عَلٰی غَارِبِکِ یعنی جہان چاہے جا تو ص اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ ملجا اپنے لوگون سے وَھَبْتُکِ لِاَھْلِکِ بخشا مین نے
تجکو تیرے اہل کو سَرَّحْتُکِ رخصت کیا مین نے تجکو فَارَقْتُکِ چھوڑ دیا مین نے تجکو اَمْرُکِ بِیَدِکِ تیرا کام تیرے
ہاتھ مین ہے اَنْتِ حُرَّۃٌ تو آزاد ہے تَقَنَّعِیْ چادر مین لے تَخَمَّرِیْ چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے اِسْتَتِرِیْ آپ سے
تئین چھپا اُعْزُبِیْ دور ہو جیسا اُخْرُجِیْ نکل اِذْھَبِیْ جا قُوْمِیْ کھڑی ہو اِبْتَغِی الْاَزْوَاجَ تلاش کر خاوندون کو تو ان سب صورتون
مین ایک طلاق بائن پڑجاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ مین یا
دو کی لونڈی مین تو اول صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑجاوینگے ف کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے
طلاق بتہ مین تو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ تین طلاق ہین اور حضرت عمرؓ سے کہ وہ ایک طلاق ہے اور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ مدار
نیت پر ہے اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہے رکانہ بن عبد یزید سے کہ انھون نے طلاق
دیا اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی مین نے ارادہ ایک کا کیا تھا سو
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا سو رد کیا اُنکی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور وارد ہوئے ہین اس
باب مین بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا اِعْتَدِّیْ اِعْتَدِّیْ اِعْتَدِّیْ
بعد اسکے دعوی کیا کہ اول اِعْتَدِّیْ سے نیت طلاق کی تھی اور دوسرون سے نیت حیض کی تو اُسکی تصدیق
کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہین کی ہے تین طلاق واقع ہوجاوینگے ف اور اگر تینون بار مین
کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا ہدایہ ص جاننا چاہیے کہ الفاظ کنایات طلاق کے تین قسم پر ہین بعضے
ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین عورت کے رد کلام کا جیسے اُخْرُجِیْ اِذْھَبِیْ قُوْمِیْ اور بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین

دشنام و ہی اور بد گوئی کا جیسے خَلِيَّةٌ بَرِيَّةٌ بَتَّةٌ حَرَامٌ بَائِنٌ اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین رد کلام کا اور نہ دشنام و ہی کا جیسے اِعْتَدِّي اِسْتَبْرِئِي رَحِمَكِ اَنْتِ وَاحِدَةٌ اَنْتِ حُرَّةٌ اِخْتَارِي اَمْرُكِ بِيَدِكِ سَرَّحْتُكِ فَارَقْتُكِ تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کسی لفظ سے ان الفاظ مین سے طلاق واقع نہوگا بغیر نیت طلاق کے کل موقوف ہونگے نیت پر اور جب غصے مین ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف رہینگے تو اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہین واقع ہوگا اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہینگے الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہوجاوینگے اگرچہ نیت نہو

ص باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا بہ نیت طلاق سے کہا کہ اَمْرُكِ بِيَدِكِ یا اِخْتَارِي زوجہ کو اختیار ہے کہ جس مجلس مین اسکو علم ہوا ہے طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہووے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اُٹھی یا جو کام کر رہی تھی اسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہوجاویگی اور خیار باطل ہوگا ف اور اسپر اجماع صحابہ کا ہے کہ عورت مخیرہ کو خیار ہے مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے جب مالک کردے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہوگئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہین سو پھر نہین اختیار ہے انکو اور کہا بیہقی نے کہ اسمین انقطاع ہے درمیان مجاہد اور ابن مسعودؓ کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابرؓ سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہے واسطے اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطابؓ اور عثمان بن عفانؓ کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اسکو پھر دونون جدا ہوجاوین اُس مجلس سے تو نہین ہے عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہے اور اسناد مین اسکے مثنی بن الصباح ضعیف ہے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اسکو خیار ہے جب تک اپنی مجلس مین ہے اور اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاؤس سے ایسا ہی ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اسکو کھڑا کرایا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی مثل اسکے گھر کے ہے اور جانور کا چلنا مثل اسکے چلنے کے ہے تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہوجاویگی اگر کسی مرد نے بہ نیت تفویض سے عورت کو کہا اِخْتَارِي جائز نہین ہے کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اسکے جواب مین کہا کہ اِخْتَرْتُ نَفْسِي یا اَخْتَارُ نَفْسِي تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا ف اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے ہمنے کذا فی المبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اِخْتَارِي اور زوجہ نے کہا اِخْتَرْتُ تو یہ باطل ہے اور صاحب ہدایہ دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کہے اَخْتَارُ تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عائشہؓ سے کہ کہا انھون نے کہ لا بل

اختارُ اللهَ وَرَسُولَهٗ اور شمار کیا اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب اُنکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کو اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مین نے
تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اِخْتَارِي اِخْتَارِي اِخْتَارِي اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار
کیا مین نے اختیار کرنے کو یا کہا کہ اختیار کیا مین نے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع
ہوجاوینگے بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دیا مین نے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک
طلاق بائن واقع ہوگا اور ہدایہ مین ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے کاتب کی اور صحیح یہی ہے کہ رجعت
کا مالک نہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ اصل بات مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگا اور دوسری مین یہ
ہے کہ بائن ہوگا اور یہی اصح ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ مین ہے ایک طلاق مین یا اختیار کرلے
ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ اور
نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تو تینون طلاق واقع
ہوجاوینگے اور اگر کہا عورت نے ف یعنی اَمْرُكِ بِيَدِكِ کے جواب مین جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دیا
مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا
اور اگر کہا مرد نے کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسون آویگا ص تو رات داخل
نہوگی خیار مین تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات مین طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اُسکو رد کرے
ف یعنی خاوند کو اختیار کرلے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہین ہوتا اور دلیل اسکی حدیث حضرت
عائشہؓ کی ہے جو اوپر گذری اور کشف الغمہ مین ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ پوچھے گئے اُس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار
دیا اور اُسنے اُسکو رد کیا اور کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہین ہے اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عائشہؓ سے ص
اور پرسون کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے آج اور کل تو رات داخل ہوجاویگی خیار مین ف
تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کرلے طلاق واقع ہوجاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہین رہیگا اگر آج عورت
اُسکو رد کرے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ مین مذکور ہے ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے
تو اپنے نفس کو اور نیت نہ کی عدد کی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا
ف اور اگر عورت اس صورت مین اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہوینگے ص اور اگر عورت نے
اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اُسکی نیت کی ہے تو تینون طلاق پڑجاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی دو طلاق
کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے (یعنی تین کیا) ایک ہی طلاق واقع ہوگا مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اسکے
حق مین بمنزلہ تین کے ہین حرہ مین ف اور دلیل اسکی ہدایہ مین مسطور ہے ص اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس
کو طلاق دے اور عورت نے اُسکے جواب مین کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی طلاق
رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو اُسکے جواب مین تو کچھ نہین واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طلقی نفسک اور عورت نے کہا اخترت نفسی تو کچھ نہیں واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں اور بعد تخییر کے اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑجاویگا کیونکہ وہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہیں پہونچتا ف یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور کہے کہ اب میں اجازت طلاق کی نہیں دیتا ص اور زوجہ کو بھی جائز نہیں کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہے کہ قبل دینے کے ف یعنی قبل اس بات کے کہ زوجہ اسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو ص اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اسکا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا بخلاف صاحبین کے ف یعنی اس مرد کو پہونچتا ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیوے اور اسیطرح اسکی زوجہ کو اختیار ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیدے اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت میں بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ کو اختیار ہے طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہیں ہے کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئیں تین طلاق دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق دیا ایک طلاق واقع ہوجاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اسنے ایک طلاق رجعی دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہے تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئین اگر چاہے اور اسنے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے تو اور عورت نے جواب میں کہا کہ چاہا میں نے اگر تو چاہے اور پھر مرد نے کہا چاہا میں نے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا میں نے طلاق تیرا تو عورت کے جواب میں تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو ف اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اسکو ترک کیا ص اور ایسا ہی جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر ف جیسے اس جگہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا اور وہ ایک امر غیر معلوم ہے ص اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا میں نے اگر آسمان اوپر ہے زمین کے تو طلاق واقع ہوگا ف تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے تو اور اسنے کہا چاہا میں نے اگر باپ میرا گھر میں ہے اور باپ اسکا گھر میں تھا تو طلاق پڑجاویگا اور اگر نہیں تھا تو طلاق نہ پڑیگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہے جسوقت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے کہ خاوند نے اسکو

مالک طلاق کا کیا ہی ایسے وقت مین کہ وہ چاہے طلاق کو پس یہ تملیک قبل مشیت کے ہوگی تو اسکے رد کرنے سے رد ہوجاوے تو جسوقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگا دوسرا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق ہے جتنے مرتبے چاہے تو تو عورت کو درست ہی کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق تین تک ورنہ جائز نہیں کہ تینون طلاق ایکبار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر بعد طلاق اسکے پہلے خاوند پاس لوٹ آئی تو اب اسکو اختیار نہیں کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہے جس جگہ یا جہان چاہے تو عورت کو جائز ہی کہ اسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل مجلس کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جس طور کا چاہے تو پس ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ عورت نے نہ چاہا ہو اور جو عورت نے چاہا ایک طلاق بائن یا تین طلاق اور زوج نے بھی یہی چاہا تو جو چاہا ہی اُس موافق طلاق پڑجاویگا **ف** یعنی اگر طلاق بائن چاہا ہے تو ایک طلاق بائن پڑیگا اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے **ص** اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوویگا اور اگر خاوند نے کچھ نیت نہین کی تو جو عورت چاہیگی اُس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھ نچاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہوجاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس بدل گئی اختیار باطل ہوگا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہی کہ ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہی کہ تین طلاق دے لیوے

ص باب الحلف بالطلاق

شرط اسکے صحیح ہونیکی یہ ہی کہ وقت تعلیق طلاق کے عورت اسکی ملک مین ہو یا اضافت کی ہو طلاق کی طرف ملک کے پس جو عورت اجنبیہ سے کہا اگر کلام کرون مین تجسے تو تو طلاق ہے پھر نکاح کیا اُس سے اور کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا اور اگر منکوحہ سے یہی کہا اور کلام کیا تو طلاق واقع ہوگا بسبب وجود ملک کے وقت تعلیق کے اسیطرح اگر عورت اجنبیہ سے کہا اگر نکاح کرون مین تجسے تو تو طلاق ہی یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اُس سے تو وہ طلاق ہے **ف** تو ان دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوجاویگا مگر اس صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق پڑجاویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے نہین طلاق ہے قبل نکاح کے **ف** یہ حدیث مروی ہی جابر سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے نہین ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہین ہے آزاد کرنا مگر بعد ملک کے روایت کیا اسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اسکی حسن ہی اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے نہین قبول ہوتی ہے نذر آدمی کی اُسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ آزادی اُسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ طلاق اُس عورت مین کہ اختیار مین نہین نکالا اُسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو اور نقل کیا

بخاری سے کہ وہ اصح ہو اس باب مین اور حدیثون سے آور دلیل ہماری اس باب مین ہدایہ مین مذکور ہو اور کہا صاحب
ہدایہ نے کہ حدیث محمول ہو اُس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طالق ہو تو اس صورت
مین ہمارے نزدیک بھی طلاق واقع نہوگا اور یہ معنی اسکے منقول مین شعبی اور زہری سے روایت کی ابوبکر رازی نے زہری سے
کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہو کہ نہین طلاق ہو قبل نکاح کے تو یہ اُس صورت مین ہو کہ کہا جاوے کوئی شخص کی نکاح کر فلانی عورت سے
اور وہ کہے کہ اسکو طلاق ہو لیکن جس شخص نے کہا کہ اگر نکاح کرون مین فلانی عورت سے پس وہ طالق ہو تو جب نکاح کریگا اُس سے طلاق واقع
ہوگا اور بھی روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین زہری سے کہ کہا انھون نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کرون مین اُس سے تو وہ طالق
ہو اور جو لونڈی کہ خریدون مین وہ آزاد ہو تو جیسا اُسنے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہین وارد ہوا ہو کہ نہین طلاق ہو قبل نکاح کے اور نہین
آزادی ہو مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اُس صورت مین ہو کہ کہے کوئی شخص کی فلانے کی عورت طالق ہو اور غلام فلانے کا آزاد ہو اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سالم اور قاسم اور عمر بن عبد العزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور ابی بکر
بن عمرو بن حزم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے کہ اگر نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہو یا جسدن
نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہو یا جو عورت کہ نکاح کرون مین اُس سے سو وہ طالق ہو تو جیسا اُسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور بات الفاظ
مین جائز ہو یہ اسپر یہ مضمون زیلعی تخریج ہدایہ مین ہو ص اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہو اور وہ گھر
مین داخل ہوئی تو طلاق پڑجاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہ ملک موجود ہو اور الفاظ شرط کے اِن و اِذا و اِذا ما و کلّ و کلّما
و متی و متی ما ہین ان سب الفاظ کے استعمال سے جب ایکبار شرط موجود ہوگی تو یمین پوری ہو جاویگی سواے لفظ کلما کے کہ یمین
بعد مین طلاق واقع ہونیکے یمین جاتی رہتی ہو مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر مین آوے تو یا جب گھر مین آوے تو یا
جسوقت گھر مین آوے تو تو طالق ہو تو بعد گھر مین آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اسکے شرط پوری ہو جاویگی یعنی پھر بعد اسکے
اگر گھر مین جاویگی تو اب طلاق نہ پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر مین آوے تو تجکو طلاق ہو تو ہر بار گھر مین آویگی طلاق واقع ہوویگا اور
بعد تین طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہو جاویگی تو اگر بعد تین طلاق واقع ہونیکے حلالہ کرکے پھر اُس سے نکاح کیا تو اب جو گھر مین آویگی
طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہو تو شرط باطل ہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اُس سے نکاح کریگا
طلاق واقع ہو جاویگا اور بعد یمین کے اگر زوال ملک ہو تو یمین باطل نہوگی اور یمین باطل ہوگی متعلق تھا اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئی
یمین تمام ہو جاویگی پس طلاق واقع ہوگا ف صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تو طالق ہو بعد اسکے
پھر ایک طلاق بائن بالفعل اُسکو دیکے جدا کیا اور عدت تمام ہونیکے بعد پھر اُس سے نکاح کر لیا اور اب وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو وہ شرط
پہلی متحقق ہوگی اور طلاق پڑجاویگا اگرچہ درمیان مین اسکی ملک زوجیت زائل ہوگئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئی تو یمین
تمام ہو جاویگی اور کچھ واقع نہوگا ف صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تجکو طلاق ہو بعد اسکے
اُسکو ایک طلاق بائن بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو قسم تمام ہوگئی یعنی ساقط
ہوگئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ وہ عورت محل طلاق کی نہین رہی اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہو
اُس عورت پر کہ نہ مالک ہوا اسکا تو اگر پھر اب اُس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر مین داخل ہوگی طلاق واقع ہوگا ص اگر کسی شخص نے

[illegible]

اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر مین جاوے اور
تین طلاق نہ پڑین تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ بالفعل اُس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنیکے
وہ گھر مین داخل ہو پھر اُس سے نکاح کر لیوے تو اب گھر مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل
ہوگئی ف اس سبب سے کہ پہلے وہ ایکبار گھر مین جاچکی ص اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے مین اختلاف
ہوا ف مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر مین نہین آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی ص تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ
عورت گواہ لاوے اپنے مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوجہ کے کہے معلوم نہین ہوتی تو اسمین قول زوجہ کا معتبر ہوگا
اُسی کے حق مین ف اور غیر کے حق مین معتبر نہوگا ص مثلاً خاوند نے کہا اگر تجکو حیض آوے تو تو اور فلانی میری بیوی
طالق ہے یا کہا کہ اگر تو اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہے تو تجکو طلاق ہے اور غلام میرا آزاد ہے اور عورت نے کہا مین حائضہ ہوئی
یا مین دوست رکھتی ہون اللہ کے عذاب کو تو اول صورت مین فقط اسکو طلاق ہوجاویگا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑیگا
اور دوسری صورت مین بھی اُسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے
تو تو طالق ہے پھر اُسکو حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھیگی اسوقت حکم کرینگے طلاق کا اول روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے
خون کے تین دن معلوم ہوگا کہ حیض ہے تو اول روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو کہا کہ اگر تجکو حیض آوے ایک حیض تو طالق ہے
تو جب حیض سے پاک ہوویگی اسوقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض اُسیوقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روزہ رکھیگی
تو تجکو طلاق ہے اور اُسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جس دن روزہ رکھا ہے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو
روزہ رکھیگی تو تجکو طلاق ہے ف اور نیت ایک روزہ کی کی ص اور اُسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ ایک
ساعت بھی رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنے گی تو تجکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنے گی تو تجکو دو طلاق
ہین اور زوجہ نے اُسکی دونون کو جنا اور معلوم نہین کہ اول کسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ و بین
اللہ دو طلاق واقع ہونگے ف تو اگر پہلے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اُسکو چاہیئے کہ پھر وطی
نکرے اُس سے یہانتک کہ حلالہ ہووے اگرچہ قاضی اسکی حلت کا حکم کرے ص اور عدت تمام ہوجاویگی دوسرے کے جننے
سے اور پھر طلاق دوسرا واقع نہوگا جیسے کہ عدت تمام ہوگئی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ
اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور اگر طلاق کو معلق کیا دو چیزون کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی
اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہے کہ دونون چیزین ملک مین پائی جاوین ف جیسے کسی شخص نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہے اور زوجہ نے دونون سے کلام کیا اور نکاح قائم ہے
ص یا دوسری چیز فقط ملک مین ہووے اور اول نہووے ف جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے
کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجکو طلاق ہے اور پھر بعد اسکے ایک طلاق بالفعل اُسکو دیدیا اور
جب عدت تمام ہوئی اُسنے زید سے کلام کیا بعد اسکے پھر اُسکو خاوند نکاح مین لایا اور بعد نکاح کے اُسنے
عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہوجاویگا ص اور اگر دونون مین سے کوئی ملک مین ہووے

ف جیسے زوجہ نے بعد طلاق پانے اور بعد گذرنے عدت کے زید اور عمرو دونون سے کلام کیا ص یا اول جزء ملک
مین ہووے اور دوسری نہووے ف جیسے زوجہ نے حالت نکاح مین کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اُسکو ایک طلاق
بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے اُسنے عمرو سے کلام کیا ص تو طلاق واقع نہوگا اور تنجیز ف یعنی بالفعل طلاق
اسلیے کہ وہ محل طلاق نہین ہی ۱۲
دیدینا ص باطل کرتا ہے تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر اور پھر قبل وجود شرط کے تین طلاق بالفعل
دیدیے اور بعد اسکے وہ عورت بعد حلالہ کے پھر اُسی خاوند پاس لوٹ آئی اور اب شرط متحقق ہوئی تو کچھ واقع نہوگا
ف مثال اسکی یہ ہے کہ زید نے اپنی زوجہ رحیمہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر رحیمہ کو تین طلاق
بالفعل دیدیے اور رحیمہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اُس سے جماع کرکے پھر اُسکو طلاق
دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے رحیمہ سے زید نے پھر نکاح کرلیا اور اب رحیمہ گھر مین داخل ہوئی تو کچھ واقع
نہوگا ص اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا اوپر وطی کے یعنی یہ کہا کہ اگر مین تجسے وطی کرون تو تجکو تین طلاق
ہین اور پھر حشفے کو فرج مین داخل کیا اسطرح پر کہ دونون ختنے مل گئے تو خاوند پر عقر واجب نہوگا اگرچہ دیر کی ہو ف
اور اگر باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عقر واجب ہوگا ہدایہ ص اور عقر کہتے ہین مہر مثل کو اور بعضون کے
نزدیک عقر اجرت ہے وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہے اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی
اور اگر زوجہ کا طلاق رجعی اُسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جب تک نکال کے پھر نہ ڈالے
اور جو نکال کے ڈالے تو رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب نہوگا ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک طلاق رجعی مین فقط دیر تک
ڈالے رہنے سے بھی رجعت ثابت ہوگی ہدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہے انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا
ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی ساتھ طلاق یا عتاق کے
اور کہا انشاء اللہ تعالی اُس سے ملا ہوا تو نہین حنث ہے اُسپر کہا زیلعی نے تخریج مین غریب ہے اس لفظ سے اور روایت کی
ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جسنے قسم کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اُسپر حنث نہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کی
ابن عدی نے کامل مین عطاء سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے
تو طالق ہے انشاء اللہ یا اپنے غلام سے تو آزاد ہے یا مین جاؤنگا خانہ کعبہ مین انشاء اللہ تو اُسپر کچھ حنث نہین اور اسناد مین اُسکی اسحق
کعبی ہے ضعیف کیا اُسکو دارقطنی نے اور روایت کی عبد الرزاق اور دارقطنی نے مکحول سے انھون نے معاذ بن
جبل رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے اور دشمن
زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہین ہے استثنا واسطے اُسکے اور غلام آزاد ہے اور
جسوقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اُسکے ہے استثنا اُسکا اور نہین طلاق ہے عورت پر انتہی اور ذکر
کیا اُسکو عبد الحق نے احکام مین جہت دارقطنی سے اور کہا کہ اسناد مین اُسکی حمید بن مالک ہے اور وہ ضعیف
ہے اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مکحول نے معاذ سے نہین سُنا اور وہ منقطع ہے ص اگر زوجہ قبل کہنے

انشاء اللہ کے مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مرگیا طلاق واقع ہوگا **ف** یعنی سارا لفظ انشاء اللہ کا نہ کہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو تین طلاق مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ اول صورت مین اُسنے تین سے دو نکال لیے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت مین تین سے ایک تو دو رہ گئے **ص** اور اگر کہا تجکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین

ص باب طلاق مریض کے بیان مین

جو شخص کہ غالب اُسکی ہلاکت ہو بسبب مرض وغیرہ کے جیسا جسکو دُبلا کیا مرض نے ایسا کہ وہ شخص واسطے حاجتون کے گھر سے باہر نہین نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر اُسپر قدرت رکھتا ہو یا جو صف قتال مین واسطے قتال کے آگے کیا جاوے یا اُسکو واسطے قتل کے باہر لاوین قصاص مین یا حد مین اگر اُسی حالت مین مرجاوے چاہے دوسرے سبب سے مرا ہو تو تصرف اُسکا ثلث مال سے زیادہ مین درست نہین اور اگر طلاق بائن دیدیوے اپنی عورت کو اور مرجاوے اُسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اُسکی وارث ہوگی **ف** جب کہ وہ عورت عدت مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی ہدایہ **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک وارث نہوگی **ف** اور امام مالکؒ کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن مسعودؓ اور ابراہیمؒ اور شریحؒ اور طاؤسؒ سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت مین ہو اور یہی روایت کی امام محمدؒ نے ابراہیم سے انھون نے شریح سے کہ حضرت عمرؓ نے لکھا طرف اُسکے کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اُسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہو میراث واسطے اُسکے اور دلیل امام مالکؒ کی یہ ہے مالک انہ سمع ابن شہاب یقول اذا طلق الرجل امرأتہ ثلثا وھو مریض فانھا ترثہ یعنی کہا ابن شہاب نے کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث ہوگی اُسکی اور وارث کیا حضرت عثمانؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کی عورت کو اور انھون نے طلاق بائن دیا تھا اُسکو مرض مین اور نقل کیا امام مالکؒ نے کہ عدت اُسکی گذر گئی تھی اور روایت کی شافعیؒ نے اور لوگون نے سوا مالکؒ کے کہ عبدالرحمن بن عوفؓ مرے اور بیوی اُنکی عدت مین تھی ایسا ہی ہے تہذیب الاسماء مین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ قول مالک کا کہ حضرت عثمانؓ نے وارث کیا تھا اُسکو بعد عدت کے معارض ہے ساتھ قول جمہور کے کہ وہ عدت مین تھی **ص** لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیے تو امام شافعیؒ کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسیطرح اگر طلاق دیا اُسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہے اور لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے سو اسواسطے کہ کنایات اُنکے نزدیک طلاق رجعی ہین لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اُسی حال مین مرا ہو اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دیکے طلاق لے لیا اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اُسنے اُسکو تین طلاق دے دیے تو ہمارے نزدیک زوجہ

ش یعنی تین طلاق ۱۲

ع اسواسطے اگر وہ عورت مرتی تو وہ وارث ہوتا اگرچہ عدت مین ہوتی ۱۲ ہدایہ

اُسکی وارث ہوگی اور بھی وارث ہوگی اگر اُسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ دیا شہوت سے اسواسطے
کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہے نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہے اور اُسنے اپنی زوجہ سے لعان کیا ف
اور لعان کا بیان آگے آتا ہے ص اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہوگئی اور زوج اُسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی
اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک زوجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک اُسسے قریب نہوا اور دونون مین جدائی ہوگئی بعد اسکے
زوج اُسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر کے واسطے حوائج کے آوے اگرچہ بیمار ہو یا اُسکو تپ ہو اور جو کہ مبارزہ جاوے
یا صف قتال مین ہووے یا قصاص اور رجم کے واسطے قید ہو تو وہ صحیح ہے اگر اپنی جورو کو طلاق بائن دیوے تو واسطے اُسکے مرنے کے زوجہ وارث
نہوگی اگرچہ اُسی حالت مین مرا ہووے یا قتل ہووے اور جو اُسکی زوجہ نے اُسسے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا اور زوجہ نے
اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اُسکو تین طلاق دیوے زوجہ اُسکی وارث نہوگی ف اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین
خود راضی طلاق سے ہوئی ہے ص اور اگر بے حکم زوجہ کے اُسکو تین طلاق دیوے اور پھر اُس مرض سے صحت پاکے مر گیا تب بھی وارث
نہوگی ف اسواسطے کہ جبتک وہ مریض بیچ مین اچھا ہوگیا تو حکم مرض کا باقی نرہیگا ص اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مین نے
تجکو تین طلاق صحت مین دیے تھے اور گذر گئی عدت تیری اور عورت نے تصدیق کی بعد اُسکے خاوند نے اقرار کیا کہ زوجہ کا مجھہ
پر کچھ قرض ہے یا کچھ اُسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہے میراث سے تو اُسکو اقرار اور وصیت کے موافق ملیگا اور اگر میراث کم ہے
اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی بہر حال جو کم ہوگا وہی ملیگا ف اور صاحبین کے نزدیک اقرار اور وصیت اسکا صحیح ہے
تو موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا ص اور جو ایسے مریض نے تین طلاق دیے اُسکے امر سے حالت مرض مین پھر اقرار کیا اُسکے
لیے قرضہ کا یا کچھ وصیت کی اُسکے لیے پس اُسکو جو کم ہوگا میراث یا اقرار و وصیت سے وہی ملیگا سب کے نزدیک ف اور جو ایسے
مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہے جیسے کسی وقت یا وقت غیرہ کے
ساتھ یا فعل سے کسی اجنبی کے اور یہ تعلیق حالت مرض مین کی اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر رجب آوے تو تجکو تین
طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو تین طلاق ہین ص اور اُسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت
صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ
اُسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین تعلیق کی ہو اور اگرچہ مرد کو اُس فعل سے چارہ ہو جیسے بات کرنے اجنبی سے
یا چارہ نہین ہے جیسے کھانا طعام کا اور نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل
زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوے اور فعل ایسا ہے کہ عورت کو اُس سے چارہ ہے جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت
وارث نہوگی اور اگر اُس فعل سے عورت کو چارہ نہین جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق
صحت مین ہے اور زوجہ کو اُس فعل سے چارہ ہے تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہے تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی
اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث نہوگی ف اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہے
ص اور اگر طلاق رجعی معلق کیا کسی شرط پر اور قبل گذرنے عدت کے وہ مرگیا تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی ف
برابر ہے کہ طلاق دیا ہو صحت مین یا مرض مین اُسکی طلب سے یا بغیر اُسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر اُس فعل سے

چارہ ہو یا نہو جلی ص اور تمام صورتوں مین اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اُس سے وارث نہوگی تو میراث خاص ہو اُنھی صورت مین جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمرؓ نے طرف شریحؒ کے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اُسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہے میراث واسطے اُسکے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے اور امام مالکؒ کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرلے جیسا کہ اوپر اسکا بیان تفصیل گذرچکا

ص باب رجعت کے بیان مین

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہے خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اُس سے رجعت کرے برابر ہو کہ وہ راضی ہو یا نہو اور تین طلاق کے بعد رجعت جائز نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۤءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جاوین وہ قریب اپنی میعاد کے تو روک رکھو اُنکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ مین ہے اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اُس سے رجعت درست ہو ف اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہو جاتی ہے جیسے حرہ بعد تین طلاق کے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اُسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذری ص اگر کہے کہ رجوع کیا مین نے تجھسے یا رجوع کیا مین نے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہوگا اور اگر وطی کی یا بشہوت اُسکا مس کیا یا اُسکی فرج کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر زبان کے کہے کے رجعت ثابت نہوگی ف اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور یہ مطلق ہے ص اگر زبان سے اُسکی رجعت کیسے تو مستحب ہے کہ اُسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کردے کہ مین نے تجھسے رجعت کی ف اور گواہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردون کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اپنی عورت سے رجعت کی ص اور اگر شہادت نہ کرے تو بھی رجعت صحیح ہے ف اور یہی مذہب ہے امام احمدؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایک روایت مین رجعت نہین صحیح ہے مگر گواہون کے سامنے اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے سورۂ طلاق مین وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور ہم کہتے ہین کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر کہ اللہ تعالی نے فرقت مین بھی فرمایا ہے فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور جیسا کہ فرقت مین شہادت شرط نہین ایسا ہی رجعت مین اور بھی دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابوداؤد نے سنن مین کہ عمران بن حصینؓ پوچھے گئے اُس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اُس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا اُسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کرلے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رجعت مین گواہ کرنا مسنون ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور بھی اس حدیث مین اشارہ ہے کہ رجعت جماع سے بھی ہو جاتی ہے نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہے ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہے کہ اُسپر داخل نہووے

۱ واسطے تعلیب ترک کے ہے
۲ اور فرمایا اللہ تعالی نے الطلاق
مرتان فامساک بمعروف
او تسریح باحسان
یعنی طلاق دو بار ہے
پھر رکھ لینا ہے
اچھی طرح یا چھوڑ دینا
احسان سے ۱۲ اور
۳ یعنی عدت سے ۱۲
۴ اگر عورت حاضر ہو
۵ اگر عورت غائب ہو ۱۲
۶ یعنی گواہ کرو دو مرد
انصاف والون کو ۱۲
۷ طلاق تفویض کی
اور دو روایت کی

بدون اذن کے اور خبردار کرنے کے جو قصداً اسکی رجعت کا نہ کرے ف اور یا تو یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ص
اگر خاوند نے طلاق رجعی کی عدت گذرنے کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے عدت میں عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اسکی تصدیق
کی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعویٰ باطل ہوا اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت پر اس
صورت میں قسم نہیں کیونکہ رجعت اُن چیزون میں سے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک انمیں قسم نہیں ف اور صاحبین کے
نزدیک قسم لازم آویگی ص اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھسے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری
گذر گئی اگر اس مدت میں احتمال اسکا ہو سکے تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت
نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہوجاویگی اور اسیطرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنے کے
اسکے مالک سے کہا کہ میں نے اس سے رجعت کر لی تھی عدت میں اور مالک نے اسکی تصدیق کی اور لونڈی نے
اسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولیٰ کا اور اسیطرح
اگر لونڈی سے اسکے خاوند نے کہا کہ میں نے تجھسے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولیٰ اور
خاوند نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولیٰ کا [illegible]
ف اور دلیل اسکی ہدایہ میں مذکور ہے ص جو عورت کہ عدت میں ہو [illegible]
پاک ہونے کے عدت تمام ہوگئی اور اگر [illegible]
اسپر نہ گذر جاوے یا تیمم کرکے نماز نہ ادا کرے [illegible] عدت تمام نہوگی اور اگر [illegible]
اور خاوند نے رجعت کر لی درست ہے [illegible] ف اور امام
ابی یوسفؒ سے مروی ہے کہ [illegible]
میں اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ ایک عضو [illegible]
کذا فی الهدایہ ص اور اگر کسی نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیا [illegible] انکار کیا
بعد اسکے پھر اس سے رجعت کر لی [illegible] تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ [illegible]
کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی [illegible] نہیں ہوتی تو خاوند اپنے انکار میں کاذب ہوگا اسواسطے کہ
لڑکا واسطے صاحب فراش کے ہے ف اور اصل سب میں حدیث وارد ہے ابو ہریرہؓ نے نقل کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لڑکا صاحب فراش کا ہے اور زانی کو محرومی ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حدیث سے انکی حضرت
عائشہؓ کے ایک قصے میں اور روایت کیا اسکو نسائی نے ابن مسعودؓ سے اور ابو داؤد نے عثمانؓ سے ص اور اگر بعد [illegible]
کے ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اسکے ایام عدت میں اس سے رجعت کر لی تو صحیح ہے ف اور دلیل اسکی
اوپر گذری ص اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اسکے
اس سے رجعت کی رجعت صحیح نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنے
تو رجعت درست ہوگی اسلئے کہ جب دو برس سے کم میں بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا اور اگر جنے

ف۱ یعنی عدت گذر جانیکا ۱۲
ف۲ اسلئے کہ اُسنے قبل انقضائے مدت کی خبر نہیں کی پس ظاہر بقائے عدت [illegible] ۱۲
ف۳ [illegible] ایک طلاق بائن ہوجاوے ۱۲
ف۴ اسواسطے کہ [illegible] تکذیب [illegible] ۱۲
ف۵ [illegible]

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی توجب وہ عورت جنے گی طلاق پڑجاویگا اور اگر بعد چھ مہینے کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم مین چھ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی اور عورت تین حمل مین تین بار جنی تین طلاق پڑجاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہوجاویگی **ف** اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑگیا اور عورت معتدہ ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور دوسرا طلاق پڑگیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور تیسرا طلاق پڑگیا **ص** اور اُسپر عدت حیض سے ہوگی **ف** اسواسطے کہ تیسرے جنے کے بعد تیسرا طلاق واقع ہوا پس عدت ولادت سے نہوگی **ص** جس عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت مین زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کر اور اُس سے رجعت کرے **ف** ہدایہ مین ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بے ضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت ضرورت کے **ص** اور خاوند کو جائز نہین کہ زوجہ کو جو عدت مین طلاق رجعی کے ہو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے یہانتک کہ اُسکی رجعت پر گواہ کردے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیۃ یعنی نہ نکالو اُنکو اُنکے گھرون سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اُن عورتون مین جو معتدہ ہین طلاق رجعی سے اور مراد یہان یہ ہی کہ شہادت کردینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق رجعی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک وطی درست نہین یہانتک کہ زبان سے پہلے رجعت کرے اور ہمارے نزدیک وطی خود رجعت ہی **ف** اور یہی قول ہی امام احمدؒ کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصینؓ کا جیسا کہ گذرا روایت کیا اُسکو ابو داؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اُسکو دوسرا طلاق دے تو پڑجاتا ہی اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اُنکے زیادہ حقدار ہین اُنکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہین ہوسکتا جب تک وہ عورت اُسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر مین مذکور ہی **ص** اور جب عورت کو طلاق بائن سے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اُس عورت سے عدت مین یا بعد عدت کے نکاح کرے **ف** اسواسطے کہ جب تین طلاق نہ ہیگا تو اُسکا حکم آگے آتا ہی **ص** اور اگر تین طلاق دے آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اُسکو حلال نہین ہوتی جب تک کہ اُس عورت سے وطی کرے دوسرا خاوند بہ نکاح صحیح اور پھر دوسرا خاوند اُسکو طلاق دے یا مرجاوے اور عدت گذرجاوے یہ مذہب اکثر لوگون کا ہی اور سعید بن المسیبؒ کے نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہین بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اُس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی تو حلالہ کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اس حدیث کے یہانتک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اُسکا جاری نہوگا **ف** میزان شعرانی مین ہی کہ اتفاق کیا ائمہ اربعہؒ نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اُسکو وہ درست نہین یہانتک

کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہی اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی کہ نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہوگی انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہی کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دی مجکو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجھسے اور اُسکے پاس کنارہ ہی کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہی کہ پھر رفاعہ کے پاس چلی جاوے نہین ہوگا جب تک تو نہ چکھے شیرینی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین کی ہی کہ تین طلاق دیے تھے اسکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا مالک نے موطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کی جماعت نے حضرت عایشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اُس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دیوے وہ اسکو قبل جماع کے کیا حلال ہی وہ عورت اب پہلے خاوند کے واسطے فرمایا آپ نے نہین یہانتک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے مانند اسکے **ص** اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہی **ف** جب حشفہ فرج مین داخل ہو جاوے اور لڑکا بعضون نے لکھا ہی کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضون نے لکھا ہی کہ دس برس کا ہو اور بدایہ مین ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اسکی متحرک باشہوت ہوئی ہو اور نہایہ مین ہی نقلا عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کر دے تو حلالہ ثابت نہوگا بہر حال شہوت اور ادخال معتبر ہی **ص** اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہووے اور اُسکے امثال جماع کرتے ہون اور ضرور ہی کہ آلت اسکی متحرک ہو اور اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہی **ف** مثلا کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے اس شرط سے کہ حلال کر دونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین اور شرط نکرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ اجر پاوینگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہی کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاوے روایت کیا اسکو دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول مقتضی ہی تحریم کا **ص** لیکن حلال ہو جاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اسکی گذر گئی اور اُسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک مالک بقیہ طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا **ف** اجماع کیا ائمہ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کر دیتا ہی تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہو جاویگا اور تین سے کم مین اختلاف ہی اور ہماری دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند حلت کا ثابت کرنیوالا ہی اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کر دیا تو تین سے کم کو بدرجہ اولی ساقط کر دیگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے انّہٗ قَالَ یَھْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِی الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَیْنِ وَالثَّلٰث

ف فرمایا حضرت عائشہ نے کہ جماع کا مزہ ... ۱۲

ص یعنی لشہوت ... ۱۲

ص اور ایسا ... ۱۲ عینی

یعنی ساقط کر دیتا ہی دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمرؓ نے اور امام محمد کی دلیل وہ ہی جو روایت کی بیہقی نے طریق شافعیؒ سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے کہ ان سب نے سنا ابو ہریرہؓ سے کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے عمر بن الخطابؓ سے اُس شخص سے کہ طلاق دیا اپنی عورت کو ایک یا دو پھر عدت اُسکی گذر گئی اور نکاح کیا اُسنے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اُس سے اول خاوند نے کہا حضرت عمرؓ نے کہ وہ عورت اُتنے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے ہے اور بھی روایت کی بیہقی نے حکم بن عیینہ سے انھون نے یزید بن جابر سے انھون نے اپنے باپ سے کہ سنا انھون نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرماتے تھے وہ عورت اُتنے پر ہی جتنے طلاق باقی رہے ہے یہ خلاصہ ہی اُسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ میں ص اور جس عورت کو تین طلاق دیے ہین اگر اُسنے بعد ایسی مدت کے کہ اُسمین حلالہ ہو سکتا ہی کہا کہ مین حلالے سے فارغ ہوئی اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہی تو اُسکو درست ہی کہ اُسے نکاح مین لا وے اور بعضون نے کہا ہی کہ اقل اس مدت سے اُنتالیس ۳۹ دن ہین اسواسطے کہ حلالے مین تین حیض اور دو طہر ضرور ہین اور اقل مدت حیض کی تین دن ہین اور طہر کی پندرہ دن تو سب ملاکر اُنتالیس روز ہوسے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ٥

ص باب ایلاءؔ کے بیان مین

ایلاء شرع مین اُسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کھالے کہ مدت ایلاء مین مین عورت سے قریب نہو نگا پس نہین ایلاء ہی جو قسم کرے کم مدت ایلاء پر اور مدت ایلاء کی واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الایۃ ترجمہ جو لوگ کہ ایلاء کرتے ہین اپنی عورتون سے انتظار ہی چار مہینے کا ص اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہین ف اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے لونڈی اور آزاد دونون کے لیے چار مہینے ہین اور امام مالکؒ کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہین اور واسطے مرد آزاد کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء مین اعتبار مردون کا کرتے ہین اور ہم عورتون کا ص اور حکم ایلاء کا یہ ہی کہ اگر وطی نہ کی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑ جاویگا ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہی اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ مولی ٹھہرایا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے اور دلیل اُنکی وہ ہی جو روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ گذر جاوین چار ماہ ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا مین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت کہ ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اُسپر طلاق تو اگر گذر جاوین چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے یا رجوع کرے اور روایت کی امام احمدؒ نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھون نے طاوس سے انھون نے عثمانؓ سے مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہی کہ معارض اسکی ہی حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِیْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَابْنِ عُمَرَؓ قَالَا اِذَا اٰلٰی فَلَمْ یَفِیْءْ حَتّٰی مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهُوَ تَطْلِیْقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ

ص لغت مین قسم
ف یعنی ایلاء کرنے والا

کہ جسوقت ایلاء کرے اور نہ رجوع کرے یہانتک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہو اور معارض ہو روایت مالکؒ کی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ تھے فرماتے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور عورت حقدار ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ان سب نے فرمایا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور عورت مستحق ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور معارض ہو روایت احمدؒ کی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے عطاء خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابتؓ فرماتے تھے ایلاء مین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہو اور عورت حقدار ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کی جسنے عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابتؓ سے بہتر ہو اس سے کہ روایت کیا اسکو احمدؒ نے عثمانؓ سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہو بخلاف روایت امام احمدؒ کے کیونکہ اسمین حال رجال کا معلوم نہین جب تک وہ مفصل کیا انھون نے اسکو اور نہین معلوم ہو کہ طاؤس نے اخذ کیا ہو عثمانؓ سے اور وہ جو روایت کی مالکؒ نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہو مثل روایت قتادہ کے اور دونون ہم عصر ہین اور وہ جو روایت کی نسبت عبد اللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے رجال انکے سب ثقے ہین کیا اخراج کیا اسے شیخین نے صحیحین مین تو ممین تفوق ہو روایت بخاری کو ابن عمرؓ سے ہماری روایت پر اور مین کہتا ہون کہ اور بھی صحابہ سے مثل ہمارے مروی ہو اخراج کیا دارقطنی نے مسلم ابن شہاب سے انھون نے سعید بن المسیبؓ اور ابی بکر بن عبد الرحمن سے تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور خاوند مالک ہو اوسکی رد کا جبتک وہ عدت مین ہو مگر اس سے ثابت ہوتا ہو کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہو اور مسند عبد الرزاق مین ہو حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ آلَى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهِ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَضَرَبَ فَخِذَهُ وَقَالَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيقَةٍ یعنی ایلاء کیا نعمان نے اپنی عورت سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے تو ماری انھون نے ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو سمجھ لے ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہو کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ اور شعبی اور نخعی اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دارقطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے عطاء اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیبؒ اور ابی بکر بن عبد الرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے اور ہدایہ مین ہو وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلَاثَةِ[1] وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ اور کہا امام محمدؒ نے موطا مین پونہچا ہمکو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبد اللہ سے اور زید بن ثابتؓ سے کہ کہتے تھے جسوقت کہ ایلاء کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہو گئی ساتھ ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے تفسیر آیت شریف مین باسنادہ اسکے اور ابن عباسؓ زیادہ جاننے والے ہین تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہؒ کا ہو اور اکثر فقہا کا انتہی ص تو مدت ایلاء سے کم کی اگر قسم کھاویگا

[1] یعنی عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کہ عبادلۂ ثلثہ سے یہی مراد ہین ۱۲

تو ایلا ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ میں ہے فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہیں ہے ایلا
ہے کم میں چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے جب ایلا کرے مرد
عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور سوا تک نہ پہونچے یعنی چار مہینے تک تو نہیں ہے وہ ایلا اور اخراج
کیا مانند اسکے عطا اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کی بیہقی نے کہ کہا ابن عباسؓ نے تھا ایلا جاہلیت کا
ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر کم ہو چار مہینے سے تو نہیں ہے ایلا وہ
ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں **ص** اور اگر وطی کر لی مدت ایلا میں تو قسم میں حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی
ف اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی میں تجھسے قربت نکرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے
تک قربت نکرونگا یا کہا کہ اگر میں تجھسے نزدیکی کرون تو مجھپر حج ہے یا روزہ ہے یا صدقہ ہے یا طلاق ہے یا غلام میرا آزاد ہے تو ان سب صورتون
میں ایلا ثابت ہوگا **ف** اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جو قسم کہ مانع ہو جماع سے
تو وہ ایلا ہے ذکر کیا اسکو شیخ عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں **ص** اب اگر مدت ایلا میں اسکے ساتھ نزدیکی کر
تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہے تو کفارہ قسم کا لازم آویگا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان میں مسائل مجمع
علیہا سے مگر قول قدیم شافعیؒ میں ہے کہ انکے نزدیک کفارہ لازم نہیں آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالی فرماتا ہے
فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ سو اگر رجوع کریں تو اللہ بخشنے والا ہے بڑا مہربان اور اللہ تعالی نے جب
وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اسکا گناہ معفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہے کہ وعدہ مغفرت کا آخرت
میں ہے اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین میں اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ
الآیۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ بِمَا
هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لِيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر خلاف اسکے بہتر دیکھے تو
کرے وہ کام خلاف اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین میں ان شاء اللہ آویگا
اور روایت کی ترمذی نے عائشہؓ سے کہ کہا انھون نے کہ ایلا کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیون سے اور حرام
کیا پھر کیا حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اسکے سب ثقہ ہیں اور یہ حدیث ظاہر ہے کہ ہمارے مطلوب
پر دلالت کرتی ہے **ص** ورنہ جزا **ف** یعنی حج کی صورت میں حج کرنا پڑیگا اور روزے کی صورت میں روزہ اور غلام
آزاد ہونے کی صورت میں غلام آزاد ہو جاویگا **ص** اور ساقط ہو جاویگا ایلا اور اگر اس مدت میں اس سے وطی
نکی ایک طلاق بائن پڑجاویگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور قسم موقت ساقط ہو جاویگی **ف** قسم
موقت اسکو کہتے ہیں کہ اسمین کوئی مدت معین مذکور ہووے **ص** تو اگر کہا قسم خدا کی تجھسے وطی نکرونگا چار مہینے
تک اور وطی نکی تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جاویگی پھر اس سے نکاح کرے اور چار مہینے تک اس سے نزدیکی
نکرے طلاق واقع نہوگا اور قسم موبد ساقط نہوگی **ف** یعنی جس قسم میں کوئی مدت مقرر نہ کرے
مثلاً یون کہے قسم خدا کی میں تجھسے قربت نکرونگا **ص** تو اگر بعد بائنہ ہونے اور نکاح کے پھر چار مہینے تک

اُس سے نزدیکی نہ کی پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اُس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو پھر طلاق واقع ہوگا
اور یہ تیسرا طلاق ہو اور عورت بائن ہوجاویگی ف یعنی اب بدون حلالہ کے اُس سے نکاح درست نہین ص
اور اگر حلف مؤبد مین بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اُس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہوجاویگا اور قسم باقی
رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک اُس سے نزدیکی نہ کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہین رہا اور اگر نزدیکی کریگا
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہو اور یہ صورت جب ہو کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیز پر معلق کیا
ہو اور اگر طلاق پر ہو ف جیسے کہا اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو تو طالق ہو ص تو قسم باقی نرہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل تین طلاق
دیدینا باطل کرتا ہو تعلیق کو ف جیساکہ اوپر کتاب الطلاق مین بیان کرچکے تو صورت مسئلے کی یہ ہو کہ کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تجھکو طلاق ہو اور پھر بالفعل اُسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدیے
اور وہ عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح مین آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہو تعلیق کو
ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے نزدیکی نہ کرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون کے
تو ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجھسے قربت نہ کرونگا اور ایکدن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی مین تجھسے
دو مہینے قربت نہ کرونگا بعد ان دو مہینون کے جو اول ہین اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی دو مہینے پر
ف اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا ص اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایکدن کم ف اسواسطے
کہ اول دو مہینون سے ایک دن گذر گیا ہو تو سب چار مہینے پورے نہوے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی ص اگر
کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجھسے نزدیکی نہ کرونگا مگر ایکدن تو ایلاء ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ
ایلاء اسوقت ہوتا ہو کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہ ممکن ہو
کہ بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایکدن اُس سے وطی کرلے لیکن اگر ایکروز وطی کرلی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ اُس سے
باقی رہے تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا ہدایہ ص
اگر کوئی شخص بصرے مین ہو اور اُسنے قسم کھائی کہ مین کوفے مین نہ جاؤنگا اور عورت اُسکی کوفے مین ہو تو ایلاء نہوگا
ف کیونکہ ممکن ہو کہ عورت کو کوفے سے باہر نکال کے اُس سے وطی کرے ص جس عورت کو کہ طلاق رجعی دیا
ہو قبل گذرنے عدت کے اُس سے ایلاء درست ہو اور جو عورت کہ اُسکو طلاق بائن دیا ہو یا اجنبیہ ہو تو اُس سے ایلاء
جائز نہین ف تو اگر بعد قسم کے اُس عورت مبانہ کو یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اُس سے وطی کی حانث ہوگا
اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اُس سے چار مہینے تک وطی نہ کریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا
لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھ خاص ہو نہ غیر عورتون سے
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغر سنی عورت کے یا رتق کے
ف رتق کے معنی بند ہوجانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقا ہو یعنی اُس سے جماع نہین کرسکتے بسبب اس بات کے
کہ نہین ہو پیشاب کرنیکی جگہ کے اور کوئی سوراخ نہین ہو تا ہکذا فی المغرب ص یا بسبب دوری زوجہ کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اُسکا رجوع زبان سے ہوجاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مین نے اُس سے تو اگر مدت ایلار کی گذر جاوے طلاق واقع ہوگا جب تک عاجز رہے تو اگر قبل مدت گذرنیکے وطی پر قادر ہوگیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اُسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہی اُسکے موافق پڑیگا **ف** اور مروی ہی موطا مین کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ مین کہ وہ تین طلاق ہین اور یہ جب ہی کہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمرؓ کا ہی کہ جو شخص کہے عورت سے اَنْتِ حَرَامٌ تو وہ حرام ہی اور جو شخص کہے اَنْتِ بَائِنَۃٌ تو وہ بائنہ ہی اور جو شخص کہے اَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا تو تین طلاق پڑجاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اُسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے اَنْتِ حَرَامٌ قسم ہی کفارہ دے اُسکا اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہین کرکیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین اور ان سب سے معلوم ہوتا ہی کہ مدار نیت پر ہی **ص** اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنیکی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلا ہوجاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہی وہ میرے اوپر حرام ہی یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہو وہ مجھپر حرام ہی طلاق واقع ہوجاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتوی ہی

باب خلع کے بیان مین

ف خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اُس مال کے کہ خاوند نے زوجہ سے لیتا ہی **ص** نہین حرج ہی ساتھ خلع کے وقت حاجت کے **ف** مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اُسکی نہوسکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہی کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کرسکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہی گناہ اُن دونون پر اُس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اُسکے اور روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس نہین عیب لگاتی ہون مین اُسپر خلق و دین مین و لیکن مین مکروہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اُسپر باغ اُسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اُسکو طلاق روایت کیا اُسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اُسکی ہی کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اُس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہی کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اُسکی کہا کہ اگر نہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین منہ پر اُسکے اور امام احمد کی روایت مین ہی کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہی اور دارقطنی نے اخراج کیا کہ نام اُسکا زینب ہی اور ایک روایت مین ابوداؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہی کہ نام اُسکا حبیبہ بنت سہل تھا کہا

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اُسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین حبیبہ واقع ہی اور وہ جو مجکو ظاہر ہوا یہ کہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اُسکی واقع ہوے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین **ص** بدلے مین اُس مال کے کہ صلاحیت رکھتا ہی مہر ہونیکی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگا **ف** اور یہی مشہور ہی قول امام شافعیؒ کا اور ایک روایت مین اُنسے اور امام احمدؒ کے نزدیک خلع فسخ ہی اور طلاق نہین ہی تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اُنکے نزدیک پھر نکاح کرنا اُس سے درست ہی اور ہمارے نزدیک درست نہین اور استدلال دونون مذہب کا اُسی آیت سے ہی جو خلع مین وارد ہوئی ہی اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہی اور بھی امام شافعیؒ دلیل لاتے ہین اثر ابن عباسؓ سے کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرلے اُس سے آیا درست ہی کہ اب اُس سے نکاح کرے تو فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہی چاہے نکاح کرلے اُس سے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اُسکا عبد الرزاق نے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ خلع فرقت ہی اور ایسا ہی مروی ہی حضرت عثمانؓ سے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہی اور روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اُسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کیا اُسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہی اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور شعبہ سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اُسکی حدیث سے اور سکوت کیا اُس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور یہ مرسل ہی صحیح اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی خصوصاً جب کہ مؤید ہو اُسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعیؒ نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیبؒ کے اُنکو حکم وصل کا ہی کیونکہ مین نے اُنکو مسانید پایا اور حدیث ثابت بن قیس کی جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمانؓ سے کہ انھون نے کیا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعودؓ سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہی طلاق بائن مگر فدیے مین یا ایلا مین اور ایسا ہی روایت کی حضرت علیؓ سے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہو تو بدل خلع کا لینا مکروہ ہی **ف** تحریماً اسواسطے کہ روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین **انا** اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا كَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْاَةِ فَقَدْ حَلَّتْ لَكَ الْفِدْيَةُ وَاِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا تَحِلُّ لَهُ الْفِدْيَةُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ یعنی کہا ابراہیم نخعیؒ نے کہ جب ہو ظلم طرف سے عورت کے تو حلال ہی تجکو فدیہ لینا اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہی اُسکو فدیہ کہا محمدؒ نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین **ص** اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہووے تو جتنا مہر ہی اُس سے زیادہ لینا مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے قصۂ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اُنکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہی تو اُسپر اُسکا باغ کو کہ اُسنے تجکو مہر مین دیا ہی کہا اُسنے ہان اور کچھ زیادہ

عباد بن کثیر ثقفی

تو فرمایا آپ نے کہ زیادہ نہین اور نکالا اُسکو دارقطنی نے اسیطرح اور کہا کہ اسناد کی اوسکی ولید نے ابن جریج سے انھون نے عطا سے انھون نے ابن عباسؓ سے اور مرسل صحیح ہی اور نکالا ابن الجوزی نے طریق دارقطنی سے ابی الزبیر سے کہ ثابت بن قیس بن شماس تھی اُنکے پاس زینب بنت عبداللہ بن ابی بن سلول اور مہر مین دیا تھا اُسکو ایک باغ تو مکروہ جانا اُسکو اُسکی عورت نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اُسے باغ کو کہا اُسنے ہان اور کچھ زیادہ تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے لیکن زیادتی تو نہین تب لے لیا اُس باغ کو ثابت نے اور چھوڑ دیا اُسکو آخر حدیث تک کہا ابن الجوزی نے کہ اسناد اسکی صحیح ہی اور کہا دارقطنی نے کہ سُنا اُسکو ابو زبیر نے کتنے لوگون سے اور بھی نکالا دارقطنی نے اپنی سند سے عطا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ لیوے مرد اُس عورت سے جس سے خلع کرے زیادہ اُس سے کہ دیا ہی اُسکو اور روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے اور اُسمین ہی کہ حکم کیا ثابت کو کہ لے لیوے باغ اپنا اور نہ زیادہ لیوے کہا بعض محققین نے کہ نہین شک ہی ثبوت اس زیادت مین ساتھ مرسل صحیح کے کہ مؤید ہوگئی ساتھ مسند اور مرسل کے اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین اور امام ابو حنیفہؒ نے مسند مین اور عبد الرزاق نے اور وکیع نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے نہ لیوے مرد عورت سے زیادہ اُس سے کہ دیا ہی اور جامع صغیر مین روایت ہی امام ابو حنیفہؒ سے کہ مکروہ نہین اور اس روایت کی دلیل اطلاق آیت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی ابن الجوزی نے ابو سعید خدری سے کہا انھون نے تھی بہن میری زوجیت مین ایک مرد انصاری کے کہ نکاح کیا تھا اُس سے باغ پر آخر حدیث تک یہان تک کہ فرمایا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اُسکو باغ اور وہ طلاق دے تجکو کہا اُسنے ہان اور زیادہ کرتی ہون تب فرمایا آپ نے کہ پھیر دے اُسپر باغ اور زیادہ کر اُسپر لیکن یہ حدیث صحیح نہین اسناد مین اسکی عطیہ ادنیٰ ہی کہا ابن حبان نے کہ نہین حلال ہی لکھنا اسکی حدیث کا اور بھی اسناد مین اسکی حسن بن عمارہ ہی کہا شعبہ نے کذاب ہی واللہ اعلم **ص** اور اگر طلاق دیا عورت کو مال پر یا مال کے ساتھ اور زوجہ نے قبول کیا طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر مال لازم ہوگا اور جو شراب یا سور پر طلاق دیا تو طلاق رجعی واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ لازم نہ اویگا اور اگر شراب یا سور پر خلع کیا تو عورت کو طلاق بائن واقع ہوگا **ف** کیونکہ حدیث مین ہی کہ خلع ایک طلاق بائن ہی **ص** اور زوجہ پر کچھ لازم نہ اویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی اسکے بدلے مین خلع کر لے اور خاوند نے قبول کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ لازم نہ اویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھ سے اُس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہی یا اُن درہمون پر جو میرے ہاتھ مین ہین اور خاوند نے خلع کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہی پھیر دیوے اور دوسری صورت مین تین درہم دیدیوے **ف** اسواسطے کہ اقل جمع کے تین ہین اور اگر خلع کیا عورت نے خاوند سے اس بات پر کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ہی وہ خاوند کے واسطے ہی تو جائز ہی اور جو کچھ اُس ساعت مین گھر مین ہوگا تو وہ خاوند کا ہی اور اگر کچھ نہ نکلا تو عورت پر کچھ نہین اور اگر زوجہ نے خلع کیا اُسپر جو کچھ گھر مین ہی مال وغیرہ سے تو خاوند کو جو کچھ ہوگا دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ نکلا تو جتنا مہر کہ خاوند سے لیا ہی وہ خاوند کو پھیر دیگی ھکذا فی الکفایۃ **ص** اگر عورت سے

زیادہ مہر سے لینا ۱۲

بقیہ نام راوی ۱۲

ایک غلام پر جو بھاگ گیا ہے خاوند سے خلع کیا طلاق واقع ہوگا اور اُس غلام کا تسلیم کرنا عورت کو واجب ہوگا اگر اُسپر
قادر ہو اور قیمت اُسکی اگر اُسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگرچہ عورت نے شرط لگائی ہو کہ میں اُسکی تسلیم کی ضمان سے بری ہون
اور اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا طَلِّقْنِي ثَلٰثًا بِاَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو بدلے میں ہزار روپیہ کے اور خاوند نے اُسکو
ایک طلاق دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور عورت پر تہائی حصہ ہزار روپیہ کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طَلِّقْنِي ثَلٰثًا
عَلٰى اَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو اوپر ایک ہزار روپیہ کے اور خاوند نے اُسکو ایک طلاق دیدیا تو اس صورت میں ایک
طلاق رجعی واقع ہوگا نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور عورت پر کچھ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا
اور تہائی ہزار روپیہ کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے اپنے تئین بدلے میں ہزار
کے یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر مرد نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور
اوپر تیرے ہزار ہیں یا لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے اور اوپر تیرے ہزار ہیں تو زوجہ پر طلاق واقع ہوجاویگا اور لونڈی آزاد ہوجاویگی
برابر ہے کہ قبول کیا ہو ہزار کو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہیں تو ہزار اُنپر لازم آوینگے اور
اگر قبول نہیں کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہوگا اور لونڈی آزاد نہوگی اور خلع عورت کے حق میں معاوضہ ہے یہانتک کہ صحیح ہے کہ عورت
قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کر جاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہووے **ف** تو اگر کسی عورت نے خاوند سے
کہا کہ خلع کر لے مجھسے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا **ص** اور شرط خیار کی صحیح ہے واسطے
عورت کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہیں **ف** تو اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ تو طالق
ہے اوپر ہزار روپیہ کے اور تجکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن میں باطل ہوگا اور اگر رد نہ کیا
تین دن تک تو اُسکو طلاق پڑجاویگا اور ہزار روپیہ لازم آوینگے **ص** اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو مقید ہے
قبول کرنا خاوند کا مجلس میں **ف** تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا صحیح نہ ہوگا **ص** اور خاوند کے حق میں یمین ہے
تو جب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہیں صحیح ہے رجوع اُسکا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہیں صحیح ہے شرط خیار کی واسطے
خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا **ف** تو اگر عورت بعد اختلاف مجلس کے قبول کرے
جائز ہوگا **ص** اور جانب غلام کا عتاق میں مال پر مثل جانب عورت کے ہے طلاق میں تو غلام کی طرف سے
معاوضہ ہوگا اور مولی کی طرف سے یمین ہوگی **ف** تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منظور کرنے مولی کے اور خیار
ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولی کا مجلس میں اور نہیں صحیح ہوگا رجوع مولی کا قبل قبول کرنے غلام کے اور
نہیں صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولی کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس میں **ص** اور اگر مرد نے
اپنی عورت سے کہا کہ کل میں نے تجکو ہزار درم پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور عورت نے کہا کہ میں نے
قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل اس غلام کو بدلے میں
ہزار درم کے تیرے ہاتھ بیچا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قول مشتری کا
قبول ہوگا ساتھ قسم کے **ف** اور وجہ فرق کی دونوں مسئلوں میں اصل میں مذکور ہے **ص** اور خلع اور مبارات

ف اور وہ یہ ہو کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دے ص ساقط کر دیتے ہین ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہو اُن حقون مین سے جو متعلق ہین نکاح سے ف مثلاً ایک عورت کا مہر ہزار درم تھا اور اُسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر خاوند سے خلع کیا تو خاوند پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد لینے مہر کے سو درم پر خلع کیا تو خاوند کو سوا سو درم کے اور کچھ نہ ملیگا ص اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہین جیسے قیمت اُن اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے اُسکو خریدا ہو ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہین ساقط ہوگا بغیر ذکر کے ایسا ہی ہو ذخیرے مین اور مہر ساقط ہو جاویگا بغیر ذکر کے اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اُسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اُسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑ جاویگا اُسپر صحیح روایت مین ف اور بعضون نے کہا ہو کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہو جیسا کہ ہدایہ مین ہو اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہو ص اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہو گیا ہو تو صحیح ہو اور اُسپر مال لازم آویگا ف اور مہر ساقط نہوگا ہدایہ ص اور اگر شرط کیا بدل خلع کو اُس لڑکی پر پس اگر قبول کیا اُسنے اور وہ اہل قبول سے ہو تو اُسپر طلاق پڑ جاویگا اور مال لازم نہ آویگا ف یعنی وہ اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا جاتا ہو اور نکاح کیا جاتا ہو تو اگر اُس بدل کو زوجہ کی طرف سے باپ نے قبول کیا تو اُسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت مین طلاق واقع ہوگا ہدایہ

ص باب ظہار کے بیان میں

ظہار شرع مین کہتے ہین اسکو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اُسکے اُس عضو کو جس سے کل زوجہ سے تعبیر کرتے ہین یا کسی عضو شائع کو اُس سے ف مثلاً یون کہے کہ ثلث تیرا یا ربع تیرا ص ساتھ اعضا محارم کے کہ اُسپر نظر کرنا اُسکو حرام ہو جاوے وہ محارم رضاعی ہون یا نسبی ف تو اگر تشبیہ دی اور کہا کہ تو میری مان ہو یا بہن ہو یا بیٹی ہو تو ظہار نہوگا اور اگر عورت کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہو جیسے پشت میری مان کی تو کچھ نہین ص تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری مان یا بہن یا پھوپھی کے ہو یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری مان یا بہن یا پھوپھی کے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل پشت یا شکم میری خالہ یا بہن کے ہو تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اُس اور دواعی وطی یہانتک کہ کفارہ دیوے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ الآیۃ یہانتک کہا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ص تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار کرے اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اُس وطی حرام کے بدلے مین کچھ دینا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ روایت ہو سلمہ بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس مظاہر مین کہ جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہو روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ہدایہ مین ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اُسکے استغفار کر اللہ سے اور نہ عود کر یہانتک کہ کفارہ دے اور روایت کی مانند اُسکے ابن عباس سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت سے اپنی پھر جا پڑا اُسپر پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا مین جا پڑا اُسپر کفارہ دینے کے پہلے فرمایا پھر نہ پاس جا اُسکے جب تک کر لے تو جو حکم فرمایا تجکو اللہ نے اخراج کیا اسکو جماعت نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی نے اور تصحیح دیا

یعنی کفارہ

نسائی نے ارسال کو اُسکے اور روایت کیا اُسکو بزار نے ایک دوسرے طور سے نقل کی اُسنے ابن عباسؓ سے
اور زیادہ کیا اُسمین کفارہ دے اور اعادہ نہ کر اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین اَنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ
حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یُظَاهِرُ مِنِ امْرَأَتِهٖ ثُمَّ یَقْرَبُهَا قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ قَالَ قَدْ اَسَاءَ وَلَا یَعُدْ
ص اور پھر وطی نہ کرے جب تک کفارہ نہ دے لیوے اور جب تک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا نکرے
کفارہ لازم نہوگا ف اور اگر قبل کرنے قصد وطی کے کوئی خاوند جورو مین سے مرجاوے کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد قصد
وطی کے پھر جزم کرے کہ ہرگز اُس سے وطی نکرونگا تو بھی کفارہ ساقط ہوگا اور اگر ظہار موقت کیا جیسے کہے کہ تو میرے اوپر
مانند پشت میری مان کے ہو ایک سال تک تو اب سال کے اندر قبل کفارہ دینے کے وطی حرام ہو اور بعد سال گذر جانیکے
قبل کفارہ دینے کے وطی درست ہو اسواسطے کہ اب کفارہ ساقط ہوگیا بسبب گذر جانے وقت کے اور عورت کو مطالبہ
کفارے کا خاوند سے پہونچتا ہو اور حاکم خاوند پر جبر کریگا کفارے پر قید اور ضرب سے اور نکاح باقی رہیگا اور یہ حرمت
بغیر دینے کفارے کے زائل نہوگی اور اسیواسطے اگر عورت سے ظہار کر کے اُسکو طلاق دیدیا اور پھر اُس سے
نکاح کیا بعد عدت کے یا دوسرے خاوند کی طلاق کے بعد تو اب بھی وطی اُسکو حرام ہو یہان تک کہ کفارہ دیوے
جامع الرموز ص اور یہ جتنے الفاظ گذر چلے سواے ظہار کے اور کچھ نہونگے برابر ہو کہ نیت کرے ظہار کی یا
کچھ نیت نکرے اور طلاق اور ایلا نہونگے اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے مثل میری مان کے ہو تو اُسکی
نیت پر مدار ہوگا اگر اُسنے کہا کہ میری نیت کراہت کی تھی تو ویسا ہی ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ارادہ ظہار کا کیا تھا تو ظہار
ہو جاویگا اور اگر کہا کہ مین نے ارادہ طلاق کا کیا تھا تو طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو لغو ہو جاویگا ف
نزدیک شیخین کے اسواسطے کہ اُسکو محمول کر سکتے ہین کراہت پر اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہوگا ہدایہ ص اور اگر
اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہو مثل میری مان کے تو جیسی نیت ہوگی ظہار یا طلاق وہی ہوگا ف اور اگر
کچھ نیت نہوگی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایلا ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہدایہ ص اور اگر کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہو مانند
پشت میری مان کے تو ظہار ہوگا اگرچہ نیت کی طلاق یا ایلا کی اور سوا ظہار کے کچھ نہوگا ف نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور
نزدیک صاحبین کے اُسکی نیت پر رہیگا لیکن فرق یہ ہو کہ امام محمدؒ کے نزدیک جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہوگا اور
ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون ہو جاوینگے ہدایہ ص اور خاص ہو ظہار اپنی زوجہ سے تو لونڈی سے اگر ظہار کیا
کچھ لازم نہوگا ف روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین ابو حنیفہؒ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے
کہ ظہار لونڈی سے واقع نہوگا اگر ظہار کرے اُس سے خاوند اُسکا اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے اُس سے ولی
اُسکا کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور لونڈی نسآء ہو نہین کہ اُسپر
ظہار واقع ہووے اور یہی قول ہو امام اوزاعی اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور عامر شعبی کا انتہی اور امام مالکؒ کے نزدیک
ظہار لونڈی سے ہو جاتا ہو اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک نہین ہوتا اور ایسا ہی کہا عکرمہ نے ذکر کیا اُسکو بخاری نے
تعلیقاً اور مجاہد نے اخراج کیا اُسکا سعید بن منصور نے ص اگر نکاح کیا ایک عورت سے بغیر اُسکے حکم کے

پھر ظہار کیا اُس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہے اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر
میرے مانند میری مان کی پشت کے ہو تو اُن سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اُسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم
ہوگا **ف** روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین أَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا ظَاهَرَ
الرَّجُلُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ فَعَلَيْهِ أَرْبَعُ كَفَّارَاتٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ
یعنی کہا ابراہیم نخعی نے کہ جس وقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اُسپر چار کفارے ہین

فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

ص کفارہ ظہار کا یہ ہے کہ ایک رقبہ آزاد کرے **ف** یعنی غلام یا لونڈی ۱۲ تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر اسکی
بھی استطاعت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہے **ص** مسلمان ہے
یا کافر اور امام شافعیؒ کے نزدیک کافر درست نہین **ف** اور دلیل ہماری اطلاق ہے آیت کا **ص** عورت ہے
یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ اونچا سنتا ہو اور اگر بہرہ ہو یعنی بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور جائز ہے کانا جسکی ایک چشم درست
ہو اور جسکا ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے **ف** یعنی داہنا ہاتھ اور بایان پیر کٹا ہو اور یا بایان ہاتھ اور داہنا
پیر کٹا ہو **ص** اور وہ مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکاتب غلام ہے جب تک کہ اُسپر ایک درم باقی ہے روایت کیا اُسکو ابوداود نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
سے **ص** اور جائز ہے کہ اپنا قریب جیسے وارث جیسے باپ یا بیٹا نیت کفارہ سے خرید کر کے کفارے مین دیوے **ف** اور
امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہین تو اگر بغیر نیت کفارے کے خرید لیا کفارہ نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کر لے
جامع الرموز **ص** اور یہ بھی درست ہے کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کر دے اور جائز نہین وہ غلام یا لونڈی
جسکی جنس منفعت فوت ہو جیسے اندھا دیوانہ لا یعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور یا اندھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہو جاتا
ہو اور کبھی ہوش آتا ہو تو اُسکو آزاد کر دینا جائز ہے اور یہ بھی جائز نہین ہے رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اُسکے یا دونون انگوٹھے
ہاتھ کے **ف** یا تین انگلیان ہر ہاتھ سے **ص** یا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور یہ بھی جائز نہین
کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے **ف** مدبر اُس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اُس سے کہدے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے اور
اُسکا بیان آگے آویگا **ص** اور نہ وہ مکاتب جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہے اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہے اور اپنا حصہ آزاد
کر دے پھر باقی آدھا آزاد کرے بعد ضمان کے امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے
شریک کے حصے کا ضامن ہو جاویگا تو گویا اُسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہے تو اُنکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد
کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اُس عورت کے جس سے ظہار کیا تھا آزاد کیا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد
کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک درست ہو جاویگا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جاتا ہے
اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے **ف** یعنی بعد رکھ لینے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے
یا گھر رہنے کا اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ص دو مہینے لگا تار روزے رکھے کہ اُن مہینون مین رمضان اور روز عید کے اور تینون ایام تشریق کے نہ آوین اور اگر اُن دونون مین ایک روزہ بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات مین قصداً یا دن مین سہواً تو پھر سرے سے روزے شروع کرے یعنی اُن روزون کو جو پہلے رکھ چکا ہی کفارے مین شمار نکرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پھر شروع نکرے اور اُن روزون کو ملا کے تمام کردیوے **ف** جامع الرموز مین لکھا ہی کہ اگر اثناے کفارہ مین اخیر روزے میں آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا **ص** اور اگر روزے سے عاجز ہو تو آپ کھلاوے یا اُسکا نائب ساٹھ مسکینون کو ہر ایک کو بقدر صدقۂ فطر کے **ف** یعنی گیہون سے نصف صاع اور جو اور غیرے سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا کھلانا ہو ساٹھ مسکینون کا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر مین کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہو گیہون سے ایسا ہی ہدایہ مین ہی مگر زیلعی نے تخریج مین اور صواب سلمہ بن صخر ہی اور ہدایہ مین سہیل بن صخر واقع ہی اور یہ حدیث غریب ہی لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم مین اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا تو ساٹھ مسکینون کو تیس صاع تو کہا اُسنے کہ نہین مالک ہون مین اسکا مگر یہ کہ اعانت کیجیے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی اُسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگون نے یہانتک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک اور سنن ابو داؤد مین ہی کہ حضرت نے اُنکی بیوی سے کہا کہ بیجا ہی عرق کھجور کا اور کھلاوے اُسکو ساٹھ مسکینون کو اور وہ عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کہتے ہین زنبیل کو **ص** اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقۂ فطر کی دیدیوے تو بھی درست ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک بنا قیمت کا درست نہین اور اگر ہر ایک کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہوگا اگرچہ کم مین سیر ہو گئے ہون اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہون اور دو سیر خرمے یا جو دیدیوے تو بھی درست ہی **ف** مطابق ہی کہ دونون ملکے برابر نصف صاع گیہون کے یا ایک صاع جو اور خرمے کے ہو جاوین **ص** اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک ہر روز بمقدار صدقۂ فطر کے دیا یا اُسقدر قیمت دی یا ہر روز دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیا تو بھی درست ہوگا اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز مین ایک شخص کو دیدیا تو درست ہوگا مگر اُسی روزے سے بدلے دیا ہی اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصون کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہون کا تو شیخین کے نزدیک دونون کا مگر ایک ظہار سے اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون ظہار سے ادا ہو جاویگا اور اگر نیت سے کفارہ افطار اور ظہار سے دیا ہی تو سب کے نزدیک دونون سے ادا ہو جاویگا **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اور اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصون کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونون ظہار کا کفارہ ادا ہو جاویگا اگرچہ کسی کو معین نکیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا تو جسکے واسطے چاہے معین کر دے اور اگر نیت کفارۂ قتل خطا اور ظہار سے ایک غلام کو آزاد کیا تو کسی کی طرف سے جائز نہوگا اور امام زفرؒ کے نزدیک دونون صورتون مین **ف** یعنی دو نون ظہار کی نیت مین اور ظہا

اور کفارۂ قتل کی نیت مین ص کسی سے کافی نہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین جس سے چاہے معین
کردے اور اگر غلام سے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ائمہ اربعہ صحیح ہے اور یہی ماثور ہے تابعین سے ص تو فقط دو مہینے روزے
رکھے اور جائز نہین ہے کہ مولی اسکا مال سے اسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہے تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

ص باب لعان کے بیان مین

ف لعان شرع مین عبارت ہے ان شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان جورو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ
کے فتح القدیر ص جس شخص نے اپنی زوجہ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہو مثل اس عورت کے کہ اسکے پاس
لڑکا ہوا اور باپ اسکا معلوم ہو تہمت زنا کی لگائی ف مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہے یا مین نے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ اے زانیہ اور
امام مالکؒ کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہے لیث اور عثمان اور یحیی بن سعید کا فتح
ص اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہون ف یعنی دونون حر بالغ عاقل مسلمان ہون اور کبھی حد قذف انپر پڑی
ہو ص اور اگر وہ عورت متہمہ ہو مثلاً اسکے پاس ایک لڑکا ہے اور اسکا باپ معروف نہین تو اسکے قذف سے لعان نہین ف یا اس
عورت نے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اس سے یا اسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کیا ہو اگرچہ ایک بار ہو یا وطی حرام کی ہو شبہ سے
اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا ص یا اسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا حد قذف
کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف اور طلب کرنا عورت کا شرط ہے کیونکہ وہ اسکا حق ہے ہدایہ ص تو اگر
انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہانتک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت کا خاوند پر
اور خاوند اسکے پورے کرنے پر قادر ہے ص یا اپنے تئین جھٹلاوے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے پھر لعان کرے
عورت اور اگر لعان نہ کیا اسنے قید کی جاویگی یہانتک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت پر اور عورت قادر ہے
اسکے ایفا پر تو قید کی جاویگی ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اسکے لڑکے کا نسب خاوند سے دور ہوجاویگا لیکن اسپر حد زنا
نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہو یا کافر ہو یا حد قذف مارا گیا ہو تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ وہ دونون
نہین ہین اہل لعان سے بوجہ نہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو جمع ہونا انکا شرط ہے واسطے لعان کے اور وہ
قول اللہ تعالی کا ہے والذین یرمون المحصنات الآیۃ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ پہلے سے دونون
کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے
اسپر ایسا ہی ہے فتح القدیر مین ص اور اگر وہ صلاحیت شہادت کی رکھتا ہو اور عورت لونڈی ہو یا کافرہ ہو یا حد قذف
پڑی ہو اسپر یا صبیہ ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو تو خاوند پر حد یا لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ
ہو تو پاکدامن نہ رہی اور غیر زانیہ مین وہ صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہے اور لعان بھی
نہین کیونکہ وہ عفیفہ یا صالح شہادت نہین ہے ف اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے چار عورتین
ہین کہ نہین ملاعنہ ہے درمیان انکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے
اور حرہ نیچے غلام کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عطاء سے انہون نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انہون نے

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اُسکا دارقطنی نے عثمان بن عبد الرحمن وقاصی سے انھون نے عمرو بن شعیب سے
اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی یزید بن زریع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اُسکو اوزاعی اور ابن جریج نے اور یہ دونون بڑے امام ہین انھون نے عمرو بن شعیب سے لیکن انھون نے
اُسکو مرفوع نہین کیا پھر اخراج کیا اُسکا موقوفاً پھر اخراج کیا اُسکا عمار بن مطر سے انھون نے عمرو بن شعیب سے انھون نے
اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اُسکے راویون کو کہا شیخ ابن الہمام نے
اور تو جان چکا ہے کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقون سے روایت کی جاوے تو حجت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ایسی ہی ہے
خصوصاً جب کہ معتضد ہو اُسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفاً عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی اس
مقام مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص** اور صورت لعان کی یہ ہے کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَصَادِقٌ
فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہون مین ساتھ خدا کے کہ مین سچا ہون نسبت کرنے مین زنا کی طرف
اُسکے اور پانچوین مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اللہ کی
خاوند پر اگر اس زنا کی نسبت کرنے مین جھوٹا ہو اور ہر بار کہنے مین عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ
اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ كَاذِبٌ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتی ہون مین ساتھ اللہ کے کہ خاوند کاذب ہے نسبت کرنے مین زنا کی
طرف میرے اور پانچوین مرتبہ کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ صَادِقًا فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ
کا ہو زوجہ پر اگر خاوند سچا ہو نسبت کرنے مین زنا کی طرف میرے **ف** کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہے کلام اللہ مین اور اگر قاضی اول زوجہ سے
شہادتین لیوے تو اُسکا اعتبار نہین ہے پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتین لی جاوین اور یہی مذہب ہے
امام شافعی اور احمد کا **ص** پھر قاضی اُن دونون کے درمیان تفریق کردے **ف** اور جب تک قاضی تفریق نکریگا تو فرقت نہوگی
اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہے تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونون مین سے مرجاوے
وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہے ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہے صحیحین مین ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا
اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو تفریق کردی آپنے درمیان اُن دونون کے اور ملا دیا لڑکے کو
ساتھ ماں اُسکی کے اور وہ جو سنن ابوداؤد اور صحیحین مین ہے عویمر عجلانی سے جب وے دونون فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عویمر نے
کہ جھوٹ بولا مین اگر روک رکھون مین زوجہ کو تو طلاق دیے عویمر نے اُسکو تین طلاق اور جاری کیا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور یہ امر سنت ہوگیا کہا سہل نے حاضر تھا مین اُسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی
سنت بعد متلاعنین مین یہ کہ تفریق کردی جاوے پھر نہ جمع ہوویں کبھی اور بیہقی نے اس مقام پر اعتراض کیا ہے اور
جواب اُسکا مذکور ہے فتح القدیر مین **ص** اور اگر نفی ولد سے تہمت لگائی ہے یا اُس سے اور زنا سے تو اُنکا ذکر کرے
لعان مین **ف** تو فقط نفی ولد مین زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُكِ بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ
اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ + اور دونون کی
صورت مین خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

وَنَفَى الْوَلَدِ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِي بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ ص پھر قاضی تفریق کردے اور نفی کرے نسب اُس لڑکے کا خاوند سے اور ملادے اُسکو ماں سے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمرؓ ہے جو ابھی گذری ص اور بائن ہوجاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئیں جھٹلایا تو اسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہوجاویگا خاوند کو نکاح اُسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہیں رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی دونوں لعان کرنے والے نہیں جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابن عمرؓ سے مرفوعًا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اسکی جید ہے اور موقوفًا اور علیؓ اور ابن مسعودؓ کے طور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے موقوفًا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفًا حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے کہا ہے اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا ص سبب ہے کہ دونوں متلاعنین میں اسواسطے کہ علت اُن دونوں کے [illegible] کی لعان [illegible] لعان باطل ہوا تو اُسکا حکم یعنی جمع ہونا وہ بھی باقی نرہیگا ف اور تفصیل اسکی [illegible] میں ہے ص اسواسطے اگر بعد لعان اور تفریق کے زوجہ نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اسپر حد پڑی یا زوجہ کی [illegible] کیا [illegible] تو بھی نکاح اُن دونوں میں حلال ہوجاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نرہی تو اُسکا حکم بھی نرہیگا اور اگر [illegible] کے اشارے سے [illegible] زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم ہوگا اور حد قذف اسپر پڑیگی ف اسواسطے کہ اسمیں شبہ ہے [illegible] ص اگر [illegible] نہیں ہے نزدیک امام کے لعان لازم نہوگا اگرچہ [illegible] لازم ہوگا ف اور دلیل دونوں کی ہدایہ میں اور اصل میں مذکور ہے ص [illegible] اور نسب لڑکے کا ثابت رہیگا اسلیے کہ تلاعن دونوں کا سبب [illegible] ف اور امام شافعی کے نزدیک قاضی کو چاہیے کہ ولد کا نسب بھی نفی کردے اسواسطے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی [illegible] ہلال بن امیہ سے اور اُنھے قذف کیا تھا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تھی روایت کیا [illegible] اور ابو داؤد نے اور بخاری [illegible] احکام نہیں مرتب ہوتے ہیں مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال کی گنجایش ہے [illegible] ص جس شخص نے کہ اپنی عورت کے جننے کے بعد نفی کیا ولد کو [illegible] کے وقت میں یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت میں تو نفی صحیح ہے اور نسب ثابت نہوگا اور لعان لازم ہوگا اور اگر بعد اس کے کہا تو نسب ثابت رہیگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا تعیین نہیں ایک روایت میں تین روز ہیں اور ایک روایت میں سات روز باعتبار عقیقے کے جامع الرموز ص اگر زوجہ نے ایک ہی حمل سے دو لڑکے جنے یعنی بیچ میں دونوں جننے کے چھ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو حد مارا جاویگا اور نسب ثابت ہوجاویگا دونوں کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھسے ہے اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونوں کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آوے گا ف اور وجہ اسکی اصل میں مذکور ہے

ص باب عنین کے بیان میں

ف عنین وہ شخص ہے جو قادر نہیں ہے وطی عورت پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہے ثیب پر اور بکر پر قادر نہیں تو بسبب

ضعف آلت کے یا بعض عورتون پر قادر ہی اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا کبر سن کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اُس عورت کے
جسپر قادر نہین آور بعض کتابون مین امتحان اسکا اسطرح پر مرقوم ہی کہ ایک طشت مین سرد پانی بھر کے اُسکو اُسمین بٹھلا دینا
اگر ذکر اُسکا چھوٹا اور مائل ہو جاوے طرف پیڑو کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہی ورنہ عنین ہی لیکن مدت مقرر کرنا ضرور ہی
اور محیط مین ہی کہ اگر آلت اُسکا صغیر ہی کہ فرج مین ادخال اُسکا ممکن نہین تو عورت کو مطالبہ تفریق کا نہین پہونچتا او
اگر نہایت صغیر ہو تو وہ مانند مجبوب کے ہی فی الفور تفریق کرا دی جاوے گی جیسا کہ آتا ہی **ص** اگر اُسنے اقرار
کیا کہ مین عورت پر نہین پہونچا **ف** یعنی ادخال نہین کیا **ص** تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر کر دے
اُسکو اور یہی صحیح ہی اور روایت حسن مین امام ابوحنیفہ سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ دن
اور ربع دن کا ہوتا ہی اور سال قمری بارہ مہینے کا اور مدت اُسکی تین سو چون دن ۳۵۴ اور تیسرا حصہ ایک دن کا اور تیسوان حصہ
ایک دن کا ہوتا ہی اور ماہ رمضان اور ایام حیض اُسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے **ف** ہدایہ
مین ہی کہ ایک برس کی مدت دینا مروی ہی حضرت عمرؓ اور علیؓ اور ابن مسعودؓ سے انتہی لیکن روایت عمرؓ کی سو اخراج کیا اُسکا عبدالرزاق
نے سعید بن المسیب سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطابؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی مانند اور یہ مدت اُس وقت سے
ہوگی جبسے نزاع واقع ہوا آور اسیطرح نکالا اُسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ عمر بن الخطابؓ نے لکھا شریح کو کہ مدت مقرر کرے
واسطے عنین کے ایک برس جس دن سے کہ قصہ اُٹھایا جاوے نزدیک تیرے آور ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کر دی واسطے
عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا یہ کہ اگر اس مدت مین جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کر دو درمیان اُنکے اور واسطے عورت کے
مہر ہی کامل اور روایت کیا اسکو امام محمد بن الحسن نے ابوحنیفہ سے انھون نے اسمعیل بن مسلم مکی سے انھون نے حسن سے کہ آئی ایک
عورت نزدیک عمر بن الخطابؓ کے اور خبر دی اُنکو کہ خاوند میرا مجھ تک نہین پہونچتا تو جبکہ تو مدت مقرر کر دی انھون نے اُسکے لیے ایک سال تو
ہر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہونچا اُسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اُسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا حضرت عمرؓ نے اُسکو
ایک طلاق بائن آور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی سو روایت کیا اُسکو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونون نے اپنی
سندون سے آور حدیث ابن مسعودؓ کی روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کی جاوے عنین
کی ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرا دی جاوے درمیان اُنکے اور بھی اخراج کیا اُسکا دارقطنی اور عبدالرزاق
نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا ابن ابی شیبہ
نے حسن اور شعبی اور عطا اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے کہ کہا ان سب نے مدت دیجاوے عنین کو ایک سال کی
ص پس جو وطی نہین کی اس مدت ایک سال مین تو قاضی تفریق کر دے ان دونون مین اگر عورت طلب کرے تفریق
کو اور بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہی اگر خلوت کی ہی اُس سے اور واجب ہوگی
عدت آور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے ابتدا سے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجھپر قادر ہوا ہون اور زوجہ نے
اُسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیبہ اور عورتون نے دیکھ کر کے گواہی دی کہ ثیبہ ہی خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی
تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکر ہی قاضی خاوند کو

[illegible]

ایک سال مہلت دے اور اگر بعد مہلت کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب مہلت نہ دیجاویگی تو اگر عورتون نے کہا ثیب ہے تو اگر خاوند حلف کریگا عورت کا حق باطل ہوئیگا جیسا کہ پہلے تھا اور اگر نکول کیا یا عورتون نے کہا بکر ہے تو عورت کو اختیار ہے تو اگر اپنے تئین اختیار کرلے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند کو اختیار کریگی تو حق اسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اسے کہتے ہین کہ جسکے خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہو اور اسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہے **ص** اگر زوج مجبوب ظاہر ہوا **ف** یعنی اسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرادیجاویگی اسواسطے کہ اسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین ہے بخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اس سے ہے **ف** بوجہ قیام آلت کے **ص** کسیکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین ہے بخلاف امام شافعی رح کے کہ انکے نزدیک پانچ عیبون مین خیار ہے ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمد رح کے نزدیک اگر خاوند کو جنون یا جذام یا برص ہے تو عورت کو اختیار ہے اور اگر عورت کو ہے تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کرسکتا ہے اسطرح کہ طلاق دیدے بخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین امرأۃ رتقاء جس سے جماع نہین کرسکتے بوجہ بند ہونے مقام دخول کے اور قرن نام ہے ایک عصب غلیظ کا یا گوشت کا جو اٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین ہو دے اسطرح کہ مانع ہو دخول سے امام شافعی کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے کراہت طبع ہوتی ہے اور طبع متنفر ہوتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اس شخص سے جسکو جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہے تو شیر سے روایت کیا اسکو بخاری نے ابو ہریرہ رض سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفاے منافع کو ہمارا جواب یہ ہے کہ فوت استیفاے منافع کا بالکل موت سے بھی ہو جاتا ہے اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہان تک کہ مدت سے کچھ مہر ساقط نہوگا تو عیوب مذکورہ بطریق اولیٰ موجب فسخ نہونگے اور یہ اسواسطے کہ استیفاے منافع ثمرۂ نکاح ہے اور استحقاق تمکین خاوند کا ہے وطی پر عورت سے اور وہ حاصل ہے مجذومہ مجنونہ اور برصاء سے اور اسیطرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور رتق کے کذا فی الہدایہ والکفایہ

ص باب عدت کے بیان مین

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیا اور عورت آزاد ہے اگر اسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک اسکو عدت لازم ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ یعنی مطلقات روک رکھین اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعی کے نزدیک عدت اسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے اس سبب سے کہ لفظ قروء سے کیا مراد ہے ہمارے نزدیک قرء کے معنی حیض ہین اور انکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین کے کتب اصول مین تفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا تو ماثور ہے خلفاء راشدین اور عبادلہ ثلاثہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داؤد اور نسائی نے معبد جہنی کو منقول ہے اور امام شافعی رح کا مذہب ماثور ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رض اور زید بن ثابت رض سے حالانکہ معارض ہوئی اسکی روایت ابن عمر رض سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

حنابلہ سے اور اسناد کی طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انہوں نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت
لونڈی کی دو حیض ہیں تو یہ بھی معارض ہے انکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہے سعید بن المسیبؓ اور ابن جبیر
اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی
اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سدی اور ابو عبید اور اسحٰق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمدؒ نے اور کہا امام محمد بن حسن نے
موطا میں **حدثنا** عيسى بن ابي عيسى الخياط المدني عن الشعبي عن ثلثة عشر من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم كلهم قالوا الرجل احق بامرأته حتى تغتسل من الحيضة الثالثة یعنی کہا
تیرہ شخصوں نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حقدار زیادہ ہے اپنی عورت کے ساتھ یہاں تک کہ غسل کرے
تیسرے حیض سے **ص** اور اگر اس عورت کو حیض نہیں آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور سن یاس کو پہنچ گئی ہو یا سن
بلوغ کو نہیں پہنچی اور حیض نہیں آیا تو اسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واللائي
يئسن من المحيض من نسائكم الآية **ص** اور اگر نکاح فسخ ہو گیا بسبب خیار بلوغ کے یا [illegible] زوجین کی ملک سے [illegible]
یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بشہوت یا بسبب [illegible] ہو جانے [illegible] یا بسبب [illegible] ہونے کے یا اور
کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد صاحب حیض ہے تو اسکی عدت تین حیض ہیں [illegible] ہونگے **ف** اور عدت
شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت [illegible] **ص** [illegible] اسواسطے
معتبر ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض میں طلاق دیا [illegible] ام ولد کا مولی مر گیا یا
اسکو آزاد کر دیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہے سے [illegible] یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت کے
متعہ کے اور خاوند مر گیا یا انمیں فرقت ہو گئی تو اگر عورت صاحب حیض ہے تو تین حیض اسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب حیض
نہیں تو تین مہینے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب مولی ام ولد کا مر جاوے یا آزاد کر دیوے تو عدت اسکی ایک
حیض ہے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو
کہ آزاد ہو گئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمرؓ کے تو آپ نے پسند کیا اسکو اور وفات میں
قول انکا معلوم نہیں لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھوں نے علی اور عبد اللہ سے کہ کہا ان دونوں نے عدت
ام ولد کی تین حیض ہیں جسوقت کہ مر جاوے مولی اسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری
اور عطا سے **ص** اور اگر حرہ کا خاوند مر گیا **ف** برابر ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہ
بہا یا غیر مدخولہ بہا صغیرہ یا کبیرہ **ص** تو عدت اسکی چار مہینے دس دن ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا
ترجمہ اور جو مر جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں روک رکھیں اپنے نفسوں کو چار مہینے دس دن **ص** اور
عدت اس لونڈی کی جو صاحب حیض ہے واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق اور عدت اسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اسواسطے

ف
اور ان
دونوں
کلیان

کہ قیمت منصف ہے اور حیض قسمت نہیں پاتا تو دوسرا حیض بھی پورا ہوگیا تو دو حیض ہوگئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے
کہ اگر استطاعت رکھتا مین تو کردون اسکو ایک حیض اور آدھا البتہ کرتا مین اسکو سو ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے اسکو
ڈیڑھ مہینا تو چپ ہو رہے حضرت عمرؓ روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور شافعی نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سکوت کیا کہ کلام اسکا قابل التفات تھا کیونکہ انکا کلام صاحبات حیض مین
تھا اور وہ عدت بیان کرتا تھا آیسہ کی تو مشورہ اسکا تخمین قیمت خارج تھا ص اور جو لونڈی صاحب حیض نہیں تو عدت
اسکی نصف عدت حرہ ہے یعنی واسطے طلاق اور فسخ کے ڈیڑھ مہینا اور واسطے موت کے دو مہینے اور پانچ روز اور عدت
حاملہ کی آزاد ہو یا لونڈی طلاق اور فسخ اور موت مین ساتھ وضع حمل کے ہے اگرچہ خاوند اسکا مر گیا ہو ف اسواسطے
کہ فرمایا الله تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی جو عورتین حاملہ ہین تو انکی عدت یہ ہو
کہ وضع حمل کرین اور حضرت علیؓ کے نزدیک عدت ہے وضع حمل اور چار مہینے دس دن سے بھی اور یہی قول ہے ابن عباس کا
کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اسکو عدت ساتھ وضع حمل کے اور آیت يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّعَشْرًا سے واجب ہو چار مہینے دس دن کو تو دونون جمع کرنے مین احتیاط ہے اور امام مالک کی موطا مین ہے سلیمان بن یسار
سے کہ عبد الله بن عباس اور ابا سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اختلاف کیا اس عورت مین کہ جنی کچھ راتون بعد
خاوند کے تو کہا ابو سلمہ نے کہ جب جنا اسنے تو حلال ہوگیا کہ نکاح کرے اور ابن عباس نے کہا کہ عدت اسکی
آخر ہے دونون مدتون سے تو کہا ابو ہریرہؓ نے کہ مین اپنے بھائی کے بیٹے یعنی ابا سلمہ کے ساتھ ہون پھر بھیجا
کریب غلام ابن عباس کو طرف ام سلمہؓ کے کہ اُنسے پوچھے اسکو تو خبر دی انھون نے اسکو کہ سبیعہ اسلمیہ جنی تھی بعد
وفات اپنے خاوند کے کچھ راتون بعد تو ذکر ہوا اسکا واسطے نبی صلی الله علیہ وسلم کے تب فرمایا آپ نے کہ حلال ہوئی
نکاح کیلئے [illegible] اور جامع ترمذی مین ہے کہ وہ جنی تھی بعد تیئیس یا پچیس دن کے اور صحیح بخاری مین ہے
کہ عبد الله بن مسعود [illegible] سورۃ نساء قصری بعد طولی کے اور مراد قصری سے يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَاءَ الآیۃ ہے اور طولی سے سورۃ بقرہ ہے تو غرض ابن مسعود کی یہ ہے کہ قول الله تعالی کا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اترا ہے بعد قول الله تعالی کے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہوگا واسطے متقدم
کے اور روایت ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا عبد الله بن مسعود نے واللہ لمن شاء لاعناه لانزلت
سورۃ النساء القصری بعد اربعۃ اشهر وعشرا اور بزار کی روایت مین ہے من شاء حالفناه
اور مروی ہے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہوجاویگی تو خبر دی انکو ایک شخص نے انصار مین سے
کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور خاوند اسکا تخت پر رکھا ہوا اور دفن نہوا ہو تب بھی حلال ہوجاویگی
روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین اور اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے ص
اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک مدت اسکی عدت وفات ہے ف اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے ص اور اگر
حاملہ ہوئی بعد [illegible] کے تو عدت اسکی عدت وفات ہوگی اور نسب [illegible] دونون صورتون مین یعنی چاہے قبل مرنے لڑکے کے حاملہ ہو یا بعد اسکے

ثابت نہوگا اور عدت زوجہ فار کی **ف** یعنی اُس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض میں طلاق دیا اور اُسی میں مرا **ص** واسطے طلاق بائن کے **ف** ایک ہو یا تین **ص** ابعد الاجلین ہے یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ تین حیض ہین مثلاً اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہے اُسکو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی گذر چکی اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہے اور اگر مولا نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت مین طلاق بائن کے یا عدت مین موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت آیسہ یعنی جو سن ایاس مین ہو یعنی پچپن برس یا زیادہ کی ہو اور خون اُسکا موقوف ہوگیا ہو اور طلاق دیا اُسکو خاوند نے تو عدت کرلی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے ان تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آیسہ نتھی تو اب پھر عدت حیضون سے شروع کرے اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے **ف** اور بعضون کا مذہب ہے کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے باطل نہوگی اور فساد نکاح بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون کی باطل ہو جاویگی اور فساد نکاح ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر آیسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے جاہئے جسطرح کا ہو وہ حیض ہو جاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی هكذا فی الکفایۃ و فتح القدیر اور وقایہ مین لکھا ہے کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی ہے اکثر معتبر کتابون مین کذا فی البحر **ص** اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہے کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہوگیا ہو اور وہ خون دیکھے بعد اسکے تو حیض نہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اُسنے نکاح کرلیا ہو تو ایسے خون سے نکاح فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین **ف** اور موافق روایت وقایہ کے فاسد ہوگا **ص** اور اگر اُس عورت نے عدت شروع کی حیض سے اور بعد ایک دو حیض کے آیسہ ہوگئی اور خون اُسکا منقطع ہوا تو مہینون سے عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھ کہ حیض و طہر گذرا ہے عدت مین محسوب نہوگا **ص** اور اگر ایک عورت عدت مین تھی اور کسی شخص نے اُس سے شبہے سے وطی کی **ف** برابر ہے کہ وہ شخص اُسکا خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہے یا اجنبی ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین متداخل ہو جاوینگی یعنی جو کچھ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جو حیض کہ بعد وطی بالشبہہ کے دیکھے وہ دونون عدتون مین محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہو جاوے تو دوسری کو تمام کرلے اور صورت اسکی یون ہے کہ زوج نے اُسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیا اور اُسکو ایک حیض آیا اور پھر اُس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو حیض بعد اُسکے دونون عدتون مین ہو جاوینگے تو عدت پہلی تمام ہوگئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض اور چاہیے اور امام شافعی کے نزدیک تداخل جب ہوگا کہ وطی بالشبہہ زوج سے ہو اور عورت اُسکی عدت مین ہو لیکن اگر دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

اور طلاق کا علم نہو وے **ف** اور اگر بیچ میں عدت کے علم ہو گیا تو باقی کو تمام کرے **ص** اور شروع اس عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد میں جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد کرے ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور تکذیب کی اسکی زوج نے تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق بائن دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اس سے عدت میں اور پھر طلاق دیا اسکو قبل دخول کے تو خاوند پر کامل مہر لازم ہے اور اسپر نئے سرے سے ایک عدت مستقل واجب ہے نزدیک شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہے اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہے اور امام زفر کے نزدیک عورت پر بالکل عدت نہیں **ف** اور دلائل سب تینوں کے مذکور ہیں ہدایہ اور شرح وقایہ میں **ص** اور اگر ذمی نے طلاق دیا ذمیہ کو تو اسپر عدت نہیں اگر ذمیوں کا یہی اعتقاد ہے اور اگر اعتقاد میں انکے عدت ہے تو اسپر عدت لازم ہے امام صاحب کے نزدیک بھی اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں عدت اسپر واجب ہے **ف** اور اگر حربی نے حربیہ کو طلاق دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز **ص** اور اسیطرح اگر حربیہ ہماری طرف چلی آئی مسلمان ہو کے تو اسپر عدت نہیں تو اگر نکاح کرے جائز ہے مگر یہ کہ حاملہ ہو **ف** اور صاحبین کے نزدیک اس صورت میں بھی اسپر عدت ہے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہو تو جائز ہے نکاح اسکا اور وطی نکرے اس سے جیسے وہ عورت جو حاملہ ہو زنا سے اور اول صحیح ہے کذا فی الہدایہ **ص**

فصل جس عورت کا خاوند مر گیا یا اسکو طلاق بائن دیا اور وہ بالغہ ہے مسلمان ہے حرہ ہو یا نہو تو اسکو عدت میں چاہیے کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہیں ہے معتدہ بائن پر **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ میں سوگ کرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند کے چار مہینے اور دس دن روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا الزوج میں ہے اور لیکن مبتوتہ میں سو دلیل اسکی ہدایہ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے مہندی سے اور فرمایا کہ حنا خوشبو ہے کہا ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہ اس حدیث کو سروجی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اسکو طرف نسائی کے اور لفظ اسکا یہ ہے نهى المعتدة عن الكحل والدهن والخضاب بالحناء قال الحناء طيب اور جانو کہ یہ حدیث کسی کتاب میں ہو کتب نسائی سے اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر جہانتک کہ گذر جاوے عدت اسکی اور اپنے دوسرے عزیزوں پر تین دن تک **ص** یعنی آرایش نکرے اور جامہ زعفرانی اور کسم رنگ کا نہ پہنے **ف** اسواسطے کہ اسمیں خوشبو آتی ہے اور خوشبو ممنوع ہے جیسا کہ روایت کیا اسکو جنے اوپر اور حدیث ام عطیہ میں ہے کہ نہ پہنے کپڑا رنگین مگر کپڑا رنگے سوت کا **ص** اور مہندی نہ لگا دے **ف** کیونکہ حدیث ام سلمہ میں ہے اور نہ مہندی سے کہ وہ خضاب ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور اسناد اسکی حسن ہے **ص** اور خوشبو اور تیل نہ لگاوے **ف** ہدایہ میں ہے اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہیں خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل میں کوئی عدت بھی

نہین آئی **ص** اور سرمہ نہ لگاوے **ف** اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ مین ہو کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو
لگاوے مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج مین ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہو اور یہی لفظ مسلم کا ہو اور
ابوداؤد اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نکرے اور نسائی کی روایت مین ہو کہ کنگھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ مین ہو
کہ پوچھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤن فرمایا بیرون سے **ص** مگر عذر سے
ف کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی ماں کو ام حکیم کی جب مرگئے تھے خاوند انکے اور شدت تھی
آشوب کی آنکھون مین روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اسمین ضرورت ہو اور مقصود دوا ہو نہ زینت
ہو جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤن کے **ص** اور نہ سوگ
کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کردیا مولا نے اور نکاح فاسد مین اسواسطے کہ یہان نعمت نکاح جاتی نہ رہی
بلکہ نکاح فاسد کا رفع واجب ہو **ف** تو اور خوشی چاہیے **ص** اور نہ پیغام صریح بھیجے اس عورت کے پاس جو معتدہ ہو
نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایہ سے اگر معتدہ موت ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا
عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ الآیۃ یعنی نہین گناہ ہو تمپر اس مین جو اشارہ کرو تم ساتھ اسکے پیغام سے عورتون کے اور
حضرت ابن عباس سے مروی ہو صحیح بخاری مین کہ کہے ارادہ کرتا ہون مین نکاح کا یا چاہتا ہون کہ مل جاوے مجھے کوئی عورت
نیک بخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہو اور مین تجھ مین راغب ہون اور اللہ تجھ کو ایک خیر پہونچانے والا ہو یا [illegible] اور
نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول مین اللہ تعالی کے اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کہا کہ کہے مین تجھ [illegible]
ہون اور مین امیدوار ہون کہ ہم تم جمع ہون اور یہ نہ کہے کہ مین تجھسے ارادہ نکاح کا رکھتا ہون [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر مین اس آیت شریف کے وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا [illegible]
پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہو اور ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہو [illegible]
تعریض بھی بالاجماع جائز نہین ہو فتح القدیر **ص** اور جو عورت کہ عدت مین [illegible]
گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکالو انکو اپنے گھرون سے اور نہ وہ نکلین مگر جب لاوین [illegible]
عبداللہ بن مسعود سے مروی ہو کہ فاحشہ یہ ہو کہ زنا کرین اور واسطے حد مارنے کے نکالی جاوین اور [illegible]
کہ فاحشہ یہ ہو کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزون پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتون کا نفقہ [illegible]
تو انکو احتیاج نکلنے کی نہین **ص** اور جو عورت کہ عدت مین موت کی ہو اسکو جائز ہو کہ دن کو نکلے اور کچھ حصہ [illegible]
کو اور گذارے اکثر رات کو گھر اپنے منزل مین **ف** اسواسطے کہ اسکے واسطے نفقہ نہین ہو تو محتاج ہوگی طرف نکلنے کے [illegible]
کے کہ نفقہ اسکا خاوند پر ہو **ص** جو عورت کہ اسپر عدت واجب ہوئی تو اسکو چاہیے کہ اسی گھر مین اپنے [illegible]
اُسی گھر مین عدت کو تمام کرے **ف** یعنی اس گھر مین جو اسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت کے [illegible] اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اور اضافت بیوت کی انکی طرف کی اور [illegible]

۱ [illegible] عود هندی [illegible] سموم [illegible] بجای است و [illegible] وشرب آن [illegible] می برد [illegible] وسحق [illegible] ونافع حمی الربع وحمی الورد و آن بردو قسم می باشد هندی و بحری و بحری خوب است و در حرارت کمتر است از هندی ۱۲ مجمع البحار
۲ اظفار [illegible]

مرد ہی ہو کہ خاوند انکا انکا تلاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اُسکو جب ملے وہ اُسنے کہا آسنے کہ پھر پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جبتک کہ پہونچے لکھا اللہ کا اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی اسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمانؓ نے نکالا اُسکو احمد اور چارون عالمون نے اور مالکؒ نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے اور کہا کہ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ مِنَ الْوَجْهَیْنِ جَمِیْعًا وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ یعنی صحیح ہو اسناد اُسکی دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اُسکو بخاری و مسلم نے اور کہا محمد بن یحییٰ ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہو اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف ہووے اُسکو تلف مال کا یا گھر کے گر جانے کا یا کرایہ گھر کا اُسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہو کہ اُس گھر سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہو تو گھر مین خاوند سے پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہو کہ خاوند وہان سے نکل آوے ف اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہو ہدایہ ص اور اسیطرح اگر خاوند فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہو کہ خاوند نکل جاوے ف فتح القدیر مین ہو کہ جہان کوئی اس قسم کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہو کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہو کہ ان دونون کے بیچ میں ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ خاوند کو عورت سے منع کرے یا بیچ میں پردہ ہو اور اگر کسی شخص نے سفر مین اپنی زوجہ کو کہ اُسکے ساتھ ہو طلاق بائن دیا یا مر گیا اور وہان موضع اقامت نہین ہو اور زوجہ کے شہر تک وہان سے مدت سفر نہین ہو تو وہان سے پھر آوے اور آن کے عدت بیٹھے اور اگر جہان کا ارادہ رکھتی ہو اور جہان سے آتی ہو دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون تو عورت کو اختیار ہو جہان ان دونون جانب سے چلی جاوے ہو سکتا ہو برابر ہو کہ اُسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہو کہ رجوع کرے اور اپنے مسکن مین آکے جہان سے چلی تھی عدت پوری کرے اور امام سرخسی کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو اُسکو اختیار کرے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہ سے نکلی ہو تین روز کی راہ ہووے اور جسطرف جاتی ہو کم ہووے تو اُسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہ موضع اقامت ہو مثلاً شہر ہو تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اُسکے پاس کوئی ولی محرم ہووے اسواسطے کہ نکلنا معتدہ کو حرام ہو اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسکے ساتھ ولی ہو تو نکلنا اُسکا حرام نہین ہو کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہو اور حرمت سفر کی ٹھہر گئی بسبب ولی کے تو اب یہ قول اچھا ہو اسمین کہ جب نکلنا جائز ہوا تو اب کس طرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہو جیسے گذری

ص باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اُس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہو اور پھر نکاح کیا اُس سے اور وہ جنی بعد چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب لڑکے کا اُس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہو ویگا اُسکو مہر اُس عورت کا ف اور دلیل اُسکی اصل مین مذکور ہو ص اور ثابت ہو ویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا اگر جنے

وہ لڑکے کو دو برس میں یا زیادہ میں جب تک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کر لیگی عدت کے گذر جانے
کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ میں دو برس سے زیادہ کی مدت ہو تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب
جب ثابت ہوتا ہو کہ مدت اقرار اور ولادت میں چھ مہینے سے کم گذرے ہوں جیسا کہ آگے آتا ہو اور اگر لائی
اُس لڑکے کو کم میں دو برس سے تو بائنہ ہو جاویگی اپنے خاوند سے ساتھ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہو جاویگا بخلاف
اُس صورت کے جب جنے زیادہ میں دو برس سے کہ وہاں رجعت ثابت ہو جاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہیں ہو سکتا ہو اگر مدت
میں **ف** اور اول صورت میں ہو سکتا ہو کہ وطی نکاح میں ہو کیونکہ وہاں وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت
گذری ہو **ص** اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہو تو اسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنے وقت طلاق
سے دو برس سے کم میں اسلیے کہ ممکن ہو کہ یہ علوق قبل طلاق کے ہو اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اُسکا
دعوی کرے کیونکہ ہو سکتا ہو کہ اُسنے وطی کی ہو شبہ سے ایام عدت میں اور جو عورت مراہقہ ہو یعنی ایسی لڑکی ہو کہ اُسکے
مثل کی عورتوں سے جماع ہوتا ہو اور وہ ایسی سن میں ہو کہ بالغ ہو سکتی ہو مثلاً نو برس یا زیادہ کی ہو اور کچھ علامات بلوغ کے
ظاہر نہیں ہوئے وہ اگر بعد طلاق کے کم میں نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا اور اگر نو
مہینے میں جنی تو نسب ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں اور عدت اسکی تین مہینے
ف اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہو **ص** اور [illegible] کے اگر طلاق [illegible] ہو تو دو برس یا زیادہ تک
نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے اسکی عدت کے [illegible] اور اگر طلاق [illegible] ہو تو دو
برس تک اور اگر [illegible] اقرار کیا [illegible] چھ مہینے سے کم [illegible] اقرار سے جنی تو
نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا لیکن اگر چھ مہینے یا زیادہ میں [illegible] اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا **ف** کذا فی
فتح القدیر وغیرہا [illegible] لکھا ہو کہ چھ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہو [illegible] شرح وقایہ میں وقت طلاق سے لکھا ہو
اور ظاہر یہ ہو کہ سہو قلم ناسخ سے **ص** اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ میں نے لڑکا جنا اور خاوند نے اُسکی ولادت
کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اُسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب
ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر نہ تھا اور خاوند نے بھی اُسکا اقرار نہیں کیا تھا تو دو مردوں کی یا ایک مرد
اور دو عورتوں کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہو امام صاحب کے نزدیک مطلق یہ کہ وہ تنہا گھر میں گئی اور اُسکے
ساتھ کوئی نتھا اور گھر میں کوئی لڑکا نتھا اور وہ دونوں مرد گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی
آنکھ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتوں میں گواہی ایک عورت کی کافی ہو اگر کوئی عورت مدت موت میں
دو سال کے قبل جنے تو نسب ثابت ہو جاویگا اور اگر معلوم نہیں کہ قبل موت کے جنی یا بعد اُسکے دو برس میں یا کم میں لیکن اقرار
کیا ورثہ نے کہ یہ لڑکا اُنکے مورث کا ہو تو اگر صاحب فرائض ہیں کہ اُنسے صحت شہادت نہیں ہو سکتی بوجہ نہ کامل ہونے
نصاب شہادت کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہو جاویگا اُس مقر کے حق میں اور اگر صحیح الشہادۃ ہیں تو نسب اُسکا
ثابت ہو جاویگا مقر اور غیر مقر سب کے حق میں اور جو ورثہ نے اقرار نہیں کیا تو نسب ثابت نہوگا ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت

اور وہ جنی کم مین چھ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اُسکا ثابت ہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت
ہوگا ہدایہ یہ کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت
ہوگا پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کی نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھ سے نہین تو لعان کرلیوے اور اگر بعد نکاح کے
جنی اور دعوی کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہوے اور مرد نے دعوی کیا کہ چھ مہینے نہین ہوے تو امام ابوحنیفہ رح کے
نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہو جاویگا ف اور لڑکا اُسی کا ہو جاویگا ہدایہ ص اور اگر عورت سے کہا اگر تو جنیگی
تو طلاق ہے اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع ہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ رح کے اور امام ابویوسف اور محمد
کے نزدیک طلاق واقع ہو جاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہے کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے تو طلاق بالتبع ثابت
ہو جاویگا ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہے ان امور مین کہ نہین استطاعت رکھتے ہین
مرد انکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہا انھون نے جاری ہوئی سنت
اس بات پر کہ جائز ہے شہادت عورتون کی ان امور مین کہ نہین اطلاع پاتے ہین ان پر کوئی سوا انکے مثل عورتون کے ولادت اور عیوب
پر اور جائز ہے شہادت دایہ کی تنہا اوپر رونے لڑکے کے اور دو عورتین یا زیادہ اسکے سوا ہین اور یہ حدیث حجت ہے کیونکہ
یہ مرسل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے
انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے
کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر [illegible] اخراج کیا اسکا امام ابوحنیفہ رح نے مسند مین اور دلیل انکا
کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر مین ص اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی طلاق کی ولادت پر تو
عورت پر طلاق پڑ جاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین ف
امام اعظم کے نزدیک اور دلیل ہماری قول حضرت عائشہ کا ہے کہ نہین رہتا ہے لڑکا رحم مین اکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہے کہ نہین
زیادہ ہوتی ہے عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ بمانند سایہ نکلنے کے یعنی اگرچہ بقدر سایہ نکلنے کے ہو کیونکہ سایہ نکلنے کا وقت دوران
چرخے کے سریع الزوال ہوتا ہے اور سایون سے اور مقصود تقلیل مدت ہے اخراج کیا اس قول کا دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن
مین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل انکے ضعیفہ ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر
مین لکھا ہے ص اور اقل چھ مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا پھر
فرمایا وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے ص اور جس شخص نے نکاح کیا کسی کی لونڈی
سے پھر طلاق دیا اسکو ف بعد دخول کے ص پھر خریدا اسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم مین خریدنے کے وقت سے
تو لازم ہوویگا لڑکا اُس شخص کو بغیر دعوی کے اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعوی کے اسکو لازم نہوگا ف
اور یہ جب ہے کہ طلاق ایک ہو رجعی یا بائن یا خلع ہو اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک وقت طلاق
سے ہدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہے تو وہ میرا ہے اور شہادت دی اُسکی
ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ لونڈی اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور اگر کسی نے

ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہی اور وہ اُسکا لڑکا ہو سکتا ہو بعد اُسکے وہ شخص مرگیا اور لڑکے کی ماں نے کہا کہ وہ اُسکا بیٹا ہی اور مین اُسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ وہ اُس لڑکے کی ماں ہی اور اگر معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہی اور وارثون نے کہا کہ تو ام ولد ہی تو عورت کو میراث نہ ملیگی اور لڑکا وارث ہوگا

ص باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول ماں ہی اور اُسپر جبر نکرینگے اگرچہ اُسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہو جاوے یعنی طلاق دیا ہو **ف** کیونکہ روایت ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا اُسکا برتن اور چھاتی میری اُسکی مشک اور گود میری اُسکا مکان اور باپ نے اُسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہی کہ چھین لے اُسکو مجھسے سو فرمایا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہی اُسکے رکھنے کی جب تک نکاح نہ کرے روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور اسواسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہی تو دینا اُسکی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابوبکر نے دیا عاصم اُسپر حضرت عمر کو بلکہ سپرد کیا اُسکو طرف اُسکی ماں کے وقت وقوع فرقت کے روایت کیا اسکو مالک نے اور عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابوبکر نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہو کہ عمر بن خطاب نے طلاق دیا جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اُسنے نکاح کیا اور آئے حضرت عمر اور سوار لیا اپنے بیٹے [illegible] اسکو اُسکی ماں نے [illegible] مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابوبکر پاس تو فرمایا حضرت ابوبکر نے کہ چھوڑ دو اُسکی ماں اور لڑکے کو تو سپرد کیا اُسکی ماں نے لڑکے کو اور ایک روایت مین [illegible] فرمایا حضرت ابوبکر نے [illegible] اُسکی [illegible] ہو اُسکے لیے تجھسے یہان تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے [illegible] **ص** [illegible] ماں [illegible] **ف** یعنی مرگئی ہو یا کسی اجنبی سے اُسنے نکاح پڑھا لیا ہو [illegible] **ف** یعنی نانی کی ماں اور نانی کی نانی [illegible] اسواسطے کہ [illegible] ماؤن کی جانب [illegible] ماں کی ماں کی طرف منتقل ہو جاویگا **ص** اور اگر نانی نہو [illegible] **ف** [illegible] ترکے مین اور شفقت بھی اُسکو زیادہ ہی [illegible] علاتی **ف** اور یہ اولی ہی خالہ سے اسواسطے کہ [illegible] باپ کی [illegible] اور ایک روایت مین خالہ اولی ہی [illegible] اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالہ بمنزلہ ماں کے ہی [illegible] بیٹی حضرت حمزہ کے نکالا اُسکو بخاری نے اور نکالا اُسکو امام احمد نے [illegible] کی پھر فرمایا کہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے کہ بیشک خالہ ماں ہی اور روایت اسحق [illegible] مین ہی اس لفظ سے فَاِنَّ الْخَالَةَ وَالِدَةٌ اور یہی عبارت واقع ہی ہدایہ مین **ص** بعد اُسکے حقیقی بہنین ماں کی پھر اخیافی بہنین ماں کی پھر علاتی بہنین ماں کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی **ف** اور حاصل یہ ہی کہ اول جو ذات قرابتین ہین یعنی باپ اور ماں دونون کی طرف کی ہین مقدم کیجاویگی پھر ماں کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اسواسطے مقدم ہی پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہوتی ہی

اور خالہ ماں کی بہن اور قرابت مادری اس مقام میں اولی ہے **ص** اور یہ جب ہے کہ یہ عورتیں آزاد ہوں اسواسطے کہ لونڈی
اور ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہیں **ف** اسواسطے کہ انکو خدمت سے فراغت نہیں **ص** اور حکم ذمیہ کا مثل
مسلمہ کے ہے تو اگر لڑکا مسلمان ہے اور ماں اسکی ذمیہ ہے تو اسکی ماں کو حق ہے پرورش کا جبتک وہ نہ پہچانے دین کو یا الفت پکڑے
کفر سے تو ان دونوں صورتوں میں ماں سے چھین لیا جاویگا اور جس عورت نے کہ نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش
کا حق اسکی جاتا رہا **ف** اور دلیل اسکی حدیث عبد اللہ بن عمرو ہے جو اوپر گذری **ص** اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اسکی
ماں نے نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اسکی دادی نے اسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا **ف** اور دلیل اسکی ظاہر ہے
ص اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہو گیا تو پھر حق اسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت ماں اور باپ
کی جانب سے موجود نہووے تو حق پرورش عصبات کو ہے علی الترتیب **ف** یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی
علاتی پھر بیٹا حقیقی بھائی کا پھر بیٹا علاتی بھائی کا اور اسیطرح نیچے تک کی اولاد ان سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے **ص** لیکن صغیرہ
کو ساتھ عصبہ غیر محرم کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے **ف** اور صغیر کو دیدینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہیں
آزاد کرنیوالے کو اور کافی میں ہے کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اسکے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی
کو پھر اسکے بیٹے کو پھر ماں کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگوں کو بھی ولایت ہے نکاح میں نزدیک
امام ابو حنیفہ کے کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے میں ہیں تو ان میں زیادہ پرہیزگار ہے وہ اسکو پھر جو زیادہ عمر والا
ہوگا اسکو دینگے جامع الرموز **ص** اور نہ اسکو جو فاسق ہو لوگوں کو حیلہ سکھاتا ہو اور نہ لڑکے کو اختیار ہوگا بخلاف امام شافعی
ف کہ انکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہے اسواسطے کہ روایت ہے رافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لائے اور انکار کیا انکی عورت نے
اسلام سے سو بٹھایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کو ایک کونے میں اور باپ کو ایک کونے میں اور لڑکے کو انکے درمیان
میں سو جھکا لڑکا اپنی ماں کی طرف پھر فرمایا آپ نے یا اللہ تو ہدایت کر اسے پھر جھکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اس نے اسکو نکالا
اسکو ابوداود اور نسائی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور بھی نکالا چاروں عالموں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اختیار دیا لڑکے کو ماں اور باپ کے درمیان میں کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہے اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہے
کہ لڑکے کی عقل ناقص ہے سو اختیار کریگا اسی شخص کو جو اسکو تقید نکرے بوجہ میلان اسکے کی طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہے صحابہ سے کہ
انھوں نے اختیار نہیں دیا اور یہ حدیث سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ای اللہ ہدایت کر اسکو اور دعا
آپ کی مستجاب ہے مقبول ہے تو اسمیں بہتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہے اس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا **ص** اور ماں اور
نانی حقدار ہیں پسر کی یہانتک کہ کھاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے
ف اور اسی پر فتوی ہے ج **ص** اور دختر کی یہانتک کہ حیض آوے اور امام محمد سے مروی ہے یہانتک کہ شہوت دار ہووے
اور یہی معتبر ہے واسطے فساد زمانے کے اور سوا ماں باپ کے حقدار ہیں دختر کے یہانتک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز نہیں ہے
کہ بعد عدت کے کہیں اپنے فرزند کو سفر میں لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی میں جہاں اسکا نکاح ہوا تھا **ف** اسواسطے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہوا کسی شہر میں تو وہ اہل اس شہر کا ہے نماز پڑھے مقیم کی

اسکو ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمانؓ سے اور ابن ابی یعلی نے اور لفظ اسکا یہ ہی کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر مین تو وہ اہل اُس شہر کا ہی اور اسناد مین اُسکی عکرمہ بن ابراہیم ازدی ضعیف ہی ص اور یہ اعتبار صرف ماں کو ہی اور غیر کو درست ہی اگرچہ نزدیک ہو

باب نفقے کے بیان مین

واجب ہی نفقہ اور لباس اور مسکن خاوند پر ف اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالیٰ کا ہی لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کشایش اپنی کشایش سے اور فرمایا وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع مین کہ عورتوں کے لیے تمہارے اوپر رزق ہی اور لباس ہی موافق دستور کے اور یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی اور اسواسطے کہ یہ نفقہ روکے رہنے کا ہی جیسے نفقہ قاضی کا ہی اور عامل صدقے کا ص اگرچہ چھوٹا ہو وطی پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافرہ ف واسطے اطلاق آیت کے ص بڑی ہو یا چھوٹی ہو ایسی وطی کی جاتی ہو اور اگر وطی نہ کی جاتی ہو بسبب اُسکی صغرسنی کے یا کوئی اور مانع کے جو جانب زوجہ سے ہو تو خاوند پر نفقہ واجب نہوگا اور معتبر نفقے مین دونون کا حال ہی تو اگر دونون غنی ہین تو نفقہ غنا کا اور جو دونون تنگدست ہین تو نفقہ تنگدستی کا اور جو ایک غنی ہی اور دوسرا تنگدست تو دونون کے بیچ مین ف مثلاً خاوند امیر ہی اپنے گھر مین حلوا اور کباب اور اقسام کے کھانے کھاتا ہی اور عورت اپنے گھر مین جو کی روٹی کھاتی ہی تو خاوند پر واجب نہین کہ جو آپ کھاتا ہی وہ دیوے بلکہ گیہون کی اور ایک قسم کے کھانے دیوے ص اور یہ ہمارا مذہب ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک سب حالتون مین اعتبار خاوند کا ہی ف اور دلیل ہماری یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت ابو سفیان کو کہ لے لے تو اُسکے مال سے اُسقدر کہ کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقے کی طرف زوجہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اگرچہ زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہو اور خاوند نے اُسکو طلب کیا ہو یا خاوند کے گھر مین جانے ہو تو نفقہ اُسکا خاوند پر ہی ف اور اگر باوجود طلب کے از راہ شرارت ناحق نہ آئی ہو تو نفقہ اُسکا خاوند پر نہین ہی ص نہ وہ جو نکل گئی ہی خانہ ناحق اور اگر حق پر نکلی مثلاً اپنا مہر معجل طلب کرتی ہی تو نفقہ اُسکا رہیگا ف اور اگر خاوند کے گھر مین ہی اور وطی سے مانع ہوتی ہی تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پہونچتا ہی کہ جبراً بغیر اُسکی رضا کے وطی کرے ص اور اگر زوجہ قرض مین قید ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر مین مریض ہو لی یا کوئی اُسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اُسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اُسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند مالدار ہی تو واجب ہی اُسپر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہی اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک اُسپر دو خادمون کا نفقہ واجب ہی ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہین کہ ایک دونون کا متولی ہو سکتا ہی ف اور فتوی قول طرفین پر ہی ص اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہین نفقہ خادم کا اور امام محمدؒ کے نزدیک تنگدستی مین بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہی ف اور صحیح مفتی بہ اول ہی ہدایہ ص اور اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہوگا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہان تک کہ خاوند مالدار ہو جاوے اور ادا کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تفریق کرا دیجاویگی ف اور احادیث اور آثار امام شافعیؒ کے اثبات مین

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات انکے استدلالات کے بھی بتفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے
وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی دست تک
ص اور ہمارے [illegible] نے حجت کیا کہ بے تفریق کے معاش ممکن نہین ہے اسواسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہے اور [illegible] ایسا ہوگا کہ کوئی اسکو قرض نہ دیگا اور غنی ہوجانا خاوند کا ایک امر موہوم ہے تو اچھا جاننا اس بات کو
کہ قاضی ایک شافعی المذہب کو معین کردیوے کہ وہ ان دونون کے بیچ مین تفریق کردیوے ف اور اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ حنفی کو فتوی اپنے مذہب کے [illegible] دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو ص اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے
کہ خاوند اسکا تنگدست ہے نفقہ فرض کیا بعد اسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقہ غنا تمام کرے اور نہ
اگر خاوند نے مدت [illegible] زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو ان ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہوجاویگا مگر یہ کہ قاضی نے اسکے واسطے
نفقہ معین کیا ہو یا [illegible] کسی چیز پر [illegible] ہوے ہون تو ان صورتون مین ان ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا
جب تک کہ [illegible] مین اگر کوئی ان دونون مین سے مرگیا یا طلاق دیدیا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہوگا مگر جبکہ
قرض لیا ہو عورت نے بحکم قاضی کے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک موت سے
ساقط نہوگا [illegible] اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلاً چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے
خاوند مر جاوے [illegible] نفقہ [illegible] شیخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب
کر کے ایک مہینے کا نفقہ عورت [illegible] باقی پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا ف اور فتوی قول شیخین پر ہے ص اور اگر غلام
نے [illegible] نفقہ اسکا اسپر واجب ہو تو بیچا جاویگا اسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح سے
[illegible] ف [illegible] اسپر نفقے کے جمع ہوگئے اور دوبارہ بیچنے مین ادا ہوگئے [illegible] جمع ہو تو پھر
بیچا جاویگا [illegible] پانچوین بار [illegible] ص اور صورت اسکی یون ہے کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولی
کی [illegible] سے اور قاضی نے اسپر نفقہ فرض کیا یہانتک کہ ہزار درم جمع ہوے اور پانسو روپیہ کو بیچا گیا اور وہی اسکی قیمت ہے
اور مشتری جانتا ہے کہ اسکے ذمہ دین نفقے کا ہے تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہے بلکہ اور طرح کا دین ہو تو ایک ہی
بار بیچا جاویگا ف اور باقی دین موقوف رہیگا اسکی حریت پر ص اور خاوند پر واجب ہے کہ عورت کو رکھے ایک اکیلے گھر مین
کہ اسمین کوئی خاوند کے اہل سے نہووے اور نہ اسکا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہوجاوے خاوند
کے اہل کے ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہو اور اسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ جدا ہو قفل اسکا علیحدہ ہو اور
خاوند کو پہونچتا ہے کہ والدین زوجہ کو اور اسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین نہ آنے دیوے اسواسطے کہ گھر ملک
خاوند کا ہے تو اسکو منع پہونچتا ہے اور نہین جائز ہے کہ منع کرے انکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اسکے ساتھ جسوقت
چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہے کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو
اسکے پاس آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال بھر مین ایک بار روکے اور یہی صحیح ہے
ف ایسا ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہے اور اسی پر فتوی ہے ص اور تعین کردے تو قاضی نفقہ [illegible] کی زوجہ کا جو غائب ہے

اور اُسکے والدین کا اور اُسکی اولاد صغار کا اُسکے مال سے جو اُنکے حق کی جنس سے ہو مثلاً دراہم یا دنانیر یا کپڑے ہوں اُسکے پہننے کے لایق فقط
اُس صورت کے کہ وہ اُنکے حق کی جنس سے نہو یا مثلاً اُن اسباب کے کہ اُنکی بیع کی حاجت پڑے واسطے صرف نفقہ کے ف
جیسے مکان میں آلات وغیرہ ص کہ وہ نہ بیچے جاوینگے کہ نزدیک مودع یا مضارب یا مدیون کے ہو اور وہ لوگ اقرار کرتے ہوں اُس مال کا
اور اُسکی زوجہ ہونیکا یا قاضی زوجہ ہونیکو جانتا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے ضامن لیوے اور حلف دلاوے اُسکو اوپر اس بات کے کہ اُس
شخص غائب نے اُسکو نفقہ نہیں دیا ہے اور اگر وہ شخص مقر نکاح کے نہوں اور قاضی بھی نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی
نفقے کو اُسپر فرض کریگا اسیطرح اُسنے اگر کچھ مال نہیں چھوڑا اور زوجہ نے بینہ قائم کیے نکاح پر تاکہ قاضی اُسکے لیے نفقہ مقرر کرے
اور اُسکو حکم کرے قرض لینے کا خاوند پر تب بھی قاضی نفقہ اُسکے لیے مقرر نہ کریگا اور حکم نکاح بھی نہ کریگا اسواسطے کہ حکم غائب پر جائز
نہیں ف یعنی مدعا علیہ کے غائب ہونے پر فیصلہ کر دینا اُسپر جائز نہیں ص اور امام زفرؒ کے نزدیک نفقہ اُسپر فرض کر دے اور نکاح کا حکم کرے
اور آجکل میں اسواسطے حاجت آدمیوں کے قاضی تعمیل موافق مذہب امام زفرؒ کے کرتے ہیں ف اور محیط میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے

فصل

جو عورت کہ عدت میں طلاق رجعی یا بائن کے ہو یا عدت میں اُس فرقت کی ہو جو بسبب
زوجہ کے نہیں ہو جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہو تو اُسکا نفقہ اور مسکن عدت کے
گذرنے تک خاوند پر واجب ہے اور نزدیک امام شافعیؒ کے طلاق بائن میں نفقہ اور مسکن خاوند پر نہیں ہے اور دلیل اُنکی
وہ حدیث فاطمہؓ بنت قیس ہے ف کہ تین طلاق دیے تھے اُنکو خاوند نے اُنکے تو نہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے واسطے اُسکے مسکن اور نفقہ روایت کیا اُسکو مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت
عمرؓ نے اِس حدیث کو رد کیا ف جامع ترمذی اور ابوداود اور صحیح مسلم وغیرہ میں ذکر آیا فاطمہؓ بنت قیس کو کہ عمر بن الخطابؓ
نے فرمایا آپنے کہ نہیں چھوڑیں گے ہم کتاب اپنے رب کی اور سنت اپنے نبی کی واسطے قول ایک عورت کے
کہ نہیں جانتے ہیں ہم کہ یاد رکھا اُسنے یا نہیں روایت کیا طحاوی اور دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے سنا ہے میں نے رسول
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مطلقہ ثلاث کو مسکن اور نفقہ ہے اور حضرت عائشہؓ نے بھی اس حدیث کو رد کیا
اور کہا فاطمہؓ کو کیا ہے کہ نہیں خوف کرتی ہے اللہ کا یہ صحیح بخاری میں ہے اور بھی نمانا اُسکو تابعین نے مثل اسود اور سعید
بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث میں جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر میں دیکھے ص اور
جو عورت کہ عدت موت میں ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب اپنی معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے
یا ابن زوج کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اُسکا واجب نہیں اور جو عورت کہ عدت میں تین طلاق کے ہو اور وہ مرتد ہو جاوے
تو نفقہ اُسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کرا دے تو ساقط نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے
ص اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہے جیسے وہ مفلس ہوں اور کوئی اُسمیں شریک نہوگا جیسا کہ ماں باپ کے اور زوجہ کے
نفقے میں کوئی اُسکا شریک نہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ اور مولود
باپ ہو جاتا ہے ص اور اگر اولاد اُسکی غنی ہو تو نفقہ اُنکا اُنکے مال میں سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیرخوار ہو تو ماں کو دودھ
پلانے پر جبر نکرینگے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

اور نہ ضرر پہونچائی جاویگی والدہ اپنے ولد سے ص مگر جب سوا اُسکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ نہ لے
ف یا خاوند اجرت مرضعہ پر قادر نہو ص تو اُسوقت ماں پر جبر کرینگے ف واسطے حفاظت ولد کے ص اور مرد
نوکر رکھے مرضعہ کو کہ دودھ پلاوے ولد کو نزدیک اُسکی ماں کے اور اگر اُسکی ماں کو نوکر رکھ لیا اور وہ اپنی زوجہ ہو یا عدت میں ہو
طلاق بائن یا رجعی سے تو جائز نہوگا اور ایک روایت میں جب عدت میں طلاق بائن کے ہو تو جائز ہوگا ف اور دلیل انکی اصل میں
مذکور ہے ص اور بعد گذرنے عدت کے جائز ہے کہ خاوند اُسکو نوکر رکھ لے جیسا کہ جائز ہے کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح میں یا عدت میں ہووے
نوکر رکھے واسطے دودھ پلانے اُس ولد کے جو اُس زوجہ کے بطن سے نہیں ہے اور ماں جب عدت سے باہر آوے تو واسطے شیر دہی ولد کے
وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ
یعنی نہ ضرر پہونچایا جاوے باپ بیٹے والے کو اور قیمت زیادہ یہ بھی ایک ضرر ہے ص اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہو اور نفقہ پسر بالغ
کا جو محتاج ہوں اور کسب پر قادر نہیں ف مثلًا لولا لنگڑا مفلوج بے دست و پا ہے ص سب باپ پر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور
روایت خصاف اور حسن میں ثلث اُسکے باپ پر ہیں اور ایک ثلث ماں پر ہے اور سبب یہ ہے کہ ان دونوں کے واسطے مال نہووے
اور اگر مال ہو تو نفقہ انکا اُنکے مال میں سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقۂ فطر واجب ہو تو اسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا ہوں لازم ہے
ف اگرچہ کسب پر قادر ہوں ہ اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا اور بسر کرے
والدین کے ساتھ دنیا میں موافق دستور کے اور یہ آیت ماں باپ کافر کے حق میں اُتری ہے اور دستور یہ نہیں کہ آپ
عیش کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہوکے مرجاویں اور اجداد اور جدات بھی آبا اور امہات میں سے ہیں اور
اسی واسطے جد قائم مقام باپ کے ہوتا ہے وقت نہونے باپ کے ہدایہ ص اور بیٹا بیٹی اسمین برابر ہیں ف تو اگر کسیکا ایک بیٹا
اور ایک بیٹی ہو تو نفقہ اُسکا آدھا آدھا دونوں پر ہے ص اور معتبر اس مقام میں قرب اور جزئیت ہے نہ وراثت تو جس شخص کا
ایک پوتا اور ایک بیٹی ہو تو کل نفقہ اُسکا بیٹی پر ہے ف اسواسطے کہ وہ قریب ہے بہ نسبت پوتے کے ص باوجود اس
بات کے کہ ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہے اور ایک بھائی ہے تو کل نفقہ اُسکا نواسے پر ہے ف
اسواسطے کہ نواسا اپنا جز ہے برخلاف بھائی کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لے لیویگا اور نواسے کو کچھ نہ
ملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور نفقہ ذو رحم محرم کا ف ذو رحم اُسکو کہتے ہیں کہ جسکا حصہ ترکے میں سے کچھ مقرر نہیں
اور نہ وہ عصبہ ہو سراجیہ ص جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بیدست و پا یا اندھا ہووے
اُسپر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہے بقدر میراث کے اور جبر کیا جاویگا اُسپر اور معتبر اسمین اہلیت ارث کی ہے نہ حقیقت
اُسکی اسواسطے کہ حقیقت ارث کی بعد موت کے معلوم ہوتی ہے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْوَارِثِ
مِثْلُ ذَٰلِكَ اور قراءت ابن مسعودؓ میں ہے وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور یہ مالک نصاب پر
واجب ہے ص تو جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہے تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی حاجب ہے
ماموں کا کیونکہ وہ عصبہ ہے لیکن ماموں کو صلاحیت ہے وراثت کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور ماموں
وارث ہوجاوے تو نفقہ اُسکا ماموں پر ہے تو معتبر اقربیت اور اہلیت ارث ہے اور جس شخص کی تین بہنیں متفرق ہیں مثلًا ایک حقیقی اور

[illegible] کذا فی الہدایہ ۱۲ عبدہ

ایک علاتی اور ایک اخیافی تو تین خمس اُسکے نفقے کے حقیقی بہن پر ہین اور ایک ایک خمس دونون بہنون پر **ف** اسواسطے کہ وراثت
بھی انکی اسی طریقے پر ہی تو اگر وہ شخص مر جاوے تو اُسکے مال کے پانچ حصے کیے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک ایک حصہ دو بہنون
کو ملیگا **ص** اور جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ اُسکا ماموں پر ہوگا اور نہیں نفقہ ہی باوجود اختلاف دین کے مگر
زوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر ہون اور محتاج ہو نفقہ کسی کا واجب نہیں مگر زوجہ کا اور لڑکون محتاج کا اور باپ کو جائز ہی
کہ مال بیٹے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور زمین اُسکی بیچنا جائز نہیں اور سوا نفقے کے اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا
بیٹے پر ہو وہ بیچنا اُسکے مال کا جائز نہیں اور ماں کو ہرگز جائز نہیں کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے اسواسطے کہ ولایت تملک
مال پسر باپ کو مخصوص ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہی اور اسلیے کہ ماں کو ولایت تصرف
بیٹے کے مال میں نہیں **ف** روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر سے باسناد صحیح **ص** اور جس شخص غائب کا مال کسی کے پاس امانت ہو اور اُسنے
بغیر حکم قاضی کے اُس غائب کے ماں باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر اُسکا مال ماں باپ کے پاس امانت تھا اور انھون نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر
قاضی نے نفقے کا واسطے عزیز وجہ کے حکم کیا اور ایک مدت تک اُنکو نہ پہنچا تو بقدر اُسکے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور جامع کبیر دو سے منقول ہی کہ جب
کہ مدت دراز ہو جاوے یعنی ایک مہینا یا زیادہ گذر گیا ہو اور اگر مدت کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہوگا لیکن اگر قاضی اُسکو قرض لینے کا
غائب کے نام پر حکم کیا اور اُسنے قرض لیکر اپنے نفقے میں صرف کیا اور وہ مال ذمہ غائب پر لازم ہوگا اور ساقط نہوگا اور مولی پر ہی نفقہ غلام
اور لونڈی کا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام تمہارے بھائی ہین کیا اللہ نے اُنکو زیر دست تمہارا
تو جسکا بھائی زیر دست ہو اُسکے اُسکو کھلاوے جو آپ کھاتا ہی اور پہناوے جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دو اُنکو امر کی جو مغلوب کرے
اُنکو اور اگر [illegible] تکلیف دو تو مدد کرو [illegible] روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابو ذر سے اور روایت کیا اسکو ابو داود نے
[illegible] اور حضرت علی سے مروی ہی
آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اپنے غلامون میں اخراج کیا اسکو
امام احمد [illegible] اور اگر مالک
کے نہین [illegible] **ف** [illegible] اگر انکو نفقہ [illegible] حکم بیچ کا نہ کیا جاویگا مگر فی
ما بینہ و بین اللہ حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے
روایت کیا اُسکو ابو داود نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور صحیحین مین مروی
ہی حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے کہ قید کیا تھا اُسکو
یہانتک کہ مر گئی پھر داخل ہوئی آگ مین اور اسی میں ہی کہ نہ کھانا دیا اُسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اُسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اُسکو کہ کھاوے
گھانس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاویگا اُس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الہدایہ

ص کتاب العتاق

ف آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب و مستحسن ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہی مرد مسلمان
کو پاک کرتا ہی اللہ اُسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح ترمذی

مین مروی ہی ابی امامہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان ہونگی
وہ دونون خلاصی اُسکی آگ سے اور روایت ہی ابی ذرؓ سے کہا کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون عمل
افضل ہی فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اُسکی راہ مین کہا مین نے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہی فرمایا جسکی
قیمت زیادہ اور نفیس یادہ ہو اپنے مالک کے پاس روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح مسلم مین ہی حضرت ابوہریرہؓ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین بدلا دے سکتا ہی بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اُسکو غلام پھر آزاد کرے اُسکو
اور مستحب لکھا علما نے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے ہدایہ **ص**
عتق صحیح ہوتا ہی بالغ عاقل سے اپنی ملک مین **ف** تو غیر کا غلام آزاد نہین کرسکتا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہین عتق ہی اُسمین جسکا مالک نہو آدمی روایت کیا اُسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہی **ص** تو
اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے بھی آزاد ہوگا جیسے کہے تو حر ہی یا معتق ہی یا عتیق ہی یا آزاد کیا مین نے تجکو یا تو محرر ہی یا حر
کیا مین نے تجکو یا یہ مولی میرا ہی یا پکارا کہ ای میرے مولی **ف** اور ایسا ہی اگر کہا کہ ای حر یا ای آزاد اور اگر نام اُسکا
حر ہی اور اُسے پکارا یا حر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اُسکا حر تھا اور فارسی مین کہا ای آزاد یا نام اُسکا آزاد تھا اور عربی مین
کہا یا حر تو آزاد ہو جاویگا ہدایہ **ص** یا کہا کہ سر تیرا حر ہی یا اور جو اعضا کہ اُنسے تعبیر سارے بدن سے ہوتی ہی **ف**
اور گذرا بیان اُنکا کتاب الطلاق مین **ص** اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا رکھتا ہو جیسے
کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہی یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مین نے راہ تیری یا لونڈی سے کہا چھوڑ دیا
مین نے تجکو یا نہین قیمت تیرے لیے **ف** کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہی کیونکہ جب کہا کہ تو میری
ملک سے نکل گیا معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین کذا فی الاصل **ص**
تو بغیر نیت کے آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہی تو اگر فرزند اُسکا وہ ہو سکتا ہی اور وہ غلام مجہول النسب
ہی تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فرزند اُسکا نہین ہو سکتا تو بھی امام صاحبؒ کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہو جاویگا
اور صاحبین کے نزدیک نہوگا **ف** اور دلائل اسکے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین **ص** اور اگر خواجہ نے
اپنے غلام کو پکارا کہ ای میرے بیٹے یا ای میرے بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اُسکا ہی
اور لحاظ معنی کا نہین اور جب معنی مقصود نہوے تو مجاز بھی ثابت نہوگا اور وہ حریت ہی برخلاف اسکے جب کہا یا
حر کیونکہ وہ صریح ہی قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسیطرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہی میری تجپر تو بھی آزاد
نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اُسکا غلام ہو اور تصرف مولی کا نہو سکے جیسا کہ مکاتب مین **ف** اور بیان اسکا آگے آویگا
ص اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اُنسے ہمارے نزدیک لونڈی آزاد نہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی
کی برخلاف امام شافعیؒ کے کہ اُنکے نزدیک آزاد ہو جاویگی **ف** اور دلائل طرفین کے ہدایہ اور شرح وقایہ
مین مسطور ہین **ص** اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حر کے ہی آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ نہین ہی تو مگر حر تو آزاد
ہو جاویگا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہوجاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہوجاویگا اُسپر روایت کیا اس حدیث کو ایسے لفظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اُسکو بسبب اس بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے سفیان سے اور صحیح کیا اُسکو عبدالحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہے اور تصویب کی ابن القطان نے اُسکے کلام کی اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہیں پکڑی اُس سے صحیحین میں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہوگا اُسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ سے اور روایت کیا اُسکو طحاوی نے حضرت عمر سے موقوفا اور عائشہ اور علی سے ساتھ اسانید ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب اپنے غلام کو واسطے خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی یا نشے میں آزاد کیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر مضاف کیا عتق کو طرف ملک کے مثلا کہا کہ اگر میں مالک ہوں اس غلام کا تو وہ حر ہے یا شرط کی مثلا کہا کہ اگر فلانا شخص آوے تو غلام میرا آزاد ہے اور اُس غلام کا مالک ہوگیا یا وہ شخص آگیا تو آزاد ہوجاویگا بشرطیکہ غلام وقت تعلیق شرط کے اسکی ملک میں ہو اور اگر غلام حربی کا مسلمان ہو کے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہوگا **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلاموں میں طائف کے جب نکلے تھے وہاں سے مسلمان ہو کے کہ وہ آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ کے روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفه الا من هذا الوجه اور روایت کیا اُسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط مسلم کے ہے **ص** اور حمل آزاد ہوجاویگا ساتھ آزادی اُسکی ماں کے اور اُسکی آزادی بطریق تبعیت کے نہیں بلکہ بطور اصالت کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزادی اُسکی ماں کی ہوگی اور جب جنا بعد آزادی کے چھ مہینے سے کم میں تب جنے **ف** اسواسطے کہ اسمیں یقین ہے وجود حمل کا وقت آزادی کے **ص** اور اسمیں ولا اُسکی باپ کی مولی کی طرف نہ آویگی **ف** صورت ولا کھنچنے کی یہ ہے کہ ایک شخص کے غلام نے اُسکی لونڈی ایک اور شخص کی سے نکاح کیا اُسکو آزاد کیا تھا اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہوگا بتبعیت اپنی ماں کے اور ولا اُسکی بالفعل ماں کی مولی کو ملیگی پھر جب شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کردے تو اس صورت میں باپ اُسکا ولا کو اپنی طرف کھینچ لیگا تو اگر بیٹا مرجاوے اور پھر اُسکا بیٹا مرجاوے تو اب ولا بیٹے کی باپ کے مولی کی طرف کھینچ جاویگی **ص** اور لڑکا تابع ہے اپنی ماں کے اگرچہ اُسکی پیدا ہونے کے وقت آزاد ہو آزاد ہوگا اور اگر مملوکہ ہے تو مملوک ہوگا اور جو مشترک ہے تو مشترک ہوگا اور اگر ام ولد ہے تو ام ولد اور اگر مکاتبہ ہو مکاتب ہوگا اور اگر مدبرہ ہو مدبر ہوگا اور لونڈی کا لڑکا اُسکے خاوند سے مالک ہے اُسکے مولی کی اور آزاد سے مولی سے آزاد ہے

ص باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا **ف** مثلا کہا نصف تیرا آزاد ہے یا ثلث تیرا یا ربع تیرا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک اُتنا حصہ آزاد ہوجاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور وہ مانند مکاتب کے ہوجاویگا مگر جب کہ عاجز ہوجاوے تو غلام نہ ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہوگا **ف** اور دلیل اسکی مذکور ہے اصل میں **ص** اگر ایک غلام میں دو شخص شریک ہیں اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرا شریک بھی چاہے اپنا حصہ آزاد کردے یا اُس سے سعی کرالیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے قیمت اپنے حصے کی اگر وہ تنگدست نہیں ہے اور اگر تنگدست ہے تو ضمان نہ لیگا **ف** بلکہ سعی کرادیگا یا آزاد کردیگا **ص** اور ولا دونوں کے واسطے ہے اگر وہ

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کرا دے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہے اور وہ آزاد کرنیوالا رجوع کرے رقم ضمان کی غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دو ہی باتوں کا اختیار ہے چاہے ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اگر وہ غنی ہے یا سعی کرا دے اگر وہ فقیر ہے **ف** اور آزاد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا انکی یہ اسے ہے اور دلیل لاتے ہیں حدیث ابی ہریرہ سے صحیحین میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اسکی اسپر ہے اگر اسکے پاس مال ہو اور نہیں تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر میں **ص** اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہے اور اگر دونوں شریکوں نے گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے **ف** مثلاً زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام میں تو زید نے شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا **ص** تو غلام سعی کرے ان دونوں کے لیے انکے حصے میں اور ولا ان دونوں کے واسطے ہے برابر خواہ وہ دونوں تنگدست ہوں یا دونوں فراخ دست یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک اگر دونوں تنگدست ہوں اور اگر دونوں فراخ دست ہوں تو سعی کرے [illegible] اور اگر ایک تنگدست ہو اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سعی کرے اور موقوف رہیگی ولا [illegible] [illegible] کا اتفاق [illegible] دونوں ایک کی آزادی پر اس واسطے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہے اور اگر ایک نے اپنے عتق کو معلق کیا [illegible] [illegible] کے وجود پر اور دوسرے نے اسکے عدم پر **ف** مثلاً ایک شریک نے کہا [illegible] کل [illegible] گھر میں [illegible] تو حصہ میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا اگر کل [illegible] گھر میں نہ جاوے تو حصہ میرا آزاد ہے **ص** [illegible] **ف** مثلاً [illegible] گھر میں گیا یا نہ گیا معلوم نہوا **ص** تو آزاد ہو جاویگا نصف اس غلام کا **ف** اس واسطے کہ دونوں باتوں سے کوئی [illegible] ہوا ہو گا تو نصف آزاد ہو جاویگا **ص** [illegible] کے واسطے کل [illegible] دونوں کے لیے اور اگر [illegible] شخص کل گھر میں [illegible] غلام میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا [illegible] غلام میرا آزاد ہے [illegible] آزاد ہوگا اور اگر ایک غلام [illegible] ملک میں ہو [illegible] ایک شخص نے [illegible] [illegible] اپنے بیٹے کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیٹا ہو اسکا یا نہ جانے جیسا کہ نہیں معلوم [illegible] باپ [illegible] [illegible] کے ساتھ غلام کا اور صورت اسکی یوں ہے کہ ایک عورت مر گئی اور اسکا ایک غلام تھا اور اسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا اور [illegible] نصف حصہ آزاد ہو جاویگا [illegible] حصے کا ضامن [illegible] شریک کو اختیار ہے چاہے اسکو آزاد کرے یا سعی کرا دے اور صاحبین کے نزدیک [illegible] [illegible] اگر غنی ہو اور سعی کرے غلام اگر فقیر ہو اور میراث کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا میراث [illegible] اختیار نہیں ہے تو باپ کے

کیا قصور ہے اگر کسی شخص نے بعض غلام اُسکے مولی سے خرید العبد اُسکے بعض باقی کو باپ نے اُس غلام کے جو غنی ہے
خریدا تو اب اُس شخص کو اختیار ہے چاہے باپ سے اُسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے ایک غلام مین تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اُسکو
مدبّر کیا اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونون مالدار ہین اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان
لیوے مدبر کرنیوالے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے تہائی حصے کا
بعد مدبر ہونے کے نہ اُتنے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا ہے یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے ف مثلاً اُس غلام کی ستائیس
روپے قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنیوالے سے نو روپے لے اور مدبر کرنیوالا ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے
چھ روپے کا اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہین قیمت غلام کی اسواسطے کہ مملوک مین منافع تین ہین بیع اور خدمت لینا
اور بیع اور مدبر کرنے سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اسکو بیچ نہین سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اُسکے مقابلے مین کم ہو جاویگی کذا
فی الاصل ص اور صاحبین کے نزدیک غلام اُس شخص کا ہو گا جسنے اول اُسکو مدبر کیا اور ضامن ہو گا دو ثلث قیمت کا ف
یعنی اٹھارہ روپے کا صورت مذکور مین ص واسطے دونون شریکون اپنے کے برابر ہے کہ تنگدست ہو یا فراخ دست اور ولا موافق
مذہب امام ابو حنیفہ کے تین حصے کی جاویگی دو حصے مدبر کرنیوالے کو اور ایک حصہ آزاد کرنیوالے کو ف اور صاحبین کے
مذہب کے موافق کل مدبر کرنیوالے کو ملیگی ص اور اگر ایک نے دو شریکون مین سے لونڈی مین کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد
ہے اور اُسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین
کے نزدیک منکر سعی کرا لیوے لونڈی سے نصف قیمت مین پھر وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ جب اُسکے شریک نے
تصدیق ام ولد ہونیکی نہ کی تو اقرار اُسکا اُسی پر پلٹ گیا تو گویا اُسکی ام ولد ہو گئی تو شریک فقط اپنے حصے کے سوا فوق سعی
کرا لیگا اور پھر آزاد ہو جاویگی اور اگر ایک ام ولد دو شخصون مین مشترک تھی اور ایک نے اُنمین سے اُسکو آزاد کر دیا اور وہ
غنی ہے تو دوسرے کے حصے سے ضامن نہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب مین ام ولد کی کچھ قیمت نہین اور صاحبین کے
نزدیک ضامن ہو گا اسواسطے کہ ام ولد اُنکے نزدیک قیمت دار ہے اور جس شخص کے تین غلام تھے اور دو اُسکے پاس موجود تھے
اور اُسنے کہا ایک تم مین کا آزاد ہے پھر ایک اُن دو مین سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم مین کا آزاد ہے
اور بعد اسکے وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہین کیا تو جو غلام دونون مرتبہ حاضر تھا اُسکے تین ربع آزاد ہو گئے اور نصف
اور دون کا نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور ایسا ہی ہے امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہو گا اُسکے
نزدیک ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہے ص اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت مین کیا اور وارثون نے اسکو جائز نہ رکھا اور سوا اُن تین
غلامون کے اور کوئی مال اُسکا نہین اور قیمت اُن سبکی برابر ہے تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصون عتق کے اُنکے نزدیک ف
اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوے تو سات حصے عتق کے تھے ص تو سات حصے ثلث مال ہو گئے اسواسطے
کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہے تو جو غلام نکل گیا تھا اُسکے دو سبع آزاد ہوے اور پانچ سبع مین اپنی قیمت کے
سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع مین اپنی قیمت کے اور امام محمد کے نزدیک

سہام عتق چھ تھے اسکو ثلث مال بناوینگے اور ہر غلام کے چھ حصے کرینگے تو خارج کے دو سدس آزاد ہونگے
اور سعی کریگا چار سدس قیمت مین اور ثابت کے تین سدس و سعی کریگا تین سدس مین اور داخل کا ایک تو سعی کریگا پانچ سدس
مین مثلاً قیمت ہر غلام کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہو تو کل مال ایکسو چھبیس روپے ہوئے تو شیخین کے نزدیک خارج کے
دو سبع یعنی بارہ روپے آزاد ہوجاوینگے اور پانچ سبع یعنی تیس مین سعی کریگا اور اسیطرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ
روپے آزاد ہوا اور چار سبع یعنی چوبیس مین سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت کے تین
سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام عتق دونون قولون پر بیالیس روپے ہوے
ف اس صورت سے ۲/۷ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۱/۲ امام محمد کے نزدیک ص اور وہ ثلث مال ہے اور
سہام سعایت چوراسی روپے ہوے اور وہ دو ثلث مال کے ہین ف اس صورت سے ۳/۷ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے
۱/۲ امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم ص اور اسی طرح جو شخص تین عورتین رکھتا ہے اور مہر تینون کا برابر ہے اور اسنے کسی کے
ساتھ وطی نہین کی اور دو عورتین اسکے پاس حاضر تھین اسنے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے بعد اسکے ایک ان مین سے چلی گئی اور
تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے تو جو عورت کہ حاضر رہی اسکے مہر سے تین ثمن ساقط ہوے اور جو نکل گئی اسکا ربع
مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوے اور جو داخل ہوئی اسکا ایک ثمن ف اور تفصیل و دلائل اسکے اصل مین مذکور ہین ص
اور اگر کسی شخص نے دونون عورتون اپنی سے کہا کہ ایک تم مین طالق ہے بعد اسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مرگئی تو دوسری
پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اسکی دوسری تھی اور اسیطرح ایک کے مرنے سے وہ محل طلاق نہین رہی
پس دوسری طلاق کے لیے متعین ہوگی اسواسطے کہ بیان انشا ہے ایک وجہ سے پس درپیش ہے اسکے لیے محل اور میت محل طلاق و عتاق
نہین ہوسکتا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہے بعد اسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کردیا یا تصدق کیا اور
اسکو سپرد کردیا یا ایک مرگیا یا ایک کو دو لونڈیون سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہوجاویگا اسواسطے کہ ان تفرقون سے معلوم ہوا کہ یہ مراد
تھا لیکن فقط وطی سے دوسری آزاد نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہوجاویگی ف اور دلائل طرفین کے مذکور
ہین اصل مین ص اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنی تو تو آزاد ہے اور اسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی
جنی اور معلوم نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہوجاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصون نے
گواہی دی کہ فلانے نے دو غلامون مین سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک گواہی انکی باطل ہوگی لیکن اگر دونون
گواہون نے اسبات پر شہادت دی وصیت مین کہ اسنے اپنے مرض موت مین ایک کو آزاد کیا یا صحت مین یا مرض موت مین ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز
ہوگی اور اسیطرح اگر دونون گواہون نے کہا کہ فلانے نے ایک کو دو بیبیون اپنی سے طلاق دیا ہے تو بالاتفاق درست ہوگا برخلاف اسکے جب گواہی
دین کہ اسنے ایک کو دو لونڈیون اپنی سے آزاد کیا ہے تو نزدیک امام کے درست نہوگا مگر جب گواہی دین ایک لونڈی معین کی آزادی کی

ص باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر مین گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا اسدن ہوگا وہ آزاد ہے تو جو غلام اسکی ملک مین وقت داخل ہونے کے
ہوگا وہ آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد قسم کے اسکا مالک ہوا ہو یا قبل قسم کے اور جو کہا کہ مین اگر گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا ہے آزاد ہوگا

یعنی اُسدن کا لفظ نکہا تو وقت داخل ہونیکے جو غلام کہ وقت قسم کے اُسکی ملک مین تھے وہی فقط آزاد ہونگے **ف**
اور جس غلام کا کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا **ص** اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام کہ مالک
ہون مین اُسکا آزاد ہی بعد کل کے تو جو غلام کہ وقت قسم کے اُسکی ملک مین ہی وہی فقط آزاد ہوگا **ف** اور جو بعد قسم کے
ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خریدا ہووے **ص** اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی اندنون آزاد ہی اور اُسکی ایک لونڈی
حاملہ ہی اور وہ لڑکا جنی تو وہ لڑکا آزاد نہوگا اگرچہ کم مین چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مذکر کی قید نہ لگاتا تو لونڈی
بھی اور اُسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہوجاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جس غلام کا مین مالک ہون آزاد ہی بعد میری موت
کے تو جو اس کہنے کے قبل اُسکی ملک مین ہوگا مدبر ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آویگا مدبر نہوگا تو اُسکی بیع جائز ہوگی لیکن بعد
مرنیکے دونون تلث مال سے آزاد ہوجاوینگے **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور جس شخص نے اپنے غلام سے
کہا تو آزاد ہی بدلے مین ہزار درم کے اور اُسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اُسپر قرض ہوجاوینگے تو ضمانت اُن روپونکی
صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہی برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت اُسکی جائز نہین کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور وہ
دین صحیح نہین **ف** تو مکاتب مین اور اسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے کہ مکاتب آزاد نہین ہوتا جبتک کہ اُسپر ایک پیسہ بھی باقی
رہے اور اگر عاجز ہوجاوے تو پھر مملوک ہوجاتا ہی برخلاف معتق علی مال یا بمال کے کہ یہ آزاد ہوجاتا ہی اور قرض اسپر رہتا ہی جیسے آزاد مقروض
ص اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال تو مجکو ادا کرے تو تو آزاد ہی تو مال کے ادا کرنے تک غلام ماذون [illegible]
تو جب تمام مال کو اُسی مجلس مین ادا کرے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہی تو جسوقت کہ تمام مال [illegible] آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد
مجلس کے ادا کرے اور مراد ادا کرنے سے یہ ہی کہ مولی کو دیدے یا اُسکا قبضہ کرادے یا ایسی جگہ رکھدے کہ مولی اُسکو لے سکے [illegible] مانع کے لئے
سکتا ہی اگرچہ ادا کیا ہو اُس مال سے جو اُسنے کمایا ہی اُس کہنے سے پہلے لیکن مولی اُسسے [illegible] اس صورت مین جو ادا کیا
[illegible] بعد کہنے سے لیکن آزاد دونون صورتون مین ہوجاویگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد نہوگا [illegible] کل مال ادا کرے اگرچہ
مولی دونون صورتون مین قابض ہوجاتا ہی کل مال یا بعض کا وقت تجارت کے اور اگر کہا [illegible] آزاد ہی
تو اگر غلام نے بعد موت کے اُسکو قبول کیا اور وارث نے اُسکو آزاد کر دیا تو آزاد ہوگا اور جو وارث نے بھی [illegible] آزاد کیا اور [illegible] قبول
کیا تو آزاد نہوگا اور جو اُسنے قبول کیا اور وارث نے آزاد نکیا تو بھی آزاد نہوگا اور جو اُسنے قبول [illegible] کیا اور وارث نے آزاد کیا تو بھی آزاد
بالمال نہوگا بلکہ مفت آزاد ہوجاویگا اور اگر ایک سال کی خدمت پر اُسکو آزاد کیا اور اُسنے قبول کیا تو آزاد ہوجاویگا [illegible] خدمت ایک
سال کی اُسپر لازم ہوگی اور اگر قبل گذرنے ایک سال کے مولی مرگیا تو وہ باکہ شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام
محمد کے نزدیک قیمت خدمت کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اُسکے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبض کے [illegible]
ہلاک ہوگئی تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اُس شی معین کی اگر کسی شخص نے
باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے مین ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ اُسکا نکاح کردے اور مالک نے اُسکو آزاد کیا
اور باندی نے اُس شخص کو قبول نکیا تو وہ باندی خواجہ کی طرف سے آزاد ہوجاویگی اور اُس شخص پر کچھہ نہین اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف
سے بدلے مین ہزار کے آزاد کر **ف** یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مسئلہ ویسا ہی ہی **ص** تو اُس ہزار کو اُسکی قیمت [illegible]

مہر مثل پر قسمت کرینگے اور اُس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا ف مثلاً قیمت اسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ ہزار پر قسمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اُس شخص پر دو تہائی ہزار کی واجب ہونگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی سے اسکو قبول کیا تو اول صورت مین ف یعنی جسمین میری طرف کا لفظ نہین ہو ص قیمت ساقط ہوگی ف یعنی دو تہائی ہزار کی ص اور دوسری صورت مین ف یعنی جسمین میری طرف سے کا لفظ موجود ہو ص دو تہائی ہزار کی اُس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا ہوا ہو ف یعنی ایک تہائی ہزار کی مثلاً ص وہ دونون صورتون مین مہر ہوجاویگا اُس لونڈی کا

ص باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

جب مولی نے اپنے مملوک سے کہا جب مرجاؤن مین تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے بعد میرے یا تو مدبر ہے یا مدبر کیا مینے تجکو یا اگر سو برس تک مین مرجاؤن تو آزاد ہے اور غالب ہو موت اسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مین مطلق مدبر ہو وہ مملوک مدبر ہوگیا لہٰذا نہین جائز ہے بیع اسکی اور نہ ہبہ اسکا ف اور کہا شافعی نے جائز ہے بیع مدبر کی اور صحیح ہوا ابن عمر سے کہ نہ بیع کیا جاوےگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہو جاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف کہا اسکو اور صحیح کیا اسکے وقف کو اور بیہقی نکالا دارقطنی نے علی ابن ظبیان سے انھوں نے ابن عمر سے کہا انھوں نے مدبر ثلث سے ہے اور ضعیف ہو ابن ظبیان آیا ہے صحیحین مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو ایک انصاری کے حق سے عمومًا ثابت نہین ہوتا تو نہ معارض ہوگی حدیث ابن عمر کو اور ابن حزم کو آن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہو اوپر مدبر مقید کی جیسا کہ آگے آتا ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابی جعفر سے کہ انکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطا اور طاؤس کہتے ہین کہ جابر نے حدیث بیان کی کہ بیچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ اذن دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خدمت کی بیع مین اور کہا ابو جعفر ثقات سے خبر پہنچی ہے اور لیکن حدیث مرسل ہے اور کہا ابن القطان نے کہ مرسل صحیح ہے اور تفصیل کی اسکی مقدمہ شرح ابن الہمام نے ص اور مولیٰ کو جائز ہے کہ خدمت لیوے اور اجارہ کرادے اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کر دیوے اور وطی کرے اُس سے جائز ہے ف کیونکہ روایت کی امام ابو حنیفہ نے عطا بن یسار سے انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا انکو بعد موت کے ص اور جب مولی مرجاویگا تو مدبر اسکے ثلث مال مین سے آزاد ہو جاویگا ف اور دلیل اسکی گذری ص اگر اُسنے کچھ مال نہ چھوڑا سوا اُس مدبر کے تو ایک ثلث اُسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواہ ہو اتنا کہ تمام قیمت عبد کو محیط ہو تو کل کے واسطے سعی کریگا ف اسواسطے کہ تدبیر بمنزلہ وصیت کے ہے اور دین مقدم ہو وصیت پر ص اور اگر مولی نے اُسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیسا کہ کہا اگر اس مرض مین یا اس سفر مین مرجاؤن یا ایک سال مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے اُن صورتون مین سے کہ غالبًا ممکن ہین تو قبل مرنے کے بیع اور ہبہ اسکا جائز ہے اور جب مولی اُسی صفت پر مرجاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہوجاویگا

فصل ام ولد کے بیان میں

اگر لونڈی مولی سے جنی تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اُسکا مالک تھا بلکہ نکاح مین تھی اور پھر مالک ہو گیا اور حکم اُسکا
مانند مدبرہ کے ہے **ف** یعنی بیع اور ہبہ اُسکا جائز نہیں اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز
ہے کذا فی الہدایہ اور داؤد ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اُسکی جائز ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے
کہ ذکر کی گئی ماں ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اُسکو اُسکے لڑکے نے اور روایت
کیا اُسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عمر رض سے کہ منع کیا انھون نے
بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کی جاوین لیکن فائدہ اُٹھاوے اُس سے سید اُسکا
جب تک جیتا رہے سو جب مر جاوے تو وہ آزاد ہے اور نکالا اُسکو مالک نے موطا مین نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے
بسند صحیح **ص** مگر یہ کہ وہ آزاد ہو جاویگی کل مال سے اُسکے **ف** اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ امر کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض مین اور نہ کی جاوین ثلث مال مین
ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور فتح القدیر مین ہے کہ ذکر کیا اسکو امام محمد نے اصل مین اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہے بعد اُسکی موت کے اور روایت کیا
اُسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور روایت کیا اُسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہے بعد اُسکی
موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اُسکو مولی قبل اپنی موت کے **ص** اور سعی نکریگی واسطے دین مولی کے اور لونڈی کے
لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولی اُسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی کی فراش ضعیف ہے اور جب اقرار کر لیا تو وہ ام ولد
ہو گئی اب جو لڑکا جنے گی تو بغیر اقرار کے نسب اُسکا ثابت ہو جاویگا مگر یہ کہ خود اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد
فراش متوسط ہے اور فراش قوی منکوحہ کا ہے کہ اُسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا بغیر اقرار کے اور اُسکے انکار سے منتفی نہوگا
بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ
اُسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اُسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اُسکے آزاد ہو جاویگی
ف اور امام زفر رح کے نزدیک بالفعل آزاد ہو جاویگی اور سعایت کی رقم اُسپر دین ہو جاویگی **ص** اور جب کہ لونڈی
دو شریکون مین ہو اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکون مین سے اُس لڑکے کا دعوی کیا تو نسب اُسکا اُس سے ثابت ہو جاویگا
اور وہ اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور ضامن ہوگا اُسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا **ف** عقر سے مراد مہر مثل ہے اور
بعضون کے نزدیک عقر وہ ہے کہ عورت جتنے پر اجارہ لی جاتی واسطے وطی کے اگر یہ حلال ہوتا **ص** قیمت ولد
کا اور جبکہ دونون نے دعوی کیا تو دونون سے نسب ثابت ہوگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قیافہ دان کی طرف
رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اُس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہے عمر رض سے اخراج کیا اُسکا سعید
بن منصور نے اور عثمان رض سے روایت کیا اُسکو اثرم نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص** اور وہ دونون کی ام
ولد ہو جاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور وہ آپس مین معاوضہ کر لین اور لڑکا ہر ایک

سے میراث کامل لیگا اسواسطے کہ مقر سے مواخذہ بموجب اُسکے اقرار کے ہوتا ہے اور رہ دونوں اُس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کر لینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور وہ جنی اور دعوی کیا اُسکا مولی نے اور مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا اور مولی پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اُسکی ام ولد نہوگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہیں اور اگر اُسنے مولی کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولی اُس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہو جاوے **ف** اسطرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاویگا

ص کتاب الایمان

ف ایمان جمع یمین کی ہے اور یمین لغت میں کہتے ہیں قوت کو اور شریعت میں **ص** یمین کہتے ہیں قوت دینے کو خبر کے ساتھ ذکر اللہ کے یا تعلیق کے ساتھ کسی شے کے اور یمین جنپر احکام شرعی مرتب ہیں تین قسم ہیں ایک غموس **ف** اور نام اُسکا غموس اسواسطے ہے کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہے گناہ میں یا دوزخ کی آگ میں **ص** اور وہ یہ ہے کہ کسی فعل یا ترک فعل گذشتہ پر خلاف واقع قصداً جھوٹ قسم کھاوے **ف** مثلاً کہے قسم خدا کی میں حج کر چکا اور حج اُسنے نہیں کیا تھا اور قصداً جھوٹ بولا یا قسم خدا کی میں نے حج نہیں کیا اور حج اُسنے کیا ہے قصداً جھوٹ کہا **ص** اور اس سے گنہگار ہوگا **ف** اور کفارہ اسکا کچھ نہیں مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ نہیں ہے اُنمین کفارہ اور ذکر کیا اُنمیں سے اُس قسم کو کہ جھوٹی ہو کہ کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ناحق روایت کیا اُسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حلف کرے اور وہ اُسمیں کاذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا اللہ اُسپر جنت کو اور داخل کریگا اُسکو آگ میں روایت کیا اُسکو ابن حبان نے ابی امامہ سے اور صحیحین میں ہے کہ جاویگا اللہ کے پاس اور وہ اُسپر غصے ہوگا نعوذ باللہ منہا اور سنن ابی داود میں ہے حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم میں **ص** اور دوسری لغو اور وہ قسم ہے جھوٹ امر گذشتہ پر اس گمان سے کہ سچ ہے اور اُسمیں امید مغفرت کی ہے **ف** اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہے کہ کہے قسم اللہ کی وہ زید ہے اپنے گمان سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہے کہ مواخذہ اُسمیں نہوگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ **ص** اور تیسری منعقدہ اور وہ قسم ہے امر آیندہ پر اور اُسمیں فقط اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اور امام شافعی کے نزدیک غموس میں بھی کفارہ ہے اور حدیث امام احمد کی اُنپر حجت ہے **ص** جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسی کے جبر سے یا بھولے سے کہے قسم خدا کی کل میں آؤنگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ قصد اُنکا قصد ہے اور کھیل اُنکا قصد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت یمین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا اُسکو ابو داود اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کیں تین چیزیں نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل میں روایت کی اور اُسمیں ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ اُنمیں کھیل نہیں جو اُنکو

بولا تو وہ واجب ہو مین طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علی اور عمر سے موقوفا انھون نے
کہا تین چیزین ہین کہ نہین ہے کھیل انمین نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت مین اسمین چار چیزین ہین اور زیادہ کیا
نذر کو کہا شیخ ابن الہمام نے وَلَاشَكَّ اَنَّ الْيَمِيْنَ فِيْ مَعْنَى النَّذْرِ فَيُقَاسُ عَلَيْهِ یعنی نہین ہے شک کہ یمین بمعنون مین نذر کے ہے
تو قیاس کیا جاویگا اسپر اور امام شافعی کہتے ہین کہ جبر سے اور زبردستی سے قسم منعقد نہین ہوتی اور ابن الجوزی نے
تحقیق مین استدلال کیا ہے واسطے انکے اسی سے جو روایت کی دارقطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ سے کہ
کہا ان دونون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے قسم یعنی مجبور پر کہیں پھر کہا کہ یہ اسناد نہایت ہی
ضعیف ہی کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہے بلکہ موضوع ہے اور اسکی اسناد مین ایک جماعت ہے کہ انسے صحت نہیں
یا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ خدا نہین پاونگا اور پھر جبر سے یا سہو سے آیا حانث ہوگا اور یہی حکم ہے دیوانہ کی اور بیہوش
کا اور قسم ساتھ اللہ کے ہے یا کسی نام سے اسکے اسماء سے جیسے رحمان اور رحیم یا کسی صفت سے اسکی کہ معروف ہو
قسم مین مثلاً عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلاً نبی یا کعبہ کی تو وہ
حالف نہوگا اسواسطے کہ صحیحین مین مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم مین سے ارادہ
حلف کا کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور جابر سے [illegible] روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کیا سوا اللہ کے اور کسی کا تو اسنے شرک کیا یا کفر کیا [illegible]
یہ نہایت زجر ہے اور ماں باپ کی قسم کھانا بھی منع ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے اور بعض صفات [illegible]
الٰہی کے جن سے عرف مین قسم نہین کی جاتی مثلاً رحمت اللہ کی اور علم اسکا اور غضب اسکا اور رضا اسکا تو
قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہوجاویگی اگر قسم کھائے ساتھ قرآن کے یعنی لفظ اسکی یا اسکی قدرت کی یا اسکے عہد اور
میثاق کی یا اتنا کہا کہ مین قسم کھاتا ہون یا حلف کرتا ہون یا شہادت کرتا ہون اگرچہ لفظ اللہ کا نہ کہے یا کہا کہ
نذر ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ نذر کا کفارہ قسم ہے
یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نام نہ لیوے اسکا تو کفارہ اسکا کفارہ یمین ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ
بن عباس سے **ص** یا یمین ہے یا عہد ہے یا اگر ایسا کام کرون تو کافر ہون یا کافر ہوجاونگا اور یہ کہ مجھ پر لعنت کرے
یا سوگند بخورم بخدا اس سب سے قسم ہوگی اور بعضون کے نزدیک اگر کافر ہوجاونگا کہا تو قسم ہوگی صحیح یہ ہے کہ کافر ہوگا اگر
اس بات کو جانتا ہو کہ یہ قسم ہے اور اگر اسکی سمجھ مین یہ ہو کہ اسکے کرنے سے کافر ہوجاتا ہے تو دونون صورتون مین کافر ہو جاویگا
اور قسم نہین منعقد ہوگی حقا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے سوگند خورم بخدا یعنی قسم کھاتا ہون
ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کی یا اگر اس کام کو کرون تو اسپر غضب اللہ کا ہے یا لعنت اسکی یا مین
زانی ہون یا مین سارق ہون یا شارب خمر ہون یا آکل ربا ہون تو قسم منعقد نہوگی اور قسم کے حروف واو
اور بے اور تے ہین **ف** مثلاً کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ **ص** اور کبھی انکو ذکر نہین کرتے لیکن مراد لیتے
ہین جیسے کہتے ہین اللہ لا افعلہ **ف** تو تقدیر اسکی یہ ہے واللہ لا افعلہ یعنی قسم اللہ کی البتہ نہ کرونگا مین اسکو

فصل کفارہ قسم کے بیان میں

ص جو شخص ... قسم ... [illegible] ... کے خلاف ... [illegible] ... جیسے قسم کھائی ... [illegible]
نہ کھاوے ... ص تو ... [illegible] ... اور ... [illegible]
... [illegible] ... مسلط ... [illegible]
... [illegible] ... ف ... [illegible] ... کفارہ ... [illegible]
اور اس ... [illegible] ... ایک ... میں امام ... [illegible]
... [illegible] ... اسواسطے ... ص ... [illegible]
... [illegible] ... ف ... قول اللہ تعالی کا ... اطعام عشرۃ مساکین ...
... ص ... [illegible] ... ف ...
... [illegible] ... یمین ... [illegible]
... [illegible] ... ص ... [illegible] ... کفارہ ... [illegible]
... [illegible] ... امام شافعی ... [illegible]
... [illegible] ... ف ... فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذي هو خير وليكفر عن يمينه يعنی جو شخص قسم کھاوے
... [illegible] ... کفارہ ... [illegible] ... یمین ... [illegible]
... [illegible] ... من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذي هو خير وليكفر عن يمينه
... [illegible] ... اور تفصیل فتح القدیر میں ہے ص جو شخص
معصیت ... [illegible] ... ف یا ترک نماز کے یا قتل مسلمان کے ناحق
ص تو واجب ہے اسکو قسم توڑنا اور کفارہ دینا ف اور دلیل اسکی یہی ہے ص اور اگر کافر نے قسم کھائی
اگرچہ بعد اسلام کے حانث ہو تو کفارہ اسپر لازم نہ آویگا اور جسنے حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو حرام نہوگا اور اگر
اسکو کرے تو کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ حرام کر لینا حلال کا یہ بھی یمین ہے اور جس شخص نے نذر مطلق کی
مثلاً کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر ہے آج کے دن کا روزہ تو پورا کرنا اسکا واجب ہے ف اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وليوفوا نذورهم اور چاہیے کہ پورا کریں اپنی نذروں کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جس شخص نے نذر کی اور معین کیا تو اسپر ہے وفا اس چیز کا جو معین کیا ذکر کیا اسکو ہدایہ میں اور ابن الہمام نے کہا
وهو حديث غريب یعنی یہ حدیث غریب ہے انتہی اور روایت نسائی میں ہے کہ فرمایا حضرت نے نذریں دو طرح کی ہیں
ایک نذر وہ جو عبادت ہے تو وہ اللہ کے واسطے ہے اور اسکا پورا کرنا لازم ہے اور ایک نذر وہ جو معصیت خدا میں ہے اور یہ
واسطے شیطان کے ہے اور نہیں ہے وفا اسمیں کفارہ دے اسمیں کفارہ قسم کا ص اور اگر نذر معلق کی جیسا کہ کہا

اگر فلان شخص آجاوے تو مجھپر ایک روزہ ہی اور وہ کام ہوگیا تو واجب ہی ایفا اُسکا اور اگر وہ فعل تبرا ہی مثلاً کہے اگر زنا کرون مین تو مجھپر ایک روزہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اُسمین اختیار ہی چاہے وفا کرے اور چاہے کفارہ دے اور بعضون کے نزدیک ہر حالت مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اُسکے کہا انشاء اللہ تعالی تو قسم باطل ہوگی **ف** اور اتصال شرط ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاء اللہ تو نہین ہی حنث اُسکے اوپر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاء اللہ کہے تب بھی باطل ہو جاویگی فتح القدیر

ص باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کیا کہ نہ داخل ہوگا بیت مین اور صفے مین چلا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صفہ بھی شب باشی کے واسطے بنایا گیا ہی اور جو واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہی بیت مین داخل ہی اور اگر کعبے مین یا مسجد مین یا معبد نصاری یا یہود مین یا دہلیز مین دروازے کی یا پیچھے اور برآمدے کے نیچے جو دروازے پر ہو داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کیا کہ نہ داخل ہوگا دار مین اور گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کیا کہ اس دار مین نجاؤنگا بعد اسکے جب گر گیا تو اُسکے میدان مین یا دوبارہ اُسکی جگہ پر بنایا گیا اُسمین داخل ہوا یا اُسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ ہمارے عرف مین **ف** یعنی اہل عجم کے **ص** حانث نہوگا چھت پر جانے سے **ف** اسواسطے کہ عجمی محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے تو اسکو یہ نہین کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جان لینا چاہیئے کہ دار اور بیت مین فرق ہی تو دار نام ہی میدان کا موافق استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اُسکو دیوار وغیرہ سے گھیر لیوین تو وہ میدان کو قبل بنانے کے دار نہ کہینگے اور جب ایکبار بنا بن گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اُسکو دار کہینگے اس واسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے حانث ہوتا ہی اگر حلف کیا ہو کہ اس دار مین داخل نہونگا اور بیت اُسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنے کے ہو وے تو وہان بنا ضرور ہی تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیوارون کے صحرا ہو گیا اور اُسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف کیا ہو اس بیت مین داخل ہونیکا جیسا کہ آتا ہی **ص** اور اگر وہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد تمام بنانے کے پھر وہ گر گیا اور اُسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزون کے بن جانے سے ہدایہ **ص** اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین داخل نہونگا اور بعد اُسکے گر جانے کے اور صحرا ہو جانے کے یا بعد دوبارہ بیت بن جانے کے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا **ف** اور اگر دیوارین باقی ہین اور اُسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہی ہدایہ اور اہل ہند اس مقام پر تفصیل کی ہی بوجہ عوام فہم نہونے کے اس جگہ متروک ہوئی **ص** یا حلف کیا کہ اس دار مین داخل نہونگا اور محراب مین دروازے کی جو ایسی ہی کہ اگر دروازے کو بند کر لین تو محراب باہر رہ جاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہی یا ایک کپڑا پہنے ہی یا ایک جانور پر سوار ہی اور حلف کیا کہ اس گھر مین نہ رہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پر سوار نہونگا اور اُسی وقت اُس گھر سے نکل گیا اور اُس کپڑے کو اُتار ڈالا اور اُس جانور پر سے اُتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا تو حانث ہو جاویگا اور امام زفرؒ کے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کیا کہ اس گھر مین داخل

نہونگا پھر بیٹھا اُسمین تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہین باہر سے آنے کو اور اسیواسطے اگر نکل کے پھر آیا تو حانث ہوجاویگا
اور جسنے حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس گھر مین تو ضرور ہے کہ آپ و اہل و اسباب کل نکال لیجاوے یہانتک کہ اگر ایک میخ بھی
وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہے اور امام ابویوسف کہتے ہین کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا تو حانث نہوگا **ف**
اور اسی پر فتوی ہے کذا فی قاضیخان والکافی **ص** اور امام محمد کے نزدیک اگر اوسقدر اسباب لے گیا ہے جس سے کتخدائی
اور ضرورت معاش نکل سکتی ہے تو حانث نہوگا اور فقہا نے لکھا ہے کہ یہ قول احسن ہے اور لوگون کے واسطے آسان ہے **ف** اور
جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہے اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہ جاویگا تو حانث ہوگا تو ضرور ہے کہ تمامی اہل کو نکال
لیجاوے وکذا فی الفوائد الظہیریۃ **ص** اور اگر حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس شہر مین یا گانون مین تو ضرور نہین کہ تمامی
اہل و متاع لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف کیا کہ اس گھر سے باہر نجاؤنگا یا اس گھر
کے اندر نجاؤنگا اور اُسکو کوئی اُٹھا کے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اُسکے حکم سے لے گیا ہے تو حانث ہوگا اور اگر بے اُسکے حکم کے
لے گیا ہے وہ راضی ہو یا ناراض تو حانث نہوگا اور جو حلف کیا کہ نہ نکلونگا مین مگر واسطے جنازے کے اور جنازہ کے واسطے
نکل کر بعد اوسکے دوسرے کام کے لیے گیا تو حانث نہوگا اور جو قسم کھائی کہ نہ نکلونگا طرف مکے کے اور نکلا بقصد مکے کے اور لوٹ آیا
تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا بخلاف اسکے جب کہے کہ نہ آونگا مین مکے مین تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اُسکے اندر نجاوے
حانث نہوگا اور لفظ ذہاب کا مثل خروج کے ہے اور یہ صحیح ہے یعنی اگر کہا واللہ لا اذہب الی مکۃ پس صحیح یہ ہے کہ وہ مثل لا اخرج الی
مکۃ کے ہے اور بعضون کے نزدیک مثل لا آتی مکۃ کے ہے اور قول اول اصح ہے واسطے قول خدا تعالی کے انی ذاہب الی ربی ای متوجہ الیہ
اسلیے کہ معنی الی الرب کے وسعت مین تھا اور اگر حلف کیا کہ مین مکے مین آونگا اور تا دم حیات نہ آیا حانث ہوگا اسواسطے کہ اسوقت
مین آنا معدوم ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو مکے مین جاونگا اور اُسکو کوئی مانع مثل مرض یا ظلم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور
نگیا تو حانث ہوگا قضاءً اگرچہ اُسنے مراد استطاعت سے استطاعت حقیقی جو قدرت تام ہو اور مقارن فعل کے ہوتی ہے لی ہو دیانۃً
ف یعنی فیما بینہ وبین اللہ حانث نہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا **ص** اگر کسی شخص نے حلف کیا کہ باہر نہ نکلونگا مگر اُسکے
اذن سے تو ہر بار نکلنے کو واسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ باہر نجاؤنگا یہانتک کہ
اذن دے تجھکو ایکبار اذن کافی ہے اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا اور اُسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہے اگر وہ فورًا اُسیوقت
نکلی تو حانث ہوگا طلاق پڑیگی اور جو وہ بیٹھ گئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے لونڈی کے مارنے کا ارادہ کیا اور
خاوند نے اُس سے کہا کہ اگر تو ماریگی اُسکو تو تو طالق ہے اور اُسنے اسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا **ف** یعنی عورت دونون صورتون مین
مطلقہ نہوگی **ص** اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے ساتھ کھا اور اُسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہے تو
شرط حنث کے واسطے یہ ہے کہ وہ کھانا اُسکے ساتھ کھاوے **ف** اور اگر اپنے مکان کو جاکے صبح کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا ہدایہ **ص**
اور جو کہا کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہے **ف** یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا **ص** تو جہان صبح کا
کھانا اُسدن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کیا کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اسکے زید کے غلام ماذون کے جانور
پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہے اتنا کہ دین اُسکی قیمت اور کسب کو محیط ہے تو حانث نہوگا اور اگر ایسا مدیون نہین تو اگر نیت اُسکی

جانور سے دوہا او دیکھا جو زید کے خاص کا ہے تو حانث ہوگا [illegible]
خاص کا ہو یا اسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور یہ امام ابو یوسف [illegible]
ہو وے اور امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا [illegible]
[illegible]

ص اور جو حلف کیا [illegible]

ف اور جو [illegible]

ص اور جو قسم کھائی [illegible]

[illegible]

پانی [illegible] اور اگر حلف کیا کہ ادام نہ کھاؤنگا تو اگر پانی [illegible]
نمک [illegible] ہو یا نمک کیساتھ کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر [illegible] گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور [illegible] الانبار
سے ادام [illegible] ہو یا غیر [illegible]
[illegible] قول [illegible]

ص اگر حلف کیا کہ نہ کھاؤنگا اسکا [illegible]
اگر [illegible] گوشت کھاوینگا تب بھی حانث ہوگا [illegible]
[illegible] تو ان میں حانث نہوگا ف

بُسر کہتے ہین کچے خرمے کو جو ابھی پکا نہوا ہو اور رُطب کہتے ہین اُس خرمے کو جو پک گیا ہو اور تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اُس خرمے کو جو پک کے خشک ہو گیا ہو اور مذنب اُس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہو گیا ہو تو وہ کچھ بُسر ہوتا ہے اور کچھ رطب **ص** اور
اگر حلف کیا کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت یا چربی نہ کھاؤنگا اور چکنی چیز کی کھائی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ
نہ خریدونگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بُسر کا کہ اُسمین ایک رطب بھی ہے تو بھی حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اعتبار غالب کو ہے اور غالب
بُسر ہے **ص** اور اگر قسم کھائی کہ رطب کھاؤنگا یا بُسر نکھاؤنگا یا رطب و بُسر دونون کھاؤنگا اور مذنب کھایا تو تینون صورتون مین
امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کیا کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا
اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت مین گنتے اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا
کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین غدا کہتے ہین اُس کھانے کو جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اُسکو جو ظہر سے آدھی رات تک
اور سحور اُسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو **ف** تو اگر کسی نے حلف کیا کہ غدا نہ کھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے بیچ مین کھالیا حانث
ہوگا **ص** اور جو قسم کھائی کہ نہ پہنونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین چیز کی صحیح نہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃً اور اگر کہا کہ
نہ پہنونگا کپڑے کو یا نہ کھاؤنگا طعام کو یا نہ پیونگا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانۃً نہ قضاءً اور تصور و امکان
بر کا شرط ہے واسطے صحیح ہونے قسم کے اور ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں پس اگر یون کہا کہ آج کے دن جو اس کوزے مین پانی ہے پیونگا
یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت میری طالق ہو جاوے حالانکہ اُس کوزے مین پانی نہ تھا یا تھا اور اُسکو گرا دیا جاوے اُسی روز تو
طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر ان صورتون مین ان الفاظ کو مطلق رکھے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے
مین پانی نہو تو حانث نہوگا طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانث ہوگا
اور اگر قسم کھاوے کہ مین آسمان پر چڑھونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا ہے کہ وہ مر گیا ہے تو قسم منعقد ہوگی اسلیے
کہ بر قسم کا ممکن متصور ہے اور حانث ہو جاویگا ابھی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادۃً نہین ہین اور اگر معلوم نہ تھا کہ وہ مر گیا ہے تو حانث نہوگا اور
امام زفر کے نزدیک قسم منعقد نہولی اور جو یون کہا کہ اپنی بیوی کو نہ مارونگا بعد اسکے اسکا گلا دبایا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ کھایا
تو حانث ہوگا اور اگر ہنسی سے کہا واللہ مین تیرا اسقدر کاتا ہوا اگر پہنون تو وہ ہدی ہے اور عورت نے اُسکو کاتا پھر مرد نے بنا اور پہنا تو وہ
ہدی ہو جاویگا **ف** یعنی مکے مین بھیجا جاویگا تاکہ تصدق کیا جاوے فقرا پر **ص** اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے وہ روئی اُسکی
ملک مین تھی اور عورت نے کاتا اور اُسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی نہ
چاندی کی انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ٹوٹ جاویگی اگرچہ جڑاؤ نہو زیور مین داخل ہے اور اسی پر فتوی ہے **ف** اور امام
صاحب کے نزدیک ٹوٹ جاویگی اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہیں اور جڑاؤ ہووے تو سب کے نزدیک زیور مین
داخل ہے **ص** اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اُسپر ایک چادر بچھائی گئی اور اُسپر سو رہا تو حانث ہوگا اور
جو اُسپر دوسرا فرش بچھایا گیا یا کہا کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور
اُسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اُسپر بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن زمین اور اُسکے درمیان مین لباس
بدن کا ہوگا یا چوکی پر فرش بچھا کے بیٹھے گا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کام کو نکرونگا تو تمام عمر مین جب

کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا تو ایکبار بھی اگر کریگا تو قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانۂ خدا کو یا کعبے کی طرف واجب ہے تو حج یا عمرہ پیدل کرے اگر اسمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا **ف** یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی **ص** برخلاف اس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانۂ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہے تو ان صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا **ف** بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا **ص** اگر کہے کہ غلام میرا آزاد ہے اگر مین اس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا شیخین کے نزدیک **ف** اسلیے کہ حج نہ کرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہے اور وہ مقبول نہین **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نہ رکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے روزے کے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی نہ اس سے کم مین اگر یہ کہیگا کہ نماز نہ پڑھونگا تو دو رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی ایک رکعت کے پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اسنے کہا تھا کہ اگر تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہے اور اسکے بچہ مردہ پیدا ہوا پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہو گئی اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر ایسے درم ادا کیے جو کھوٹے ہین یا چلنے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اسکا قبضہ کر لیا تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگے کے ہون یا تین برت کے **ف** یعنی اوپر اور نیچے کی برت چاندی کی اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درم کو عربی مین ستوقہ کہتے ہین **ص** یا قرض خواہ اس قرضدار کو قرض ہبہ کر دے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کیا کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے درم کے نہ لونگا **ف** یعنی کل قرض کو متفرق نہ لونگا **ص** پھر کچھ قرض قبضہ کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول کرے اور پھر دو جدا جدا لینے سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین اسقدر علیحدگی ضرورت ہوا کرتی ہے مثلاً تول تول کے دینا **ف** یا پرکھنا یا گننا **ص** اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہو مگر سو تو ایسا ہے اور پچاس کا مالک ہے تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اس سبزہ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے پس اسکو گلاب کے پھول اور چنبیلی کے پھول نہ بولینگے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان

ص باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اس سے یہ کہا تھا کہ اس سے بغیر اسکی اجازت کے کلام نہ کرونگا اور اس شخص نے اجازت تو دی مگر اجازت کا حال اسکو معلوم نہوا اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہین ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اس

کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے نہ بولونگا اور جب اسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہو گیا کلام کیا تو حانث ہو جاویگا اور اگر کہا کہ میں اگر اس بندے کو خرید کروں یا بیچوں تو آزاد ہے پھر اسکو خریدا یا بیچا بشرط خیار کے تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یہ کہا کہ میں اسکو نہ بیچوں تو ایسا ہو مثلاً عورت میری طالق ہے پھر اسکو آزاد یا ہبہ کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی سواسطے کہ بیچنا متحقق ہو گیا اور جو کام ایسے ہیں کہ انکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو انکے کرنے کی اجازت دے حقوق اسکے آمر کی جانب رجوع کرتے ہیں اور وکیل سفیر محض ہوتا ہے اگر انکو کرے تو دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہیں نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور جانور کو ذبح کرنا اور غلام کو مارنا اور قرض ادا کرنا یا اسکا وصول کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سے کرنے کو کہیگا اور وہ کریگا تو دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام ایسے ہیں کہ انکے حقوق وکیل کی طرف رجوع ہوتے ہیں انکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو انکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہیں ٹوٹتی وہ یہ ہیں بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا کسی مال کے بدلے میں صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات میں جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کاموں میں اگر قسم کھاوے کہ میں نکرونگا تو اپنے آپ کرے اور اگر وہ سب امور اسکی اجازت سے کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ میں تکلم نکرونگا اور قرآن یا تسبیح پڑھے یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم نہ ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی **ف** دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ عرف میں اسکو کلام نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہیں کذا فی الاصل **ص** اور اگر یوں کہے اپنی عورت سے کہ تو طالق ہے جسدن میں فلانے سے کلام کروں تو اس سے دن اور رات دونوں سمجھے جاوینگے اور اگر اسنے قسم کے وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیانت کی رو سے قول اسکا معتبر ہوگا اور قاضی اسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولوں تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی دن اسمیں تصور نہوگا اور اگر کہے کہ اس سے نہ بولونگا مگر اس صورت میں کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید آوے پھر اسنے زید کے آنے کے اول اس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی **ف** اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا ہدایہ **ص** اور اگر قسم کھائے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے اس غلام سے نہ بولونگا اور پھر وہ غلام اس شخص کا نرہا **ف** مثلاً اسنے بیچ ڈالا **ص** اور بعد اسکے اس سے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے گھر میں داخل نہونگا اور پھر جب وہ دوست دشمن ہو گیا اور زوجہ بائن ہو گئی اسنے کلام کیا اور جب گھر اسی کی ملک سے نکل گیا اسمیں داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر اشارہ کیا ہے کہ فلانے کے اس دوست سے یا اس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اس گھر میں داخل نہونگا تو حانث ہو جاویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور دلیل اسکی اور وجہ فرق کی اصل میں مذکور ہے **ص** اور اگر قسم میں لفظ الحین اور الزمان یا حین یا زمان دونوں کو بغیر حین اور زمان کہدیا تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگر نیت نہیں کی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فسبحان اللہ حین تمسون اور حین تصبحون اور کہیں حین سے چالیس برس مراد ہوتے ہیں

جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہین جیسے کہا ہین آیت مین
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا تو لے لیا مہینے متوسط کو کذا فی الہدایہ **ص** اور جو نیت کی ہو تو جیسی نیت ہو وہی
مراد ہوگا اور جو لفظ دہر نکرہ کہا تو مجمل ہو یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین امام ابو حنیفہؒ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے
ہین شل حین کے **ف** امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا مجکو معلوم نہین کہ دہر کی مقدار کیا ہو اور یہ نہ سمجھنا موجب طعن نہین بلکہ
علامت کمال علم اور تقویٰ کی ہو جیسے کہ امام مالکؒ نے بھی بہت سے مسائل مین لا ادری کہا ہو اور ایک شاعر نے اسمین چند اشعار
بھی کہے ہین اور وہ یہ ہین **نظم** مَنْ قَالَ مَا اَدْرِيْ اِذَا الْوَيْدُ رَهٗ ÷ فَقَدِ اقْتَدٰى فِي الْفِقْهِ بِالنُّعْمَانِ ÷ فِي
الدَّهْرِ وَالْخُنْثٰى كَذَاكَ جَوَابُهٗ ÷ وَمَحَلِّ اَطْفَالٍ وَّوَقْتِ خِتَانٍ ÷ یعنی جس شخص نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون مین جب
کہ اُسنے نہ جانا تو اُسنے اقتدا کی فقہ مین نعمان یعنی امام اعظمؒ کی دہر اور خنثیٰ مین ایسا ہی ہو جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین
مین کہ آخرت مین کہان ہوگا اور وقت ختنے مین انتہیٰ اور اسمین بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہین یا انبیا اور
کتا کب معلّم ہو جاتا ہو **ص** اور جو معرفہ یعنی الدہر کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر الایام یا ایام کثیرہ یا الشہور یا السنون کہا تو
دس دس مراد ہونگے اور اگر انکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہوونگے اور اگر یون کہا کہ جس غلام کا مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہو پس اگر
ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہو جاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور جو کہا کہ جس تنہا غلام کا اول مالک ہون تو وہ آزاد ہو تو اس صورت مین
تنہا کی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہوا
ایک غلام کا اور مر گیا تو وہ غلام آزاد نہوگا کیونکہ پچھلے کے واسطے اگلا ضرور ہو ہان اگر اسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مر گیا تو
دوسرا غلام اُس شخص کی ابتدائے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے
آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے مین نکاح کرون اُسکو تین طلاق ہین اور پھر نکاح کیا ایک
عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اُسکے مر گیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑجاویگا وقت نکاح سے امام صاحبؒ کے نزدیک تو وارث
نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد
ہو پھر تین غلامون نے جدا جدا وہی خوشخبری اُسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک
ساتھ سنائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور ادائے کفارہ کی نیت سے اپنے باپ کا خریدنا کفارے کو ساقط کرتا ہو اور امام زفرؒ اور
شافعیؒ کے نزدیک ساقط نہین کرتا **ف** اور یہی حکم ہو ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ وہ اگر نیت کفارے کی کرلے
اور وہ بعد خریدنے کے آزاد ہو جاوے تو کفارہ ادا ہو جاویگا اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہو **ص** لیکن اگر
کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہو اور اُسکے خریدنے مین نیت کفارے کی کرلی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا
نہ کفارے کے عوض مین اور یہی حال ہو ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور صورت اسکی یہ ہو کہ کوئی شخص
اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اُس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہو اور خریدنے کے وقت نیت کفارے
کی کرلے **ف** تو ام ولد آزاد ہو جاویگی اور کفارہ باقی رہیگا **ص** اور اگر کہے کہ جو لونڈی مین حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہی تو وہ لونڈی آزاد ہوگی جسکو حرم بنایا اور وہ وقت حلف کے اُسکی ملک مین ہو اور اگر اسوقت ملک مین نہو اور بعد حلف کے خریدا اور حرم بنایا تو آزاد نہوگی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اُسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب آزاد نہووینگے مگر یہ کہ اُنکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ یہ آزاد ہے یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم ہے طلاق مین عورتون کے گویا اُسنے کہا ایک دو مین سے آزاد ہی اور یہ ف یعنی تیسری مطلقہ ہو جاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے ص اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے کے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور رنگریزی اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہے کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہو کہ جسکے ساتھ اُسکو مشروط کیا ہے گو وہ شخص مالک اُس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہ کہے اِن بِعتُ لکَ ثوبًا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اُسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا حانث نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہے جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہے اس بات کو کہ وہ شے اُس شخص کی ملک مین ہو مثلاً یون کہے اِن بِعتُ ثوبًا لکَ یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہو یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اُسکا کپڑا بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا حانث ہوگا ف اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین اور جاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہے کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اُس چیز کے کہ صفت پڑے اور اگر وہ تخصیص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اسکا اولٹا کرے تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اُسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اُسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اُسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے مسئلہ اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر اور بی بی نکاح کر لی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہے اُسکو تین طلاق ہین تو وہ عورت بھی مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اُسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نکریگا

ص کتاب الحدود

یعنی سزاؤنکا بیان ۱۲

ف حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین ص حد وہ سزا ہی معین جو خدا ے تعالی کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہی تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین بندے کا حق ہی اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین اللہ کی طرف سے ف مقصود اصل حد کے مشروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہی تاکہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہی اسواسطے کہ مسلمانون کا فراش فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اُسمین باقی رہے اور حد شراب اسواسطے کہ عقول مسلمانون کے محفوظ رہین اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذہ اخروی اُس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیساکہ اللہ تعالی نے قطاع الطریق کی حد مین فرمایا ہی ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا الآیۃ ص اور زنا اُس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہووے کہ خالی ہو ملک سے اور شبہہ سے تو اگر کوئی وطی کرے اُس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہووے تو اُسکو زنا نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین شبہہ ہی اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ ف اسواسطے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ اور فرمایا لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ اور روایت کی ابو یعلی نے اپنی مسند میں کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحما کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے سو اُٹھایا اُسنے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپنے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت میں اور روایت کیا اُسکو بخاری نے اور اُسمیں اتنا ہی ہو لا بینہ ورنہ حد لگیگا اپنی پشت میں **ص** اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا تو جسوقت وہ شہادت دین تو حاکم شرع اُنسے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہو اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت کیا ان حدیثون کو ابو داؤد اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف میں **ص** یہ سوال کہ زنا کیا چیز ہو اسواسطے کہ بعض آدمی ہر وطی حرام کو زنا سمجھتے ہین اور شرع مین اطلاق اُسکا غیر اس فعل پر ہوا ہی جیسا کہ حدیث میں آیا ہو کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین **ف** روایت کیا اُسکو اصحاب صحاح مین **ص** اور یہ سوال کہ کسطرح ہوا اسلیے کہ کبھی وطی واقع ہوتی ہو بغیر ملنے دونون ختنون کے اور سوال مکان زنا سے اسواسطے ہو کہ اگر دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین ہو اور زمان سے اسواسطے کہ بہت مدت ہو جانا ساقط کر دیتا ہی حد کو اور عورت سے اسواسطے کہ کبھی وطی اُسکی شبہے سے ہوتی ہو **ف** جیسے معتدہ بائن مین **ص** پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کر دین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اُس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرمے دانی مین سلائی اور اُن گواہون کی عدالت بھی ظاہر اور خفیہ تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اُسوقت حکم زنا کا بسبب اُنکی شہادت کے کر دیوے **ف** اور عدالت ظاہری پر شہود کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہانتک کہ استطاعت رکھو تم روایت کیا اُسکو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ اسی لفظ کے اور روایت کیا اُسکو ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے جہانتک کہ قدرت رکھو تو اگر کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اُسکی کیونکہ امام سے خطا اُسکی عفو مین خطا سے اُسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے کہ نہین پہچانتے ہین ہم اُسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اُسنے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہو اور کتاب العلل میں روایت کی بخاری سے کہ یزید منکر الحدیث ہو اور بھولتا ہو لیکن صحیح کیا اُسکو حاکم نے اور ذہبی نے اُسکا تعقب کیا بسبب ضعف یزید کے کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہو طرف صواب کے **ص** اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہو کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اُسکے اقرار کو نہ مانے **ف** یعنی تین بار تک اور چوتھے مرتبے مین قبول کرے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہو اور دلیل ہماری یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد نکی ماعز پر جہانتک کہ اقرار کیا انھون نے چار مرتبہ چار مجلسون مین اور یہ حدیث مروی ہو صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور بزار نے روایت کی مسند مین اور اُسمین ہو کہ اقرار کیا اُس عورت نے زنا کا چار مرتبے اور آپ رد کرتے تھے اُسکو الحدیث **ص** اور اُس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت اور زمانے اور مزنیہ کو ویسا ہی پوچھے بعضون نے کہا کہ بیان زمانے سے سوال نکرے کیونکہ زمانے سے سوال اسلیے ہو کہ زیادہ مدت سے گواہی ساقط ہوتی ہو اور یہان اقرار ہو اور اقرار ساقط نہین ہوتا اور بعضون نے کہا کہ سوال کرے زمانے سے اسواسطے کہ شاید یہ زنا حالت صغر بلوغ مین واقع ہوا ہو پس اگر وہ سب بیان کر دے تو قاضی کو مستحب ہو کہ اُسکو انکار کی بھی ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہے سے صحبت کی ہوگی **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعزؓ کو ایسا ہی تعلیم کیا تھا کہ شاید تمنے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اُسکو بخاری نے ص تو اگر سزا
پیشتر یا بیچ سزا کے بیچ میں منکر ہو تو اُسکو رہا کرے ف اسواسطے کہ بیچ میں حضرت ماعزؓ نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور
عبداللہ بن انیس نے اُنکو مار ڈالا ساتھ اونٹ کی ہڈی کے پھر مذکور ہوا یہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے
کیون نہ چھوڑ دیا تمنے اُسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کر لیتا توبہ اُسکی اللہ تعالیٰ روایت کیا اُسکو ابو داؤد نے ص
ورنہ حد لگایا جاوے پھر اگر وہ زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے اور مرد و عورت
دونون صفت احصان پر ہون وقت وطی کے تو اُسکو ایک میدان مین سنگسار کرے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سنگسار کیا ماعزؓ کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور مین مروی ہے کہ فرمایا آپ نے نہین حلال ہے خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے
کفر ہو بعد ایمان کے زنا ہو بعد احصان کے قتل نفس ہو بغیر حق کے روایت کیا اُسکو ترمذی نے حضرت عثمانؓ سے اور بخاری و مسلم
ابن مسعودؓ سے اور رجم پر اجماع ہے صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہے فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ص یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار
کرنا پہلے گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کہ حضرت علیؓ
جب زنا ثابت ہوتا گواہون سے تو حکم کرتے اول گواہونکو کہ رجم کرین پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے
پھر اور لوگ اور ایک روایت مین اُسکی یہ ہے کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود رجم کرین پھر امام پھر لوگ جب زنا شہادت سے ثابت ہو ص اور اگر گواہ سنگسار
کرنے سے انکار کرین یا غائب ہو جاوین یا مر جاوین تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اُسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ
ف اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اول مارا اُس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اُسکو ابو داؤد نے ص اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے
اور نماز پڑھی جاوے اُسپر ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعزؓ کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم اُنکے
ساتھ جیسا کرتے ہو تم اپنے مُردون کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا
اُسکو ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا
اُسکا صحاح ستہ والون نے ص اور اگر وہ زانی محصن نہو تو اُسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور غلام کو پچاس
ف اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہے ص اور کوڑا ایسا ہو کہ اُسکی چوٹی مین گرہ نہو ف اسواسطے کہ ایسا ہی
کیا علیؓ نے روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے ص اور چوٹ متوسط مارین یعنی بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے
کپڑے اُتارین ف ہدایہ مین ہے اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہین ملی بلکہ عبدالرزاق
نے اُسکے خلاف اُنسے روایت کی ص سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ
لگاوین ف اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے مُنہ کو اور ذکر کی
جگہ کو اور یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی ہان روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علیؓ
سے کہ لایا گیا اُنکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپ نے مارو اور دو ہر عضو کو حق اُسکا اور بچو مُنہ سے اور ذکر کی جگہ سے
ص اور حد مارنیکے وقت مرد کو کھڑا کرین ف اسواسطے کہ عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالا من الله والله عزیز حکیم

فرمایا کہ حد مارا جاوے مرد کھڑا کر کے اور عورت بٹھا کے ص بغیر مد کے ف اسواسطے کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے نہیں حلال ہی اس امت مین ننگا کرنا اور نہ مد ص یعنی زمین پر لٹا کر گھسیٹ کر مارین یا یہ کہ کوڑا مارنے وقت ہاتھ کو سر پر نہ کھینچیں تاکہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹیں کہ زخم کر دے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزین حاکمون کی طرف ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ سے مرفوعًا ص اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جاوین سوائے پوستین اور روئی دار کے اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہی کہ اسکے سنگسار کرنیکو ایک گڑھا کھود لین اسواسطے کہ گڑھا کھودا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علیؓ نے ہدایہ ص اور مرد کے لیے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودا واسطے ماعزؓ کے ہدایہ ص اور محصن مین کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا دونون نہ کیے جاوین یعنی دونون سزا دینی چاہیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع نہیں کیا ہدایہ ص اسی طرح غیر محصن مین جلا وطن اور کوڑے مارنے نہ چاہیین ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک غیر محصن مین کوڑے بھی مارے اور جلا وطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کنوارا جب زنا کرے ساتھ باکرہ کے تو سو کوڑے ہین اور جلا وطن ہی ایک سال کی روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذیؒ نے اور دلیل ہماری آیت ہی کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہی اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیبؓ سے کہ جلا وطن کیا حضرت عمرؓ نے امیہ بن خلف کو طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمرؓ نے نہ جلا وطن کرونگا مین اب کسی مسلمان کو ص ہان اگر حاکم سیاسۃً کسی مصلحت کے واسطے چند مدت کو جلا وطن کر دے تو درست ہی اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور الا کوڑے نہ لگائے جاوین جبتک اچھا نہو ف اسلیے کہ سنگسار کرنیکی غرض تو مارڈالنا ہی اور بیمار کو کوڑے مارنے مین غرض عبرت دینا ہی نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار حالت مرض مین کوڑے کھا کر مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضرور ہی ہدایہ ص اور حاملہ عورت زنا سے رجم کی جاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

ص باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان مین

حدود شبہے سے ساقط ہو جاتے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہون کے روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہؒ نے مسند مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر مین موقوف کرون حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہی اس سے کہ قائم کرون مین انکو شبہون مین اور ایسا ہی نقل کیا معاذؓ اور عبداللہؓ بن مسعودؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہون کے سبب سے ص اگر نفس صحبت مین شبہہ حلال ہونے کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین اسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اس لونڈی سے جو اسکے پاس رہن ہی صحیح مذہب مین یا مرد اس عورت سے جو تین طلاقون کی عدت مین ہی یا اسکو طلاق بدلے مین مال کے دیا ہی یا ام ولد جو عدت مین عتق کے ہی کہ ان سب صورتون مین اگر اس

لہ یعنی یہ اذکار

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی ف اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ہدایہ
ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہو اسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور نفس دلیل شرعی سے اسکی حلت سمجھی جاتی ہو جیسے
وطی کرے اپنے بیٹے کی ف یا پوتے کی ص لونڈی سے یا اُس عورت سے کہ کنایہ کے طلاق کی عدت مین ہو
یا بائن وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیچ کے قبل تسلیم کے یا اُس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم
کیا ہو یا اُس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم نہ آویگی ف اسلیے کہ اسمین شبہہ حلال ہونے کا ہے گو وہ شخص گمان
غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا [illegible] مسائل کی اصل مین اور ہدایہ مین [illegible]
ص اور نسب لڑکے کا [illegible] ثابت ہوگا [illegible] اور اگر اپنے بھائی یا اور چچا کی لونڈی سے
زنا کرے تو حد ماری جاویگی ف گو اُس صحبت کو حلال خیال کرے ص اور یہی حال ہے اگر کسی اجنبی عورت کو اپنے بستر پر
پاوے اور اُس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنیوالا اندھا ہو [illegible] یا ذمی عورت زنا کرائے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ
لونڈی عورت اول صورت مین [illegible] دوسری صورت مین ذمی پر حد ماری جاویگی اور حربی اور حربیہ پر حد نہ ہوگی اسواسطے کہ انپر دار الحرب
[illegible] احکام اسلام [illegible] نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک جس صورت
مین [illegible] زنا کرے [illegible] اور جو کوئی عورت بیگانی دولہا پاس بھیجدی جاوے اور عورتین
کہدین [illegible] تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا ف
ہدایہ مین ہے کہ اسی کا حکم کیا حضرت علی نے اور عدت کا ص اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول کہ جو عورت
[illegible] اور اُس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اسلیے تو نکاح کے شبہہ سے حد جاتی رہی ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے
اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک لازم آویگی اور دلائل امام صاحب کے مذکور ہین ہدایہ اور فتح القدیر مین ص یا یہ کہ چارپایہ
سے صحبت کرے ف اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ جا پڑے چارپایہ پر تو قتل کرو اسکو اور اُس چارپایہ کو کہا مین نے یعنی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب ہے قتل چارپایہ
کا کہا انھون نے اسواسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اسکا یا نفع لیا جاوے اُس سے بعد اسکے کہ اُس سے ایسا
کام کیا جاوے روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے جو شخص پڑے کسی چارپایہ پر تو نہین ہے کچھ اسپر یعنی حد نہین ہے اور یہ مروی ہے موقوفا ابن عباس سے ذکر کیا اسکو ابوداود
نے ص یا اغلام کرے دبر مین ف مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگیگی اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہے کہ اسکو زنا نہین کہتے ہان امام کو اختیار ہے کہ تعزیراً واطی کو جلاوے یا دیوار اسپر گراوے یا اوندھا کر کے کسی
مکان بلند سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ انکے نزدیک بھی یہ زنا نہین
ورنہ نہ اختلاف کرتے اسمین کذا فی الاصل اور جلانا حضرت علی رض سے مروی ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان
بلند سے گرانا مروی ہے ابن عباس سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن الزبیر سے مروی ہے کہ اسکو ایک مکان سخت بدبودار مین بند کرین
کہ اسکی بو سے مرجاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول کو اور فرمایا آپ نے ایک حدیث

[illegible] ۱۲ عینی [illegible] الہدایہ ۱۲ [illegible]
ف اگر زنا کرے اجنبی یا عورت [illegible] غلام یا لونڈی [illegible] وطی فی الدبر [illegible] بالاتفاق [illegible] کذا فی [illegible] الحلبی

عین کہ ملعون ہے جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اسکو ترمذی نے ص یا دار الحرب میں جا کر خواہ لشکر
باغیوں کے پاس پہونچ کر زنا کرے ف اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اسپر حد نہوگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک
حد ہوگی اور صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے کہ نہ قائم کی جاویں حدیں دار الحرب میں
اور اس حدیث کا نشان معلوم نہیں لیکن روایت کی امام محمدؒ نے سیر کبیر میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص زنا کرے
کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب میں اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہو کر ہماری طرف چلا آوے تو اسپر حد نہیں اور شافعیؒ نے
روایت کی زید بن ثابتؓ سے بواسطہ امام ابو یوسفؒ کے کہ فرمایا زید بن ثابتؓ نے نہ قائم کی جاویں حدیں دار الحرب میں اور ایسا ہی
مروی ہے عمر بن الخطابؓ سے ص یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے ف تو دونوں پر حد نہیں ص اور
امام زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے تو حد واجب ہوگی
مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور جو ایک اقرار کرے زنا کا اور دوسرا اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس
فعل سے مر جاوے تو اسپر حد بھی واجب ہوگی اور اس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالوں کا مواخذہ
کیا جاوے حدوں کا مواخذہ نہ کیا جاوے ف یعنی بندوں کا مواخذہ اس سے کریں اور اللہ تعالی کے حقوق کا نہ کریں

ص باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان میں

گواہوں نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی نہ تھے اتنے کہ ادائے شہادت سے انکو
کوئی مانع ہوتا تو شہادت انکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا میں ف مقبول ہوگی اور بہتان کرنیوالے پر حد اسکی پڑیگی اور پرانے
ہونیکی حد چھ مہینے میں اور اسی طرف اشارہ ہے جامع صغیر میں اور امام ابو حنیفہؒ نے اسکا کچھ اندازہ نہیں کیا ہے اور قاضی پر تفویض کیا ہے
اور امام محمدؒ نے اسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہے اور یہی مروی ہے شیخین سے اور یہی صحیح ہے رحمہم اللہ ص اور اگر گواہی چوری کی پرانی ہو
تو اس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا ف مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک شہادت مقبول ہوگی
جو اسباب مسروقہ موجود نہو ۱۲ اور ہاتھ کاٹا جاویگا ۱۲
ص اور اگر مرد اقرار کرے اس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب میں اور پرانا ہونا حد کا حد شرب میں یہ ہے کہ
بو اسکی جاتی رہے اور سوا میں اسکے ایک مہینا ہے اور اگر گواہ گواہی کریں کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے یعنی عورت
موجود نہو تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانے کی گواہی دینگے تو ہاتھ کاٹنا
لازم نہوگا اور جو چار گواہوں نے گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشوں میں اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونوں پر حد
لگائی جاویگی اسواسطے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے شروع میں ایک گوشے میں ہوں پھر دوسرے میں چلے گئے ہوں اور اگر اقرار کیا زنا کا اور عورت کو
نہ پہچانا تو حد اسپر واجب ہوگی اسلیے کہ جو اسکی زوجہ یا ام ولد ہوتی تو اسپر پوشیدہ نہوتی اور اگر گواہ کہیں کہ اسنے ایک عورت نا معلوم سے زنا کیا تو
حد نہ لگائی جاوے اور نہ گواہ جیسے اس صورت میں کہ وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری میں اختلاف کریں ف مثلاً دو کہیں وہ راضی
تھی اور دو کہیں کہ اس سے زبردستی زنا کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت میں مرد پر حد پڑیگی کذا
فی الاصل ص یا جس شہر میں زنا ہوا اسکے نام میں اختلاف کریں اور امام زفرؒ کے نزدیک تو مرد پر حد پڑیگی اگر چار آدمیوں نے گواہی
دی اسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین پر اور دوسرے چار نے اسی وقت میں لیکن دوسرے شہر میں تو مرد و عورت

اور گواہ کسی پر حد نہوگی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ ایک عورتون نے دیکھ کے کہا کہ یہ باکرہ ہے یعنی مرد کے
ساتھ ہم بستر نہین ہوئی ہے یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد
ان کے اس زنا پر گواہی دیں تو ان سب صورتون مین کسی پر حد نہ جاری ہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون
یا کسی کے زنا کے بہتان مین حد انکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی انمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد
لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ انھون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام
تھا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد زنا کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور جنکی شہادت کے سبب سے حد لگی اور
زخم یا چوٹ پہونچی اسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار
ہو گیا ہوگا تو اسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اسکو حد بہتان زنا کی
لگائی جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک لگائی جاویگی اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور چوتھائی خون بہا کا تاوان
لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہوگا اور جو اسکے سنگسار کرنے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر گیا تو چارونکو حد لگیگی حد قذف
کی جنہون نے گواہی دی تھی انپر حد نہ لگیگی پس اگر رجوع بعد حکم قاضی کے ہو تو امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو حد لگیگی اور اگر رجوع قبل
حکم کے ہے تو بھی امام زفر کے نزدیک فقط پھرنے والے پر پڑیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک بعد رجم کے پھر جاویگا تو اسپر بہتان
زنا کی حد لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھر گیا تو اسوقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون کو ملکر چوتھائی خون بہا دینا
ہوگا اگر ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا اور دوسرے نے رجم کی جگہ اسکو تلوار سے قتل کیا مار ڈالا یا گواہون کا تزکیہ [illegible] نے کیا اور پھر وہ بعد
رجم کے معلوم ہوئے کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اول صورت مین قاتل [illegible] دوسری صورت مین [illegible] خون بہا کا ضامن ہوگا امام
صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک یہ تاوان انپر نہین بلکہ بیت المال پر ہوگا **ف** مزکی اس شخص کو کہتے ہین جو گواہون
کا حال ٹھیک ٹھیک بتاتا ہے کہ یہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین **ص** اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے
اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور مزکی نے انکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خون بہا اسکا بیت المال مین ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون
مین خون بہا بیت المال ہی مین ہوگا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو انکی
شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نہ کرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اور
وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اسکی جورو کا لڑکا اس سے ہو وے یا ایک مرد اور دو عورتین اسکے محصن ہونے پر
گواہی دین تو وہ رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک رجم نہوگا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے

ص باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

حد شرب کی مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو **ف** اور اصل اس باب
مین فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے
تو قتل کرو اسکو نکالا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا نسائی کے معاویہ سے اور مروی ہے حدیث ابی ہریرہ سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث
معاویہ کو حدیث ابی ہریرہ سے اور تصحیح کی اسکی ذہبی نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے

ف اور دلائل ان سب کے اصل مین مذکور ہین

سنن کبریٰ میں پھر قتل منسوخ ہو گیا اسواسطے کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ میں جابرؓ سے اس حدیث کو اور اسمیں یہ ہے کہ لایا گیا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اُسنے شراب چوتھے مرتبے میں تو آپؐ نے اُسکے کوڑے لگائے اور قتل نہیں کیا اور ایک لفظ مین یارہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اُٹھ گیا یعنی منسوخ ہو گیا اور روایت کیا اُسکو بزار نے مسند میں اور ابوداؤد نے سنن میں آور امام شافعیؒ کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہے اور اسّی کوڑے یہ مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اُسنے پی تھی شراب سو مارا اُسکو دو جوتیون سے کھجور کی قریب چالیس بار کے اور اسیطرح کیا حضرت ابوبکرؓ نے پھر جب ہوئے حضرت عمرؓ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہ ہلکا حدون کا اسّی ہے سو حکم کیا اسکا عمرؓ نے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے **ص** اور جسنے شراب پی اور اُسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو اگرچہ راہ کے دور ہونے سے جاتی رہی ہو یا مست ہو اور عقل اُسکی زائل ہو اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور یا وہ اُسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اُسپر شراب پینے کی گواہی دیں اور معلوم ہو کہ اُسنے اپنی خواہش سے پی ہے تو اُسکو حد لگاوین حالت ہوش میں **ف** اور بیہوشی مین نہ مارین اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور فرمایا انما جلدناك للسكر یعنی ہمنے کوڑے مارے تجکو سبب نشے کے روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور دارقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوئے ہین ذکر کیا اُنکو ابن الہمام نے فتح القدیر میں **ص** اور اگر وہ بو جاتے جاتی رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بو جانے کے گواہی دین **ف** نہ دوری فاصلے کی جہت سے یعنی اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی تو اُس سے حد بچا دیگی **ص** تو حد واجب نہوگی **ف** اور امام محمدؒ کے نزدیک اقرار کرے بعد بو جانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حکم کیا اُس شخص کے لیے جو لایا گیا تھا مست کہ بو سونگھو اُسکے منہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بو کے حد نہوگی روایت کیا اسکو عبدالرزاق اور اسحٰق بن راہویہ نے **ص** اور اسیطرح اگر اُسمے صرف شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اُس سے پھر جاوے یا اقرار اسی مستی کی حالت میں کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون میں حد نہ لگائی جاویگی آور جاننا چاہیے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک واجب ہونے میں حد نشا کے یہ علامت ہے کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک زمین کو آسمان سے اور عورت میں شرابون کی یہ ہے کہ بیہودہ بکے اور صاحبین کا مطلقاً یعنی حد میں بھی یہی مذہب ہے اور اسی طرف مائل ہوئے ہین اکثر مشائخ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اثر اُسکا ظاہر ہو اُسکی چال اور حرکات میں **ف** اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہوگی اور سوا اِس کے جب مست ہو جاوے **ص** اور اگر مست مرتد ہو جاوے تو اُسپر اُسکی جورو حرام نہوگی اور طلاق اور عتاق اور اقرار وغیرہ اُسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا آور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سر اور منہ اور شرمگاہ بچا کر کپڑے اتار کر جدا جدا لگاوین

ص باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگا دے صریح **ف** مثلاً

مرد کو کہے زَنَیۡتَ یا زَانٍ اور عورت کو یا زَانِیَۃُ **ص** یا کہے عورت سے زَنَأۡتَ فِی الۡجَبَلِ تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور مراد لے
پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاویگا **ف** یعنی زنا ہمزے کے ساتھ چڑھنے کے معنون مین بھی آتا ہے مگر چاہیے تھا کہ اُسکے بعد
علی بولتا جب اُسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی **ص**
اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہوگی **ف** اسواسطے کہ شبہہ ہوگیا اور شبہہ سے حد دفع ہوتی ہے اور یہ ہم کہتے ہین کہ حالت
غضب زنا کی مرجح ہے کذا فی الاصل **ص** یا نہین ہے تو اپنے باپ سے یا اُسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین حالت غضب مین
یہ تینون لفظ کہے **ف** اور اگر غصے مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی اسواسطے کہ وقت غصہ نہونیکے اسکے معنی یہ ہین کہ تو افعال
مین اپنے باپ کے مانند نہین ہے **ص** یا پکارا کہ اے چھنال کے جنے اور اُسکی ماں مرگئی ہے اور عفیفہ ہو تو اُس تہمت لگانے والے کو حد
لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا اُسکا باپ جسکو اُس تہمت کے سبب سے عار ہے مطالبہ کرے **ف** اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے
ہے تعداد مین یعنی اسّی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ
الایۃ یہانتک کہ فرمایا فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَۃً یعنی لگاؤ انکو اسّی کوڑے اور مطالبہ تہمت کا شرط ہے اسواسطے کہ یہ حق اُسیکا ہے کیونکہ
اس حد سے اُسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہے اور ثبوت مین بھی یہ حد مثل حد شرب کے ہے یعنی دو مردون کی گواہی اور ایکبار کی آواز سے ثابت ہوتی
ہے **ص** اور اگر اُسکو کہے کہ تو اپنے دادا یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہین ہے یا کہے کہ تو ایک کا نہین سے بیٹا ہے تو دونون
صورتون مین حد نہ ماری جاویگی **ف** اسواسطے کہ اول صورت مین وہ کہنے والا سچا ہے کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہین ہے بلکہ باپ کا اور
اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہ کا اور دوسری صورت مین اسواسطے کہ ان سب کو بھی باپ کہتے ہین لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلۡخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہے روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی مین ہے
کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کی ابو شجاع دیلمی نے فردوس مین عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ماموں والد ہے جسکا کوئی والد نہین ہے اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ مین ہے نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ
وَاِسۡحٰقَ حالانکہ اسمٰعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے اور ماں کا خاوند بھی عرف مین باپ کہا جاتا ہے اور کلام اللہ مین
ہے کہ حضرت نوحؑ نے فرمایا اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ اور وہ اُنکی بیوی کے بیٹے تھے **ص** اور اگر عرب کو کہا کہ اے آسمان کے
پانی کے بیٹے یا اے نبطی تو بھی حد نہ لگیگی **ف** کیونکہ ان دونون مین نفی نسب نہین ہے بلکہ انکی سخاوت اور صفائی کے
سبب سے اُن لقبون سے نامزد کرتے ہین اور اسیطرح نبطی وہ لوگ ہین جو بُری عادتین رکھتے ہین اور انکی گفتگو مین فصاحت نہین ہدایہ
ص اور جو کسی نے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اُسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم
ہو اختیار ہے کہ مطالبہ حد کا کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہے کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک
نواسے کو اور امام زفرؒ کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اُسکو طلب حد کا اختیار نہین اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی
ماں کو تہمت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام خواستگار اُنکی سزا کے نہونگے اور حد قذف کی اُس شخص کے مرنے سے باطل
ہوجاتی ہے جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مرگیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے
اسواسطے کہ حد کی میراث نہین ہوتی اور امام شافعیؒ کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہے اور اگر مقذوف قاذف کو معاف

ان سب صورتون مین ۱۲

بنا اختلاف کی یہ ہے کہ قذف مین حق اللہ اور حق العبد ... امام شافعی حق العبد کو غالب کہتے ہین اور امام ... حق اللہ کو ۱۲

کو دے یا حد کے بدلے مین اُس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے اگر کسی کو کہے کہ اے زانی اور اُسنے اُسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہے تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہے اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مین نے زنا تجھسے کیا ہے تو حد اور لعان دونون باطل ہوجاوینگے **ف** اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اُسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹے اُسیکے ہونگے اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب مین لعان کر چکی ہو **ف** بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اسکی قذف سے حد واجب ہوگی **ص** یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے عورت اجنبیہ یا لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو **ف** مثلاً اپنی ماں یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو **ص** یا شرکت لونڈی سے یا اُس مملوکہ سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہے مثلاً وہ لونڈی جو اُسکی بہن رضاعی ہے یا گالی دی اُس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اُسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے وطی کی حرام لغیرہ ہے جیسے صحبت کی زوجہ حائضہ سے یا اپنی پیوست لونڈی یا مکاتب لونڈی سے یا اُسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی ماں سے تو اُسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اُسپر حد لگائی جاویگی **ف** مستامن اُس کافر کو کہتے ہین جو دار الحرب سے دار الاسلام مین امان لیکر آیا ہو **ص** اور کئی جنایتون کے واسطے اگر جنس اُنکی ایک ہے تو ایک حد کافی ہے **ف** مثلاً چند مرتبہ گالی دی زنا کی یا چند مرتبہ زنا کیا یا شراب پی تو ہر مرتبہ کے واسطے ایک ہی حد کافی ہے اگرچہ بار بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو **ص** اور اگر جنس اُسکی مختلف ہے تو ایک حد کفایت نہ کریگی **ف** مثلاً زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعیؒ کا اسمین خلاف ہے اور دلیل اُنکی اصل مین مذکور ہے

ص فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اور اکثر اُسکے اونتالیس کوڑے ہین **ف** اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہونچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہے روایت کیا اسکو بیہقیؒ نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور نکالا اسکو متصل بھی نعمان بن بشیرؓ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہؒ نے فوائد مین متصلاً اور امام محمدؒ نے مرسلاً اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اُس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا **ص** اور کمتر اُسکے تین کوڑے ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اُسکے اوناسی کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر کوڑے ہین **ف** اور ہدایہ مین ہے کہ ہمارے مشایخ نے اقل کو اُسکے راے امام پر سونپا ہے اور اسی واسطے بہت سے فقہا نے اسکی حد نہین ذکر کی ہے **ص** اور امام کو جائز ہے کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہے پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین **ف** یعنی تعزیر مین سخت ہاتھ لگاوین اور باقی مین بہ ترتیب درجہ بدرجہ نرم نرم ہاتھ پڑے **ص** اگر کوئی شخص یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے اے فاسق اے کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے

خیانت کرنے والے اے لونڈے باز اے ہیجڑے اے دیوث یعنی بے غیرت کہ اپنے اہل خانہ پر زناکار روادار ہو اے قرطبان یا قلتبان یعنی کٹنے اے شرابخوار اے سودخوار اے قحبہ کے جنے اے بدکار کے جنے اے چورون اور زناکارون کے تھانگی اے حرامزادے تو ان سب صورتون مین تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے اے گدھے اے سور اے کتے اے ریچھ اے بندر اے حجام اے ولد الحجام اور باپ اسکا حجام تھا اے زنا کی مزدوری لینے والے اے نالایق اے ٹھٹھے باز اے مسخرے تو ان صورتون مین تعزیر لازم ہوگی اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہوا اور وہ مرجاوے تو اسکا خون ضائع ہے **ف** یعنی خون بہا اسکا کسیسے نہ دیا جاویگا **ص** برخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دیوے اور وہ مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا **ف** مثلاً شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر پر تعزیر دیوے اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے اور قاضیخان نے اسکو ترک کیا

ص کتاب السرقہ

یعنی چوری کا بیان چوری اسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال مملوک جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ مین رکھا ہو پوشیدہ لے لیوے **ف** تو ہمارے نزدیک دس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک ربع دینار مین اور امام مالک کے نزدیک تین درم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ایمن سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا گیا ہاتھ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مگر ایک ڈھال مین کہ قیمت اسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اسپر اور یہ معارض ہے اسکے جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ قیمت اسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحق سے انھون نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ کہا انھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درم اور روایت کیا اسکو دارقطنی اور امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہے مگر ایک دینار یا دس درم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے موقوف ہے اوپر ابن مسعودؓ کے روایت کیا اسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعودؓ سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سنا ان سے تو یہ حدیث منقطع ہے لیکن روایت کی امام نے اپنی مسند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درم پر اور یہ موصول ہے اور اوپر گذرا اثر حضرت علیؓ کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درم سے رواہ الدارقطنی **ص** تو اگر مکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چورایا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہ **ف** اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چراوے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے کذا فی الاصل **ص** مکان مین یا بند گھر کے یا صندوق کے یا راہ مین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اسکا اسکے پاس ہو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اور اسکے لینے کا وہ ایکبار اقرار کرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو بار اقرار کرے یا دو مرد اسکی چوری پر گواہی دین اور امام انسے پوچھے کیونکر سرقہ کیا ہے اور کیا ہے اور کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتھ اسکا کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چورایا اگرچہ اس مال کو بعض انمین سے اٹھا لائے ہون لیکن انمین سے ہر ایک کو دس درم سے کم نہ پہونچا ہو

توسب کا ہاتھ کاٹا جاویگا **ف** اسواسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب سرقہ لے لیا تو سب سارق ٹھہرے **ص** اور کاٹا
جاویگا ہاتھ اگر سیا گوان کی لکڑی یا نیزے کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینہ **ف** یا ورس یا نگ ہو **ص** یا یاقوت یا زبرجد یا موتی
یا برتن یا دروازے لکڑی کے ہوں چراوے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھ شی حقیر کے چرانے میں جو ہمارے شہر میں مباح ہیں مثلاً لکڑی اور گھانس اور
نرکل اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عائشہؓ سے
کہ کہا انہوں نے نہیں کاٹا جاتا تھا ہاتھ چور کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شی حقیر میں اور پرندے میں اسواسطے نہ کاٹا جاویگا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قطع ہے پرند میں ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں ملی بلکہ روایت کیا عبد الرزاق نے
حضرت عثمانؓ کا قول کہ نہیں قطع ہے پرند میں اور مچھلی میں سب قسم کی مچھلی داخل ہے اور اسیطرح پرندہ میں مرغی اور بط اور کبوتر وغیرہ **ص**
اور نہ اس شی میں جو جلدی بگڑ جاتی ہے مثلاً دودھ اور گوشت اور تر میووں میں **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہیں ہاتھ کاٹنا ہے میوے میں اور نہ پھل میں خرمے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے
اور فرمایا کہ نہیں ہاتھ کاٹنا ہے طعام میں روایت کیا اسکو ابو داود نے مراسیل میں حسن بصری سے **ص** اور کھجور میں جو درخت پر ہو اور
خوشے میں **ف** اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ہر شے میں ہاتھ کاٹا جاویگا سوا مٹی اور خاک گوبر کے اور امام شافعی کے نزدیک شی مباح
مثل لکڑی اور تر میووں میں جو جلدی بگڑتی ہیں سریع الفساد ہوں ان سب میں انکے نزدیک قطع ہے اور وجہ حدیث مذکورہ روایت کی ان پر حجت ہیں **ص**
اور اس کھیتی میں جو ابھی کٹی نہ ہو **ف** اسواسطے کہ وہ محفوظ نہیں ہے **ص** اور نہ نشہ والی چیزوں میں اور آلات لہو میں **ف**
مثل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبورہ وغیرہ کے **ص** اور نہ صلیب میں سونے کی ہو یا چاندی کی **ف** صلیب وہ ہے
کہ جسکو نصاریٰ اپنی زنار میں باندھتے ہیں اور شکل اسکی یہ ہے ✝ **ص** اور نہ شطرنج اور نرد میں اور مسجد کے دروازے میں
اور قرآن شریف میں اور آزاد لڑکے میں اگرچہ ہووین **ف** یعنی قرآن شریف اور لڑکا **ص** زیور دار ہوں **ف** اور امام شافعی
کے نزدیک مسجد کے دروازے میں اور قرآن شریف میں بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے آزاد میں بھی
جبکہ زیور اسکا مقدار نصاب کے ہو **ص** اور غلام اور دفتروں میں مگر جب کہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہوں **ف** کہ اس
صورت میں ہاتھ کاٹا جاویگا **ص** اور کتے اور چیتے میں اور امانت میں خیانت کرنے سے اور اوچک لے جانے
اور لوٹ لے جانے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے
اور نہ اوچکے پر ہاتھ کاٹنا روایت کیا اسکو احمد اور چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے **ص** اور کفن چرانے سے
ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن چراوے
تو کاٹینگے ہم اسکو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہے ابن زبیرؓ سے کہ وہ قطع کرتے تھے کفن چور کو اور جواب
یہ ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور اسکی اسناد میں کثیر بن حازم مجہول ہے اور کہا ابن الہمام نے کہ وہ حدیث منکر ہے
اور اثر ابن زبیر کا روایت کیا اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ضعیف کیا اسکو بسبب سہیل بن ذکوان مکی کے کہا عطا نے
کہ ہم اتہام کرتے تھے اسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی المختفی
یعنی نہیں قطع ہے مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں پائی گئی لیکن روایت کی

ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے کہ ما انھون نے نہیں ہے کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی زہری سے کہ
مروان نے کفن چور مدینہ کو مارا اور نکال دیا اور قطع نہیں کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے
معمر سے اور ایک روایت مین مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہاء سے اپنے وقت کے ایک کفن چور کے
باب مین سو جمع ہوئی راے انکی اس بات پر کہ مارین ہم اسکو اور پھراوین اسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح لاشک فی ترجیح مذہبنا
من جہۃ الآثار یعنی اب نہیں شک ہے ترجیح مین ہمارے مذہب کے ازروے احادیث کے **ص** اور عام کے مال چرانے
سے مثلاً بیت المال مین سے چوری کیسے اور مال مشترک کے چرانے سے اور بقدر اپنے قرض کے یا زیادہ قرضدار کے مال مین سے
چرا لینے سے قرض حال ہو یا مؤجل اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہے کچھ بدلی نہو اور امام
ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چراوے تو کاٹو اسکو **ف**
روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے **ص** اور یہ حدیث معلول ہے طعن کیا اسمین طحاوی نے اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ جو چور
اعادہ کرے چوری کا ناحق شی مسروق کا تو جانیں لیل مقصود سمعت ہو **ف** بوجہ اس بات کے کہ اسکی اسناد مین واقدی ہے اور وہ
ضعیف ہے **ص** اور اگر بدل گئی ہے تب چراوے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اسمین ہاتھ کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر
اسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور نہ کاٹا جاویگا اگر اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چراوے برابر ہے کہ اسی کا مال ہو یا غیر کا لیکن اسکے پاس رکھا ہو تو ہاتھ
کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب غیر محرم کا مال جو کسی دوسرے کے پاس تھا اسکے گھر سے یا اپنی ماں رضاعی کا مال چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسفؒ
کے نزدیک اگر ماں رضاعی کا مال چرایا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اگر چراوے شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ
الگ جگہ میں رکھا ہو یا غلام اپنے مالک کا مال چراوے یا مالکہ کے خاوند کا مال یا اپنے مکاتب کا مال یا مہمان میزبان کا
مال یا مال غنیمت یعنی لوٹ مین کا چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے نہ کاٹا ہاتھ اس شخص کا جسنے
چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین **ص** یا حمام یا گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت عام ہو **ف**
تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہے اور رات کو چراوے کاٹا جاویگا اور اگر حمام مین کوئی محافظ ہو تب بھی وہان کے مال چرانے سے کاٹا
نہ جاویگا اور مسجد کے مال مین اگر کوئی محافظ ہو اسباب پر تو کاٹا جاویگا **ص** اور جو کسی چیز کو چراوے مگر اسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے
یا گھر مین کہ اس شخص کی ... جو باہر گھر کے ہے تو ہاتھ کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر اسنے ہاتھ گھر کے باہر نکال دیا
اور دوسرے نے لے لیا تو اسپر قطع ہے اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈالا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہے اور ذخیرہ مین ہے کہ
اگر داخل اور خارج کے بیچ مین اس مال کو رکھدیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت مین کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت مین
دونون کے ہاتھ کاٹے جاوینگے **ص** اور جو گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ لے لیوے یا تھیلی جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک گھر
کے اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا جیسے صندوق کے اندر ہاتھ ڈال کے مال نکالنے سے **ف** اور دلائل مسائل کے
اور تفصیل اسکی اور جواب ہمارا اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر اونٹ کو یا اسکا بوجھ قطار مین سے چرا لے اور وہان کوئی
محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا تھیلے کو چیر کر اسمین سے اسباب لے یا ہاتھ صندوق مین خواہ کسی کی جیب اور آستین مین ڈال کر مال لیلے

امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین کاٹا جاویگا ۱۲ **ف** اسواسطے کہ حمام و مکان محفوظ ہین ... ۱۲

یا گھر کے حجرے میں سے نکال کر اُس چیز کو صحن میں لاوے یا جو شخص حجرے والوں میں سے ہو وہ
ایک حجرے میں سے جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ
میں سے راہ میں ڈالدے پھر نکلکر اُسکو اُٹھا لے یا کسی چیز کو گدہے پر لاد کر اُسکو ہانکے اور مکان سے باہر
لیجاوے تو اِن سب صورتوں میں ہاتھ کاٹا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا برابر ہے کہ اُسکو
لیوے یا راہ میں چھوڑ دے اور امام زفرؒ کے نزدیک ڈالدینے میں اور لاد کر لیجانے میں ہاتھ نہ کاٹا جاویگا ف اور والی سب صورتوں میں

ص فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں

چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے ف لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہوا اور داہنا ہاتھ قراءت ابن
مسعودؓ سے اور پہونچے سے کاٹنا اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور ابن عدی نے کامل میں عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ کاٹا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پہونچے سے اور اسناد میں اُسکی عبد الرحمن بن سلمہ ہے کہ میں نہیں جانتا حال اُسکا اور روایت کی ابن ابی
شیبہؒ نے رجاء بن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پہونچے سے اور یہ مرسل ہے اور نکالا اسے عمرؓ اور علیؓ سے کہ
کاٹے انہوں نے ہاتھ پہونچوں سے اور منعقد ہو گیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کہ کاٹو اسکو اور داغ دو اسکو اور یہ حدیث ثابت ہے اور کہا کہ صحیح ہے شرط مسلم پر اور
روایت کیا اُسکو ابو داؤد نے مراسیل میں اور قاسم بن … اور دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ
انہوں نے بھی داغ دیا ص اور اگر پھر چوری کرے تو بایاں پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چراوے تو نہ کاٹا جاوے بلکہ قید کیا جاوے یہانتک
کہ چوری سے توبہ کرے ف اور بایاں پیر کاٹا جاوے … اور کیا ایسا ہی حضرت … رضی اللہ عنہ ص اور
بعضوں کے نزدیک تو چوتھی بار … اور امام شافعیؒ کے نزدیک تیسری بار میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار میں داہنا پیر کاٹا جاوے ف
اور پانچویں مرتبہ میں انکے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے اور … عمرو بن العاص اور عثمان اور عمر بن عبد العزیز سے
منقول ہے کہ پانچویں بار میں قتل کیا جاوے ص اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چوری کرے … تو اسکا ہاتھ کاٹو اگر پھر
چوری کرے تو کاٹو اسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اسکو ف اور یہ حدیث … میں ملتی
ہاں روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے جابرؓ سے کہ لایا گیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرمایا حضرتؐ نے قتل کرو اسکو تب کہا
لوگوں نے یا رسول اللہ یہ چور ہے فرمایا ہاتھ کاٹو اسکا پھر کاٹا گیا پھر لایا گیا اسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اسکو پھر ذکر کیا اسیطرح یہانتک کہ لایا گیا
اسکو … اسیطرح پھر لایا گیا اسکو پانچویں بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اسکو
کہا جابرؓ نے کہ قتل کیا ہم نے اسکو اور … کنوئیں میں ڈالدیا اوپر سے پتھر ڈالدئیے اور نسائی نے … منکر کہا اور مصعب
بن ثابت اسکی اسناد میں قوی نہیں … ضعیف ہیں ص اور مذہب ہمارا تو وہ ہے جو حضرت علیؓ سے
ف کہا امام محمد بن الحسنؒ نے کتاب الآثار میں خبر دی ہمکو ابو حنیفہؒ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبد اللہ بن سلمہ
سے انہوں نے علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپنے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اُسکا پھر اگر چراوے تو بایاں پیر اُسکا
پھر چراوے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ کر دوں اُسکو ایسا کہ

اُسکا کوئی ہاتھ نہو کہ کھاوے اُس سے اور استنجا کرے اُس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اُسپر اور اسی طریقے سے نکالا اُسکو دارقطنی
نے اور عبد الرزاق نے مصنف مین شعبی سے انھون نے حضرت علیؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور بیہقی نے
اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباسؓ سے اور حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے مشورہ کیا اس باب مین تو اجماع ہوا
لوگون کا رائے پر حضرت علیؓ کی ص اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علیؓ مخالفت نکرتے اُسکی اور صحابہ اخذ نہ کرتے
انکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اس حدیث مین ف اور کہا ابن ہمام نے تلاش کیا ان آثار کو سو نہ پائی کچھ اصل انکی اور اسیواسطے
منکر کہا اُسکو نسائی نے اور مبسوط مین ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین ص یا یہ کہ وہ حدیث محمول ہو سیاست پر ف یا منسوخ
ہو جیسا کہ قتل اس حدیث مین امام شافعیؒ کے نزدیک بھی منسوخ ہے ص اور اسیطرح اُس شخص کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے جو چوری کرے
اور اُسکا بایان ہاتھ یا انگوٹھا اُسی ہاتھ کا یا دو انگلیان اُسکی سوا انگوٹھے کے کٹی ہون یا لنجی بیکار ہون یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ
چور قبل نالش کے اُس شے مسروقہ کو ہبہ اسے مالک کے کردے یا اسکا مالک ہو جاوے ہبہ یا بیع سے یا قیمت اُسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھ کاٹنے
کے یا اُس شے مسروقہ کی ملک کا دعوی کرے یا دو چورون مین ایک چور اُسکی ملک کا دعوی کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اُسکا مطالبہ
نکرے اگرچہ چور اُسکا اقرار کرے تو ان سب صورتون مین کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا ف اور ان مسائل مین خلاف امام ابو یوسفؒ
اور زفر اور شافعیؒ کا ہے اور اصل مین مذکور ہے ص اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اُنمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور
گواہی سے دونون کے فعل سرقہ ثابت ہو تو دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو
ف مثلاً ایک بیمار کے بدلے مین دو دینار لئے اور اسکو چرا لے گیا ص امانت دار اور غاصب اور سود خوار کے ہاتھ سے چرایا
اور انھون نے مطالبہ کیا تو ہاتھ اُسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہے عاریت لینے اور کرایہ سے لینے والے اور مضارب اور مرتہن اور اُس
شخص کے مال مین جو اُسکو واسطے خریدنے کے ملا یا ہو پس قطع ہے بدون دعوی شرط ہے مالک کرے یا جسکے قبضہ مین ہو اور وہ محافظ ہو ف
یعنی انکے ہاتھ سے اگر چور چرا لیجاوے اور یہ مطالبہ کرین تو قطع لازم ہوگا ص اور اگر مال ان لوگون کے پاس سے چوری جاوے
اور اصلی مالک مطالبہ کرے اُس چور سے تب بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اُسکا ہاتھ اسکے عوض مین کٹا بعد
اسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرا لیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا
اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ کٹیگا تو اگر مال موجود ہو تو اس مال کے مالک کی طرف واپس
دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھ اسکا کاٹا جاویگا ف برابر ہے کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو اور مولی اُسکی
تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور اسمین خلاف ہے ابو یوسفؒ اور زفرؒ اور محمدؒ کا اور دلیلین سب کی اصل مین
مذکور ہین ص اور مال مسروق جسمین قطع ہے ہوا اگر موجود ہو تو مالک کو رد کیا جاویگا اور جو ہلاک ہوا تو ضمان نہوگا اگرچہ اُسنے
خود اُسکو تلف کر دیا ہو اور روایت حسنؒ مین ہے امام ابو حنیفہؒ سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعیؒ کے نزدیک
چاہئے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونون صورتون مین تاوان لازم آویگا اور ہاتھ بھی کٹیگا ف تو ہمارے نزدیک
ہاتھ کاٹنا اور مال کا تاوان دونون ساتھ نہین ہوتے کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے
لیکن اگر وہی مال موجود ہوگا تو واپس دلایا جاویگا اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ نہین تاوان دیتے ہین ہم چور کو بعد اسکے کہ قائم کرین آپ حد کو روایت کیا اسکو نسائی نے عبد الرحمن بن عوفؓ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک قطع ید اور ضمان جمع ہوتا ہے ص اور اگر ایک چور نے کئی مرتبہ کتنی جگہہ چوری کی بعد اسکے سب آدمیون کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی آدمیون کے مال کا بھی ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگون کی نالش مین اسکا ہاتھ کٹا ہے انکے مالون کا ضامن ہوگا اور باقی مالکون کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا اور کاٹنے والے نے قصدا بایان ہاتھ کاٹا تو کچھہ دیت یعنی خون بہا اسپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو کاٹا جاویگا جب وہ کپڑا بعد کٹنے کے دس درم یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر اسی جگہہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اسکے روپے اشرفی بنا لیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپے اشرفی مالک کو دیے جاوینگے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہ دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اسکو سرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اسکا لازم نہین اور امام محمدؒ کے نزدیک کپڑا دیدے اور سرخ رنگنے کی قیمت پھیر لیوے اسکے مالک سے اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک نہ ابو یوسفؒ کے نزدیک پھیرے ف اور فتوی قول امام پر ہے

ص باب رہزنی کے بیان مین

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور کسی کے مال لینے اور قتل کرنے سے پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اس راہ سے توبہ کرے ف یعنی علامات نیکبختون کے پیدا ہو جاوین اور بعضون نے کہا معین کی مدت آٹھہ برس کی ہے اور صحیح اول ہے ص اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اسکی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے یعنی دس درم یا زیادہ کا مال پہنچے تو انکا ایک ہاتھہ اور ایک پاؤن دوسری جانب سے کاٹا جاوے ف یعنی داہنا ہاتھہ اور بایان پاؤن ص اور اگر اسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہین لیا تو قتل کیا جاویگا حد مین نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اسکو معاف کر دے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسی کو جان سے مار کر مال لیوے تو اسکا داہنا ہاتھہ اور بایان پاؤن کاٹکر مار ڈالا جاوے اور یا سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار ڈالا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے ف یعنی حاکم کو اختیار ہے جو چاہے انمین کرے اور اصل اس مین قول اللہ تعالی کا ہے إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ الآیة اور روایت کی امام محمدؒ نے ابو یوسفؒ سے انھون نے کلبی سے انھون نے ابی صالح سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمھارے پر زیادتی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابو بردہ نے رہزنی کی انپر تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا اور مال نہین لیا قتل کیا جاوے اور جسنے مال لیا اور قتل نہین کیا تو اسکے ہاتھہ اور پیر خلاف کے کاٹے جاوین اور جو مسلمان ہو کے آیا تو اسلام نے ڈھا دیا جو کچھہ کہ کیا تھا اسنے شرک مین اور عطیہ کی روایت مین ہے ابن عباسؓ سے کہ جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہین کیا اور مال نہین لیا تو وہ جلا وطن کیا جاوے ص اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑھانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اسکے پیٹ کو

نیزے سے چیرے تاکہ مرجاوے اور تین دن تک اُسکی لاش سولی پر رکھے **ف** اور زیادہ تین دن سے نہ رکھے اسواسطے کہ اُسمین بو
پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی ہدایہ **ص** اور اس صورت مین جو مال اُسنے لیا ہو اور تلف ہوا اُسکا تاوان نہ دیگا اور ایک
کے قتل کرنے سے سب پر حد پڑیگی یعنی جو شخص کہ مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی شامل مرتکب کے ہے **ف** یعنی ڈاکوون کو
سب کو سزا یکسان ہونی چاہیئے خواہ اُسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اُسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو **ص** اور لکڑی اور
پتھر مارنا اسلیئے مین شامل تلوار کے ہین **ف** تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسی کو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے **ص** اور
اگر کسی کو ڈاکو زخمی کرے اور مال لیوے تو اُسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر ڈاکو
صرف زخمی کرے اور مال نہ لیا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض ان مین عاقل و بالغ نہون یا بعضے رہزنی کی ہو اس
سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر رہزنی کریں یا رات کو خواہ دن کو شہر میں یا دو شہرون کے بیچ میں رہزنی
کرین ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہین تو دیت ہے
اور ولی کو اختیار ہے عفو کا **ف** اور اسمین خلاف ہے امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کا اور وہ مذکور ہے اصل مین **ص** اور جو بیا
کا گلا گھونٹ کے مار ڈالے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اسکی عادت کرے تو اُسکو اُسکے قتل کرنیکے اسواسطے سیاست سے مار ڈالنا چاہیئے

ص کتاب الجہاد

جہاد یعنی کافرون سے دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانون کو چاہیئے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو اگر بعض مسلمان
کرینگے باقی سب کی گردن سے ساقط ہوگا **ف** فرضیت جہاد کی ثابت ہوئی ہے قول سے اللہ تعالی کے فاقتلوا
المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہے اُس
زمانے سے کہ اُٹھایا مجھکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑیگی اخیر امت میری دجال سے روایت کیا اسکو ابو داود نے انسؓ سے
ص اور اگر کوئی نہ لڑیگا تو سب گنہگار ہونگے اور نہ جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے
پر فرض ہے **ف** اسواسطے کہ لڑکین وقت رحم کا ہے اور عورت اور غلام کو خاوند اور مولی کے حق سے فراغت نہین اور اندھے اور اپاہج
اور ہاتھ پانون کٹے اُس سے عاجز ہین **ص** اور فرض عین ہے اگر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت بدون اجازت
اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین تو پہلے جس شہر پر کافر چڑھے ہین وہان کے لوگون پر جہاد فرض
ہوگا پھر اُن لوگون پر جو اُس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اُس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہو جاوین یا سستی
کرین پھر اُن لوگون پر جو اُنسے قریب ہین جب خبر پاوین اور ان لوگون کا بھی حال یہی ہو یہانتک کہ فرض ہو جاویگا جمیع اہل اسلام پر شرق اور
مغرب مین اور نظیر اسکی نماز جنازہ ہے کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قرب جوار میت پر فرض ہوتی ہے پھر اگر وہ نہ کرین اور دور والون کو خبر پہنچے
تو انپر فرض ہوتی ہے یہانتک کہ اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور جہاد کے لیے اغنیا پر کچھ مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال
مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین اور لوگون سے لیکہ جہاد کرنیوالون کو دین اور انکی مدد کرین **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اور حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد
نے طبقات مین **ص** پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرلین تو اول اُنسے مسلمان ہو جانے کی درخواست کرین **ف** اسواسطے

کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے کہ نہین لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہانتک کہ بلایا نہو اُنکو
طرف اسلام کے اور اخراج کیا اُسکا حاکم نے اور صحیح کیا اُسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے
ص تو اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہتر ہے **ف** اسواسطے کہ مطلب حاصل ہو گیا تو اب اُنکے قتال سے باز رہین اور فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حکم کیا گیا مین کہ مقاتلہ کرون لوگون سے یہانتک کہ کہین وہ کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے ابن عمرؓ سے **ص** اور اگر نہ مانین تو اُنسے جزیہ طلب کرین **ف** اسواسطے کہ حدیث بریدہ مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کرین اسلام سے تو طلب کرو اُنسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کرین تو تو بھی قبول کر اُنسے روایت کیا اُسکو مسلم
نے **ص** اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اُنکے واسطے ہے جو ہمارے لیے ہے یہ مراد نہین کہ اُنپر عبادات نماز و روزہ و زکوۃ و حج وغیرہ بافرض ہونگے
اسلیے کہ کفار مخاطب با عبادات نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اُنکے جان مال کو محفوظ رکھنا چاہیے اور اُنپر ہے وہ جو ہمپر ہے (یعنی تاوان وغیرہ ۱۲) یعنی معاملات مین اُنکے
احکام مثل مسلمانون کے ہین اور دلیل اسپر قول ہے حضرت علیؓ کا کہ مقرر کیا گیا اُنپر جزیہ تاکہ ہوجاوین خون اُنکے مثل ہمارے خونون کے اور مال
اُنکے مثل ہمارے مالون کے **ف** روایت کیا اسکو شافعیؒ نے مسند مین اور اسناد مین اسکے ابو الجنوب ہے ضعیف کیا اسکو دارقطنی نے
ص اور جس کسی کو کہ دعوت اسلام نہ پہونچی ہو اُسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
معاذؓ سے کہ تم پہونچوگے اہل کتاب پر سو بلانا اُنکو اول طرف شہادت لا الہ الا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص**
اور اگر پہلے دعوت اسلام پہونچ چکی ہے تو مستحب ہے کہ لڑائی کی شروع مین پھر اُنسے مسلمان ہوجانے کو کہدیا جاوے **ف** اور یہ واجب نہین ہے
کیونکہ مروی ہے نافعؓ سے کہ چھاپا مارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مار ڈالے لڑنے والون کو اُنکے اور
قید کیا اولاد کو اُنکی کہا یہ مجھے عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے مین بلانا نہین ہوتا
ہے طرف اسلام کے **ص** پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کرین تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کر کے اُنسے لڑینگے
ف اسواسطے کہ حدیث بریدہؓ مین ہے کہ اگر وہ انکار کرین جزیہ سے تو مدد مانگ اللہ سے اور لڑ اُنسے **ص** ساتھ
فلاخن کے **ف** اور اپنی آلات حرب مثل توپ و تفنگ کے **ص** اور کافرون کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور نیز مارینگے
ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک فلاخن کو طائف والون پر روایت کیا اسکو ابوداؤد نے مراسیل مین
مکحولؒ سے اور راوی اسکے معتبر ہین اور موصول کیا اسکو عقیلی نے حضرت علیؓ سے لیکن سند اسکی ضعیف ہے اور جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے درختون کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا اُنکو روایت کیا اسکو علما ستہ نے **ص** اگرچہ اُنمین مسلمان ہوں اور کفار بعض
مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی **ف** یعنی اگر کافر مسلمان کو
اپنی سپر بنالے اور اُسکی آڑ مین کھڑا ہو اور اُسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان
بھی زخمی ہو یا مارا جاوے **ص** اور اُنکے درخت کاٹ ڈالینگے اور اُنکی کھیتیان اُجاڑ دینگے اور دغا نہ کرینگے **ف** یعنی
عہد نہ توڑینگے اور صحیحین مین ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر و فریب ہے تو اب ضرور ہوا کہ
دغا اور مکر و فریب مین فرق پیدا مین تو جب تک لڑائی ہو رہی ہے مکر حرام نہین اسطرح پر کہ ہم اُنکو اسطرح دکھلاوین کہ ہم نہین لڑتے
ہین اور رعب وہ مطمئن ہوجاوین تو اُنسے لڑین یا ہم اور کسی طرف چلے جاوین اور وقت اُنکی غفلت کے رات کو اُنپر چھاپا مارین بخلاف

اُس صورت سے کہ ہمارے اور اُنکے بیچ مین عہد ہو گیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے لڑ بیٹھے تو یہ مکر نہین بلکہ عہد توڑنا ہی
اور فریب ہی حال صلح مین نہ وقت محاربہ مین اور یہ حرام ہی کذا فی الاصل **ص** اور مال غنیمت مین خیانت نہ کرینگے اور مثلہ یعنی
کسی کے ناک کان نہ کاٹینگے اور وہ جو عرنیین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کیا تھا **ف** اور حدیث اُنکی کتاب الطہارت
کوئین کے باب مین گذری **ص** منسوخ ہی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چُراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو
اور ناک کان نہ کاٹو **ف** روایت کیا اُسکو مسلم نے حدیث بُریدہ مین **ص** اور مثلے مین اللہ تعالی کی پیدائش کا بدلنا ہی
تو حرام ہوگا **ف** اسواسطے کہ اللہ کی پیدائش کا بدلنا حرام ہی **ص** اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور بدھے اور
اپاہج کو اور عورت کو نہ مارینگے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم یہ کہتے ہین کہ
ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو انکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون
اور لڑکون کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو فرمایا کہ نہین
تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے **ص** مگر یہ کہ جب کوئی انمین سے حاکم ہو یا لڑتا ہو یا صاحب
مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے امور مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو
ابتداءً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اُسکے مار ڈالنے مین دیر کرنا چاہیے کہ دوسرا شخص آنکر اُسکو مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کر والدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ دستور سے بعید
ہی کہ ابتداءً باپ کو مار ڈالے **ص** اور اگر باپ اُسکے قتل کا قصد کرے اور اُسکو اُس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے تو اُسکو
مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ مقصود بچنا ہی بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت سوا بغیر
قتل کرنے باپ کے تو قتل کرے اُسکو تو کافر باپ مین بدرجہ اولی قتل کرنا جایز ہوگا ہدایہ **ص** اور یہ بھی منع ہی کہ قرآن
اور عورت کو اپنے لشکر مین ہمراہ لین جسمین بہت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب فتح کا ہو تو کچھ مضایقہ نہین **ف**
صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہی حضرت ابن عمرؓ سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کہ
سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے لے
اُسکو دشمن **ص** اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہی کہ اُنسے صلح کرے **ف** خواہ مال لیکر یا بیلیکر
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی اہل
مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی مذکور ہی سیرت محمد بن اسحق اور سیرت ابن
ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح دو برس تک تھی **ص** اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اُنکو اطلاع
دیکے اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اُنسے لڑین **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ صلح
جو کی تھی مشرکین مکہ سے اور در صورت خیانت نہ کرنے کافرون کے بغیر اُنکی اطلاع دہی کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ یہ دغا ہوجاویگا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین وفا ہی نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہی اور قول ہی عمرو بن عیینہ کا لیکن
اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین **ص** اور مرتدون سے صلح کر لین لیکن مال نہ لین اور اگر لے لیا تو پھر اُنکو واپس

ندین اور مسلمان کافرون کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ بیچین اگرچہ بعد صلح کے ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے سیر مین اور بزار نے مسند مین اور طبرانی نے معجم مین عمران بن حصین سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ وفساد مین کہا بیہقی نے صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین لیکن سند اسکی ضعیف ہے **ص** اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اسکی صحیح ہے اور اسکو قتل کرینگے ہان اگر امان دینا برا ہو تو امن کو توڑ ڈالیں اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب مین قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہین خون انکے اور ذمہ داری کر سکتا ہے ادنی انکا یعنی بہت کم درجہ ایک تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور مسلم نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو کفار کے ساتھ ہو یا غلام یا وہ شخص جو اسلام لایا ہو لیکن ہماری طرف نہین آیا ہو یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان ان سب کی باطل ہے **ف** اور امام محمد کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہے یعنی جائز ہے اور ہدایہ مین ہے کہ روایت کیا اسکو ابو موسی اشعری نے اور کہا ابن ہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی لیکن روایت کی عبد الرزاق نے حضرت عمر سے مانند اسکے موقوفاً اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے ہدایہ مین

ص باب غنیمتون کا اور اسکے بانٹنے کے بیان مین

مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اسکو لشکر مین بانٹ دے یا اس ملک کے باشندون کو اسپر مقرر رکھے اور ان خود پر جزیہ اور انکی زمین پر خراج ٹھہرا دے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک مین ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہے کہ حضرت عمر نے اہل عراق کو انکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور انکی زمینون پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیون کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے انکو غلام بنائے **ف** اسواسطے کہ اسمین انکا بھی دفع شر ہے اور مسلمانون کا بھی فائدہ ہے **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانون کی ذمی بنکے جزیہ دیا کرین اور نہین جائز ہے کہ ان قیدیون کو مفت احسان رکھکر چھوڑ دین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے **ف** اور دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالی کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ **ص** اور جائز ہے کہ مال لیکر انکو چھوڑ دین قبل موقوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے مین مسلمانون کے جو کافرون کے نزدیک قید ہین اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا بالاجماع ہمارے علما کے جائز نہین ہے اور مسلمانون کے بدلے مین بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہین ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف سے اس باب مین دو روایتین ہین اور امام شافعی کے نزدیک مطلقاً جائز ہے لیکن دار الحرب کو واپس بھیجنا کسی کے نزدیک جائز نہین اور بھی حرام ہے مواشی کی کونچین کاٹنی جس صورت مین کہ انکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے انکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اٹھاوین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیئے جاوین اور دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب ہمارا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی بلکہ قول ابو بکر کا ہے روایت کیا اسکو مالک نے مؤطا مین اور دلیل ہماری یہ ہے کہ ذبح کرنا

حیوان کا واسطے غرض صحیح کے درست ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کافرون کی شوکت توڑنے سے بڑھکے اور کوئی غرض نہین تو اگر اُنکو زندہ چھوڑدین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور باعث اُنکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کی کونچین کاٹنی نہین کیونکہ یہ مُثلہ ہی اور مُثلہ ممنوع ہی حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو اُنکو گاڑدین ایسے مقام پر کہ کافرون کو اطلاع نہووے ہدایہ **ص** اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دارالحرب مین اور قسمت بھی بمنزلے بیع کے ہی ہدایہ اور یہ حدیث غریب ہی کہا یہ شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر لشکر والون کو مال سلیئے بانٹ دین کہ اُنکے پاس امانت رہے دارالاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہی اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہونچے وہ مال غنیمت مین اُنکے شریک ہونگے اگرچہ مدد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دارالحرب مین مرجاوے شریک نہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص بعد کفار کی شکست کے مرجاوے اگرچہ دارالحرب مین مرے تو شریک ہوگا اور حصہ اُسکا اُسکے وارثون کو ملیگا اور جو دارالاسلام مین آنکر مریگا تو حصہ اُس مردے کا سب کے نزدیک اُسکے وارثون کو دلایا جاویگا اور جائز ہی مسلمانون کو کہ مال غنیمت سے ان اشیا کو تقسیم سے پیشتر دارالحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھانس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور ہتھیار جنگی حاجت پڑے **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن خیبر کے کھاؤ اور چراؤ اور نہ اُٹھاؤ اور نکالا اُسکو واقدی نے مغازی مین اور سند سے **ص** اور جب دارالحرب سے نکلین تو اُنکو کام مین نلاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس باقی ہوان اُنکو مال غنیمت مین واپس دینگے اُنکا چیا اور تمامی حال نہیں اور جو شخص کہ کافرون مین سے مسلمان ہوجاویگا اُسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اُسکی قید سے اور جو مال کہ اُسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا **ف** اسواسطے کہ روایت کی امام محمدؒ نے عروۃ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھ تو وہ چیز اُسکی ہی اور اسناد مین اُسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا اُسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داؤد مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ کرلیا اُنھون نے اپنی جانون اور مالون کو **ص** لیکن اُسکے مسلمان ہونے سے اُسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اُسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی اور جو مال اُسکا کہ حربی کے پاس امانت ہی یا غصب ہی محفوظ نرہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

ص فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دارالاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہو اگرچہ بعد اُسکے گھوڑا اُسکا مرگیا ہو اور وہ وقت لڑائی کے پیادہ ہوا اُسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دارالاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اُسکا ایک حصہ ہی اگرچہ وقت لڑائی کے سوار ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک اعتبار سوار اور پیادہ ہونے مین لڑائی کے وقت کا ہی اور سوار کے واسطے اُنکے نزدیک تین حصے ہین **ف** اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور سوار کے اگر دو گھوڑے ہون تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

اور عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی مین اعانت کرین تو انکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصہ غنیمت سے کم
ہو موافق رائے امام کے دلایا جاویگا **ف** اور ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا اسکو
اصحاب سنن نے **ص** اور مال غنیمت سے پانچوان حصہ یتیمون کا ہے جنکے باپ مر گئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرون کا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھے جاوین اور جو
لوگ انمین سے غنی ہون انکا حق اس پانچوین حصے مین نہین اور ذکر اللہ تعالیٰ کا جو اس آیت مین ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ
لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہے اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے
سبب سے جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا **ف** کہ اب امرا اور بادشاہون کو صفی لینا نہ چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو صفی لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے
جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین **ص** اور امام شافعی کے نزدیک مال غنیمت کے
پانچ حصے کرین ایک حصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا
ف برابر ہے کہ غنی ہون یا فقیر **ص** جاننا چاہیے کہ نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہین اور
عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل **ف** سنن ابو داود وغیرہ مین مروی ہے **ص**
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتون کو بانٹا تو پانچوان حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور مطلب کے
اور عثمانؓ تھے اولاد مین سے عبد شمس کی اور جبیر بن مطعمؓ اولاد سے نوفل کی اور دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہم انکار نہین کرتے ہین بزرگی اولاد ہاشم کا اس واسطے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انمین کیا یعنی انہین کی اولاد سے بھیجا لیکن بنی مطلب
کو ہمپر کیا بزرگی ہے کہ آپ نے انکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپ نے کہ انھون نے چھوڑا مجکو نہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین تو
امام شافعی اب بھی قسمت کرتے ہین موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہین کہ آپ نے صرف یہ وجہ بیان کی
بنی مطلب نے مدد اعانت اور نصرت کی تو یہ بات آپ کی وفات سے باقی نہ رہی تو اب سب قرابت والے مستحق ہین بسبب فقر کے جیسے
کہ فرمایا آپ نے **ف** واسطے بنی ہاشم کے **ص** کہ اللہ نے بدلا دیا تمکو صدقون سے پانچوین حصے کا پانچوان حصہ یعنی ایک حصہ **ف**
اور یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ مصارف کے باب مین گذری اور روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر مین اور اسناد اسکی حسن
ہے **ص** اور جب یہ کہ بدلہ زکوٰۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوٰۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہے کہ خلفائے راشدین قسمت
کرتے تھے ہمارے طریق پر **ف** روایت کی ابو یوسفؒ نے کلبی سے انھون نے ابو صالح سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ خمس تھا
بانٹا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پانچ حصے کر کے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربیٰ
کے اور ایک واسطے یتامیٰ کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے پھر تقسیم کیا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی
اللہ عنہم نے اسکو تین پر ایک واسطے یتیمون کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے اور روایت کی طحاوی نے
مانند اسکے **ص** اور حضرت عمرؓ دیتے تھے انکے فقیرون کو **ف** کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے ہمنے نہین پایا اسکو
ص اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت دار الحرب مین سے مال غنیمت لاوین تو اسکا پانچوان حصہ لیا جاویگا جب انکے

پاس لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہون اور جو امام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہون تو اسمین سے پانچوان حصہ
نہ لیا جاویگا اور امام کو اختیار ہے کہ حالت قتال مین کوئی چیز زائد سوائے حصۂ غنیمت کے لشکر کے لیے مقرر کرکے لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص
دلاوے قتل پر مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو مار یگا تو اُسکا اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مین نے تمھارے واسطے غنیمت کی چوتھائی
بعد خمس نکال لینے کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے اُنمین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کردونگا
ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اے نبی مستعد کر اور رغبت دلا مسلمانون
کو قتال پر **ص** اور نہ بڑھاوے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین **ف** اسواسطے کہ اب سب کا حق اُسمین ہو گیا **ص** مگر خمس سے
ف کیونکہ خمس مین اُن لوگون کا حق نہین **ص** اور اسباب یہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ کہ مقتول
پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا **ف** اور امام شافعی
کے نزدیک ہمیشہ اسباب مقتول کا قاتل کو ملیگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ
روایت کیا اسکو اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے انس سے اس لفظ سے
مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ اور جماعت نے سوا نسائی کے ان لفظون سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَہٗ عَلَیْہِ بَیِّنَۃٌ فَلَہٗ سَلَبُہٗ
یعنی جو شخص قتل کرے کسی کافر کو اور اُسکے پاس گواہ ہون تو واسطے اُسکے ہے سامان اُس مقتول کا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ یہ قول آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے بطور تنفیل زیادہ دینے انعام کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہو شرع مین اور دلالت کرتا ہے اسپر وہ
جو روایت کی طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لینے کا قاتل کے اور ابو عبیدہ نے
ارادہ کیا کہ اسمین پانچوان حصہ کرین تو کہا معاذ نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ
بِہٖ نَفْسُ اِمَامِہٖ یعنی آدمی کا وہ حصہ ہے جسمین اُسکا امام خوشدل اور راضی ہو اور روایت کیا اسکو اسحٰق بن راہویہ نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے

ص باب کافرون کے غلبے کے بیان مین

اگر بعضے کافر بعضے کافرون پر غالب ہوئے اُنکو قید کرین اور اُنکا مال لے لین یا اونٹ ہمارے بھاگ کے اُنکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر
غالب ہو جاوین اور اُن مالون کو دار الحرب مین لے جاوین تو مالک ہو جاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کا مالک نہو نگے
ف اور دلیل ہماری اور اُنکی اصل مین گذرچکی ہے **ص** اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب اور غلام کو جو اُنکے پاس بھاگ
گیا ہو مالک نہونگے اگرچہ اُسکو پکڑ لیوین اور قید کرین قہر سے اور صاحبین کے نزدیک مالک ہوونگے لیکن اگر قہر سے نہین پکڑا تو بالاتفاق
مالک نہونگے **ف** اور دلیل دونون کی اصل مین گذرچکی ہے **ص** اور ہم اگر اُنپر غلبہ پاوین تو اُنکے آزاد شخصون کے اور اُنکے مالون کے مالک
ہو جاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز بعینہٖ اُن یا اُو ہاتھ مین غانمین کے دہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اُسکو مفت لے لے اُسکا عوض کچھ نہ دے
اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اُسکو اپنا مال ملے تو اُس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے **ف** اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے
سنن مین ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مالون مین کہ لے جاوین اُسکو دشمن اور مسلمان پھر چھین لیوین اُنسے کہ اگر صاحب
مال اُسکو پاوے قبل قسمت کے تو وہ حقدار ہے اُسکا اور اگر پاوے اُسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لے لیوے قیمت سے اور اسناد مین اُسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہے اور
نکالا دارقطنی نے مانند اسکے ابن عمرؓ سے اور یاسین اُسکی اسناد مین ضعیف ہے اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار **ص**

اور جو کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون آسقدر دیکر لے لے
ف اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس اپنا ناقہ پایا اور قصہ اٹھایا اسکا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہے اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو خرید کیا مین نے دشمن سے
تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اُس قیمت سے کہ خریدا ہے جتنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے تو اسکو اور ذکر کیا
اسکو عبدالحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کی اس حدیث کی یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے اُسنے تمیم بن طرفہ سے اُسنے جابر بن سمرہ سے
اور یاسین ضعیف ہے کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور مین نہین پہچانتا ہون اس سند کو هکذا فی تخریج الهدایة للزیلعی

ص اگرچہ اُس غلام کی کسی نے آنکھ پھوڑی ہو اور اُسکا تاوان اُس تاجر نے لے لیا ہو تو اب مسلمان اول مالک کو نہ چاہیے کہ آنکھ
پھوٹنے کے عوض مول مین سے کم کرکے دے بلکہ اگر چاہے کل ثمن دیکے لیوے تو اگر قید مین پڑنا اور خریدنا دو بار ہو تو مشتری ثانی دوسرے
اُسکے دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دے اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو نے اُنسے سو روپے
کو خرید لایا پھر دوبارہ اُس غلام کو کافر پکڑ لے گئے تو بکر اُنسے سو روپے کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی
سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو سو دینے پڑینگے اسلیے کہ عمرو کے اُسپر دو سو لگے ہین اور زید کو اختیار نہین کہ بکر سے سو روپے
دیکر خرید لے کیونکہ اس صورت مین عمرو کے سو روپے ضائع ہو جاوینگے اگر کوئی غلام اپنے مالک کا اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور
کفار نے پکڑ لیا اسکو اور کوئی سوداگر اُنسے وہ غلام اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک تو اُس غلام کو سوداگر سے مفت
لے سکتا ہے اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوتے اور غلام کے سوا اور اسباب مول دیکر لیوے جتنے دام مشتری نے کافرون کو
دیے ہون اسلیے کہ اُن چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اور اگر کوئی کافر جو مسلمانون کی امن سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان
غلام کو خرید کرے اور اپنے ملک مین لے جاوے تو وہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا **ف**
اور دلیل امام صاحب کی اور صاحبین کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور جو کوئی غلام حربی کا دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر چلا آوے یا
مسلمان غالب ہو کر اُس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہوگا **ف** اسواسطے کہ روایت
کی امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے
طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُنمین سے ابوبکرہ تھے اور ایک لفظ مین ابن ابی شیبہ کے
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا آزاد کرتے تھے اُن غلامون کو جو آتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے دن طائف
کے دو غلام ایک اُنمین سے ابوبکرہ تھے اور روایت کی ایسی ہی ابوداؤد نے مراسیل مین باسناد اسکے عبد ربہ بن الحکم سے
کہا ابن القطان نے کہ عبد ربہ بن الحکم نہین پہچانا جاتا ہے حال اُسکا اور روایت کی بیہقی نے عبداللہ بن مکرم ثقفی سے
اور اُنمین ذکر فرمایا آپ نے اُولٰئِكَ عُتَقَاءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ص باب مستامن کے بیان مین

ف مستامن اُسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن ہوئی ہو تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان
دار الحرب مین جاوے اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض کرے

مگر جب کافرون کا بادشاہ اُسکا مال لے لیوے یا اُسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اُسکے ساتھ یہ کام کرے اور حاکم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ہوجاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز فقیرون کو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اُسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز قرض بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا اُنمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض کا مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہو اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا نہ دے ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اُنمین سے دوسرے کو قصداً یا خطاءً مار ڈالے تو اُسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور اُنمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی صورت مارڈالنے مین کفارہ ہے اور خون بہا اور قصاص کچھ واجب نہین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کہ جو دار الحرب سے دار الاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اُس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک برس یا ایک مہینا جتنا امام کی راے مین مناسب ہو ٹھہریگا تو تجھ پر جزیہ معین کر دیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ پھر گیا تو بہتر اور اُس میعاد تک ٹھہر گیا تو ذمی ہوجاویگا یعنی اُس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر وہ دار الحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے کوئی مستامن زمین خرید لے اور اُسپر خراج مقرر ہوجاوے تو اُسپر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کر لے تو ان صورتون مین بھی اُنکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کر لے تو وہ مرد ذمی نہوجاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تھا دار الحرب کو لوٹا تو خون اُسکا حلال ہوجاویگا **ف** تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اُسکو قتل کر ڈالے تو کچھ نہین **ص** تو اگر وہ قید کرکے لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اُسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہوجاویگا اور جو مال اُسکا اُنمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہوجاویگا اور اگر وہ مر گیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اُسکا قرض اور امانت اُسکے وارثون کو ملیگی اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اُسکی بی بی اور بچے اور کچھ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہوگیا اور اُسکے بعد کافر مغلوب ہوے تو اُسکے تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگے اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوے تو اُسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اُسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی حربی مسلمان کی ہوگی اور اُسکے سوا اور چیزین **ف** یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اُسکا کہ حربی کے پاس ہے **ص** غنیمت ہوجاوینگے اور جو حربی مسلمان ہوا دار الحرب مین اور اُسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصداً یا خطاءً اور اُسکے وارث بھی مسلمان ہین دار الحرب مین تو اُسپر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھ واجب نہوگا

عبارت اسکی یہ ہو کہ جو امانت اُسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی مسلمان یا ذمی کی ہوجاویگی کہ وہ اُسکا مالک ہوجاوے انتہی ... منہ مد ظلہ

اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل عمد مین قصاص اور خطا مین دیت واجب ہوگی اور جو شخص کوئی کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا
کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تھا اور مسلمان ہوگیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ انکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اسکو
مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص مین یہ ہو کہ چاہے مار ڈالے یا خون بہا لیوے یعنی بادشاہ کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لیوے مگر معاف نہین کر سکتا

ص باب وظائف یعنی زمین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان مین

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ
دی گئی ہو اور زمین بصرے کی سب عشری ہی ف یعنی انکی پیداوار سے دسوان حصہ مین ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی
سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہین لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اسکے یا لشکر
اسلام مین بانٹ دی گئی وہ زمین قبضے مین مسلمانون کے ہی اور مسلمانون کی زمین سے عشر لیا جاتا ہی اور لیکن زمین بصرے کی
تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہوگیا ص اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا
ہو اور پھر وہان کے باشندون کو اسپر قائم رکھا ہو یا امام نے انکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہی ف اور ایسی ہی
زمین سواد عراق کی اسواسطے کہ روایت کی ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح کیا
مسلمانون نے سواد کو کہا انھون نے واسطے عمرؓ کے کہ تقسیم کر دو اسکو ہمارے بیچ مین کیونکہ فتح کیا ہمنے اسکو غلبے سے تو فرمایا
حضرت عمرؓ نے کہ کیا ہوگا انکے واسطے جو تمہارے بعد مسلمان آوینگے تو مقرر رکھا انھون نے وہان کے باشندون کو اسپر اور
انکی گردنون پر جزیہ اور انکی زمینون پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاصؓ نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکا ابن
سعد نے طبقات مین اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور یہ مشہور ہی ص اور اگر کوئی
شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو
خراجی ہوگی اور وہ خراج جسکو حضرت عمرؓ نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہی کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہان پانی پہنچے اسکی پیداوار
غلے مین سے ہر جریب پیچھے ایک صاع گیہون یا جو وغیرہ اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب مین پانچ درم اور انگور
اور چھوہارے کے ملے کھڑے ہون انکی جریب مین دس درم اور اسکے سوا مین مثل زعفران و باغ وغیرہ کے جو اسکے حال کے مناسب
لیا جاوے ف اور یہ سب ثابت ہی حضرت عمرؓ سے مختلف روایات مین اخراج کیا انکا ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور عبد الرزاق
اور ابن ابی شیبہ نے ص اور جریب شصت در شصت ذرعہ ہوتا ہی ف یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز مین ضرب دینے سے
جتنا حاصل ہو اور وہ (۳۶۰۰) ہوتے ہین اتنے کا ایک جریب ہوتا ہی ص اور کتب فقہ مین ہی کہ گز بادشاہی سات مٹھی کا
ہوتا ہی اور گز مساحت کا سات مٹھی اور ایک انگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ جو کا ہوتا ہی
اسطرح پر کہ سب پیٹ جو کے ملے ہون ایک دوسرے سے ف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ معتبر جریب مین گز پیمائش ہی ص اور خراج مین
آدھے سے بڑھ کر نہ لیا جاوے اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت مین زیادہ نہ کیا جاوے نزدیک
امام ابو یوسفؒ کے اور زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمدؒ کے ف اور صحیح قول امام ابو یوسفؒ کا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور مؤید ہی
اسکے وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص پاس عمرؓ کے اور کہا کہ زمین خراج مین زیادہ گنجایش ہی اس سے

جو مقرر ہو چکا آپ نے توقف فرمایا آپ نے کہ نہین اوہ ہے کہدرف آنکے یعنی ہے سے کچھ علاقہ نہین جتنا مقرر ہو چکا اتنا ہی لین گے **ص**
اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی پہونچنا بند ہو جاوے یا پانی زمین پر غالب ہو جاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو ان
صورتون مین اس پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک نے اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان خراجی کو
خرید کرے تو ان سب صورتون مین خراج لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج
دیا کرتے تھے کہا بیہقی نے معرفہ مین کہ ابن مسعودؓ اور خباب بن الارتؓ اور حسین بن علیؓ اور شریح ان سب کی زمینین تھین
خراج کی اور روایت کیے ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الرزاق نے اس باب مین چند آثار ذکر کیا انکو زیلعی نے تخریج مین اور ابن الہمام
نے فتح القدیر مین **ص** اور خراجی زمین کی پیداوار مین عشر نہین یعنی اسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعیؒ
کے نزدیک عشر بھی لیا جاوے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کسی نے خلفاے راشدین اور صحابہ مین سے جمع نہین کیا عشر اور خراج مین
اور ہدایہ مین ہے کہ دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا يَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَخَرَاجٌ فِي أَرْضِ مُسْلِمٍ یعنی نہین
جمع ہوتے ہین عشر اور خراج زمین مین مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحیی بن عنبسہ سے ثنا ابو حنيفة
عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَجْتَمِعُ عَلَى مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہے قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اسکو
ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے پھر آیا یحیی ابن عنبسہ اور باطل کیا اسکو اور ملا دیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور
یحیی ابن عنبسہ ظاہر ہے حال اسکا ضعف مین کہ روایت کرتا ہے ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہین ہے یہ
کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یحیی بن عنبسہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو نہین حلال ہے روایت اُس سے اور کہا
دارقطنی نے یحیی یہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو اور یہ تہمت ہے امام ابو حنیفہؒ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اسکو
ابن الجوزی نے موضوعات مین اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہے اور یحیی متہم ہے ساتھ وضع کے انتہی لیکن روایت کی ابن
ابی شیبہ نے شعبی سے کہ کہا انھون نے نہین جمع ہوتا ہے عشر اور خراج کسی زمین مین اور ایسی ہی روایت کی عکرمہ سے **ص**
اور اگر سال مین دوبار پیداوار ہو تو عشر بھی دوبار لیا جاویگا اور خراج دوبار نہ لیا جاویگا **ف** اور مروی ہے یہ حضرت عمرؓ سے
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیویگا مثل عشر کے

ص فصل جزیے کے بیان مین

جزیہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اُس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے **ف** جیسا کہ صلح
کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑون کے جوڑون پر آدھے صفر مین اور آدھے
رجب مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کتاب الخراج مین **ص** اور ایک جزیہ وہ ہے کہ امام اپنی طرف سے اسکو
شروع کرے جب غالب ہو انپر تو مقرر کیا جاوے اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو **ف** اور امام شافعیؒ
کے نزدیک بت پرست عجم سے بھی جزیہ نہ لیا جاویگا **ص** دولت والے پر ہر سال مین اڑتالیس درم تو ہر مہینے مین چار درم ہوا اور بیچ
حال والے پر چوبیس درم سالانہ اور فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر مرد بالغ اور عورت بالغہ پر

ایک دینار مقرر کیا جاوے فقیر ہون یا غنی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاذؓ
سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف یمن کے کہ لون مین ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور
روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے شرط بخاری و مسلم پر اور نہین نکالا انھون نے اسکو اور
عبد الرزاق کی روایت مین ہے وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ اَوْ حَالِمَةٍ دِيْنَارًا اور ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر صلح کے اور اسیواسطے
حکم کیا جزیہ لینے کا عورت بالغہ سے حال آنکہ اُس سے جزیہ نہین لیا جاتا اور کہا ابو عبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور دلیل ہماری ہے
کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطابؓ نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس درم اور متوسط پر چوبیس درم اور فقیر پر
بارہ درم اور مثل اسکے مروی ہے عثمانؓ اور علیؓ سے **ص** اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہین تو اگر امام اُنپر غالب ہو تو عورتین
اور چھوٹے لڑکے اُنکے مال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعیؒ کے
نزدیک مشرکین عرب کو بھی غلام بنا لینگے **ف** اور دلیل ہماری ہدایہ مین مذکور ہے **ص** اور اسیطرح جزیہ نہین ہے نصرانی
گوشہ نشین پر جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
اپاہج پر جزیہ واجب ہے جب اُسکے پاس مال ہو اور اُس فقیر پر جو کچھ نہین کماتا **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے
اور دلیل ہماری یہ ہے کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہین مقرر کیا فقیر بے کسب پر روبرو جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کی کہ حضرت
عمرؓ نے لکھا کہ نہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانی سے **ص** اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہے موت سے اور اسلام سے **ف** یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے
تو جزیہ اُس سے نہ رہیگا اور ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین رہتا ہے اور دلیل ہماری قول ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین ہے مسلمان پر جزیہ نکالا اُسکو ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے اور طبرانی نے اوسط مین
ابن عمرؓ سے کہ جو شخص اسلام لاوے تو نہین ہے جزیہ اُسپر **ص** اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو
جزیہ ایک سال کا دینا پڑیگا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک
دو سال کا دینا پڑیگا اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد **ف** اور اسیطرح ہندؤن کا شوالہ **ص**
دار الاسلام مین نہ بنایا جاوے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہے اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ
یعنی معبد یہود کا روایت کیا اُسکو بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اسکو ابو عبید قاسم بن سلام نے
اور مروی ہے یہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے بھی **ص** اور اگر پرانا ڈھ گیا ہو تو اُسکو پھر سے بنا لیوین اور ذمی شخص مسلمانون
سے لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نہ کرے
اور تاگا موٹا جو باندھتے ہین کمر پر اُسکو ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین اُنکی
راہ مین اور حمام مین **ف** اسطرح پر کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اسطرح کہ ایسی ازار پہنین جسکو مسلمان عورتین
نہ پہنتی ہون **ص** اور اُنکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر اُنکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دار الاسلام کے
مقامون مین لڑائی کی طیاری سے چڑھ جاوے یا دار الحرب مین چلا جاوے تو عہد اُسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا **ف**
اسطرح پر کہ اسکے مال کو وارثون مین تقسیم کر دینگے **ص** لیکن اگر پھر یا خود ہو گا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر یا خود ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
برا کہے تو ان امور سے اسکا عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا **ف** لیکن ابن الہمام نے تصریح کی کہ اگر وہ از راہ تمرد اور شرارت کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہے کیونکہ ذمی سے جزیہ تحقیر سمجھ کر لیا جاتا ہے اور جب وہ ہمارے
پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اُس سے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا **ص** اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونوں
بالغ ہوں تو اہل اسلام کی زکوٰۃ سے دوچند لیا جاوے **ف** اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوٰۃ مالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں
گذرا **ص** اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیوں کے آزاد کیے ہوے کے ہے یعنی اس سے زمین کا خراج اور جزیہ لینا
چاہیے **ف** جیسے قریشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوٰۃ کا دوچند لینا چاہیے جیسے تغلبیوں سے لیتے ہیں **ص** اور امام
زفرؒ کے نزدیک اس سے دوچند لینا چاہیے یعنی پانچواں حصہ پیداوار زمین سے اور بیسواں حصہ جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے **ف** کیونکہ حدیث
میں ہے کہ مولیٰ قوم کا اُسی میں سے ہوتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور جواب ہمارا ہدایہ اور اصل میں مذکور ہے **ص**
اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیوں کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجیں امام کو اور جو مال کہ انسے بدون جنگ
کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانوں کے بہتر کاموں میں صرف کیے جاوین مثلاً کفاروں کی راہ بند کرنے اور پانی پر
پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور عالموں اور قاضیوں اور عاملوں اور سپاہیوں اور انکی اولاد کے روزینے میں
خرچ کریں اور جو شخص کہ نصف سال کے بیچ میں مر جاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ ہمارے زمانے میں قاضیوں مفتیوں وغیرہ کو

ص باب مرتد یعنی اُن لوگوں کے بیان میں جو دین اسلام سے پھر جاوین

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اُسکے دل میں جو مسلمانی کے دین میں شبہے ہوں وہ دور کیے جاوین تو اگر مہلت طلب کرے
تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اور اگر اس مدت میں توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے **ف** تو مہلت دینا اچھی طرح ہے ہمارے نزدیک مستحب ہے
اور امام شافعیؒ کے نزدیک حاکم کو درست نہیں کہ بغیر مہلت دیے مار ڈالے دلیل امام اعظم کی یہ ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے کہ فرمایا آپ نے
مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنی جو شخص اُلٹ دے دین اپنا تو قتل کرو اسکو اور اگر مہلت مانگے تو مہلت دینا واجب ہے **ص** اور مرتد
کی توبہ یہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینوں سے بیزار ہو یا اُس دین سے نفرت کرے جسکو اُسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونے کو
اسکو نہ کہیں اور اس سے پہلے ہی مار ڈالیں تو یہ امر ترک مستحب کا ہے اور اگر کوئی پیشتر ہی اسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہیں اور اسکا مرتد ہونے سے
مرتد کی ملک اُسکے مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر ملک کا جانا موقوف رہتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر
حالت مرتدی میں مر جاوے یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب میں چلا جاوے اور قاضی نے حکم کیا کہ وہ دار الحرب میں چلا گیا تو اسکے مدبر اور ام ولد
آزاد ہو جاوینگے اور قرض اسکا جو میعادی تھا حال ہو جاویگا یعنی اُسکی مدت باقی نہ رہیگی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک
جب دار الحرب میں چلا جاوے اسکا مال ویسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا **ص** اور جو کچھ کہ مال اسکا وقت مسلمانی کی کمائی کا ہوگا
بعد ادائے قرض حالت اسلام کے وہ اسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اسنے مرتدی کی حالت میں کمایا ہوگا اسمیں سے
اُن دنوں کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں حالت کے مال اسکے
وارث مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعیؒ کے دونوں حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیحہ مرتد کا اور صحیح ہے

طلاق اور ام ولد بنانا اُسکا اور شرکت مفاوضہ **ف** جسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اور بیچنا اور خریدنا اور ہبہ کرنا اور اجارہ اور مدبر کرنا اور مکاتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لایا تو یہ تصرف جاری ہونگے اور اگر مر جاوے یا قتل کیا جاوے یا دارالحرب مین ملجاوے اور حکم اُسکا ہوجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قبل قاضی کے حکم مرتد کے مسلمان ہوکر چلا آیا تو وہ گویا مرتد ہی نہوا اور اگر بعد اُسکے آیا تو جو مال اُسکا اُسکے وارثون کے پاس ہو لے لیوے اور اگر عورت مرتد ہوجاوے تو اسکو جان سے نہ مارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل کی جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون کے مروی ہے صحیحین مین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قتل کی جاوے عورت جب مرتد ہوجاوے اور اسناد مین اسکی عبداللہ بن عیسی الجزری ہے کہا دارقطنی نے کذاب ہے بناتا ہے احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل مین ابی ہریرہؓ سے کہ ایک عورت مرتد ہوگئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نہین قتل کیا آپ نے اُسکو اور ضعیف کیا اسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اُسکے غیر محفوظ ہین اور نکالا طبرانی نے معجم مین معاذ بن جبلؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اُنکو یمن کی طرف تو کہا اُنسے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے تو بلا اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار گردن اُسکی اور جو عورت کہ پھر جاوے اسلام سے تو بلا اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر اور اگر انکار کرے تو قید کر اُسکو اور نکالا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب خلاس کے تو اسوقت مین استدلال حدیث صحیحین سے اولی ہے اور امام شافعیؒ کی جانب کی حدیثین ضعیف ہین استدلال اُنسے مستقیم نہین ہوتا یہ ہے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین **ص** اور صحیح ہے تصرف اُسکا اور حالت اسلام اور ارتداد دونون مین جو کسب اُسکا ہے اُسکے وارثون کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی جنی اور مرتد نے اُسکے لڑکا دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جسوقت مرتد مرجاوے یا دارالحرب مین ملجاوے خواہ ولادت وارتداد مین چھ مہینے سے مدت کم ہو یا زیادہ اور جو وہ لونڈی نصرانی ہو تو اگر مرتد ہونے اور ولادت مین چھ مہینے سے کم ہے تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہے تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دارالحرب مین ملجاوے اور مسلمان اُسپر غالب ہوئے تو وہ مال مسلمانون مین غنیمت ہوجاویگا اور اگر مرتد دارالحرب مین ملکر پھر دارالاسلام مین آکر مال لیکے دارالحرب مین ملجاوے پھر مسلمانون کے غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملیگا پس اگر مرتد دارالحرب مین چلا جاوے اور اُسکا غلام اُسکے بیٹے کا ہوجاوے یعنی قاضی حکم کرے کہ اب اُسکا مالک بیٹا ہے اور اُسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کردے پھر وہ مرتد مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی ترکہ اُسکا اُسی مرتد کو جو مسلمان ہوگیا ہے ملیگا اور اگر مرتد کسی کو براہ خطا مار ڈالے اور دارالحرب مین چلا جاوے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اُس مال مین سے ہوگا جو حالت اسلام مین کمایا ہوا اور صاحبین کے نزدیک دونون حالتون کے مال مین سے ہوگا **ف** اسواسطے کہ اُنکے نزدیک دونون حالتون کا کسب اُسکے وارث کو ہے **ص** اور اگر عمرو نے زید کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہوگیا اور اُسی زخم مین مرگیا یا دارالحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اُسی زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثون کو دلایا جاویگا اور اگر دارالحرب مین نجاوے اور دارالاسلام ہی مین مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اس صورت مین عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا اور امام محمدؒ

ما ن تو کر نکاح اور ذبیحہ مرتد کا باطل ہے بالاتفاق اور طلاق اور ام ولد کرنا صحیح ہے بالاتفاق اور عقد مفاوضہ موقوف ہے اتفاقا اور باقی عقود مذکورہ امام صاحب کے نزدیک موقوف ہین اور صاحبین کے نزدیک نافذ کذا فی الاصل ۱۲

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہو کر دار الحرب مین جاوے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک
کو ملیگا اور جسقدر زائد بچیگا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو خاوند اور جورو دونون مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملین اور وہان
انکے بیٹا ہوا اور اُس بیٹے کا بیٹا پیدا ہوا پھر مسلمانون کی فتح ہوا اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور
بیٹے پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نکی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا
اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا اسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے اسلام اسکا صحیح ہے اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے پر زبردستی کی جاویگی جان
سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعیؒ اور زفرؒ کے نزدیک اسکا ارتداد صحیح ہوا اور نہ اسلام اور ہماری دلیل
یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام انکا اور افتخار حضرت
علی کا اس بات سے مشہور ہے کہا انہون نے **شعر** سَبَقْتُكُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا + غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ
ف یعنی پیش دستی کی مین نے تمہارے اوپر اسلام مین سب سے درانحالیکہ مین لڑکا تھا نہین پہونچا تھا وقت احتلام کو
روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور نکالا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے
حضرت علیؓ اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہے کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

ص باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین تو بادشاہ انکو واپس اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہہ انکو فرمانبرداری
مین ہوگیا ہو اسکو دور کرے **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا خوارج سے اول ذکر کیا اسکو نسائی نے
سنن کبری مین **ص** تو اگر وہ اکھٹے ہوکے ایک مکان مین جمع ہووین تو بادشاہ کو درست ہے کہ انسے لڑائی شروع
کرے اگرچہ وہ شروع نہ کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب تک وہ شروع نہ کرین تو بادشاہ شروع نہ کرے **ف** اور دلیل
ہماری اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر انکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ انکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان
باغیون مین کا زخمی ہو اسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے
نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور انکی اولاد کو قید نہ کرے اور انکے مالون کو بانٹ نہ لیوین بلکہ روک رکھین یہان تک کہ وہ توبہ کرین
ف اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے اسنے نافعؒ سے انہون نے ابن عمرؓ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتا ہے تو کیا حکم ہے خدا کا باغیون مین اس امت کے کہا انہون نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہے
تب فرمایا آپ نے کہ انکے زخمی کو نہ مارین اور انکے قیدی کو قتل نہ کرین اور انکے بھاگتے کا پیچھا نہ کرین اور انکے مال کو تقسیم
نہ کرین اور ضعیف کیا اسکو بزار نے بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علیؓ نے جنگ جمل مین نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے
اور عبد الرزاق نے **ص** اور اگر غازیون کو باغیون کے گھوڑون اور ہتھیارون کی حاجت پڑے تو انکو کام مین لاوین
اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر انکی شکست ہوجاوے اور ہم غالب ہون تو قاتل پر کچھ نہ لازم ہوگا اور جو باغی کسی شہر پر
قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہری دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اس مقتول کے
قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہے مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے

مار ڈالنے میں حق پر ہوں یا عادل مار ڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت وراثہ پانے کی مقتول سے رکھتا ہوگا تو اُسکا وارث
ہوگا اور جو باغی کہے کہ میں باطل پر ہوں تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر
باغی عادل کو ماریگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہے کہ اپنی حقیت کا دعوی کرے یا کہے کہ میں باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ہاتھ **ف** مثلاً
باغیوں اور رہزنوں اور اہل حرب کے ہاتھ **ص** ہتھیاروں کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ میں سے ہے تو مکروہ نہیں

ص کتاب اللقیط

ف اسمیں لقیط کا بیان ہے یعنی اُس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اُسکا والی معلوم نہو **ص** ایسے بچے کا اُٹھا لینا مسلمان کو
مستحب ہے **ف** کیونکہ اسمیں ایک جان کی محافظت ہے **ص** اور اگر اُسکے تلف ہو جانیکا خوف ہو تو اُسوقت اُٹھانا واجب ہے
مانند لقطہ کے **ف** لقطہ کہتے ہیں پڑی چیز کو اور اُسکا بھی اُٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہے **ص** اور وہ بچہ آزاد رہیگا
مگر جب کوئی حجت قائم ہو اُسکے مملوک ہونے پر **ف** مثلاً گواہ لاوے **ص** اور اُسکا خرچ بیت المال میں ہوگا **ف** اسواسطے
کہ حضرت عمرؓ نے کہا لقیط میں لیجا اُسکو اور وہ آزاد ہے اور ہمارے اوپر ہے نفقہ اُسکا روایت کیا اُسکو مالک نے موطا میں اور شافعیؒ نے
مسند میں اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ نفقہ اُسکا بیت المال میں سے ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علیؓ سے روایت کیا اسکو
عبد الرزاق نے **ص** اور اُسکے قصوروں کا تاوان بھی بیت المال میں سے دینگے اور میراث بھی اُسکی وہیں ہیگی **ف** اسواسطے
کہ زہری کی روایت میں ہے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ ترکہ اُسکا واسطے مسلمانوں کے ہے وارث ہونگے اُسکے اور دیت دینگے اُسکی طرف سے
اور نکالا اُسکو بخاری نے ترجمہ باب میں **ص** اور اٹھانے والے سے اُسکو کوئی لے نہیں سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص
اور دو شخصوں سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہوں اور اگر دونوں
مدعیوں میں سے کوئی ایسی نشانی بتادے جو اُس لڑکے میں موجود ہو تو اُس شخص سے نسب ثابت ہوگا ورنہ دونوں برابر ہونگے اور اگر غلام اُسکا
دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان
رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلہ اور گانوں میں نہ ملا ہو اور اگر ذمیوں کے مکانوں میں پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اُس بچے کے
ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچے ہی کا ہے اور اُسکی حاجتوں میں صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضوں کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف
کیا جاویگا اور جو اُس بچے کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اُٹھانیوالے کو لے لینا اُسکا درست ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بچے کو کسی پیشے میں لگاوے
اور نہیں جائز ہے کہ اُسکا نکاح کر دے یا اُسکے مال میں تصرف کرے یا اُسکو اپنے بیچ میں دے صحیح مذہب میں **ف** اور قدوری کی روایت میں دینا جائز ہے ہدایہ

ص کتاب اللقطہ

ف یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان میں **ص** پڑی ہوئی چیز امانت ہے پانے والے کے ہاتھ میں اگر گواہ کر لے پانیوالا اس
بات پر کہ میں اسکو واسطے محافظت کے اور پہنچا دینے کے طرف اُسکے مالک کے لیتا ہوں تو اگر یہ چیز اُسکے پاس سے تلف ہو گئی تو
اُسپر تاوان لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے کہ امانت کے تلف ہو جانے سے تاوان نہیں ہوتا **ص** اور اگر گواہ نہ کیا تو تاوان دینا ہوگا
اگر تلف ہو جاوے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہ دینا ہوگا بلکہ پانیوالے کا قول مع الیمین معتبر ہوگا
اور جو پانیوالے نے خود اقرار کیا کہ میں نے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سب کے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ کہے اے

مسلمانو جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہو تو میرا نشان دے دو اور اُٹھانیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے جس مکان مین کہ پایا ہو یا جہان بہت لوگون کا مجمع ہوتا ہو اور آواز دے کہ مین نے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہے اور اُسکے مالک کو مین نہین جانتا تو جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اُسکا وصف بیان کرے تاکہ اُسکو دیدون اور اختلاف ہے بتلانے اور بیان کرنے کی مدت مین تو صحیح یہ ہے کہ اُسکی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ جب تک پانیوالے کی راے مین آوے کہ مالک بتلاش مطلب نکریگا تبلاتا رہے اور امام محمدؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ نے اسکو اندازہ کیا ہے ساتھ ایک سال کے **ف** اسواسطے کہ زید بن خالدؓ کی حدیث مین ہے کہ پہنچوا اسکو ایک سال تک روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اُسکو کچھ دنون تبلاوے اور اگر دس یا زیادہ ہون تو ایک سال تک پہنچوائے **ص** برابر ہے کہ وہ چیز حل کی ہو یا حرم کی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ چیز حرم کی ہو وے تو اُسکو پہنچوائے یہان تک کہ اُسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب مین کہ نہین حلال ہے لقطہ اُسکا مگر واسطے اُسکے مالک کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالدؓ کی حدیث مین کہ تبلا اُسکو ایک سال **ص** اور جو چیزین ایسی ہین کہ مدت تک باقی نہین رہتین جیسے کھانے پکے ہوے تو اُنکو یہان تک تبلاوے کہ خوف اُنکے بگڑنے کا نہو پھر اُس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آ جاوے تو اُسکو اختیار ہے چاہے اُسکے خیرات کر دینے کو درست رکھے چاہے پانیوالے سے قیمت لے لے اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اُسکو پکڑ لینا درست ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر وہ چارپایہ اونٹ یا گاے ہو تو چھوڑ دینا اُسکا افضل ہے اور جو اُسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے سفت ہوگا اور جو حاکم کے اذن سے کھلایا ہو وہ اُسکے مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اُٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اُسکو کرایہ دے اور اُسی مین سے اُسکا خرچ کرے جیسا کہ بھاگے ہوے غلام مین اُسکا اجارہ دینا درست ہے اور جو اُس سے منفعت نہو تو حکم ہوگا کہ اُسپر خرچ کیا جاوے اور جب مالک آوے تو خرچ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اُسپر خرچ کیا جاوے **ف** مثلاً ایسا چارپایہ ہو کہ اُسکا خرچ اُسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہے **ص** تو بیچ کر اُسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اُٹھانے والے کو اختیار ہے کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول کر لے تب تک اُس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اُسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہو گئی تو نفقہ ساقط ہو گیا اور جو قبل روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط نہ ہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالے کے حوالے نکرے جب تک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک ثابت نہ کرے پس اگر مدعی کوئی علامت اُس چیز کی بیان کرے کہ اُس سے اُٹھانیوالے کو گمان غالب ہو کہ یہی مالک ہے تو اُسکے حوالے کر دینا حلال ہے مگر واجب نہین ہے بدون حجت شہادت کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اُٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے اور کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اُسکے ماں باپ یا بیوی لڑکے محتاج ہون تو اُنپر صدقہ کرے

ص کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوے غلام کے بیان مین پکڑنا اُسکا مستحب ہے بشرطیکہ اُسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو اُسکا چھوڑ دینا افضل ہے اور اگر پانے والا اُسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہان تک اُسکو پہنچا دینا افضل ہے اور جو شخص کہ بھاگے ہوے غلام کو یا مدبر یا ام ولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ کر لاوے تو اُسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

اگر کچھ شرط نہ کی ہو ۱۲

کم ہو جب کہ اُسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لے جاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑ کر لاوے
تو اُسی حساب سے اجرت ملیگی **ف** یعنی ایک دن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم کا مستحق
ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک کچھ اجرت ملیگی بدون
شرط کے اور ہماری دلیل اثر ابن مسعودؓ کا ہے کہ انھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور اجماع صحابہ کا
ہے اس اجرت دلانے پر اور روایتین انکی موجود مین مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مین **ص** اور جو پکڑ لانیوالے کے ہاتھ سے غلام
بھاگ جاوے تو اُسپر تاوان نہوگا **ف** اور قیمت دینی نہ آویگی **ص** اور جو اُسنے گواہ نہین کیا تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر بھاگ جاویگا
اُسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اُسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور جب ہے
کہ قیمت اُس غلام کی بقدر رقم رہن کے یا اُس سے کم ہووے اور جو رقم رہن سے قیمت اُسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین کے اجرت مرتہن پر
ہوگی اور باقی راہن پر اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہے جیسے لقطہ پر خرچ کرنیکا **ف** یعنی اگر قاضی کے
حکم سے اُسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آویگا

ص کتاب المفقود

ف اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اُسکے خبر نہو بیان ہے **ص** مفقود اپنی ذات کے
حق مین زندہ ہے تو اُسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اُسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اُسکا کرایہ فسخ نہو اور قاضی ایک
آدمی مقرر کر دے کہ جو اُسکا حق جو لوگون کے ذمے ہے وہ وصول کرے اور اُسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا
خوف ہو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی اولاد پر اور ماں باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق مین مردہ ہے تو وہ دوسرے سے
وارث نہوگا بلکہ حصہ اُسکا موقوف رکھینگے نوّے برس تک اور نوّے برس کے بعد قاضی اُسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہے
کہ جب اُسکے ساتھی ہم عمر مر جاوین تو حکم کرے اُسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوّے برس تک کم جیتا ہے **ف** اور امام مالکؒ کے
نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اُسکی بیوی کو جدا کر دے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے نکاح کرے اور دلیل لاتے ہین
قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت گم ہو جاوے خاوند اُسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہے تو وہ انتظار کرے چار برس پھر عدت
کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اُسکو موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ہماری دلیل قول
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اُسکی ہے جب تک کہ اُسکا حال کھلے روایت کیا اسکو دارقطنی نے
سنن مین اور معارض ہے قول عمرؓ کے قول حضرت علیؓ کا کہ کہا انھون نے عورت مفقود کی پڑ گئی بلا مین تو چاہیے کہ صبر کرے
یہانتک کہ خاوند کی موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اُسکو عبد الرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن مسعودؓ سے
کہ وہ بھی موافق ہوئے حضرت علیؓ کے اور انکا لا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہین
جایز ہے اُس عورت کو کہ نکاح کرے یہان تک کہ ظاہر ہو موت اُسکی اور سید اپنے مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے رجوع کی طرف قول حضرت علیؓ
کے حاصل یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہے **ص** تو اب اُسکی بیوی عدت کریگی موت کی اور مال اُسکا تقسیم ہوگا اُن
وارثون کے درمیان مین جو اب موجود مین اور وہ جو حصہ اُسکا موقوف رکھا تھا وہ اُس غیر کے وارثون کو دلایا جاویگا **ف** تو حاصل یہ ہے کہ اپنے مال کے

حق مین تو اُسکی موت کا حکم نوّے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے مال کے حق مین اُسکی موت کا حکم بعد نوّے برس کے گم ہونے کے وقت سے کرینگے تو بعد مدت مذکور گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اُس غیر کے مرتے وقت مفقود کا وجود نتھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتاب مین ہے

ص کتاب الشرکة

ف اسمین شرکت کا بیان ہے شرکت جائز ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے رہے شرکت کا اور آپ نے اُسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون مین انکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور حاکم نے مستدرک مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے **ص** شرکت دو طرح پر ہے ایک شرکت ملک کہ دو شخص **ف** وراثت کی وجہ یا خریداری سے ہدایہ **ص** ایک چیز کے مالک ہو جاوین اور اس شرکت مین ہر ایک انمین سے اجنبی ہوتا ہے **ف** یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین بغیر اُسکی اجازت کے ہدایہ **ص** اور دوسری قسم شرکت عقد ہے اور اسمین ایجاب و قبول ضرور ہین **ف** مثلاً ایک کہے شرکت کی مین نے تجسے فلان فلان چیز مین اور دوسرا کہے قبول کیا مین نے ہدایہ **ص** اور اس شرکت کی شرط یہ ہے کہ کوئی امر ایسا نہو وے جو اس عقد کو قطع کر دے مثلاً احد الشریکین کچھ روپیہ مقرر کر لے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ جائز ہے کہ سوا ان روپون کے اور کچھ نفع نہوا ہو اسمین دونون شریک ہون اور اُسکی بھی چار قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین جب وہ دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہے مسلمان اور کافر مین **ف** کیونکہ دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین **ص** اور جائز ہے درمیان دو مسلمان بالغ کے اور دو کافر کے برابر ہے کہ ایک یہودی یا نصرانی ہو اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین **ف** اور دلیل ہماری صاحب ہدایہ نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اسمین بڑی برکت ہے اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اُسکو کرتے چلے آئے اور کسی سے انکار اسکا صحت کو نہین پونہچا **ص** اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو جاتا ہے تو ایک شریک نے اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہے کہ قیمت کو اُسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز جو شریک مول لیگا وہ مشترک دونون مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ انمین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے کے یا کفالت کے جب مکفول عنہ کے حکم سے ہو ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اُسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے کفالت کی تو اُسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا **ف** اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت اور نکاح اور خلع و صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو انمین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا **ص** اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے **ف** مثلاً روپیہ اشرفی **ص** ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو مفاوضہ رہا مگر جب اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

یا یہ کہ ہر ایک اُنمین سے اپنے مال کو نہ ملاوے ہر طرح درست ہی اور اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت
کا صرف اُسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا کس لیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان شریک مشتری جو دام چیز
کے بائع کو دے اُسمین سے دوسرے شریک سے اُسکے حصے کے موافق مجرا لیوے یعنی جتنا اُسکی طرف سے اسنے اپنے مال مین سے دیا ہو
وہ اُس سے بھر لے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون روپے اشرفی اور پیسون کے جنکا چلن ہو اور چاندی سونے کے
ٹکڑون کے جن پر سکہ نہو اگر لوگون مین اُسکا لین دین جاری ہو درست نہین **ف** یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان مین چاہیے
کہ دونون شخص روپے خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان چاندی اور سونے کی جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین نہ درست نہوگی
ص اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے مین بیچ ڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان
کرین تو درست ہی **ف** اور یہ حیلہ ہی شرکت مین جس صورت مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملاوین یا اور اسباب ملانا منظور ہو **ص** اگر
کل مال شرکت کا یا مال ایک شریک کا قبل خرید کرنے کسی چیز کے ہلاک ہو جاوے تو شرکت باطل ہوگی اور وہ مال جو ہلاک ہوا ہی سہی
مالک کا ہوگا اگر مال جل گیا ہو برابر ہی کہ اُسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال مل جل گیا
ہو تو وہ سب شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے
کا مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خرید ہوا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے
کے موافق قیمت اسباب کی اُس سے لے لے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پھر دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے
تو جسکا مال تلف ہوا ہی اُسنے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلاً کہدیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے
خریدیگا تو اُسکا آدھا میرے واسطے خریدنا تو اسوقت اسباب جو خریدا ہوا ہی دونون مین مشترک ہو جاویگا اور جسنے مول لیا تو وہ
اپنے شریک کے حصے کے موافق اُس سے قیمت لے لیگا اور اگر اُسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اُسی کا
ہو جاویگا جسنے خریدا ہی اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال مشترک کو بطور بضاعت **ف**
یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر **ص** کسی کے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسی کو وکیل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ مین
مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اُسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اُسپر ضمان نہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت صنایع اور
تقبل ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ دو کاریگر مثلاً دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک کام کیا
کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اُسکو دونون برابر بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اُجرت ایک کو دو تہائی ملے اور ایک
کو ایک تہائی اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ شرکت جایز نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک جب عمل متحد ہو تو جائز ہی اور مختلف ہو تو نہین
جائز اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کرلیگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک سے مطالبہ پہونچتا ہی کام
کا اور اسی طرح ہر ایک کو پہونچتا ہی کہ کام دینے والے سے اُجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اُجرت دیدے تو بری ہو جاویگا
اور جو کمائی ہووے وہ دونون مین مشترک ہوگی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہو چوتھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ دو شخص
بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونیکی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور
بیچین اور نقد کچھ نہ لگاوین اور اصل قیمت حوالے مالک کے کرکے باقی جو کچھ بچے اُسکو بانٹ لین اور اسمین ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہی

اگر یہ بطور مفاوضہ ہو اور فقط وکیل ہوتا ہے اگر بطور عنان ہو پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی
دوسرے کے لیے اسطرح پہلیں تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی اسلیے کہ نفع غیر مضمون کا جائز نہین یعنی اگر یہ سمین اقرار کرین
کہ مال آدھوں آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا **فصل** شرکت نہین جائز ہے لکڑیان لانے اور گھانس جمع کرنے اور شکار کرنے
مین تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہو اسی کا ہوگا اور جس چیز کو دونون نے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی انکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا ایک نے دوسرے
مدد کی جیسے ایک نے گھانس کھودی اور دوسرے نے اکٹھا کی تو گھانس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اسقدر مزدوری ملیگی اپنی
جتنا اسنے کام کیا جسقدر اجرت ہو اگرچہ اجرت قیمت کے برابر یا زیادہ ہو امام محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس چیز کی آدھی
قیمت سے زیادہ اسکا مزدوری نہ دینگے اور اسی طرح جائز نہین شرکت پانی کھینچنے مین مثلاً ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال اور پانی ایک نے
کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور اسپر کرایہ پکھال یا خچر کی اجرت مثل لازم ہوگی **ف** یعنی سقا اگر خچر اسکا تھا اور پکھال دوسرے
کی تو پکھال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر پکھال اسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اسکو دینی ہوگی **ص** اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد
ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار پر ہوگا مثلاً شرکت مین کچھ نفع ایک شریک نے زیادہ ٹھہرایا تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا تو مال
شرکت اگر آدھوں آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونون شریکون مین سے کسی کے مرجانے سے یا مرتد
ہو کر دار الحرب مین جا ملنے سے جبکہ قاضی حکم اسکے ملنے کا کر دے باطل ہو جاتی ہے اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون مین سے دوسرے کے مال کی
زکوٰۃ بدون اسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی
تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی زکوٰۃ کا تاوان لازم ہوگا
اگرچہ اول کے ادا سے واقف نہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہوگا تو ضامن نہوگا اور جو مفاوضت مین دو شریکون مین
سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اسنے اس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور
مال شرکت مین سے اسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی
اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا ہے

ص کتاب الوقف

وقف کہتے ہین اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روک رکھے اور اسکا نفع خیرات کر دے جیسے عاریت مین ہوتا ہے **ف** اور
یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب
اتری سورۂ نسا اور اسمین فرائض کہ منع کیا آپنے حبس سے روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا
اسکو دارقطنی نے اور اسناد مین اسکی عبد اللہ بن لہیعہ اور بھائی اسکا دونون ضعیف ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
موقوفاً حضرت علیؓ پر کہ کہا انھون نے نہین حبس ہے فرائض سے اللہ تعالی کے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ نہین ہے کوئی مال کہ روکا جاوے بعد
موت مالک کے قسمت سے درمیان وارثون کے اور فرائض سے مراد حصے ہین وارثون کے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے
کہ کہا انھون نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو اور نکالا اسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر
مین ہے **ص** اور صاحبین کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہین کہ روک رکھنا کسی چیز کا اللہ تعالی کی ملک مین **ف** اور دلیل

اُنکی روایت ہے حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے اُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا ایک زمین کے کہ تصدق
کر دے اُسکو نہ بیچی جاوے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والون نے ص اور
فتوی صاحبین کے قول پر ہے تو امام صاحب کے مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیرون پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا
مسافر خانہ واسطے مسافرون کے یا قافلہ اُترنیکا مکان بنلیا یا اپنی زمین کو مقبرہ کر دیا تو ملک وقف کرنیوالے کی اُس سے نہ جاویگی اگرچہ
اُسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلاً کہے کہ اگر مین مرجاؤن تو وقف کیا اُسکو صحیح قول مین ف اور ایک روایت مین امام سے ملک جاتی
رہیگی ص مگر یہ کہ حاکم اُسکی ملک جاتی رہنے کا حکم کر دے یا مسجد بناوے اور راستہ اُسکا جدا کر دے اور لوگون کو اُسمین نماز پڑھنے کی اجازت
دیدے اور ایک شخص بھی اُسمین نماز پڑھ لے تو ملک اُسکی جاتی رہیگی اگرچہ اُس مسجد کے تلے ایک تہ خانہ ہو جو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو
اختلاف ہے اسمین کہ کس طرح مکان مسجد ہو جاتا ہے پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فقط یہ کہدینا کہ مین نے اسکو مسجد بنایا کافی ہے اور
امام محمدؒ کے نزدیک ضرور ہے کہ اسمین جماعت سے نماز پڑھی جاوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نماز ایک شخص کی بھی
کافی ہے اور جو مسجد بنا کر اُسکے نیچے تہ خانہ اور کامون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور [illegible]
اذن نماز کا دیا تو وہ ملک سے اُسکی نہ جاویگی ف تو بیچنا اُسکا درست ہوگا اور اُسکے ترکہ دوسرے وارثون کو پہنچیگا یعنی وہ مسجد کے
حکم مین نہوگی ص اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک ملک وقف کرنیوالے کی فقط زبان سے کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کیا جاتی رہتی
ہے اسلیے کہ تسلیم شرط نہیں واسطے لزوم وقف کے اُنکے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک جب جاتی ہے کہ اُسکو متولی کے سپرد کر دے اور وہ اُسپر قبضہ کر لے
تو درست ہے وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب کہ وہ قسمت کی صالح ہو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہے
اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز مین کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہے سب کے نزدیک مگر مسجد اور مقبرہ مین جائز
نہیں اور اگر واقف وقف کے پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کر لے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود رہے تو درست ہے
ف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک درست نہیں دلیل ابو یوسفؒ کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے
سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے تھے صدقہ فطر مین سے
اپنے اہل کو موافق دستور کے اور یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادم پر تو وہ صدقہ ہے
واسطے اُسکے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے اور روایت کیا اسکو نسائی نے کہ جو کھلا دے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے
واسطے صدقہ ہے اور نکالا اسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو
اُسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اُسنے شرط کر لی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالین کنز ص اور جو کسی نے شرط کی زمین
وقف کرتے وقت کہ جب چاہون اس زمین کے بدلے اور کو وقف کر دون تو جائز ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسلیے کہ بدل دینا وقف کا
بدون شرط کے بھی جائز ہے جب مین موقوف خراب ہو جاوے اور اسپر فتوی نہیں دیا جاویگا کیونکہ اسمین بہت طرح کے فساد ہوتے ہین اور ہم نے
دیکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانون کے وقفون کو اسی حیلے سے باطل کر دیتے ہین ف تو اب فتوی امام محمدؒ کے قول پر چاہیے کہ
شرط باطل ہے اور وقف جائز ہے ص اور یہ بھی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے
ف مثلاً اگر خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی وقت مین نہ ہونا ممکن ہو تو یہ کہدے کہ ان لوگون کے نہ رہنے کے بعد وقف کے

فقیرون یا علما کو اُسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے **ص** اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بغیر اِس کہنے کے وقف صحیح ہوجاویگا
اور جبکہ لوگ جنپر وقف کیا ہی نہون تو فقیرون پر صرف کیا جاویگا اور صحیح ہی وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص**
نہ منقول کا **ف** امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی وقف کرنا اُن اشیاے منقولہ کا جنکے وقف کرنیکا معمول
ہو جیسے تبر اور پھاوڑا اور بسولا اور آرہ اور تابوت اور اُسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف اور اِسی پر عمل ہی اکثر شہرون کے
فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اسواسطے جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے وقف کیا اُسکا جیسے حضرت عمرؓ نے ایک
زمین کو اور زبیر بن عوامؓ نے ایک گھر کو روایت کیا اسکو ابراہیم نے کتاب غریب الحدیث مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک بین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور وقف منقول کا امام محمدؒ کے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالدؓ نے روک دیا اپنی زرہون کو اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے
زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا اللہ نے زرہون کو اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو
بعد اُسکے کسی کی ملک مین آویگا اور وہ جو بعض متاخرین نے جائز رکھا بیع وقف کو جب خراب ہو جاوے اور گرنے لگے واسطے عمارت کرنے
باقی کے تو صحیح یہ ہی کہ جائز نہیں ہی اسواسطے کہ وقف بعد صحت کے ملک کو قبول نہیں کرتا جسطرح حریت کو قبول نہیں کرتا اور مثل استبدال
کے اسمین بھی فساد مشاہدہ ہی اور جائز ہی قسمت کر دینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو جس شخص نے ایک مین مشترک
کو وقف کیا تو نزدیک امام ابو یوسفؒ کے جائز ہی کہ اسکو بانٹ لے اپنے شریک کے ساتھ اور دوسرے شریک کے حصے سے اسکو جدا کر لے
اور اگر اپنی ساری زمین مین سے آدھی کو وقف کیا تو قاضی اُسکو قسمت کر دے واقف کے ساتھ اور نہین جائز ہی قسمت وقف
کی مصارف مین اور جو وقف کہ فقیرون پر ہو تو اُسکے محاصل کو اول اُسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس
بات کی شرط نہ کی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اُسکے فقیرون کے لیے ہی تو اُسکی تعمیر
اُس شخص کے ذمے ہی اور اگر وہ مرمت نہ کرے یا مفلس ہو تو حاکم اُس مکان کو کرایہ دیکر کرایہ سے اُسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اُسی شخص
کو دیدیوے اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اُسکی لکڑیان چونہ وغیرہ اُسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت
ہو ورنہ اُسکو رکھ چھوڑین وقت حاجت کے اُسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہ ہو
تو اُسکو بیچین اور قیمت اُسکی موقوف کی تعمیر مین صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم نہ کرین فقط

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ دوسری جلد نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کی بعد تصحیح مسائل و تطبیق با اصل نسخہ عربیہ
و تحشیہ ضروریہ کے پانچوین مرتبہ مطبع نظامی کانپور مین بشہر ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۲ ہجری نہایت عمدہ چھپکر طیار ہوئی

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ
واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہی مہر و دستخط مہتمم مطبع کے خاتمے پر ثبت کیے گئے
محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن خان

فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

مولد شریف بہاریہ مع رسائل دیگر۔
گلشن فردوس مجموعۂ پنج رسالہ۔
مولد شریف جدید نہایت مفید۔

صرف و نحو و ادب

کافیہ کلان نظامی محشے مع ترجمہ فارسی
وحل الترکیب زینی زادہ رومی بطریق ضمیمہ
ہدایۃ النحو نظامی محشے مع تعلیقات۔
فصول اکبری محشے مع دیگر رسائل نظامی
پنج گنج و زبدہ مع تمرین سعیدی و جواناسوی نظامی
دستور المبتدی مع تکملۂ مفیدہ نظامی۔
مجموعہ میزان الصرف مع ضمیمہ جدیدہ نظامی
صرف میر مع تکملۂ مفیدہ و تبصرۂ جدیدہ نظامی
مجموعہ نحو میر باضافہ شرح مائۃ عبد الرسول ملا جامی نظامی
شرح مائۃ عامل کلان مجموعۂ چہار رسالہ نظامی
زنجانی محشے بحواشی مفیدہ نظامی۔
مصطلحات صرفیہ نظامی در سوال و جواب
قواعد فارسی محشے نظامی مع شجرہا۔
تبیان شرح میزان۔
ناصر الطلاب در سوال و جواب عربی مع ترجمہ
تعلیم عزیزی مفید تعلیم مبتدیان۔
کلیات صہبائی مجموعۂ پانزدہ رسالہ نظامی۔
مجمع القوانین یہ نسخہ عجیب و غریب ہی۔
چہار گلزار نظامی مع ضمیمۂ مفیدہ۔
نہر الفصاحت نظامی عمدہ کتاب ہی۔
گفتگو نامہ در سوال و جواب فارسی نظامی۔
افصح الانشا نظامی نہایت مفید رسالہ ہی۔
الف با مع فوائد عزیزی۔
مصدر فیوض مع ضمیمۂ عروض نظامی۔
صفوۃ المصادر نظامی۔
پنجۂ نگارین نظامی کہ اس مرتبہ نہایت خوشخط
اسکے پانچون حصے لکھوائے گئے ہین ہر حصہ علیحدہ
چھپا ہی تعلیم خوشنویسی خط نستعلیق کیواسطے مفید ہی

تصوف و تہذیب اخلاق و قصہا

سبع سنابل محشے نظامی بہت عمدہ کتاب ہی۔
شفاء العلیل ترجمۂ قول الجمیل مع ضمیمۂ جدیدۂ
ہدایت السبیل نظامی قابل ملاحظہ ہی۔
فتوح الغیب مع شرح فارسی شیخ الدہلوی۔
مثنوی خوف حق نہایت عمدہ نسخہ ہی۔
حکایات دلپسند مفید تعلیم فارسی نظامی
بوستان تہذیب نظامی ترجمۂ بوستان سعدی۔
انیس الارواح ملفوظ خواجہ عثمان ہارونی۔

دلیل العارفین قابل ملاحظۂ شائقین۔
انوار الرحمن لتنویر الجنان ملفوظ شاہ عبد الرحمن
مجموعہ رسائل ستۂ ضروریہ نہایت بکارآمد ہی۔
مقاصد الصالحین لائق دید ناظرین نظامی۔
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔
گلستان خورد و کلان محشے نظامی۔
بوستان محشے نظامی۔
مرآت النساء نظامی واسطے تعلیم تہذیب عورتونکے
کہ دین و دنیا کی اسمین سب خوبیان مندرج
ہین لاجواب کتاب ہی۔

معقول

مجموعہ شرح الشرح قاضی مبارک حامل المتن نظامی
شرح حاشیۂ میر زاہد امور عامہ نظامی۔
تحفۂ شاہجہانی یعنی شرح تہذیب محشے مع
حل الترکیب منطق و رسالۂ آداب المطالعہ نظامی۔
حاشیۂ مولوی ظہور اللہ۔
قال اقول محشے نظامی مع شجرہ۔
مجموعۂ ملا حسن باضافۂ رسائل جدیدہ مفیدہ نظامی
حاشیۂ میر زاہد ملا جلال۔
شرح مرقات فارسی حامل المتن عربی نہایت عمدہ نظامی

طب

قرابادین اعظم تصنیف صاحب اکسیر اعظم نظامی کہ اصل
کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہی مگر اسمین ایک
فہرست علی ترتیب الامراض بقید ہندسہ صفحہ و سطر
کے ایسی لگا دی ہی جسمین قریب چار ہزار نسخونکی شمار ہی
رکن اعظم نظامی بحران کی بحث مین نایاب کتاب ہی
نیر اعظم نظامی نبض کے حالات مین رسالہ بے مثل ہی
شرح رباعیات طب یوسفی نظامی باضافۂ نسخہ ہا۔
شفاء الامراض بطریق سوال و جواب۔
مجموعۂ کارآمد اطبا یعنی رسائل ستۂ ضروریہ نظامی اردو
یعنی میزان الطب و رسالۂ بحران و رسالۂ نبض و رسالۂ قارورہ
و رسالۂ استخراج المزاج و ضمیمۂ واجب الحفظ۔
یاقوتی نظامی کہ اس کتاب مین اطبای حذاق
لکھنؤ کے مطب سے نسخہ ہای مجربہ معمولہ انتخاب
کر کے لکھے گئے ہین مع فہرست علی ترتیب الامراض

تواریخ و دواوین و مثنوی

لقطۃ العجلان نظامی عربی کہ اسمین عجائب و غرائب
حالات دنیا کے مندرج ہین۔
تاج الاقبال تاریخ بھوپال اردو و فارسی نظامی
دیوان ہنر بر نظامی نہایت فصیح کلام ہی۔
دیوان فساخ مع قصائد و رباعیات نظامی
مثنوی بلقیس و سلیمان قابل دید سخندانان
قیصر نامہ نظامی جسمین حالات جنگ روم و روس
کے نظم فارسی مین مثل سکندر نامہ کے مرقوم ہین
وزیر نامہ نظامی اسمین سب حالات پادشاہی
اودہ کے بسط و تفصیل سے مندرج ہین۔

اعلان

واضح ہو کہ یہ نسخہ نور الہدایہ یعنی
ترجمہ شرح وقایہ کئی بار اس مطبع نظامی مین چھپا اور
ہر مرتبہ طالبون کی کثرت سے ہاتھون ہاتھ بکا چنانچہ یہ چوتھی مرتبہ ہے کہ پہلے نسخون سے
یہ نسخہ نہایت عمدہ طیار ہوا اور اسکی تکمیل و درستی مین محنت و مشقت کے ساتھ ایک
زمانہ گذرا اور اصل نسخہ عربی کی عبارت سے جانچکر اسکے تمام مسائل اور دلائل کو ملانے
اور جابجا عبارات گھٹانے اور بڑھانے اور جدید حواشی چڑھانے مین صرف زر کثیر ہوا اور
بہت خرچ پڑا اب کامل طور سے جیسا کہ جی چاہتا تھا صحیح اور درست ہو گیا تصدیق اس
کلام کی ناظرین کو وقت مطالعے کے ہوگی اور خود یہ کتاب اس دعوے کی شہادت دیگی پس
جن صاحبون کو مطلوب ہو بارسال زر قیمت راقم سے یہ کتاب منگوا لین لیکن کوئی صاحب
نفع دنیا کی طمع سے اس دین کی کتاب کو بلا اجازت راقم کے چھپوا کر مواخذۂ سرکاری
کا بارِ نقصان نہ اٹھائین اسواسطے کہ حقِ تالیف اسکا حسب منشای قانون
بستم ۱۸۴۷ء داخل رجسٹری ہو کر مطبع ہذا مین
محفوظ رکھا گیا ہے فقط

الراقم

محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی کانپور

محلہ پٹکاپور